حسبی الله نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزار ہزار شکر ہے خداوند یکتا اور رب نے ہمتا کا کہ اوسنے اخوان
بنی اسرائیل سے مثل حضرت موسی کے بعد حضرت عیسیٰ
کے ایسے شخص کو خلعت رسالت عنایت کرکے مبعوث کیا
کہ اوسنے دردمندونکی تسلی اور بیدردونکی حکومت کے
ساتھ سرزنش کی اسلئے کہ اوسیکے نام عالم کی سروری کا حکم
نکلا تھا اور اوسیکی بات ماننے پر تشریعی مواخذہ کا وعدہ تھا اور
اکناف عالم میں صرف اوسیکی بدولت خدا کی وہ ثنا خوانی جو کبھی
اطراف
کے نہ پہیلی تہی یعنی سے نے شائبہ ثنویت اور تثلیث وغیرہ پہیل
گئی اور اوسیکے طفیل سے خداوند بے ہمتا نے
ہمیں سارے عالم سے ممتاز اور سرفراز کیا اوس حیات
ابدی کے ساتھ جسکی تلقین عیسی مریم کرتے رہتے تہے یعنی

کہ تمام عالم مین صرف ہمین محمدی لوگون کا یہہ ایمان ہی کہ حضرت
مبدا الکل کائنات بہر حال یکتا او رسے ہمتا اور عیسی مسیح اونکا
برگزیدہ بہیجا ہوا ہے جاننا چاہیے کہ جو دولت
انگلشیہ کے کسی قانون سے دین کے مباحثے کی ممانعت
نہین پائی جاتی ہے اور پادری لوگ رسالے لکھہ لکھہ کر بانٹتا
کرتے ہین اور اہل علم مسلمانون کو جواب لکھنے کی تاکید مین
ہمکا کرنے مین اسلیئے یہہ کتاب لکہی گئی اسطرح پر کہ تالیف
کرنیوالا اپنے طور پر بعضی باتین بیان کرتا ہے اس ارادہ سے
کہ عیسائی لوگ اسکا کیا جواب دیتے ہین اور جواب دینا ہے
اونکے اعتراضونکا اس ارادہ سے کہ اونکا جواب الجواب اونکے
پاس کیا ہے اور وہ مشتمل ہے اٹہارہ استفسارون پر اسلیئے
اونکا نام استفسار ہے مگر قبل شروع مطلب کے ایک مقدمہ
لکہنا ضرور ہے مقدمہ ہمارے اور عیسائیون کے اصل
نزاع صرف چند مسئلون پر ہے پہلا مسئلہ تثلیث کا ہم کہتے ہین
کہ تثلیث باطل ہے اور اعتقاد اونکا موجب خلود فی النار کا ہے
وہ عیسائی کہتے ہین کہ حق ہے اور نجات اخروی منحصر اسی اعتقاد
پر ہے دوسرا مسئلہ تصدیق نبوت جناب مصطفوی کا ہم کہتے ہین

کہ نجات اخروی ٹھہرا اسی اعتقاد پر ہے اور عیسائی کہتے ہین
کہ لوازم نبوت اونمین سے تھے تیسرا مسئلہ تحریف کا ہم کہتے ہین
کہ بیشک توراۃ اور اناجیل مین تحریف واقع ہوئی ہے اور عیسائی
کہتے ہین کہ یہہ بات ثبوت کو نہین پہونچتی سو اس کتاب مین
بالاصالۃ گفتگو انہین تین مسئلون سے ہے اور ضمنا اور بہی باتین
ہین ازانجملہ پہلے چارون استفسار محض تثلیث کی گفتگو مین ہین اور
پانچوین استفسار سے گیارہوین استفسار کے آخر تک بالاصالۃ تحریف
کی گفتگو ہے اور ضمنا اور بہی فائدے ہین اور باقی استفسارات
بالاصالۃ نبوت مصطفوی کی گفتگو مین ہین اور ضمنا تحریف کا بہی
ثبوت ہے پہلا استفسار ایک برہان عقلی کے رد سے تثلیث کا
مسئلہ باطل ٹھہرتا ہے سو اگر وہ برہان مسلم نہین ہے تو اور ملت
والونکی غیر خدا پرستی کیون عقلا باطل ہے اور کیا وجہ کہ ہر ایک چیز کے
احتمال خدا ہونیکا نہین ہو سکتا دوسرا استفسار مسئلہ تثلیث
کی تقریر جو جمہور عیسائی کرتے ہین اوسپر ایسے شبہے وارد ہوئے
ہین کہ اوٹھہ نہین سکتے تیسرا استفسار خود حضرت
عیسی کے ارشادات سے تثلیث غلط اور صرف توحید ثابت
ٹھرتی ہے چوتہا استفسار حضرت عیسی کا خدای مجسم ہونا

اور بندونکی نجات کے لیئے ملعون ہوکر تین دن دوزخ مین رہنا
جیسا کہ عیسائیون کا خلاصۂ ایمان ہے عقلاً باطل ہے **پانچوان**
استفسار حضرت موسی کی طرف جو کتاب منسوب
ہے اوسمین مخلوط ہونا خدا کے کلام کے ساتھہ غیر کے کلام کا
بالاتفاق ثابت اور بالبداہۃ ظاہر ہے مگر جو عیسائی لوگ
کہتے ہین کہ خود حضرت موسی نے وے باتین اوسمین درج
کی ہین سو یہہ بات قطع نظر عدم ثبوت کے بعض وجوہ سے
خلاف واقع معلوم ہوتی ہے **چھٹھان استفسار** خدا کے
کلام کے ساتہہ اور کسیکے کلام کا ملنا بروقت نہونے علامت
فارقہ بینہ کے ساری کتاب اللہ کو اوس اعتبار سے جو کلام الہی
کے لیئے ہے ساقط کرتا ہے **ساتوان استفسار**
توریت مین بعضی روایتین ایسی ملی ہین کہ اوس سے ساری
شریعت اسرائیلیہ کا اعتبار جاتا ہے **اٹھوان استفسار**
توریت مین بعضے احکام ظاہرہ کے نسبت لکھا ہے کہ یہہ حکم
ہمیشہ کے لیئے ہے حالانکہ حضرت عیسی کی شریعت سے وے
احکام بالکل مُتبدل ہوگئے **نوان استفسار** خود بعضے
انبیائے بنی اسرائیل اور حواریون کی گواہی اور ایک جماعت

علمائے مسیحی حامیان بائیبل کی بہی گواہی بسی ثابت ہوتا ہے
کہ بیبل مین نقصان اور فساد اور تبدیل اور تحریف ہوتی رہی
ہے اور حضرت عیسی کی اصل انجیل یعنے عبرانی زبان والی
عالم سے مفقود ہے **دسوان استفسار** بعضی بعضی
جگہہ اختلاف ترجمون کے نسخون کے جہت سے معلوم ہوتا ہے
کہ اصل بیبل یعنے عبرانی اور یونانی مین ہمیشہ کمی بیشی تغیر تبدیل
اعلام اور مفردات اور جملون کی ہوتی رہی ہے اور
اوسیکے ضمن مین حضرت ہاجرہ کی منقبت کا مذکور ہے اور
جو انجیل سے نسخ احکام توریت کا امتناع عیسائی لوگ
نکالتے مین اوسکا بہی اسی استفسار مین بطلان ظاہر کیا
گیا ہے **گیارہوان استفسار** روایات مخلوطہ
اناجیل کی تالیف ایسی ہوئی ہے جیسے ہمارے یہان شواہد
النبوة وغیرہ کی نہ کہ مثل قران کے یعنے نہ صحابۂ عیسویہ
کی جمع کی ہوی اور نہ سارا کلام اوسمین رسالت کا ہے
اور نہ بثبوت عصمت روح القدس لکہی گئی ہے اور نہ
اوسکی روایتونکی اسناد کا پتا لگتا ہے اور روایتون
مین اختلاف بہی ہے **بارہوان استفسار** تسمیعات

تحریری ہون یا تقریری اونکا ثبوت عقلی منحصر ہے بیان
اسناد اور اونکی کثرت اور صحت کے جاننے پر اور ہمین سے
رسالونکی عالمین کسی عالم کے پاس سند نہین ہے خصوصاً
اوائل قرون کی یعنے اون انبیا کے عہد و نسے جنکی طرف
وے کتابین منسوب ہین اوس زمانہ تک کی کہ جس زمانہ مین وے
کتابین پہیل پڑین مثلاً توریت کی عزرا نبی کے عہد سے بطلیموس
کے عہد تک اور عہد جدید کی حواریون کے عہد سے قسطنطین
اول کے زمانے تک کی سندین کسیکے پاس نہین ہین **تیرہون**
استفسار اکثر پیشین گوئیان انبیاے بنی اسرائیل اور
حواریون کی ایسی ہین کہ ہم اگر خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے نسبت ویسی باتین از قسم معجزات شمار کرتے تو عیسائی
لوگ بڑے ٹھٹھے کرتے **چودہوان استفسار** سچے
مسیح اور جھوٹے مسیح بڑے بڑے معجزے دیکھلانے والے
مین کیا فرق ہے اور اسی تیرہوین اور چودہوین استفسار
کے ضمن مین ختم رسالت کا جو شبہہ حضرت عیسی کی نسبت
بعضی لفظون سے ان کتابون کے پیدا ہوتا ہے اوسکو رفع
کیا ہے **پندرہوان استفسار** حسب ضابطۂ عقلیہ

کے روے سمعیات کا ثبوت ہوا کرتا ہے اوسکے موافق صرف حضرت
خاتم النبیین کے معجزات ثابت ہین اور کسی پیغمبر کے نہین ثابت
اسطرح کہ بدون تصدیق مصطفوی کے کوئی سبیل اونکے ماننے
کی ہو **سولہوان استفسار** باوجود بہیل کی خبر ہونیکے
جس قوت کے ساتہہ حضرت خاتم النبیین کی خبر توریت اور انجیل
سے نکلتی ہے اوسطرح حضرت عیسی کی خبر توریت سے نہین
نکلتی **سترہوان استفسار** جو اعتراض حضرت
خاتم النبیین پر عیسائی لوگ کرتے ہین وہی اعتراض بائبل اوسکے
حضرت موسی اور حضرت عیسی وغیرہ انبیاے بنی اسرائیل
کی طرف عائد ہوتی ہے اور میزان الحق کی باب اول اور سوم
اور رسالہ تحقیق دین حق کے پہلے حصہ کا جواب اس استفسار
مین جہان کہین پادری صاحبون نے گستاخانہ تقریر لکہی ہے
اوسکا جواب بہی ویسہی الزاما دیاگیا **اٹہارہوان استفسار**
جو شرف بدیہی الثبوت ملت اسلامیہ کے لئے ہے اور کسی ملت
کے لئے نہین ہے **اب** جاننا چاہیے کہ **بیبل** نام ہے مجموع
دو مجموعونکا ایک مجموعہ وہ کہ مسلم اور مفترض التسلیم کافہ
فرق یہود اور عیسائیونکا ہے اوسکا نام عہد عتیق یا عہد قدیم

لکھا کرتے ہین اور دوسرا مجموعہ وہ کہ صرف کافہ فرق مختلفہ

عیسائیونکا مسلم اور مفترض التسلیم ہے اور یہودی اوسے

نہین مانتے اور بئیبل کے رسالون کی فہرست یہہ ہے

اول کتاب موسے کہ اوسمین پانچ کتابین ہین ا کتاب

پیدایش اوسے سفر الخلیقہ اور کتاب الخلایق اور فرنگ

مین جنیسیس اور عبری مین براشیت کہتے ہین ۲ کتاب خروج

اوسے سفر الخروج اور فرنگ مین اکسودس اور عبرمین شموت

کہتے ہین ۳ کتاب احبار اوسے سفر اللاوین اور کتاب قوانین

اور فرنگ مین لویٹکس اور عبرمین ویقرا ۴ کتاب شمار اوسے

سفر العدد او فرنگ مین نمبرس اور عبرمین بمدبر ۵ کتاب

تکرار اوسے سفر الاستثنا اور تثنیۃ الاشتراع اور فرنگ

مین ڈیوٹرانمی اور عبرمین دبریم کہتے ہین انکے نام اور زبانکے

سواے عربی اور فارسی کے مینے اسواسطے لکھے کہ بروقت

افادہ اور استفادہ کے اکثر عیسائی لوگ وہ نام عربی

اور فارسی والا نہین پہچانتے اور مجموع کتب خمسہ کو

پنٹٹیوک کہتے ہین اور باقی رسالونکے نام صرف وہی نام

جو بعضے ترجمون مین لکھے ہین لکھتا ہون ۶ کتاب یوشع ۷

جسکو ہم لوگ باب یا فصل کہتے ہین انگریز لوگ اوسے چیپٹر کہتے ہین
اور جس طرح ہم قرآنی جملونکو آیت کہتے ہین یہہ اوسے ورس
کہتے ہین اور یہہ بات جاننا چاہیے کہ مجموعہ اسفار خمسہ جو منسوب
بحضرت موسی ہے سب عیسائی متفق ہین کہ سبکا سب وہی نہین
ہے جو حضرت موسی کو تختیون پر لکھا ہوا بارگاہ خداوندیسے
عنایت ہوا تہا اور اسپر بہی اتفاق ہے کہ بجز اون تختیون کے
اور کوئی کتاب بہیئت مجموعی بارگاہ خداوندیسے حضرت
موسی کو عنایت نہین ہوئی اور نہ اسپر بہی اتفاق ہے کہ تمام
اوسمین صرف کلام اللہ نہین ہے اب رہا یہہ کہ یہہ سب جو ہے
سو کسکا کلام ہے عیسائیون کا بلا سند اور بلا دلیل دعوا ہے
کہ سارا مجموعہ تالیف کیا ہوا حضرت موسی کا ہے مگر بعض بعض
جملے اوسکے اور کسیکے ملائے ہوئے ہین اور بظن غالب یہہ کہتے
ہین کہ وہ جملے عزرا نبی کے ملائے ہوئے ہین اسیطرح یوشع
کی کتاب کے نسبت بہی کہتے ہین اور اور باقی رسائل توریت
کے جو ہین اون مین سے بعضونکو تو کسی نبی کی طرف منسوب
ہی نہین کرتے ہین چنانچہ کتاب القضات اور اخبار الایام
اور کتاب راعوث اور بعضونکو جو منسوب کرتے ہین اونکے

بعضے کے بعض ابواب کو بالیقین کہتے ہین کہ اونکی تالیف نہین ہے
جنکی طرف کتاب منسوب ہے جیسے بعض ابواب صموئیل کی کتابونکے
اور بعضے ابواب زبور کے اور بعضا کلام کتاب سلیمان کا اور بعضونکو
بالیقین کہتے ہین کہ اونہین کی تالیف ہے جنکی طرف منسوب ہے جیسے اشعیا
اور ارمیا اور ذکریا کی کتاب اور اکثر ابواب زبور کے بالجملہ عیسائیونکے
اعتقاد کا کلیہ ان کتابون کی نسبت یہہ ہے کہ جو کتاب اور جس کتاب کے
جو ابواب اور جس بات کے جو جملے ایسے ہین کہ وہ کتاب جنکی طرف منسوب ہے
وہ اونکے ہو سکتے ہین گو کہ تاویل ہووے تو بالیقین کہتے ہین کہ اونہین
کے ہین اور جو کلام ایسا نہین ہے اوسکو بدرجہ لاچاری اور کسیکا ہوا
منسوب الیہ کے بتاتے ہین اور یہہ نہین جانتے کہ سمعیات مین واجب الاعتقاد
وہی بات ہوتی ہے جسکا ہونا شخص منسوب الیہ سے ثابت ہو سنداً نہ کہ
صرف احتمالاً خصوصاً جبکہ اوسمین غلط بعضی جگہہ یقیناً معلوم ہو اس
صورتمین دانشمند عاقبت اندیش کے لئے اس بات کے واسطے
کہ ان کتابونکے مضامین درصورتیکہ معارض قرآن شریف کے ہون
تو مخل صحت نبوت حضرت خاتم النبیین نہین ہو سکتے صرف عیسائیونکا
اقرار مذکور کہ جمیل کی شرح مین مصرح ہے کفایت کرتا ہے چہ جا کہ
حال ان رسالونکی خرابیونکا ویسا ثابت ہو جیسا ہم اس کتاب مین

لکھینگے **اصل** حقیقت یہہ ہے کہ موسی کی کتاب ایسی ہے جیسے کوئی
مثلاً تفسیر حسینی کا ترجمہ اردو کر ڈالے اسطرح کہ قرآن کی عبارت
نہ لکھے بلکہ اوسکا ہی ترجمہ خلط کرکے لکھے اور اور کتابین ایسی ہین جیسے
ہمارے یہان معارج النبوۃ یا معراج نامہ یا مولد نامہ یا قیامت نامہ
کہ قرآن اور حدیث کی لفظین لیکر یہہ کتابین بنائی گئین ہین کہ بعضی
اونمین سے بلا تنقید روایت اور بلا تحقیق تفسیر لکھی گئین ہین بلکہ
بعضی اونمین بیبل کے رسالونمین سے ایسے ہین جیسے حاتم کی ہفت سیر
کہ نہین معلوم کسنے لکھا ہے اور کب لکھی اور کہانسے لکھی یا شاہنامہ اور سکندر نامہ
اور اکثر کلام زبور اور اشعیا وغیرہ کی کتابون کا ایسا ہے جیسے
کسیکے منامات یا مجاذیب کی بڑ کہ تعبیر اور تاویل دور از کار کے
محتاج ہے اور اسیطرح مشاہدات یوحنا بھی نیز **اور** اناجیل
تو ایسی ہین جیسے بزرگونکے ملفوظ ہوتے ہین جنمین اونکا نسب نامہ اور
سلسلہ اور نشست برخاست کے قصے لکھے جاتے ہین اس بات
مین تو عیسائیون کو بھی اختلاف نہین ہے مگر اوسکے ضمن مین جو کلام
عیسوی منقول ہے وہ اگرچہ بلفظہ عبری زبانمین نہین ہے لیکن جایز ہے
کہ وہ کلام الٰہی کا ترجمہ ہو **اور** جاننا چاہیے کہ کتاب موسی
مین کوئی جملہ جو قال اللہ یا قال موسی کے تحت مین مندرج ہے اسطرح

کہ اوس جگہہ ادراج کا احتمال از روی عبارت کے نہین ہونا منافی
قرآن شریف کے کسی جملہ کے نہین مگر ایک بات یعنی کہ جابجا بعض احکام
مختصہ شریعت موسویہ کے نسبت لکہا ہے کہ یہہ ہمیشہ کے لئے رسم
ابدی ہے سو اللہ کی عنایت سے اوسکی غلطی انجیلون سے ثابت ہوگئی
یعنی حضرت عیسے ہی اون باتونکی تبدیل کرگئے اور انجیلون مین
اقاویل عیسوی مین سے بہی کوئی جملہ ایسا کہ ادراج کا احتمال اوس
جگہہ نہو منافی جملہ قرانیہ نہین ہے اور جو ہے سو ایسا ہے کہ جسطرح کئی مادہ
بعضی انجیل کے جملون کی اپنی اصول موضوعہ کی صحت کی لئے عیسائی
کرتی ہین اوس سے کم تاویل مین وہ جملہ قران کے موافق ہوسکتا ہے
اور جاننا چاہیے کہ جسطرح ملت اسلامیہ مین اصولاً اور فروعاً
مذاہب مختلفہ بہت سے ہوگئے ہین اس سے زیادہ اختلاف اصولاً اور
فروعاً اصل ملت عیسائیہ مین آگے سے ہے اور اب بہی ہوتا جاتا ہے
مگر چونکہ بالفعل کے عیسائی لوگ اس تفرق مذاہب کی نظر سے کچہہ اعتراض
ملت اسلامیہ پر نہین کرتے اسلیئے ہم بہی اونکے تفرق کا کچہہ تعرض نہین
کرتے بلکہ وہ جو اصول جمہوری اونکے اصول متواترہ اسلامیہ کے خلاف ہین
اونہین کے نسبت اس کتاب مین گفتگو ہے اور جاننا چاہیے کہ اس کتاب
مین اصل مطلب بہت تہوڑا ہے مگر مبادی اون مطالب کے بہت

لکھے گئے ہین تو جسکو شوق اصل مطلب کے سمجھنے کا ہو تو اوسے چاہئے
کہ مبادی کے بغور سمجھنے سے گھبرائے نہین ورنہ انکا لطف کچھ نہ معلوم
ہوگا اور اس کتاب مین یہہ بھی ہر کیکو اختیار ہے کہ ہر قسم کے استفسارات
کے رسائل جا ہے جدا بنا لے مثلاً تثلیث کا علحدہ اور تحریف کا علحدہ
اور نبوت مصطفویہ کے ثبوت کا علحدہ اور جواب اعتراضات
کا رسالہ علحدہ کر لے اور اگر کہین غلطی باب اور ورسن کے
پتے دینے مین ہوئی ہو تو اوسے درست کر دے اور بارگاہ
خداوندی مین اس کتاب کی قبولیت کی دعا کرے وما توفیقی
الا باللہ ہو حسبی و نعم الوکیل

پہلا استفسار

ہمارا اور عیسائیون کا اتفاق ہے اس بات مین کہ خدا اور معبود
اور مبدء کل کائنات وہی ہے جسکا ہونا ضرور اور واجب ہے
اور سب سے بے نیاز ہے اسکے ہم یہہ کہتے ہین کہ از روے
ایک برہان عقلی کے کہ مبنی ہے فلاسفہ حقہ کے اصول پر اور اوسے
ہم یہان بیان نہین کرتے اسواسطے کہ دقیق ہے اگر آپ لوگ چاہین
گے تو بیان بھی کر دینگے ثابت ہوتا ہے کہ جو مبدء کل کائنات ہے
اوسکی یہہ شان نہین ہے ۱ وہ ایسی چیز نہین ہے کہ جبتک محدود ہو

اور اوسکی حد ثابت ہوئے تب تک اوسے نہ کہہ سکین کہ ہے مثلاً انسان
کہ جبتک جوہر مقید بجسم اور جسم مقید بحیوان اور حیوان مقید بناطق
اور ناطق مقید باوضاع اور اشکال مخصوصہ ہوئے تب تک یہہ
نہین کہہ سکتے کہ کوئی انسان موجود ہے اور مثلاً جسم کہ جب ہوگا
تب محدود بحدود متناہیہ ہوگا اور جبتک محدود نہوگا تو پایا ہی
نجایگا سو حضرت مبدءِ کل ایسے حدود اور قیود سے منزہ ہے
۲ اور وہ ایسا نہین ہے کہ اوسکے ہوتے دوسرا بھی کہہ سکے کہ مین
بھی ہون اور وہ کسی مرتبے مین ٹھٹک کے رہ جاے اور ورے یا پرے
اوسکے دوسرا کوئی ہو ۳ اور وہ ایسا نہین ہے کہ جو چیز مرتبہ
ظہور مین آوے وہ اوس سے فی الجملہ بھی بے نیاز ہو سکے بلکہ ضرور ہے
کہ ہر چیز ہر آن ہمیشہ اوسکی نیازمند ہو اور اگر فرض کیا جاے کہ کبھی کوئی
چیز نیازمند نہ بھی ہو تو ضرور ہے کہ وہ چیز ہووے نہین یعنے اوسے یہہ کبھی
نہ سکین کہ موجود ہے * ہر گاہ یہہ ثابت ہو چکا تو مبدءِ کل کائنات
نہ آدمی ہو سکتا ہے اور نہ جانور نہ درخت نہ پتہر اور نہ زمین اور
نہ سمندر نہ ہوا نہ آگ نہ اسمان نہ اوسکا کوئی تارہ اسلئے کہ ہر ایک
ایک حد رکھتا ہے کہ اوس حد سے وہ باہر قدم نہین رکھہ سکتا مثلاً
انسان کہ سیکڑون مراتب حیوانیت کے اوس سے خالی ہین یا مثلاً

زمین کہ پانی سے ورے ہے اور پانی کے مرتبہ مین قدم نہین رکھہ سکتی اور مجموعہ
ان سب چیزونکا متناہی ہے اور از روے برہان تطبیقی کے (کہ اوسے بہی
ہم یہان بیان نہین کرتے) اس مجموعہ کی عدم تناہی باطل ہے اور سبکے کل
چاہیے کہ ایسا ہو کہ کوئی مرتبہ نفس الامری ایسا نکل سکے جہان وہ نہو اور
ورے اوسے وہ ٹہیک ہے چنانکہ حضرت اشعیا نبی کے زبان پر فرمایا کہ مین
اول ہون اور مین اخر ہون اور میرے سوا کوئی نہین ہے یعنے جو موجود
اوسکے موجود ہونیکے یہی معنی ہین کہ میرے ارادہ کی شان ہے اور اسی لیے کتاب
استثنا کے چوتہے باب مین پندرہوین ورس سے انیسوین تک خدا کا حکم حضرت
موسی بنی اسرائیل سے فرماتے ہین کہ اب تم خبردار رہو کہ خدا نے اگ
مین سے تمہارے ساتھہ باتین کین اور تمنے کوئی شکل نہین دیکھی
تہو کہ تم خراب جاؤ اور عبادت کے لیے کوئی شکل والی چیز
مقرر کرو یعنے شکل والی چیز متناہی ہوتی ہے اور معبود وہ ہے جو موجود
کل ہے سو وہ ایسی چیز ہو ہی نہین سکتا جو متناہی ہو اور اوسی کتاب
استثنا کی باب سیزدہم کے اغاز مین واقع ہے کہ جو کوئی نبوت کا
دعوا کرکے نئی چیز یعنے حادث کو معبود کہے اوسے جہوتہا جانیو بلکہ
مار ڈالیو اگرچہ بڑے بڑے معجزات دیکھلاوے مطلب یہہ ہے کہ جو چیز مرتبہ
ظہور مین آتی ہے اوسکا ظہور مین آنا نہین ہو سکتا مگر یہہ کہ محدود

ور منتہائی ہو اور جو ایسا ہو سو مبدء کل نہین ہو سکتا تو اوسکو
معبود نہ قرار دینا چاہئے **الغرض** اگر یہہ تقریر ہماری درست
ہے تو حضرت عیسی مبدء کل نہین ہو سکتے اسلیئے کہ اپنے مرتبہ ظہور
مین وے متشخص اور محدود ہین اور اگر محدود اور متشخص ہونا اونکا
نہ تسلیم کیا جاوے تو اونکے موجود ہونے کے کچھہ معنے نہونگے اور جب
وے محدود اور متعین ہوے تو مبدء کل کاینات نہین ہو سکتے **اور**
اگر یہہ تقریر درست نہین ہے تو کس دلیل سے یہہ جایز نہین ہو سکتا کہ ہر
ولایت کا یا ہر ایک نوع موجودات کا بلکہ ہر ایک شخص کا خدا علیحدہ
ہو اور کیا وجہ کہ ہر ایک چیز پر احتمال خدا ہونیکا ہو سکے اور کیا سبب
کہ مریم کا بیٹا خدا ہو اور کوسلیا کا بیٹا یعنے رام چند اور دیوکی کا بیٹا
یعنے کنہیا خدا نہو جنہین ہندو لوگ اوسیطرح خدا ٹھراتے ہین جسطرح
تم حضرت عیسی کو اور کیا وجہہ کہ کشن اور مہادیو اور برہما خدا نہون
کہ ہر ایک اونمین سے بطور ہنود کے مظہر اتم صفت کاملہ کا ہے اور کیا وجہ
کہ نفوس کوکبیہ اور عقول عشرہ جنہین مجوسی لوگ مفوض الاختیار
درباب ایجاد اور افنای موجودات جانتے ہین خدا نہو سکین اور
کبھی کسی مرتبہ مین عاجز دیکہائی دینا تمہارے اصول کے موافق منافی
شان الوہیت نہین ہے اسلیئے کہ حضرت عیسی بہی یہود یونکے ہاتھون

مین عاجزی دکہلائی ہے اور کہانے پینے کے برابر محتاج رہے اور بن باپ ہونا
اگر موجب الوہیت کا ہو تو چاہیے کہ آدم خدا ہو بلکہ ہنود کے اکابر مین جو بہتیرے
بن باپ اور بہتیرے بن ماں پیدا ہوئے ہین چاہیے کہ وے بہی خدا ہون اور حضرت
عیسی کا بن باپ ہونا تو محل شبہہ ہے اسلیے کہ حضرت مریم یوسف کے نکاح
مین تہین چنانچہ اوس زمانے کے معاصرین لوگ یعنے یہود جو کچہ کہتے ہین
سو ظاہر ہے اور مردہ زندہ کرنا حضرت عیسی کا اگر ثابت بہی ہو تو اوس
طرح اونکے شاگردونکا بہی مردہ زندہ کرنا اور الیاس کا بہی مردہ زندہ
کرنا ثابت ہے

دوسرا استفسار

مینے بعض اہل علم عیسائیون سے سنا ہے کہ عیسائی لوگ حضرت عیسی کو
اونکے جسم اور نفس ناطقہ کے جہت سے جو ہر آدمی کے لیے ہوتا ہے خدا نہین
جانتے ہین بلکہ بنظر اکیلی اوس حقیقت کے کہ جان و تن سے اوسکا مرتبہ اونچا ہے
حضرت عیسی کو خدا جانتے ہین کہ وہ حقیقت حضرت عیسی کے لیے تہی اور اور
کے لیے نہین ہے **یہان** مجہے کئی شبہے ہین **پہلا شبہہ**
اسطرحکی بات ہم ہر چیز کے لیے کہہ سکتے ہین بلکہ یقینا کہتے ہین کہ جسم و جان سے
پرے حقیقت سے ہونے کے معنے یہی ہین کہ مابہ التحقق یعنے موجود ہونیکی جڑ جو
ہو سو اسطرح کی حقیقت ہر چیز کے لیے وہی حضرت حق جل و علی واقع ہے جیسا کہ

ہمارے پہلے استفسار سے مستنبط ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی ذات خاص میں
اونکا حصر نہین ہے چنانچہ پولوس حواری اپنے نامہ موسومہ افسیون کے باب چہارم
کے درس ششم مین کہتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۹ ایک ہی خدا ہے جو تم سبھونکا
باپ ہے اور سبھونکے اوپر اور سبھونکے درمیان اور سبھون مین ہے
* اور پادری فنڈر صاحب نے مفتاح الاسرار کے باب دوم
دوسری فصل مین اس مضمونکا بظاہر فی الجملہ اقرار کیا ہے اس طرح
کہ سارے موجودات خدا کے خیالونکا اظہار اور بیان ہے جو عالم کی
پیدایش مین ظاہر اور مجسم کر دئی ہوئے ہین اور اوسی فصل
مین جو کلام صوفیانہ اونہون نے نقل کیا اور اوسے مسلم رکہا تو اوس سے
بہی یہی بات لازم آتی ہے یعنے ہر چیز کی حقیقت وہی حضرت حق جل و علے
ہے کچہہ حضرت مریم کے صاحبزادے کی خصوصیت نہین چنانچہ ہمارے
قرآن شریف مین ہے کہ اصل بات کو خاک مین ملایا اون لوگون نے جنہون نے
کہا کہ خدا وہی عیسی ہے یعنے جسکا ظہور ہر چیز مین تہا اوسے منحصر ایک
چیز مین سمجہے **دوسرا شبہہ** اوس عیسائی والی تقریر
پر یہہ ہے کہ اگر اوس حقیقت کی راہ سے جو جسم و جان سے بری ہے
حضرت عیسی کو خدا کہتے ہو اوس مرتبے مین تعدد شخصی کہان ہے اور
جب تعدد نہ ٹہرا تو تثلیث کہان سے آویگی حالانکہ عیسائی لوگ تثلیت

قایم کرکے ہر ثالث کو خدا کہتے ہین چنانچہ عیسائیون کے عقائد کی کتابون
مین لکہا ہے کہ باپ غیر مخلوق بیٹا غیر مخلوق روح القدس غیر مخلوق باپ
خدا بیٹا خدا روح القدس خدا **اور** اگر کوئی عیسائی کہے کہ تثلیث
باعتبار تعدد اعتباری کے ہے نہ باعتبار تعدد شخصی کے سو یہی غلط ہے
دو وجہ سے **اول** یہہ کہ حضرت مبدء کل کے نسبت اگر تعدد اعتباری
باعتبار اوسکے تعدد صفات کے لیجیے تو صفات غیر محصورہ کا تعدد نکلیگا
نہ کہ تین کا **دوسرے** یہہ کہ ساری دینی کتابین عیسائیون کی
اس مضمون سے مالامال ہین کہ بیٹا باپ سے متولد ہوا اور دونون سے
روح القدس ہوا چنانچہ کتاب نماز اور عقائد وغیرہ کی جو فارسی
زبان مین ترجمہ ہوکر سنہ ۱۸۰۰ عیسوی مین کلکتے مین چہپی اوسکے عقائد
مقدس اتہاناسیس مین لکہا ہے پسر فقط از پدر است و متولد است
و روح القدس از پدر است و از پسر است و منخرج است **پس**
ایک چیز سے ایک کا پیدا ہونا صریح دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ اقانیم
ثلثہ مین تعدد ویسا نہین ہے جیسا ذات اور صفات مین ہے اور جب
ایسا نہ ٹہرا بلکہ ایک سے دوسریکا نکلنا ثابت ہوا تو تینون کے مرتبہ کی
مساوات باطل ٹہری اسلیئے کہ بدیہی ہے کہ جو نکلا وہ موخر ہے اور جس سے
نکلا وہ مقدم ہے رتبۃً اور ذاتاً **بالجملہ** ان دونون باتون کا معاً

قائل ہونا یعنے بیٹے کو صادر اور باپ کو مصدر قرار دینا اور دونوں کو
مرتبے میں مساوی جاننا اجتماع النقیضین کا قائل ہونا ہے چنانکہ قران
شریف میں ہے کہ جو تین ٹھہراکر ہر ایک کو خدا کہتے ہیں اصل بات کو خاک میں
ملاتے ہیں اور اگر صادریت اور مصدریت کے اعتبار سے قطع نظر کیا جاے
تو تعدد شخصی نہ نکلے گا اور جب تعدد شخصی نہ نکلا تو تثلیث نہ ہی
نکلے گی اور جو مرتبہ صادریت سے اوپر مصدریت کا ہے اوسکے
نسبت ہر چیز برابر ہے کچھہ حضرت عیسی کی خصوصیت نہیں سارا عالم
اوسیکا ظہور رہا ہے **ہان اتنی بات** البتہ مسلّم ہے کہ ہر چند
جو چیز موجود ہے اوسکے موجود ہونے کے یہی معنی ہین کہ حضرت وجود
واجب کے ارادے کی شان اور وہ اوسکے طرف منسوب ہے گو کہ وہ
نسبت معلوم نہیں ہو سکتی معہذا کوئی برہان عقلی اس بات کے امتناع پر
نہیں قایم ہے کہ بعضے موجودات مین حضرت وجود واجب کی شان
ارادی کا ظہور اقدم اور اقوی ہو اور اوس موجود کی نسبت اوسکے
طرف بنظر اور موجودات کی نسبتوں کے اشرف اور اعلی ہو جیسے مثلاً
نفس ناطقہ کو بدون اسکے کہ جزو بدن ہو سارے بدن سے علاقہ
ہوتا ہے مگر وہ علاقہ اوسکا جو دل و دماغ کے ساتھہ ہے اقوی اور
اعلی ہے اوس علاقہ سے جو پاؤن کی ساتھہ ہے اسلیئے کہ پانون کے

ریزہ ریزہ ہوجانے سے بشریت سے نہین باہر ہوتا ہے بخلاف دل و دماغ
کے ریزہ ریزہ ہوجانے سے بشر نہین رہتا اسیطرح عقلاً جائز ہے
کہ اوس ہوا کیساتہہ جو بقول صاحب توریت عدن مین صبح کے وقت
ایکبار چلی اور آدم نے اوسمین سے خطاب پر عتاب سنا اور اوس نور کے
ساتہہ جو ہمرنگ آتش وادی ایمن مین حضرت موسی کو ایک درخت
پر نظر آیا اور اوس ابر کے ساتہہ جو خیمہ مقدس موسوی پر گہر جاتا تہا
اور اسیطرح اوس جسم اقدس کے ساتہہ جو مریم کے پیٹ سے
ظاہر ہوا اور اوس بدن اطہر کے ساتہہ جو حضرت آمنہ کے بطن سے
جلوہ گر ہوا حضرت مبدع کل کی نسبت ایسی اقوی اور اشرف ہو کہ
اور موجودات کے ساتہہ نہو پس کچہہ خصوصیت حضرت عیسی کی
اسمین نہین ہے او نہ حضرت عیسی کی نسبت ایسا ہونا عقلاً محال
ہے بلکہ نقلاً اوسکا ماننا چاہیے بشرط تصدیق حضرت خاتم النبیین کے
ورنہ اب کوئی دلیل حضرت عیسی کے ساتہہ اوس نسبت ہونے
کی ثابت نہو سکے گی

تیسرا استفسار

حضرت عیسی علیہ السلام کے ارشادات جو مولفین اناجیل نے نقل
کیے ہین گواہی دیتے ہین اسبات کی کہ وے اپنے مرتبہ شخصی اور عین

جو دنمین صرف عبد اللہ اور رسول اللہ تہے نہ کہ اللہ اور ابن اللہ اون معنون
کرکے جو عیسائی لوگ کہتے ہین کہ اور کوئی شخص ویسا نہین ہو سکتا ازانجملہ
چوتھی انجیل کے بیسوین باب کے سترہوین ورس مین ہے نسخہ ۱۸۳۹ مین اپنے
باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس جاؤنگا ازانجملہ
اوسی انجیل کے پانچوین باب کے تیسوین ورس مین ہے نسخہ ۱۸۱۴ مین آپ سے
کچہہ نہین کر سکتا ہون اور اونیسوین ورس مین ہے نسخہ ۱۸۱۴ جو کچہہ باپ کرتا ہے
وہی مین کرتا ہون ان دونون جملونکے ملانے سے یہہ مطلب نکلا کہ معجزات
میرے افعال نہین ہین بلکہ حد ودشخصیہ کے باہر ہین یہہ صرف خدا کے افعال ہین
جیسا قرآن مین حضرت سرور کائنات علیہ الصلواۃ کے نسبت فرمایا وما رمیت
اذ رمیت ولکن اللہ رمی ازانجملہ پہلی انجیل کے اونیسوین باب کے
سولہوین ورس مین ہے نسخہ ۱۸۱۴ ایک نے آکر اوس سے کہا کہ اے اچہے استاد مین کون
اچہا کام کرون تا کہ حیات ابدی پاؤن اوسنے کہا مجہے اچہا کیون کہتا ہے
اچہا کوئی نہین ہے مگر ایک جو خدا ہے اور اگر تو حیات مین داخل ہوا چاہتا ہے تو حکمونکو حفظ کر
سب نسخے اسکے موافق ہین دیکہیے اچہے تو بہت لوگ ہوتے ہین خصوصا
حضرات انبیا علیہم السلام مگر شاید کہنے والے کی غرض یہہ ہوگی کہ تم کامل مطلق ہو
جیسا کہتے ہین کہ بے عیب یعنی بی نقصان ذات خدا کی ہے اوسپر آپ نے
اوسے رد کیا کہ ان معنون کرکے اچہا کوئی نہین بجز واحد حقیقی کے اور یہہ

نہین کہا کہ تین شخص اپنی معنون کرکے اچھی ہین دیکھو یہان سے تثلیث کیسی
باطل ٹہرتی ہے کیونکہ مرتبہ تعدد شخصی مین مساوات کی نفی کی اور کامل
صرف ایکہی کو فرمایا چنانکہ اسی لیے از نسخہ ۱۸۲۹ والے نے کچھہ خدا کا خوف نکیا
اور ورس ہفتدہم کو بدل ڈالا یعنے لکھا او جسنے اوس سے کہا کہ تو مجھسے
کیون نیکی کا سوال کرتا ہے نیکی ہی ہے کہ اگر تو اوس زندگی مین داخل ہوا
چاہے تو حکمون پر عمل کر * دیکھو بطلان تثلیث کے مطلب کو مالک نے پورا دیا
از انجملہ چوتھی انجیل کے چودہوین باب کے اٹھائیسوین ورس مین ہے
۱۸۱۲ باپ مجھہ سے بزرگ ہے * دیکھو حضرت عیسی فرماتے ہین کہ مرتبہ
صادر کا مصدر کے مرتبے سے کم ہے نہ کہ مساوی * از انجملہ ساری
انجیلون مین مکرر حضرت عیسی کا قول یون منقول ہے کہ میرا باپ آسمان
پر ہے اور تمہارا باپ آسمان پر ہے یہہ بات بالبداہتہ نفی کرتی
ہے اسبات کو کہ خدا نے خود ہی مریم کے پیٹ مین جسم پکڑ کے ظہور کیا ہو
اور گواہی دیتی ہے اسبات کی کہ مبدء کل کا مرتبہ بلند ہے اور ظہور
اور صدور ظاہری کے مرتبے مین کوئی مبدء کل نہین ہے از انجملہ
دوسری انجیل کے تیرہوین باب مین حضرت عیسی نے زمانے کی آخر
ہونے کی علامات بیان کرکے فرمایا ورس ۳۲ نسخہ ۱۸۱۴ اوس دن
اور اوس گہڑی کی بات سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہین اور نہ

بیٹا کوئی نہین جانتا کہ وقت کب ہے ٭ دیکھیے جسطرح ایکبار حضرت عیسی نے
اپنے تعین شخصی کی نظر سے اپنا عجز بیان کیا ویسا ہی یہان اپنے تعین شخصی
کی جہت سے اپنا جہل بیان کیا اور صفت علم اور قدرت تو باطن سے
علاقہ رکھتی ہے جسم سے کچھہ کام نہین پس معلوم ہوا کہ قطع نظر جسمیت کے
باطن عیسوی کو بھی خدائی کا مرتبہ نہین ہے چنانکہ ہماری برہان عقلی
موعودہ اسی بات کو ثابت کرتی ہے کہ ہر شخص ناقص ہے گو کہ ایک
شخص بہ نسبت دوسرے شخص کے کامل ہو اور اگر تعین شخصی سے
قطع نظر کیا جاے تو وہان اثنینیت اور دوئی بھی نہین چہ جا کہ
تثلیث جیسا مولوی روم فرماتے ہین ع چونکہ بیرنگی اسیر
رنگ شد ٭ موسی و فرعون اندر جنگ شد ٭ گر بہ بیرنگی رسی کان
داشتی ٭ موسی و فرعون دارند آشتی **از انجملہ** دوسری
انجیل کے بارہوین باب مین جہان حضرت عیسی نے اولین احکام
شریعت کی تصریح کی وہان فرمایا **ورس ۲۹** نسخہ عربیہ
سنہ ۱۸۱۶ ٭ اَلرَّبُّ اِلٰہُنا رَبٌّ واحِدٌ ٭ یعنی وہ پروردگار معبود ہمارا
پروردگار ایک ہی ہے دیکھو یہہ نہین فرمایا کہ وثلثۃ ایضاً یعنے اور تین بھی
مین مگر نسخہ عربیہ سنہ ۱۸۱۱ والے نے یہان تھوڑی سی تبدیل کردی
یعنے اوس جملہ کا ترجمہ یون کیا ٭ اَلرَّبُّ اِلٰہُکَ اِلٰہٌ واحِدٌ ٭ متکلم کی

ضمیر کو خطاب کی ضمیر سے بدل ڈالا کہ بڑا مطلب عظیم الشان فوت ہو گیا یعنے ضمیر متکلم
کی دلالت کرتی تھی اسبات پر کہ حضرت عیسی خود معبود نہین ہین بلکہ معبود
اور ہے جو سبکا معبود ہے اور ضمیر خطاب سے وہ بات جاتی رہی مگر الحمد للہ
ابھی تک اکثر نسخے مطابق اوسی پہلے نسخے کے ہین **ازانجملہ** چوتھی
انجیل کے سترہوین باب مین جہان حضرت عیسی نے حیات ابدی کی
بشرح کی وہان فرماتے ہین **ورس ۳** نسخہ ۱۸۱۴ع حیات
ابدی یہہ ہے کہ وے تجھے اکیلا سچا خدا اور عیسی مسیح کو جسے تونے
بھیجا ہے جانین * اور آگے چلکر ورس ۲۳ مین اوس جاننے کی
تفسیر یون فرمائی * تاکہ دنیا جانے کہ تونے مجھے بھیجا ہے * دیکھو اکیلے
کی لفظ کو کسطرح تثلیث کی نفی کرتی ہے یعنے کہتے ہین کہ خدائی کے
مرتبے مین صرف وحدت ہے وہان ثنویت بھی نہین چہ جاکہ تثلیث
اور اپنے نسبت جاننے کے معنے یہی کہے کہ مجھے بھیجا ہوا جانین نہ یہہ کہ
مجھے خدا ہی جانین اور نہ یہہ کہ خدا مجسم سمجھین یا یہہ سمجھین کہ
خدا نے مریم کے پیٹ مین جسم پکڑا ہے **ازانجملہ** اوسی باب کا چھٹا
اور ساتوان ورس ہے نسخہ ۱۸۳۹ع مینے تیرا نام اون لوگون پر
جنھین تونے دنیا مین مجھے دیا ظاہر کیا ہے **الی قولہ** اب انہون
نے جانا ہے کہ سب کچھ جو تونے مجھے دیا تیری طرف سے ہے * دیکھو یہہ

نہین فرماتے ہین کہ مینے اپنا نام جسم پکڑ کر جسمین ظاہر ہوا ہون اونپر ظاہر کیا
اور اونہون نے جانا کہ یہہ سب کام میرے ہین بلکہ اقرار اپنے تعین شخصی کی جدائی
کا حضرت مبدء کے نسبت ظاہر کرکے فرماتے ہین کہ تعین شخصی کی راہ سے
مین بالکل محتاج ہون اور کچھہ میرا نہین ہے پس اگر تعین شخصی سے قطع
نظر کیا جاے تو عیسی عیسی نہین ہین بلکہ کوئی کچھہ نہین ہے سوا خدا کے انجملہ ازا
متی انجیل کے تئیسوین باب کے نوین اور دسوین ورس مین ہے کہ
۹ زمین پر کسیکو اپنا باپ نہ کہو کہ تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمان پر ہے
۱۰ اور نہ تم مرشد کہلاؤ کیونکہ تمہارا مرشد ایک ہی ہے جو مسیح ہے
دیکھو باپ کے لفظ کے ساتھہ فرمایا کہ ایک ہی ہے یعنے حضرت مبدء کل جس مرتبے
مین ہے وہان دوئی کی گنجایش نہین ہے چہ جا کہ تثلیث کی اور مرتبہ تعینات
مین عیسی مسیح مرشد ہے **اب** یہہ دیکھیے کہ منجملہ احکام شریعت کے
سب سے جو بڑا اور پہلا حکم ہے اور حیات ابدی جسکا نام ہے وہ سوا
محمدیونکے اور کسیکے لئے عالم مین نہین ہے اسلئے کہ ہندو اور پارسی اور
عیسائی بہت سے تعینات کی نسبت مبدء کل ہونیکا دہیان کرنا کمال عبادت
جانتے ہین اور حضرت عیسی سے بہی منکر ہین اور عیسائی لوگ حضرت
عیسی اور روح القدس کو مبدء کل دہیان کرتے ہین اور یہودی
لوگ عیسی مسیح کو اوسکا بہیجا ہوا اور مرشد نہین جانتے ہین بلکہ ضال

اور مضل کہتے ہین بخلاف محمدیون کے کہ صرف بدولت حضرت خاتم النبیین کے
معبود اور مبدء کل الٰہی کو جانتے ہین اور مرتبہ تعینات ہین [illegible]
مبدء کل نہین و بیان کرتے اور تعین شخصی کی رُو سے مسیح کو خدا کا
رسول اور دنیا کا مرشد جانتے ہین نہ کہ ضال و مضل یا معبود اور
مبدء کل پس اگر خدا نے چاہا تو ہمارا خاتمہ بھی اسی بات پر ہوگا
اور حیات ابدیہ اور عیسائیت حقیقیہ ہمارے ہی لیے ہوگی اور اسطرح کی
باتین انجیلون مین بھری پڑی ہین کہان تک مین بیان کرون اگر
عیسائی لوگ کہین کہ یہہ تمنے جو ورس متضمن توحید کے بیان کیے سو مسلم [illegible]
اور ورس بھی ہین کہ دلالت کرتے ہین حضرت عیسی کی الوہیت پر اور بعضے
روح القدس کی الوہیت پر اسواسطے واجب تعالی ایک ہی ہے اور تین بھی
ہین ہم کہتے ہین کہ بالفرض اگر اور ورس ایسے ہین تو توحید کے ورسون سے
تعارض ہوا اسصورت مین ازروے قواعد عقلیہ کے احد الامرین سے چارہ
نہین یا بموجب اذا تعارضا تساقطا کے دونون طرح کے ورسون کو ساقط
کیجے اور جدہر عقل رہبری کرے اودہر چلیے یا اونمین سے جو عقلاً ضرور ہو اوسے
اصل قرار دیجیے اور جو عقلاً ناجایز ہو اوسکی تاویل کیجیے اور بندہ یہہ
کہتا ہے کہ جن ورسون سے آپ لوگ الوہیت عیسویہ نکالتے ہین وہ
تین حال سے خالی نہین ہین یا تو اپنے حقیقی معنون کے رُو سے الوہیت

عیسویہ پر دلالت ہی نہین کرتے صرف آپکا استنباط ہے اور آپکا استنباط بمقابلہ نصوص ظاہرہ انجیلیہ اور براہین باہرہ عقلیہ کے کسیطرح قابل جواز نہین یا آ اوسکی تفسیر خودہی حضرت عیسی نے بخلاف ظاہر الفاظ فرما دی ہے پس اوس تفسیر کے ہوتے ہوے تمہارے معنون کو کچھہ اعتبار نہین ہے یا وے ورس ایسے ہین کہ اونکے حقیقی معنون کے راہ سے نہین بہی اوسکی تاویل کرنی ضرور ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ جب تاویل کی حاجت پڑی تو موافق نصوص عیسویہ اور دلائل عقلیہ کے جو توحید پر دلالت کرتے ہین تاویل کرنا چاہیے نہ کہ خلاف اوسکے اب لازم ہوا مجھے کہ اون ورسون کو جنہین الوہیت عیسویہ کے لیے عیسائی لوگ دلیل لاتے ہین بیان اور اونکے استدلال کو رفع کرون اور جب استدلال اونکا بابت الوہیت عیسویہ کے رفع ہوگیا تو تثلیث باطل ہوگئی اور حاجت ابطال الوہیت روح القدس کی نرہی سوا اولا جاننا چاہیے کہ اس باب مین ظاہرا مفتاح الاسرار کے برابر جو پادری فنڈر صاحب نے ۱۸۳۷ مین تصنیف کی کوئی کتاب نہین ہے پس جن ورسون کا اونہون نے بنا دیا ہے اونمین سے جو اونکے طور پر افادہ مطلب مین بہت قوی اور محکم ہین او نہین مین انجیلو نسے نقل کرتا ہون بالنیا یہہ جاننا چاہیے کہ فنڈر صاحب نے اوس کتاب کی پہلی فصل مین چھے ورسے جملے نقل کیے ہین جسمین حضرت عیسی کے نسبت ابن اللہ کا

لفظ پایا ہے کہ اسکو ہی عیسائی لوگ مفید الوہیت عیسویہ سمجہتے ہین حالانکہ انجیلون مین اور جگہ
مین بہی بہتیرے آدمیون کے نسبت ابن اللہ کا لفظ واقع ہے چنانچہ خود فندر صاحب نے
اوس بحث کے آخر مین لکہا ہے کہ ہر دیندار آدمی خدا کا بیٹا کہلاتا ہے پس استنباط
الوہیت عیسویہ ابن اللہ کے لفظ سے باطل ہی ہو گیا اوس سے تعرض کرنا کچہہ ضرور
نہین باقی رہا ہے اور جملے اونمین سے جو اونکے نزدیک افادہ الوہیت عیسویہ مین
قوی تر ہین اونہین بیان کرتا ہون **ازانجملہ** چوتہی انجیل کے آٹہوین
باب کا درس ۲۳ نسخہ ۱۸۳۹ اور سنہ ۱۸۴۴ اونہین کہا کہ تم نیچے سے ہو مین اوپر سے
ہون تم اس دنیا کے ہو مین اس دنیا کا نہین ہون بنظر ظاہر عبارت کے یہہ خلاف
واقع ہے اسلیئے کہ جس زمین پر اور بنی اسرائیل تہے اوسی زمین پر حضرت عیسے
بہی تہے پس عیسائیونکو ضرور ہوا کہ اسکی تاویل کرین سو اونہون نے یہہ تاویل کی
کہ مین خدا ہون اور تم بندے ہو تا کہ ایک مرتبے مین نہونا صحیح ہو اور ہماری تاویل
یہہ ہے کہ نیچے اور اوپر سے مراد نہین ہے مگر بلندی اور پستی مرتبے کی تو مطلب حضرت
عیسی کا یہہ ہے کہ مین نبی ہون تم نبی نہین ہو مین دنیادار نہین ہون تم دنیادار
ہو اور جتنے سچے زاہد لوگ ہین اونکے نسبت سبہی محاورون مین یہہ کہا
جاتا ہے کہ یہہ دنیا کا آدمی نہین ہے اور دنیادار کے نسبت کہا جاتا ہے
کہ یہہ دنیا کا آدمی ہے یہان سے خدائی کسیطرح نہین بوجہی جاتی **ازانجملہ**
ورس ۵۸ اوسی باب کا نسخہ ۱۸۳۹ ابراہیم کے ہونے سے مین آگے ہون حضرت

ابراہیم سے حضرت عیسی کا تقدم بجمیع الوجوہ اگر مراد ہو تو صریح غلط ہے اسلیے کہ بنظر
ظہور دنیوی کے ابراہیم سے عیسی مؤخر ہے پس ضرور ہوا کہ بعض وجوہ کا تقدم
مراد ہو ہم کہتے ہین کہ تقدم بالشرف مراد ہے اور تقدم بالشرف سے الوہیت نہین ثابت
ہوتی غایۃ الامر یہہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسی نے اپنی تعریف کی کہ مین ابراہیم سے
اچھا ہون اور عیسائی لوگ کہتے ہین کہ تقدم بالزمان مراد ہے باعتبار باطن حضرت
عیسی کے اور تقدم زمانی باعتبار باطن عیسوی کے نہین ہو سکتا مگر یہہ کہ وے اتحد
ہون اب دیکھیے کسکی تاویل مطابق عقل کے ہے اور کسکی خلاف عقل از انجملہ
پہلی انجیل کے گیارہوین باب کے ستائیسوین ورس مین ہے ۲۷ ۱۱ ۱ سب چیزین
باپ نے میرے حوالے کی ہین اور اوسی انجیل کے اٹھائیسوین باب کے اٹھارہوین
ورس مین ہے ۱۸ ۲۸ ۱ آسمان اور زمین پر سارا اختیار مجھے دیا گیا ہے اور
چوتھی انجیل کے پانچوین باب کے بائیسوین ورس مین ہے ۲۲ ۵ ۴ باپ کسی پر عدالت
نہین کرتا بلکہ ساری حکومت بیٹے کو دی * ایسے جملو نسے حضرت عیسی کی الوہیت
اور خدائی ثابت کرنا وہی اجتماع نقیضین کا قائل اور اپنی پانون مین آپ
کلہاڑی مارنا ہے اسلیے کہ اگر سارے اختیارات اور سب چیزون اور
حکومتون کے ملنے سے خدائی بوجھی جاگے تو خدا ہونا ثابت نہوا بلکہ یہہ ثابت ہوا
کہ خدا نے اونکو خدا بنایا اسطرح تو حضرت عیسی نے حواریون کو بھی خدا بنایا ہے
چنانچہ چوتھی انجیل کے اٹھارہوین باب مین فرماتے ہین نسخہ ۲۲ ۱۸ ۴ و ۲۲

اور وہ بزرگی جو تو نے مجھے دی ہے مینے اونہین دی تا کہ وے جسطرح ہم
ایک ہین ایک ہون ورس ۲۳ مین اونمین اور تو مجھمین تا کہ اونکا ایک ہونا
پورا ہو جاے اب چاہیے حواری لوگ ویسے ہی ہون جیسے حضرت عیسی تہے
پس ضرور ہوا کہ اوسکی کچھہ تاویل کی جاے سو ہم یہہ کہتے ہین کہ جسطرح
ملائکہ قضا و قدر کو تثبیت امور عالم مین باذن اللہ دخل ہوتا ہے اوسیطرح
جایز ہے کہ حضرت عیسی کے لئے بہی ہوا ہو اور اونکے طفیل سے بعض حواریون
کو بہی پس یہان سے خدائی کسیطرح نہین بوجہی جاتی ازانجملہ
پہلی انجیل کے اٹھائیسوین باب کے بیسوین ورس مین ہے کہ مین زمانے
کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھہ ہون * اگر ساتھہ ہونا بجمیع الوجوہ مراد
ہے تو غلط ہے اسلئے کہ حواریین دنیا مین رہے اور حضرت عیسی یہان سے
رحلت فرما گئے علاوہ اسکے ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھہ بطور ابدیت
کے رہنا مستلزم ہے کہ وہ دوسری چیز بہی ابدی ہو اسصورت مین حواری
لوگ بہی چاہیے کہ ابدی ہون جسطرح کہ حضرت عیسی ابدی تہے اور اگر معیت
سے مراد معیت روحانی ہے یہہ تو ہمارا عین عقیدہ ہے کہ ارواح سب
ابدی ہین اور جس روح کامل کو جس روح سے علاقہ محبت ہے وہ اوسکے
حال پر متوجہ رہتی ہے اور اگر غور کیجیے تو ورس مزبور سے یہہ بوجہا
جاتا ہے کہ حضرت عیسی مارے نہین گئے بلکہ اخر زمانے یعنے تا قیامت

جیسے رہین گے اور مخاطبین سے مراد تمام آدمی ہین **ازانجملہ** پہلی انجیل کے
چہارہوین باب کا بیسوان ورس ستہ ۱۰۲۹ جس جگہہ دو یا تین میرے نام پر اکٹھے
ہین وہان مین اونکے بیچ مین ہون یہہ بہی ازروے ظاہر لفظ کے خلاف
واقع ہے اسلیے کہ ہم عیسائیون کو گرجے مین حضرت عیسی کے نام پر مجتمع
دیکھتے ہین اور اون مین حضرت عیسی نہین ہوتے ہین پس ضرور ہوا کہ اونکی
توجہ باطنی مراد ہو ایسا عقیدہ ہمارا تو ہر ولی کے ساتہہ ہے چہ جائکہ
نبی کے ساتہہ یعنے جو شخص جس ولی سے دہیان لگاتا ہے اوس ولی کی
توجہہ باطنی اوسکی طرف ہو جاتی ہے اور ایک کی طرف متوجہ ہونا بسبب
کمال نزاہت روحانی کے مانع دوسری طرف کے توجہ کے نہین ہوتی
پس خدائی یہان سے کیونکر بوجہی گئی **ازانجملہ** چوتہی انجیل کے چودہوین
باب کے نوین ورس مین ہے ستہ ۱۰۳۹ جسنے مجہے دیکہا ہے باپ کو دیکہا ہے
یہہ بہی ظاہری لفظون کے رو سے بالکل منافی اصول کلیہ نصاری
اور یہ بہی البطلان ہے اسلیے کہ حضرت عیسی کو کسینے نہین دیکہا مگر لباس
جسمانی مین اور جسمیت کی راہ سے سب عیسائی لوگ بالاتفاق کہتے ہین
کہ وے خدا نہ تہے بلکہ آدمی تہے اور اگر جسمیت کی راہ سے بہی خدا کہو گے
تو عقلاً بالبداہۃ باطل اور نقلاً بالکل خلاف انجیل کے ہوجاویگا پس
ضرور ہوا کہ عیسائی لوگ بہی اسکی تاویل کرین اور ہماری تاویل

یہہ ہے کہ یہہ فرمانا حضرت عیسی کا اوسطرح کا ہے جسطرح پہلی انجیل کے
پچیسوین باب مین ورس ۴۰ سے ۴۵ تک فرمایا کہ جسنے جو معاملہ کسی
اچھے بندہ خدا کے ساتھہ کیا اوسنے وہ خدا کے ساتھہ کیا اور اوسکی
انجیل کے دسوین باب کے چالیسوین ورس مین حضرت عیسی اپنے شاگردونکے
نسبت فرماگئے ہین کہ جو تمہارے مہمانی کرتا ہے وہ میری مہمانی کرتا ہے
اور میری مہمانی کرنا وہ میرے بھیجنے والے کی مہمانی کرنا ہے * مطلب
یہہ ہے کہ خاصان خدا سے کوئی معاملہ کرنا عین خدا سے معاملہ کرنا ہے
چنانکہ حضرت سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کے نسبت قران
مین فرمایا * ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم
اور مولوی روم فرماتے ہین ؎ گر تو خواہی ہمنشینی با خدا * رو نشین تو در
حضور اولیا * اور اگر استدلال عیسائیونکا صحیح فرض کیا جاے
تو جتنے خاصان خدا اور حوارین ہین سبھی ایسے ہون جیسے حضرت
عیسی اسلیے کہ مساوی کا مساوی مساوی ہوتا ہے **ازانجملہ**
چوتھی انجیل کے چودہوین باب کے گیارہوین ورس مین ہے ۱۸۳۹ سنہ
مین باپ مین ہون اور باپ مجھمین ہے اپنے ظاہری معنون کے
راہ سے یہہ جملہ خلاف اصول عیسائیون کے ہے اسلیے کہ اسکے ظاہری
معنی یون ہین کہ اللہ ظرف اور حضرت عیسی مظروف اور حضرت

جیسی ظرف اور اسکا مظروف سو اولاً تضاد دیکھیے کہ ظرف بھی کہتے ہین
اور مظروف بھی اور ثانیاً یہہ کہ نسبت ظرفین اور مظروفین کی مادیات
مین ہوتی ہے اور خداوند تعالے کی نسبت حضرت عیسی کے ساتھہ ایسی نہین ہے
جیسے پانی کو کوزہ کے ساتھہ ہوتی ہے پس عیسائیون کو اسکی تاویل کرنا
چاہیے اور ہمارے نزدیک یہہ فرمانا ویساہی ہے جیسے اسی باب کے بیسوین
ورس مین فرماتے ہین کہ مین باپ مین اور تم مجھہ مین اور مین تم مین
* دیکھیے اگر عیسائیونکا استدلال صحیح ہو تو چاہیے حواری بھی ویسے
ہی خدا ہون جیسے حضرت عیسی تھے اور ہمارے نزدیک اسکے معنے یہہ ہین کہ تجلی
الہی جسطرح وادی ایمن کے درخت پر حضرت موسی کی نسبت ایک آگ مین
ہوئی تھی شاید ویسی ہی حضرت عیسی مین بھی تھی اور حضرت عیسے
خدا مین فنا تھے اور یہی حال تھا حواریونکا کہ حضرت عیسی مین وے
فنا تھے پس جس تجلی نے حضرت عیسی مین ظہور کیا ویسی تجلی نے
حواریون کو بھی گھیر لیا ہوگا **ازانجملہ** پہلی انجیل کے بائیسوین باب کے
ورس اکتالیس سے لگا کر پینتالیس تک لکھا ہے کہ جسوقت فروسی
جمع ہوئے تھے یسوع نے اونسے پوچھا کہ مسیح کے حق مین تمہارا کیا
گمان ہے وہ کسکا بیٹا ہے وے بولے کہ داؤد کا اونے اونہین کہا
پس داؤد روح القدس کے رو سے کیونکر اوسے خداوند کہتا ہے

۳۶

الی قولہ اگر داؤد اوسے خداوند کہتا ہے تو وہ اوسکا بیٹا کیونکر ہوا

دیکھیے یہاں حضرت عیسی اپنے سے داؤد کے بیٹے ہونیکی نسبت کو نفی محض

کرتے ہیں اور یہہ نہیں کہتے کہ ہاں مسیح بیٹا بہی ہے اوسکا اور اوسکا

خدا بہی اور نفی محض بیٹے ہونیکی بالکل جہوٹ ہے اسلیے کہ آنحضرت

نے خود اپنے تئین بیسیون جگہہ ابن آدم کر کے تعبیر کیا ہے اور پہلی انجیل کے

پہلے پر حضرت عیسی کو ابن داؤد لکھا اور اوسی انجیل کے اکیسوین

باب کے نوین درس مین بہی اُنکو فرزند داؤد لکھا ہے پس ضرور ہوا کہ

عیسائی لوگ بہی اسکی تاویل کرین اور ہماری تاویل یہہ ہے کہ جو لوگون

نے اُنکو ابن داؤد کہا تو باین معنے کہا ہوگا کہ جسطرح اور سیکڑون

بنی اسرائیل داؤد کی اولاد مین ہین ویسے ہی تم بہی ہو تم مین کچہہ

فوقیت کچہہ نہین ہے اوسپر حضرت عیسی نے فرمایا کہ ایسا نہین ہے

بلکہ مین ممتاز ہون اسواسطے کہ مین ایسا ہون کہ مجہے داؤد نے

خدا کہا ہے حضرت داؤد کا صالحین کی نسبت خدا کہنا ثابت ہے

چنانکہ آگے ہم بیان کرینگے پس از روے استشہاد محاورہ داؤد دیکہیے

ثابت ہوا کہ حضرت داؤد نے حضرت عیسی کو بزرگ کہا ہے نہ کہ خدا

اون معنون کر جو عیسائیون کے عقیدہ مین ہے علاوہ برین چوتہی

انجیل کے باب اول کا اڑتیسوان درس ہے ٹلثہ فقالا له ربی

انجیل یوحنا کے پہلے باب کے ۳۹ ورس مین ہے که انہون نے اوسے کہا اے ربی یعنے استاد
دیکہو حضرت عیسی کو رب کہا اور مراد لیا اوسیطرح خداوند کہا
اور مراد لیا بزرگ آقاؤن اور استادون اور بزرگون کو
خداوند کہتے ہین اور جبکه حضرت داؤد صالحین امت کو خدا کہتے ہین
تو حضرت عیسی کی افضلیت ہی حضرت داؤد پر ثابت ہوئی اور لطف
یہہ ہے کہ جس قول داؤدی کو مولف انجیل نے حضرت عیسی کے
اوس قول مین خلط کر دیا ہے جسکو مینے الی قوله کرکے چہوڑ دیا وه
زبور ۱۱۰ مین واقع ہے اور اوسکے ترجمه ۱۸۳۹ مین مخدوم کا لفظ واقع
ہے نه که خداوند کا پس اوس لفظ کا اعتبار نرہا اور معلوم ہوا که حضرت
عیسی نے صرف یہی فرمایا ہوگا که تم مجہے بزرگ نہین جانتے ہو حالانکه داؤد
مجہے اپنا مخدوم کہتا تہا پس صرف افضلیت ثابت ہوئی نه که خدائی
اور روح عیسوی ہی مانند اور روحون کے اگے ہی سے ہے روح
کے اگلے زمانے مین ہونے سے خدائی اوسکی نہین ثابت ہوتی ہے از انجمله
چوتہی انجیل کے دسوین باب کے تیسوین ۳۰ ورس مین ہے که مین اور باپ
ایک ہون اس جمله سے زیاده کوئی جمله مفسر حضرت عیسی کے اقاویل
مین سے مفید مطلب عیسائیون کے نہین ہے حالانکه اگر غور کیجیے تو از روے
ظاہر الفاظ کے یہہ ہی عیسائیون کے اصول کے خلاف ہے اسلیے که

ظاہر یہہ بوجہا جاتا ہے کہ بجمیع الوجوہ ایک ہین حالانکہ باعتبار جسمیت حضرت عیسی کیسیکے نزدیک خدا نہین ہین پس عیسائیونکو بہی تاویل کی حاجت ہوی اور ہم یہہ کہتے ہین کہ یہہ ایک ہونا وہی ہے جیسے حضرت عیسی نے اپنے شاگردون کے نسبت فرمایا کہ جسطرح سے ہم ایک ہین وو بہی ایک ہون جیسا اوپر گذرا علاوہ برین اسکی تفسیر خودہی حضرت عیسی نے اپنی بحث مین فرمائی ہے یعنے کہ اوس کلمے پر جب یہودیون نے بے ادبی کر کے حضرت عیسی سے کہا کہ تو کفر بولتا ہے آپنے فرمایا باب مذکور درس ۳۴ و ۳۵ نسخہ ۱۸۳۹ سنہ کیا تمہاری شرع مین یہہ لکہا ہوا نہین کہ مینے کہا تم خدا ہو او سنے تو اونہین جن پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا یہہ اشارہ ہے زبور شماد ہ دوم کے درس ششم کی طرف اور وہ یہہ ہے ۱۸۲۵ سنہ تم سب خدا ہو ہر ایک تم مین سے خدا کا فرزند ہے * مطلب یہہ کہ جن معنون کر کے اگلے انبیا خصوصًا حضرت داؤد نے صالحین امت کو خدا کہا اُنہین معنون پر مینے بہی اپنے تئین کہا نہ کہ اون معنون پر جو عیسائی کہتے ہین اور اس مقام پر ۱۸۱۱ سنہ والا نسخہ موافق اوسی نسخہ زبور کے ہے مگر یہہ کہ وہ زبور شماد ۸۲ ویکم مین اوس درس کو لایا ہے اور ۱۸۳۹ سنہ والے نے یہان تحریف کی یعنے یون لکہا من گفتم شما ملائکہ ہستید و ہمگی شما چون فرزندان باریتعالے * دیکہو اللہ کی لفظ کو ملائکہ

بدل ڈالا اور یہہ تبدیل کم علمی یا سہو کے راہ سے نہین ہوئی الغرض
اقوال مذکورہ عیسوی مین سے کوئی مفید الوہیت عیسویہ حسب مراد
عیسائیون کے نہین ہے اور اون قولون سے بڑہ کر انجیلون مین کچہہ اسبات کے
لئے مجہے نظر نہین آیا اور نہ صاحب مفتاح الاسرار نے لکہا اب رہے
بعض اقوال مولفین اناجیل کے سو وہ ہم پر حجت نہین ہو سکتے اسلیے
کہ نہین معلوم کہ وے کون لوگ اور کیسے آدمی تہے معہذا اونکے اقوال مین
جسکو عیسائی لوگ بہت مفید مطلب اپنے سمجہتے ہین اونکا حال بہی ویسا ہی ہے
جیسے اقوال عیسوی کا حال مینے بیان کیا مثلاً یوحنی انجیل والا پہلے
باب کے پہلے درس مین اپنا عندیہ لکہتا ہے کلام خدا تہا اور چودہوین درس
مین اپنا عندیہ لکہتا ہے کہ کلام مجسم ہوا اسکا نتیجہ عیسائی لوگ نکالتے
ہین کہ خدا مجسم ہوا * اب ذری غور سے دیکہیے کہ تینون جملون مین سے
ہر ایک جملہ اپنے ظاہری معنون کی راہ سے عیسائیون کے اصول پر بہی
واجب التاویل ہے اسلیے کہ پہلے جملے کو دیکہیے کلام عبارت ہے لفظون سے
جو باستعانت کام و زبان ہوائی جسم کہتے ہین اور ایک دم بہی اونکو استقرار
نہین ہے بلکہ موہنہ سے نکلے اور فنا ہو گئے سو ایسی چیز بالاتفاق خدا نہین ہو سکتی
اور دوسرے جملے کو دیکہیے کہ کلام درحقیقت جسمانی چیز ہے اوسکا پہر مجسم ہونا
بیفائدہ مگر یہہ کہ جسم مرئی ہوا سو ظاہر ہے کہ ہوا جسم مرئی نہین ہوتی ہے

مگر یہہ کہ پانی ہو جاے یا مٹی اور پتھر وغیرہ نہ یہہ کہ آدمی اور بالفرض اگر ہوا ہے
آدمی بن گیا تو اوسمین خدائی کہان سے ثابت ہوئی اور تیسرا جملہ وہ تو
بالکل غلط ہے اسلیے کہ حضرت عیسی کو باعتبار جسمیت کے کوئی خدا نہین
کہتا پس بہر صورت عیسائیونکو اسکی تاویل کی حاجت ہوئی اور ہماری
تاویل یہہ ہے کہ جملہ اولی مین کلام سے مراد ما بہ التکلم یعنی وہ چیز ہے جسکی
سے متکلم کو متکلم کہتے ہین اور جسکی جہت سے تکلم کی صفت متحقق ہوتی ہے
سو انسان مین عوارض انسانیہ سے ہوتی ہے اور خدا مین عین صفات
اوسکی جسطرح اور صفات اوسکے ہین اور کلام مجسم ہوا اسکے معنے یہہ کہ
محض حکم ازلی خدا نے ظہور کیا اسطرح پر کہ مجسم چیز ظاہر ہوئی اور یہی
حال ہے ہر چیز کا مگر اہل تفحص پر یہہ بات پوشیدہ نہین ہے کہ جو چیز
بلا اسباب معہودہ ظہور مین آتی ہے اوسکو بولا کرتے ہین کہ یہہ قدرت
خدا کی ہے اوسکے معنی یہہ نہین ہوتے ہین کہ یہہ چیز وہ صفت ہے خدا کی جسکو
قدرت کہتے ہین اور چونکہ خدا مین قدرت عین اوسکی ذات ہے تو وہ
چیز بہی عین ذات خدا ہے پس ہرگاہ حضرت عیسی بے باپ پیدا ہوے
اونکی نسبت کہا کہ یہہ محض حکم خدا اور صرف کلمۃ اللہ یعنے کن کا ظہور ہے

ازانجملہ پولوس نے اپنے نامہ اولی موسومہ تیموتیوس کے باب سیوم
درس شانزدہم مین اپنا عندیہ حضرت عیسا کی نسبت لکہا ہے ۱۶ خدا جسم

مین ظاہر ہو ہرچند پولوس کا سخن قابل حجت نہین اسلیے کہ وہ حواریونمین
نہین ہے معہذا یہہ جملہ ہی باعتبار ظاہر الفاظ کے عیسائیونکے خلاف ہے
اسلیے کہ ظاہری معنے اوسکے یہی ہین کہ جسم عیسوی ظرف اور خدا مظروف
جیسے الخزرہ اور پانی یا تیل اور زنبیل اور یہہ کسیکا مذہب نہین ہے پس اسمین
تاویل کی حاجت ہوی اور ہماری تاویل یہہ ہے کہ جسطرح اوس ہوا
اور ابر او داگ سے جسکا ذکر توریت مین ہے تجلی الہی کو علاقہ تہا ویسا ہی
علاقہ تجلی الہی کو جسم عیسوی سے ہے **ازانجملہ** پولوس نے اپنے نامہ موسومہ
رومیونکے باب ۹ ورس ۵ مین حضرت عیسی کی نسبت اپنا عندیہ لکہا ہے
۱۸۱۶ ترجمہ مارٹین صاحب او خدا فوق ہمہ ہاست یعنے وہ خدا برتر ہے
سب سے اسکے معنے تو وہی ہین جو حضرت عیسی نے یہودیونسے اپنے دعویکی
تفسیر مین فرمایا جسکا ذکر اوپر ہو چکا مگر ۱۸۴۴ والونے یہان
تہوڑی سی تحریف کردی ہے یعنے لکہا ہے کہ وہ سبکا اللہ تعالے ہے انکے الحاصل
حسب مراد عیسائیونکے حواریون کے قول سے بہی کوئی بات نہین
نکلتی اور بہت بڑی صنعت اسبات کی کہ اناجیل سے الوہیت
عیسویہ نہین ظاہر ہوتی ہے یہہ ہے کہ بعضے بڑے بڑے جلیل القدر
ذی علم انگریز جو انہین اناجیل کو مانتے ہین اور اسلام سے علاقہ
نہین رکہتے حضرت عیسی کی الوہیت سے منکر ہین اور کہتے ہین کہ تثلیث کا

مسئلہ صرف اجتہادی ہے منصوصات علیسویہ سے نہین ہے سو ایسا اجتہاد
جو خلاف براہین عقلیہ اور نصوص علیسویہ ہو ہرگز قابل تسلیم نہین اور
بالفرض اگر انجیلون مین صاف ویہ ہوتا ہی تو عقلاً اوسکی تاویل کرنا
چاہیے تہی مثلاً جسطرح توریت مین کئی جگہہ بہ نسبت سرزمین کنعان
کے لکہا ہے کہ وہان دودہ اور شہد کی ندیان بہتی ہین سو جب اہل
کتاب نے دیکہا کہ یہہ تو خلاف واقع ہے اور انکہین اوسکو نہین دیکہتی
ہین تو اوسکی اونہون نے تاویل کی پس جو بات عقلاً محال ہو اور اوسکی
کسیطرح پائے جانے کی خبر توریت یا انجیل مین ہو تو وہ بطریق اولے
واجب التاویل ہے مگر اس بحث مین اکثر پادری عوام کو مغالطہ دیا
کرتے ہین کہ بہوتیری باتین آدمی کی عقل مین نہین آتی ہین حالانکہ
اوسکے معتقد ہوتے ہین اور واقع مین وہ ہوتی ہی ہین اسلیے یہان
اتنا اور بہی سمجہہ لیجیے کہ ہم لوگ جو کہا کرتے ہین کہ فلانی بات عقل مین نہین
آتی اوسکی کئی صورتین ہین ایک یہہ کہ کسی صنعت سے ناواقف ہونے
کی جہت سے ایسا کہتے ہین جیسا کہتے ہین کہ شیشہ بنانا ہماری سمجہہ مین
نہین آتا دوسری یہہ کہ اصل حقیقت طاقت بشری سے باہر ہوتی ہے
جیسے کہتے ہین کہ پانی یا ہوا کی ماہیت ہماری سمجہہ مین نہین آتی اور
اسی دوسری قسم مین داخل ہے کنہ ذات باریتعالے اور صفات

ثبوتیہ اوسکے یعنے علیم قدیر ہونا اوسکا نہ کہ صفات سلبیہ یعنے اوسکا عاجز نہونا
یا جاہل نہونا اور ناقص نہونا اسلیئے کہ ہمکو ہم بخوبی سمجھتے ہین کہ جو عاجز یا جاہل
یا ناقص ہوگا وہ واجب تعالے نہوگا ان دونون قسمونکو ہملوگ محال نہین کہتے
ہین تیسری یہہ کہ کہتے ہین کہ یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ آدمی لاٹھی کے اشارے سے
سمندر کو ہٹا کر سوکھی زمین پر سڑک نکالے اسکا نام محال عادی ہے
خرق عادت اسی محال کے توڑنے کا نام ہے چوتھی یہہ کہ جیسے کہتے ہین کہ اجتماع
نقیضین یعنے مثلاً وجود اور لاوجود نفس الامر مین متحقق نہین ہوسکتے
یا زاویہ قائمہ نوے درجے سے کم یا زیادہ نہین ہوسکتا اسکا نام محال
عقلی ہے پس یہہ کہنا ہمارا کہ جو چیز خدا سے صادر ہوکر منصہ ظہور مین آوے
محال ہے کہ قدیم بالذات ہو اونہین چوتھے معنی پر ہے اگر ایسے محال کے ماننے پر
نجات منحصر ہو تو مین آپ سے اور کسی سوال کا جواب نہین چاہتا ہون
صرف اتنی بات مجھے لکھہ دیجیے کہ محال عقلی چوتھے معنی والا ماننا ہماری
شریعت مین درست ہے بلکہ ضرور اسلیے کہ ہرگاہ محال عقلی ماننا
اگلی شریعت مین جایز ہوگا تو کسی مذہب کی کسی بات پر آپکو اعتراض
کی جگہہ نرہے گی چہ جا کہ اسلام پر چنانچہ اسکی تفصیل سترہوین استفسار مین ہے

چوتہا استفسار

پولوس حواری ادعائی کے خطوط اور تمہارے عقائد کی کتابون اور

نماز کے لفظونسے ایک جملہ حاصل ہوتا ہے اوسکے معنے مجھے بتا دیجے وہ جملہ
یہہ ہے معاذ اللہ کہ عیسی خدا ہے اور اپنے بندونکے نجات کے لیے
ملعون ہوکر تین دن دوزخ مین رہا یہان اشکال یہہ ہے کہ جس مرتبے
مین وہ حقیقت ہے جو جز ہے سارے موجودات کی کہ اوسی حقیقت کی
راہ سے تمہارے نزدیک عیسی خدا ہے اوس مرتبے مین تعدد اور تفرقہ
عبد و معبود اور رحمت و لعنت اور دوزخ و بہشت کا کیونکر ہو سکتی
اور مرتبہ صادر یت مین کہ حدوث ذاتی کو مستلزم ہے قدم ذاتی
اور بے نیازی کے کیا معنے اور اوس مرتبے مین نجات والے کا ملعون
اور دوزخی ہونا کیسا یہہ اگر درست ہو تو نبی اور کافر مین کچھہ فرق
نہین رہیگا

پانچوان استفسار

حضرت موسی کی طرف جو کتاب منسوب ہے اوسمین مخلوط ہونا غیر کے
کلام کا خدا کے کلام کے ساتھہ باتفاق کافہ عیسائیونکے ثابت ہے کردہ
یہہ کہتے ہین کہ خود حضرت موسی نے وے باتین اوسمین درج کی ہین
سو یہہ بات قطع نظر عدم ثبوت کے بعض وجہہ سے خلاف واقع معلوم
ہوتی ہے باین تقریر کہ منجملہ رسائل مرتبہ مبیل کے زبور اور نحمیا اور
ارمیا اور حزقیل کے نام کی کتابونکے ہر ایک پڑھنے والے کو معلوم

ہوتا ہے کہ کتاب کا لکھنے والا اپنی باتین آپ لکھتا ہے اور جیسا تصنیف
کا دستور مسلمانونمین قدیماً بلکہ جدیداً ہے ویساہی اوس زمانے مین
نہی دستور تہا جس زمانے کے لوگونکی طرف وو کتابین منسوب ہین
جیسے اگر کوئی شخص اپنے حال و قال کی کتاب لکھتا ہے تو اسطرحسے
لکھتا ہے کہ پڑہنے والا اوس کتاب کا صاف سمجھ جاتا ہے کہ مصنف
نے اپنا حال و قال آپ لکھا ہے پس جو حرف شناس ہو جائے پڑہ دیکھے
کہ جو کتاب موسی کی طرف منسوب ہے اوسکا لکھنے والا وہ شخص نہین
ہے جسکی باتین اور جسکا حال و قال اوسمین لکھا ہے اسلیے کہ
سواے پیدایش کی کتاب کے کوئی حکم اور کوئی بات جو خدا اور
موسی نے کہی ایسی نہین ہے کہ جسکے سرے پر قال اللہ اور قال موسے
نہو پس جو باتین قال اللہ اور قال موسے کے تحت سے باہر واقع ہین
ہین وے بداہۃ عقل کے اور یہی بقیاس زبور اور نحمیا اور ارمیا
وغیرہ کے نام کی کتابونکے نہ وہ قال موسے کے نیچے مندرج ہو سکتی
ہین اور نہ قال اللہ کے نیچے میرے اس دعوے کے گواہ خود وہی کتابین
ہین اور جو کوئی خلاف ظاہر کے حکم دے یعنے اون باتونکو کہے کہ موسے
کی لکھی ہوی ہین اوسکو چاہیے کہ کوئی دلیل اور سند پیش کرے
اب مین مثال کے طور پر چند جملے جا بجا کے اوس کتاب سے نقل

کرتا ہون دیکہو نہ وہ قال اللہ کے پیچہے داخل ہین اور نہ قال ہو سکتی پیچہے
ا کتاب خروج باب ہفتم ورس ہفتم ۲ موسی اسّی برس اور ہارون
تراسی برس کا تہا جب فرعون کے ساتہ اونہون نے باتین کین ۳
باب شانزدہم ورس سی و پنجم * کنعان مین پہونچنے تک من کہاتے
رہے * حالانکہ حضرت موسی بالاتفاق ازروے اوسی کتاب کے
کنعان مین پہونچنے سے پہلے مرچکے تہے ۴ باب سی و چہارم ورس سی
و چہارم و سی و پنجم * جب موسی یہواہ کے آگے جاتا کہ اوس سے کلام کرے
تو نقاب اوٹہا دیتا تہا یہان تک کہ وہان سے باہر آتا اور جب باہر آتا
تو جو کچہہ اوسے حکم کیا ہوتا سو وہ بنی اسرائیل سے کہتا اور بنی اسرائیل
نے موسی کا چہرہ دیکہا کہ اوسکا چمڑا چمک رہا تہا اور موسی نے منہ پر پہر
نقاب ڈالا جب تک کہ خدا سے باتین کرنے گیا ۵ کتاب احبار باب
چوبیسوان ورس دہم تا دوازدہم * اوس وقت ایک شخص کہ ما
اوسکی اسرائیلی اور باپ اوسکا مصری تہا نکل کے اسرائیلیون مین
گیا اور اوس پسر زن اسرائیلی نے یہواہ کے نام کو لعنت کی او
گالی دی اور اوسکی ماں کا نام سلومیت تہا اوسے موسے کے پاس
لائے اور وہ قید کیا گیا تاکہ اونسے ظاہر کرے کہ یہواہ اونہین کیا
حکم کرتا ہے پہر یہواہ نے موسی کو خطاب کرکے فرمایا ۶ کتاب عدد

باب بست وششم ورس ۵۹ * عمران کی عورت کا نام یوکبد لیوی کی
لڑکی کہ لیوی سے مصر مین پیدا ہوئی تہی کہ اوسنے عمران سے ہارون اور
موسی اور مریم اونکی بہن کو جنا باب سی و دوم ورس ۴۱ منشا کا
بیٹا یایر نکلا اور اوسنے اوس نواحی کو لے لیا اور اوس نواحی کا
نام یایر کا گانون رکہا * اور اندر روے بیبل کے بالاتفاق یابت ہے
کہ یایر بعد حضرت موسی کے تہا ے کتاب استثنا باب پہلا ورس آ
تا ۵ * یہہ وہ باتین ہین جو موسی نے اردن کے اسی پار بیابان کے
میدان مین سوف کے مقابل فاران اور توفل اور لابان اور حصیرو ث
اور ذی ذہب کے درمیان بنی اسرائیل کو کہین اور حوریب سے
رقیم برنیع تک جبل سیعیر کی راہ سے گیارہ دنکی راہ ہے اور ایسا
ہوا کہ چالیسوین سال کے گیارہوین مہنے کی پہلی تاریخ وہ سب باتین
جو یہواہ نے موسی کو فرمائین تہین کہ بنی اسرائیل کو کہے موسی نے
اونکو کہین بعد اوسکے کہ اوسنے اموریون کے پادشاہ سیحون
کو جو حشبان مین رہتا تہا اور بیثینیہ کے پادشاہ عوج کو جو عشتاروث
اور اذرعات مین رہتا تہا قتل کیا تب اردن کے اسی پار
مواب کے میدان مین موسی نے دل لگا کے شریعت کو بیان
کرنا شروع کیا ۸ باب سیوم ورس ۱۴ * منشا کے بیٹے یایر نے

ارغوب کی ساری مملکت جشوریون اور ماعخاتیون کے نواحی تک
لے لی اور اوسنے جاوت یایر باسان نام رکہا جو اوسکا نام تہا جو کہ
نام آج تک ہے ۹ باب اکتیسوان ورس ۹ تا ۱۱ * موسی نے اس
شریعت کو لکہا اور لاوی کاہنون کے جو عہد کے صندوق کو اوٹہاتے
تہے اور بنی اسرائیل کے سارے مشایخون کے حوالے کیا اور موسی
نے اونہیں یہہ کہکے فرمایا کہ ہر ایک سات برس کے آخر مین خلاصی کے
برس کے معین وقت مین خیمونکے عید مین جب سارے بنی اسرائیل
یہواہ کے آگے اوس جگہہ جسے وہ پسند کرے حاضر ہون تو اس شریعت
کو پڑہ کے سارے بنی اسرائیل کو سنایا کر ۱۰ باب مذکور ورس
۲۴ تا ۲۶ اور ایسا ہوا کہ جب موسے اس شریعت کی باتون کو
لکہہ چکا اور وہ تمام ہوئین تو موسے نے لاویون کو جو شہادت کے
صندوق کو اوٹہاتے تہے فرمایا کہ اس شریعت کی کتاب کو لیکے یہواہ
اپنے خدا کے عہد کے صندوق کے پہلو مین رکہو تا کہ یہہ تمپر گواہ رہے
۱۱ استثنا کا سارا چونتیسوان باب جسکے بیچ مین ہے کہ یہواہ
کا بندہ موسی یہواہ کے حکمکے موافق موآب کے سر زمین مین مر گیا
اور اوسے موآب کے ایک وادی مین بیت فغور کے مقابل گاڑا گیا
پر آجکے دن تک کسی نے اوسکی قبر نہ پہچانی * اسکو تو عیسائی لوگ بہی

ہین کہ پہلے سے موسی کی کتابمین ناحق کردی گئی مگر مینے ایک بڑے
عالم یہودی سے سنا کہ یہہ بہی خدا کا کلام ہے جو موسی نے لکہا اور
یوشع کی کتاب کا حال اس سے بہی زیادہ خراب ہے یعنے اوسمین
حال سد بہت کم ہے اور بالکل حضرت یوشع کے زمانے کے وقایع لکہے
ہین اور بہت جگہہ سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ یہہ کتاب بہت دنون
بعد حضرت یوشع کے تصنیف کی گئی ہے یوشع کی کتاب کے چوتہے باب کے
شروع سے نوین ورس تک یہہ روایت لکہی ہے کہ جب یوشع نے
بنی اسرائیل کو لیکر یردن سے پار اوترنے کا قصد کیا وہ نہر
پہٹ گئی اور زمین نکل آئی یوشع نے اوس جگہہ پتہر گاڑے چنانچہ
وہ پتہر آج تک موجود ہین اور پانچوین باب کے ورس نہم و دہم
مین ہے یہوواہ نے یوشع سے فرمایا کہ آج مین نے تمہارے سب کے
اوپر سے مصریونکے عار و ننگ کو اوتارا اسلیے اوس جگہہ کا نام
[illegible] یا جلجال یا غلغال آج تک ہے اور ساتوین باب کے آخر مین
ہے یوشع نے زارح بیٹے عاکان کو اوس سے ایذا پہنچانے کے سبب سے
اوسکو لوٹ کر اوسکو گرفتار کیا اور بنی اسرائیل نے اوسے پتہراو
کرکے مار ڈالا اور جلا دیا پہر اونہون نے اون پتہرونکا ڈہیر لگایا
جو آج تک موجود ہے پہر یہوواہ نے اس حرکت کے سبب سے اپنا قہر

بنی اسرائیل پر سے اوٹھا لیا اسواسطے اوس جگہہ کا نام اج تک [illegible]

عاخور ہے اور اٹھوین باب مین ہے ورس ۲۵ سے تا ۲۹ یوشع نے تمام قوم

عی کو کہ سب زن و مرد بارہ ہزار تھے مار کے جلا کر خاک تودہ کر دیا جو

وہ آج کے دن تک ویران ہے اور اوسنے عی کے بادشاہ کو پہانسی

دیکر شام تک لٹکا رکھا اور بعد غروب آفتاب کے اوتروا کر اوس پر

پتھروں کا ڈھیر کر دیا سو آج کے دن تک ہے اور دسوین باب مین ہے

کہ یوشع نے پانچ بادشاہون کو قتل کر کے ایک گڑھے مین ڈال دیا اور

اوسپر پتھر رکھے اور ورس ۲۷ مین ہے کہ وہ پتھر اج تک ہے

اور چودہوین باب کے اواخر مین ہے کہ یوشع نے مرزبوم حبرون کا

کالب کو دیا اسی جہت سے آج کے دن تک وہ کالب کی میراث ہے

اور اوس کتاب کے چھٹھین باب کا ورس ۲۶ یون ہے ۱۸۳۹ [illegible]

یہوشوع ہمان روز ایشانرا سوگند داد و گفت از حضور خداوند

ملعون باد ہرکسیکہ برخیزد و این شہر یریحو را تعمیر کند بنیادش

در نخست زادہ خود خواہد نہاد و درہاے آنرا در فرزند خود برپا

خواہد کرد ۱۸۲۵ اوسکے قریب ہے مگر ۱۸۱۱ والے نے ورس

مذکور کے بعد اتنا اور بڑہا دیا کذلک فعل ادان الذی فی بیت

ایل الادون بکرہ اسسہا و بموت الذی سلم آخر ادبلاد

نصب ہوا ہے یعنے ایسا ہی کیا داؤد نے خاندان اسرائیل میں سے
دو ون اوسکا پلوٹہا بیٹا اوسنے اوسکی نیو ڈالی اور ہر گاہ وس شخص کے
جو سلم ہے پچھلا بیٹا اوسکا اوسنے اوسکے دروازے نصب کیے ✱ دیکھو
یہہ روایتین خود یوشع نے نہین لکہین اور اس سے دوپہر کے آفتاب
کی طرح روشن ہو گئی یہہ بات کہ بیبل کے رسالے جن انبیاؤن کی
طرف اونکا منسوب ہونا مشہور ہے سب اونہین انبیا کا
کلام نہین ہے بلکہ پیچھے سے اور روایتین اوسمین ملائی گئی ہین اور
صموئیل کی کتاب ہو کہ مین صموئیل کے مرنے کا ذکر کرکے لکھا ہے کہ اوسکے بعد
یہہ یہہ ماجرے گذرے اور راعوث کی کتاب ایک چھوٹا سا رسالہ
ایک عورت کے قصے کا ہے نہ اوسمین خدا کا کلام ہے اور نہ کسی نبی کی
کوئی بات ہے پہر کیا وجہ کہ سب رسالے عہد عتیق کے اور ہر ہر جملہ کتاب
موسی کا واجب التسلیم ہو فقط

چھٹہان استفسار

یہہ بات آپکے اور عیسائیون کے اصول مین داخل ہے کہ انبیا
بنی اسرائیل سوا اوس بات کے جو دوسرے کو کہنے یا پیشین
گوئی کرتے تہے اور کسی بات مین معاذ اللہ بعد نبوت کے بہی عمدا
گناہ کبیرہ کرنے سے محفوظ نہین تہے چہ جا کہ معصوم ہون اور یہہ بہی

مسلم اور ظاہر ہے کہ سواے پیشین گوئی اور اوامر اور نواہی کے
سیکڑون باتین بطور واقعہ نویسی کے موسی کی کتاب اور انبیا
مین بھری ہوئی ہین ہرگاہ یہہ بات ٹھہر چکی تو مجھے کوئی قاعدہ
بطور کلیہ کے یا تفصیل وار بتا دیجیے کہ فلانی کتاب مین ایسے
ورس جو ہین سو خدا کا کلام ہے اور اوسکے سوا کوئی ورس
اس قابل نہین ہے کہ رتبے مین خدا کے کلام کے برابر ہو
کہ جب تک یہہ التباس رفع نہو لے اور ایسی تمیز اونمین اسکا را
نہو تب تک ساری کتاب کے مرتبے کو خدا کے کلام کے مرتبے کے برابر
نہین جان سکتے چنانکہ اسی واسطے ہمارے یہان قاعدہ کلیہ ہے
کہ جو روایت پیغمبر خدا سے کوئی نقل کرے اور اوسمین ادراج ہو
یعنے کوئی کلمہ ایسا ہو جسپر شبہہ جاتا ہو کہ روایت کرنیوالے نے
اپنے سمجھہ کے موافق اسکو بڑھا دیا ہے اوس روایت کو بمقابلہ دوسری
روایت کے جو ایسی نہو معتبر نہین کرتے اور قطع نظر مسئلہ عصمت
انبیا کے یہہ بات بالاتفاق ثابت ہے کہ انبیا لوگ بعضی باتین بطور
رایت کے بھی کہا کرتے ہین جیسے کھانا یا پانی مانگنا یا مشورہ کرنا جیسا
حضرت موسے اپنے سسر سے مشورہ کرتے تھے چنانکہ کتاب خروج
کے اٹھارہوین باب مین اسی مشورے کا بیان ہے پس اونکے طرح کے

کلام کو خدا کے کلام کے ساتھہ مخلوط کرکے لکھنا اسطرح کہ تمیز باقی
نرہی بالبداہتہ ساری کتاب کو اوس اعتبار سے جو خدا کے کلام کے
لیے ہے ساقط کرتا ہے چنانکہ اسی لیے ہمارے پیغمبر خدا کے خلفا نے
جو اوراق منتشر لکھوائے ہوئے انحضرت کے مشتمل کلام اللہ پر تھے
اونکو اور حافظونکو جنہون نے بلا واسطہ پیغمبر خدا سے قران سنا تھا
جمع کرکے اور جو آپ قران شریف کو بلا واسطہ سنا تھا
سبکو مطابق کرکے لکھا اوسمین انحضرت کا اور کوئی کلام نہین
لکھا اور اسی جگہہ سے یہہ بات ہے کہ پیدایش کی کتاب کے باب
چھیالیسوین ۴۶ کے ستائیسوین ورس مین ہے کہ وے سب جو یعقوب کے
گھرانے کے تھے اور مصر مین آئے ستر جی تھے جتنے نسخے میرے پاس
ہین سب مین یہی ہے آینده کی مین نہین جانتا اور اعمال کے
ساتوین باب کے چودہوین ورس مین ہے * تب یوسف نے
اپنے باپ یعقوب کو اور اپنے سب کنبے کو بلا لیا سب پچھتر آدمی تھے
* سب نسخون مین انتک ایسا ہی ہے آینده کی مین نہین جانتا
دیکھو دنائی سے اوپر پانچ کی کمی بیشی نبوت کے کلام مین نہین
ہو سکتی یہہ نہین ہوی مگر اس جہت سے کہ روایت مذکورہ بطور روایت
کے لکھی گئی اور ایسی اور باتین بہی عہد عتیق اور جدید کی

بایکدیگر مختلف ہین سب کا انتخاب کرنا بڑا دردسر ہے اور ملوک اور
قضاة اور اخبار الایام کی کتابین تو ایسی ہین جیسے شاہنامہ وغیرہ
اوسکا تو کچھہ اعتبار نہین آوسکے حال سے تعرض کرنا بیفائدہ ہے

ساتوان استفسار

خروج کی کتاب کے بتیسوین باب مین حضرت ہارون کے سبب لکھا ہے
معاذ اللہ کہ اونہون نے بنی اسرائیل کے لیے سونیکا بچھڑا ڈہال کر معبود
قرار دیا اور آپس مین کہا کہ بنی اسرائیل کو یہی مصر سے نکال لایا ہے
اور اوسپر نذرین چڑہانے کے لیے منادی کی اور سب نے منادی کے
موافق حاضر ہوکر نذرین چڑہائین اور ہارون نے اونکو سبکو ننگا کردیا
ایسا کہ دشمنون کے سامنے بڑی ہنسی ہوئی اور اس بات کی یہواہ نے
حضرت موسی کو خبر دی اور ہارون مورد غضب الہی ہوگا* یہہ
روایت سچ ہے یا نہین اگر نہین سچ ہے تو وہی بات ہماری جو صادق
آئی کہ توریت کے مولف نے روایتین واہی تباہی خدا اور موسی کے
کلام کے ساتھہ مخلوط کرکے لکھہ دی ہین اور اگر سچ ہے تو اون
انبیاؤن کے ذاتی حرکات اور سکنات مین عصمت تمہارے اصول
پر تو تھی ہی نہین رہی رہنمائی کی بات جب اوسمین بھی عصمت نرہی
تو شریعت کا ظہور ہوگیا اور کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ حضرت عیسی نے

اپنے تئین گر معبود قرار دیا ہوگا تو اسیطرح دیا ہوگا اور پیدائیش
کے ستائیسوین باب مین لکھا ہے کہ حضرت اسحاق نے اپنی نابینائی
کے زمانے مین اپنے بڑے بیٹے عیص کو بلایا کہ اوسکے حق مین برکت کی
دعا کرے اسپر حضرت یعقوب نے عیص کے کپڑے پہن کر باپ سے جا کر کہا کہ مین
عیص حاضر ہون اور دو تین بار کہا کہ مین عیص ہون حضرت اسحاق نے
اپنی دانست مین دعا برکت عیص کے لیے خدا سے کی اور وہ دعا حضرت
یعقوب کے لیے ہو گئی * یہہ روایت سچ ہے یا نہین اگر سچ نہین ہے
تو بڑی اختلاط واہی تباہی روایتون کا موسی کی کتابون مین ثابت ہوا اور اگر
سچ ہے تو معلوم ہوا کہ خدا کے سامنے بھی جعلسازی چل جایا کرتی ہے
اور انبیاے بنی اسرائیل کے معاملے سب ایسے ہی جھوٹھے اور جعلسازی کے
طور پر تہے یعنے مثلاً حضرت عیسیٰ نے خدا سے زبانی کہا ہوگا کہ مجھے تو معجزے
کی طاقت دے مین سبکو تیری راہ بتاؤنگا اور جب معجزے کی طاقت
مل چکی تو خدا سے دغا کیا اور سب سے کہنے لگے کہ مین بھی ایک خدا ہون
اور پیدائش کے بتیسوین[32] باب مین چوبیسوین[24] درس سے تیسوین[30]
درس تک لکھا ہے کہ ایک شخص رات بھر حضرت یعقوب سے کشتی لڑا
رہا جب وہ یعقوب کو مغلوب نکر سکا تو چپکے سے یعقوب کی ران پر
ہاتھ لیجا کر ٹانگ کی نس چڑہا دی کہ وہ مغلوب ہوگیا اوسکے بعد یعقوب نے

اوس شخص سے برکت مانگی اوسنے برکت دی اور کہا آج سے تیرا نام
اسرائیل ہوگا اور یعقوب نے اوس مقام کا نام فنایل رکہا کہ مینے خدا کو
روبرو دیکہا اور میری جان بچ گئی اور اوسی کتاب کے پینتیسوین
باب کے نوین اور دسوین ورس مین لکہا ہے کہ خدا یعقوب کو پہر دکہائی
دیا اور اوسکا نام اسرائیل رکہا پس ان دونون مقامون کے
ملانے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کشتی گیر خدا تہا چنانچہ پادری
فنڈر صاحب نے اپنی کتاب مفتاح الاسرار منطبعہ ۱۸۵۰ کے باب اول
تیسری فصل مین اوس قصے کے طرف اشارہ کرکے لکہا ہے کہ یعقوب سے
کشتی کرنیوالا عیسی مسیح تہا بالجملہ یہہ حکایت اگر صحیح نہین ہے تو وہی
روایات واہیہ کا الحاق ثابت ہوا اور اگر صحیح ہے تو معلوم ہوا
کہ خدا کا آدمی بنکر آنا موقوف اسپر نہین ہے کہ بندون کے نجات
کے لیے آوے جیسا تمہارا عقیدہ ہے بلکہ معاذ اللہ یونہی اللہ صاحب
آدمی بنکر گلیو مین پہرا کرتے ہین پس ہر آدمی پر احتمال ہو سکتا ہے
کہ خدا ہو اور دعوی خدائی کا کرنا یا نکرنا اور معجزہ ظاہر کرنا یا نکرنا
یہہ اوسکا اختیار ہے ذری انصاف کیجیے کہ ہندؤن کی کتاب جہان جہان
پر پادری لوگو نکا ہنسنا بیجا ہے یا نہین اسلیے کہ وسمین کوئی حکایت
ایسی کہ مضحکہ عقلا ہو ان حکایتو نسے بڑہ کر نہین ہے

اٹھوان استفسار

توریت مین بعضے احکام کے نسبت لکھا ہے کہ یہہ ابدی ہین مثلاً کتاب
پیدایش کے سترہوین باب کے نوین درس سے چودہوین درس
تک یون لکھا ہے نسخہ ۱۸۲۵ء پہر یہواہ نے ابراہیم سے کہا کہ تو جو ہے
تو میرے عہد کو قایم رکہہ اور تیرے بعد تیری اولاد پشت بہ پشت
سو میرا عہد جو تیرے ساتھ اور تیرے بعد تیری نسل کے ساتھ
جسے تم قایم رکھوگے یہہ ہے کہ تم مین سے ہر ایک فرزند نرینہ ختنہ
کروائے اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کٹواؤ اور وہ میرے اور تمہارے
بیچ عہد کی علامت ہوگی الی قولہ لازم ہے کہ تیرے خانہ زاد اور تیرے
زرخرید کا ختنہ کیا جاوے اور میرا عہد تمہارے جسم مین عہد
ابدی ہوگا اور وہ فرزند نرینہ جو نامختون ہو جسکے بدن کی
کھلڑی کٹی نہووے اپنی قوم سے کٹ جاے کہ اوسنے میرا عہد توڑا
نسخہ ۱۸۲۶ء اور ۱۸۳۱ء اوسی کے موافق ہے دیکھو تین جگہہ یہہ
لفظ واقع ہے اور فارسی ۱۸۳۹ء والے نے ابدیکا مضمون
تین جگہہ سے کاٹ ڈالا ہے اور تیسری انجیل کے دوسرے باب کے
اکیسوین درس سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسی کا بہی ختنہ ہوا تہا
اور پولوس کے خط موسومہ غلاطیہ کے پانچوین باب کے دوسرے

ورس مین یہہ ہے ۱۸۳۴ ابین کہ پولوس ہون تمسے کہتا ہون اگر تم ختنہ
ہوے تو مسیح سے تمہین کچہہ فائدہ نہوگا اور اعمال کے بند رہوین
باب کے چوبیسوین ورس مین ہے ۱۸۳۹ جبکہ ہمنے سنا کہ بعضون نے
ہم مین سے نکل کے تمہین باتین کہکے گہبرادیا اور یہہ کہکے تمہارے
دلونکو بیقرار کردیا کہ ختنہ کرواؤ اور شریعت پر چلو اونکو ہمنے
اونہین یہہ حکم نہین دیا تہا الی قولہ ورس ۲۸ کہ روح القدس کو
اور ہمکو اچہا لگا کہ سوا چند باتون کے تم پر زیادہ بوجہہ نڈالین
۲۹ کہ تم بتونکے لیے ذبح ہوئی چیزون سے اور لہو اور گلا گہونٹا ہوا
جانور کے کہانے سے اور زناکاری سے پرہیز کرو والسلام *
دیکہو یا معاذ اللہ توریت کا وہ کلام غلط لکہا گیا یا یہہ پولوس کا
کلام غلط ہے اور کتاب خروج باب ۱۲ ورس ۱۴ ۱۸۲۵
تم یہواہ کے لیے اس دن مین عید کی مداومت کیجیو اور تم
اپنے سب قرنونمین اس عید کو ابد تک عادت کیجیو * باب ستائیس
ورس ۲۱ ۱۸۳۹ در مسکن مجمع بیرون حجابیکہ پیش روی
عہدنامہ میباشد اہرون با اولاد خود از شام تا صبح در حضور
خداوند بدرستی ان بپردازد ایشان را پشت بہ پشت در
حق بنی اسرائیل آئین ابدی باشد * باب ۲۸ خلاصہ ورس ۴۲

و۴۳ ۲۸ اور تو اونکے لیے پاجامے کتان کے بنا کہ زانو تک ہون
اور چاہیے کہ ہارون اور اوسکے بیٹے داخل ہونے کے وقت جماعت
کے خیمے مین اوسے پہنے ہون یہہ رسم اوسکے اور اوسکے پیچھے اوسکی
نسل کے لیے ہمیشہ کو ہو * باب بست و نہم ورس ۹ ۱۸۲۹ کمر اہرون
و پسرانش را بہ بند و کلاہ ہا بپوشان و منصب کہانت با آئین ابدی
ایشان را باشد * باب مذکور ورس ۲۸ این حصہ اہرون و اولادش
از طرف بنی اسرائیل با آئین ابدی باشد * باب سی ام ورس ۲۱
بدین طور دست و پاہاے خود بشویند تا نمیرند و براے شان و براے او
و اولادش را پشت بہ پشت آئینے ابدی باشد * کتاب احبار
باب ششم ورس ۲۲ ہر کاہن ممسوح کہ از اولادش جانشین وے
شود انرا بگذرانند آئین ابدیست * باب ہفتم ورس ۳۴ سینہ
جنبانیدنی و شانہ برداشتنی را از بنی اسرائیل گرفتہ ام و با آئین
ابدی بہ اہرون و اولادش بخشیدہ ام * باب دہم ورس ۸ و ۹
پس خداوند تعالے اہرون را مخاطب فرمودہ گفت تو و پسران تو
وقتے کہ در خیمہ مجمع داخل شوید نہ می خورید نہ مسکری مبادا کہ بمیرید این
آئین ہست ابدی * باب شانزدہم ورس ۲۹ و این قانون ابدی براے
شما باشد کہ در روز دہم ماہ ہفتم خود را مغموم سازند و ہیچ کار نپردازند

*باب بست و سیوم ورس ۱۲ آن عہد را در رسالے ہفت روز برا
خداوند مرعی دارند آئین ابدیست طبقه بعد طبقه از اد ر ماه ہفتم
عزیز دارید *باب بست و چہارم ورس ۳ بیرون حجاب عہد نامه
در خیمه مجمع ہرون از شام تا صبح بحضور خداوند ہموار
آن بپردازد این آئین ابدیست برای شما طبقه بعد طبقه * دیکھو
آئین ابدی کی لفظ بالبداہة مقتضی ہے اس امر کو که وے احکام دائم
نہین تھے معہذا پولوس لکھا ہے نامه موسومه افسی کے باب دویم
مین ورس ۱۵ آئیه ۱۸۳۹ اپنا جسم دیکے دشمنی کو یعنی شریعت کے
عملی حکمونکو دور کیا تا که وه صلح کرواکے دونون سے آپ مین
ایک نیا مخلوق بنا وے *نسخه ۱۸۱۱ مین بجاے نصف اول
اس ورس کے یعنی اپنا کی لفظ سے دور کیا تک یون ہے ابطل شریعة
الوصایا بمعتقداته یعنی شریعت کو اپنے اعتقاد کے رو سے ناکاره
اور نکما کر دیا اور پولوس کا نامه جو عبرانیون کے نام ہے اوسکے
آٹہوین باب مین ورس ہفتم سے دہم تک یون ہے نسخه عربیه ۱۸۱۶
فلو کان العہد الاول غیر معترض علیه لم یوجد للثانی موضع لانه
قد اعترض وقال لہم ان الرب یقول ان الایام آتیة اعنی ایام
التی اعاہد فیہا اہل بیت اسرائیل و اہل بیت یہودا عہدا جدیدا

لایوافق العهد الذی عاهدت به اباؤهم الی قوله فهذا هو العهد الذی اعاهد به
بعد تلک الایام اهل بیت اسرائیل نسخہ اردو سنہ ۱۸۳۱ کہ اگر وہ پہلا عہد نامہ
بے عیب ہوتا تو دوسرے کے جگہہ کی تلاش نہوتی سو وہ اونکا عیب بتا کر
کہتا ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے دیکھہ وے دن آتے ہین کہ بنی اسرائیل کے گھرانے
اور یہوداہ کے گھرانے کے لیے ایک نیا عہد نامہ ٹھہراونگا اور یہہ اوس عہد نامے
کے مانند نہوگا جیسے مینے اونکے باپ دادونکے ساتہہ الی قولہ کیا بلکہ یہہ وہ
عہد نامہ ہے جیسے مین اسرائیل کے گھرانے کو ان دنون کے بعد دونگا *

دیکھو بالاتفاق عہد قدیم سے توریت مراد ہے سو منسوخ ہوئی
اور اوسکی جگہہ عہد جدید یعنے انجیل رکھی گئی اور یہانسے یہہ بھی صاف
ظاہر ہوا کہ شریعت عیسویہ صرف بنی اسرائیل کے لیے تھی یہہ بات یاد رکھنی
چاہیے آگے کام آویگی نامہ پولوس بنام قلسیان باب دوم ورس
۱۶ نسخہ سنہ ۱۸۱۶ ہیچکس شمارا در بارہ خوراکی یا آشامیدنی یا در
خصوص عیدہا یا ہلال یا سبتہا مجرم نسازد کہ اینہا اظلال اشیای
آئندہ بودہ اند کہ حقیقت اینہا مسیح است * غرض کہ ان ورسون
اور بہی اسیطرح کے اور ورسون سے اور تمہارے بعضے علمائے
اقرار اور کتابونسے معلوم ہوتا ہے کہ وے احکام توریت کے سب
میعادی تھے کہ حضرت عیسی نے اونہین موقوف کر دیا پس دو حال سے

خالی نہین یا وہان ابدی کی لفظ غلط ہے یا پولوس کا اوسکی موتوفی
بیان کرنا غلط ہے فقط

نوان استفسار

ارمیا نبی کی کتاب کے پانچوین باب کے گیارہوین ورس نسخہ عربیہ
سنہ ۱۸۱۱ عیسوی مین یون ہے * بیت اسرائیل عصا نے عصیانا و بیت
یہودا کذب لرہم * یعنے خدا فرماتا ہے کہ بنی اسرائیل نے میری نافرمانی
کی اور یہودیون نے خدا پر جہوٹہہ باندہا * ہر شخص جانتا ہے کہ ہر گناہ
کرنے پر گناہگار کو یہہ نہین کہہ سکتے کہ تونے خدا پر تہمت لگائی
ہان اگر شریعت مین جہوٹہا مسئلہ یا جہوٹہی روایت داخل کردے
تو البتہ کہین گے کہ تونے خدا پر جہوٹہہ باندہا پس معلوم ہوا کہ ارمیاہ
نبی کے وقت تک بہی یہودیون نے جہوٹہی باتین خدا کی شریعت مین
داخل کردی ہین حالانکہ اب عیسائی لوگ اس بات سے بہت انکار
کرتے ہین چنانکہ سنہ ۱۸۳۹ مین جو ترجمہ فارسی مین ہوا اوسمین اس
جگہہ پر یون ہے * خاندان اسرائیل و خاندان یہودا با من نہایت بیوفائی
کردند * دیکہو کہان جہوٹہی باتین بادعاے نبوت کرنا اور کہان
بیوفائی کرنا کتنا فرق ہوگیا تحریف اسی کا نام ہے اور اوسی
کتاب کے چہٹہین باب کے تیرہوین ورس مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۱۱

من صغیرہم الی کبیرہم جمیعا اکلوا الاثم ومن الکاہن الی النبی جمیعہم صنعوا کذبا یعنے بنی اسرائیل نے چھوٹے سے بڑے تک سب نے پورے گناہ کیے اور امام سے نبی تک سب نے جھوٹھی باتین بنائین دیکھو یہہ ورس باشارۃ النص گواہی دیتا ہے کہ خدا کی شریعت مین جھوٹھی باتین ملائی گئین ورنہ کاہن اور نبی کے ذکر کی کیا وجہ اور یہہ بھی ثابت ہوا کہ سب گمراہی پر متفق ہوگئے تھے اور اوس کتاب کے باب سیوم مین ہے نسخہ ۱۸۳۹ ورس ۳۰ اینک من مخالف ان پیغامبرانم کہ ہر یک از ہمسایہ خود کلمات مرا مے دزدند ۳۱ اینک من مخالف ان پیغمبرانم کہ زبان خود را دراز میکنند ومیگویند کہ او گفتہ است دیکھو یہہ بعینہ وہی مضمون ہے جو قرآن شریف مین جابجا وارد ہے کہ اہل کتاب خدا کی باتونکو چھپاتے ہین اور اپنی بنائی ہوئی باتونکو کہتے ہین کہ یہہ خدا نے کہا ہے اور آگے چلکر اسی باب کے چھتیسوین ورس ۳۶ مین یون ہے کلمات خداوند حی خداوند افواج خدا ے ما را تغیر نمودند دیکھیے یہہ جملہ کیسی گواہی دیتا ہے تحریف کی اس مقام مین نسخہ عربیہ ۱۸۱۱ والے کو دیکھیے کہ اوسنے کیا تحریف کی داد دی ہے کہ بالکل مضمون بدل ڈالا اور اشعیا کی کتاب کے چوبیسوین ۲۴ باب کے پانچوین ورس مین ہے نسخہ عربیہ ۱۸۱۱ انہم نقضوا ناموس الرب

وبدلوا اوامر العهد الابدی یعنی بنی اسرائیل نے خدا کی شریعت سے تجاوز کرکے
توریت کی باتین بدل ڈالین اور ظاہر ہے کہ مطلق مسلمان گنہگار یا عیسائی
گنہگار کو یہہ کہنا نہین صحیح ہے کہ تونے قران کے احکام یا انجیل کے احکام
بدل ڈالے ہان جب کوئی مسلمان یا عیسائی قران یا انجیل کی آیتونکو
اپنی اصلی وضع سے پہیر کر اپنے مطلب کے موافق لکہے اوسوقت البتہ
کہین گے کہ تونے قران یا انجیل کے احکام کو بدل ڈالا دیکہو یحرفون
الکلم عن مواضعہ یعنے خدا کی یا انبیا کی باتونکو اصل وضع سے ٹیڑہا
کر دیتے ہین اسکے یہی معنے ہین یا کچہہ اور قران اسی بات کی تصدیق
کرتا ہے یا کچہہ اور اور پہلی انجیل کے پندرہوین باب کے تیسرے ورس مین
حضرت عیسی علیہ السلام کا خطاب موسائیونکی نسبت یون نقل کیا
نسخہ عربیہ سنہ ۱۸۱۱ ابطلتم کلام اللہ لاجل سننکم یعنے حضرت عیسی
فرماتے ہین کہ اے موسائی مذہب کے علما تمنے خراب کر ڈالا اور ناکارہ
کر دیا خدا کی کتاب کو واسطے رونق دینے اپنے طریقونکے دیکہو تم لوگ
اور ہم بہی ہر گنہگار عیسائی یا گنہگار محمدی کو یہہ نہین کہتے ہین کہ تونے
انجیل یا قران کو خراب کرکے ناکارہ کر دیا ہے اور اگر کوئی ہر طرح کے
گنہگار کو ایسا کہے تو اوسنے جہوٹہ کہا ہان اگر کوئی شخص قران کی
عربی تفسیر لکہے اور قران کی لفظونکو تفسیر کی لفظونسے ممتاز نکرے

اور اوسکے ساتھ اپنے مطلب کے موافق لفظین ملادے تو البتہ کھینچ گئے
کرتو کے کلام اللہ کو خراب کر ڈالا اور پولوس کے نامہ موسومہ تیتس کے
پہلے باب کے گیارہوین اور چودہوین ورس مین یہودیون کے نسبت
بی نسخہ آن زبان اونہا را باید بست کہ اینان خانہ ہا را بالکلیہ
واژگون میگردانند وبجہت قلیل نفعے چیزہاے ناشایستہ را تعلیم
مینمایند ۱۴ آبر افسانہ ہاے یہود و احکام اینہا اعتبار نہ نمایند کہ راستی
را انحراف میدہند * دیکہو راستی کو انحراف دینا مصداق ہے
یحرفون الکلم عن مواضعہ کا وبجہت قلیل نفعے کا مضمون مصداق
ہے لیشتروا بہ ثمنا قلیلا کا یہانتک توریت مین تحریف کرنے کی
بعضی گواہیان لکہی گئین آگے انجیل کے حقمین سنئے پولوس کے نامہ موسومہ
غلاطیہ کے پہلے باب کا ورس چھٹہان اور ساتوان نسخہ عربیہ ۱۸۱۶
انی اعجب من انکم اسرعتم بالانتقال عمن استدعاکم بنعمۃ المسیح الی
انجیل آخر ولیس ہو بانجیل بل ان معکم نفرا من الذین یزعجونکم ویریدون
ان یحرفوا انجیل المسیح نسخہ ۱۸۳۹ء مین حیران ہون کہ تم اوسکو جسنے
تمہین فضل مسیح مین بلایا چہوڑ کر دوسری انجیل کے ہو گئے سو وہ
دوسری انجیل نہین پر بعضے تمہین کہبراتے ہین اور مسیح کی انجیل کو
اولٹنے چاہتے ہین * دیکہو نئی انجیل بیان کرنا اور حقیقی انجیل کی

تحریف کے ظاہر ہونا قرن اول مسیحی سے شروع ہے اور پطرس
حواری حقیقی نے جو حضرت عیسی کے خلیفہ تھے اپنے دوسرے خط کے دوسرے
باب کے آغاز مین لکھا ہے نسخہ سنہ ۱۸۱۶ ورس ا چنانچہ پیغمبران کاذب
در قوم بودند درمیان شما معلمان کاذب نیز خواہند بود کہ بدعتہای
مہلک را در خفا داخل خواہند نمود بمرتبہ کہ آن مخدومیکہ ایشانرا
خرید انکار خواہند نمود و ہلاک ناگہانی بر خود قرار خواہند داد
۲ و بسیاری در امور مہلکہ ایشانرا پیروی خواہند نمود کہ بسبب
ایشان نسبت براہ راست لعنت کردہ خواہد شد ۳ و از راہ طمع بافسانہای
فریبندہ شمارا مایہ نفع خود خواہند پنداشت * نسخہ عربیہ سنہ ۱۸۱۶
قد کان مع القوم نبیون کذابون وسیحدث فیکم ایضاً معلمون
کذابون یدخلون الطرق المہلکۃ بالخفیۃ وینکرون الرب الذی
افتداہم ویجلبون علی انفسہم الہلاک المستعجل * یعنے بنی اسرائیل مین
مقرر جہوٹہ بولنے والے باد نمائے نبوت ہوئے ہین اور قریب ہے
کہ پیدا ہون تم مین بہی جہوٹہے تعلیم دینے والے کہ خفیہ داخل کرینگے
دین مین ہلاک کرنے والی راہین اور جس خداوند نے اونکو فدیہ
دیکر چہڑایا ہے اوسکے منکر ہون گے اور اپنی جانون پر جلدی خرابیان
لاوینگے پہچان کئی باتین دیکہنا چاہیے ایک یہہ کہ فرمایا کہ بنی اسرائیل

مین جہوٹہے دعوے کرنیوالے نبوت کے ہوے ہین اور آگے چلکے ہونے
والونکو اونکے مقابلے مین صرف معلم کہا مدعی نبوت نہین کہا دوسرے
یہہ کہ فرمایا کہ راہین جو داخل کرینگے سو برسبیل اخفا داخل کرینگے
یعنے ظاہر مین وے راہین دین عیسوی سے علیحدہ ہونگی بلکہ اوسی
مین مخلوط ہون گی تیسرے یہہ کہ فرمایا کہ داخل کرین گے ہنوز ظاہر ہے
کہ زبانی بیان کرنیکو داخل کرنا نہین بولتے اس سے معلوم ہوا کہ
داخل کرنے سے یہہ مراد ہے کہ دینی کتابونمین لکہین گے چوتہے یہہ
فرمایا کہ وے ایسے لوگ ہونگے کہ خداوند نے اونکو فدیہ دیکر چہڑایا ہے
اور بالاتفاق ظاہر ہے کہ وے نہین ہین مگر عیسائی لوگ دیکہو تو یہہ سب
یہہ چارو باتین مسلمانون کے پہلے طبقے والون پر صادق نہین آتین
اسواسطے کہ سید العرب صاحب نبوت تہے اور ایسے نتہے کہ صاحب
دعوی نبوت کے مقابلے مین صرف معلم کہلاتے اور وے اور اونکے
اصحاب اونمین سے جنکے لیے حضرت عیسی نے اپنے کو فدیہ کیا نتہے یعنے
نہین تہے اور اونہون نے نئی راہ ظاہر کی تو کچہہ نصرانیت مین
ملی ہوئی نہین تہی بلکہ علیحدہ اوس دین سے تہی اور نہ اون عیسائیون
پر صادق آتی ہے جو پہلے طبقے مین مسلمان ہوئے تہے اسواسطے
کہ اسلام کی راہ اونکی نکالی ہوئی نہین اور یہہ راہ جدید اونکی

نصرانیت مین ملی ہوئی تھی جو خفیہ کا اطلاق اوسپر صحیح ہو بلکہ
علیحدہ تھی اور علحدگی اوسکی علانیہ تھی اور یہہ دیون پر بہی صادق
نہین آتی اسلیے کہ اونکے واسطے حضرت عیسی فدیہ نہین ہوئے
اب صاف ثابت ہو گیا کہ یہہ خبر نہین ہے مگر عیسائیون کے حق مین
کہ اونمین بہی دینی کتابون کے اندر خراب کرنے والی باتین خفیہ
داخل کرنے والے پیدا ہونگے اور جب عیسائی لوگ ٹھہرے تو اسکو
جملے کے معنے کہ عیسی سے انکار کرینگے کچھ نہین ہین سوا اسکے کہ جو
اونکی اصل حقیقت تھی اوس سے انکار کرینگے یعنے اونکو محض بندہ
نجانینگے **بالجملہ** ان سب بیانون سے ثابت ہو گیا کہ اہل کتاب
کیا موسائی کیا عیسائی خدا اور اوسکے سچے پیغمبرون کے پیغامون
مین واہی تباہی روایتین اگے پیچھے اور بیچ مین ملا دیتے آئے ہین
اسطرح کہ تمیز مشکل ہوگئی اور مبرہن اصل انجیل یہہ بالاتفاق
ثابت ہے کہ حضرت عیسی عبری نژاد تھے اور بنی اسرائیل سارے
سب کے سب عبری زبان رکھتے تھے اور حضرت عیسی پہلی بار جا کے
تو صرف اسرائیلیون کے لیے ائے تو موافق اپنی زاد و بوم کے عبری
زبان بولتے تھے اور خدا کی باتین بہی عبری مین کرتے تھے چنانچہ
انجیل نام اوسکا خود دلالت اسی بات پر کرتا ہے اور بعضے بعضے دفعہ

اب بہی عبری مین سو اوس عبری کلام عیسویکا اب کہین پتا نہین ملتا
اور خود عیسائیونسے ہمنے سنا کہ اصل عبری انجیل جو حضرت عیسی کا
بلفظہ کلام تہا اوسکا کچہہ سراغ عالم مین پیدا نہین اور اب مدت سے
یہی یونانی ترجمہ اوسکا اصل قرار پایا ہے اور چوتہے انجیل کے آخر کے
جملے سے ظاہر ہے کہ اصل انجیل اور ہی شخص کی لکہی ہوی تہی اور یہہ
انجیل یونانی مین اور ہی شخص نے لکہی چنانچہ اسکی تفصیل آگے چلکر
بیان کرینگے **الغرض** آگے جو کچہہ ہوا سو ہوا اب پچہلے زمانے
کا حال سنیے اٹہوین اربانوس صاحب کلیسای روم قدیم نے
جس بیبل کو ۱۶۲۵ عیسوی مین عربی اور لاطینی مین بہت سے
علمای مسیحی حقانی زباندان جمع کر کر لکہوایا اوسپر اوسنے
ایک مقدمہ بہی لکہا ہے بیبل کی صفت مین جسکا جی چاہے
اوسکو پڑہ لے اوسمین صاف لکہا ہے کہ اصل کتابون مین بیبل کے
کیا عبرانی یعنے عہد قدیم کی کتابین اور کیا یونانی یعنے اناجیل
کچہہ کچہہ نقصان اور فساد اور خرابیان واقع ہوئی ہین ہر کاہ
حمایت کرنے والا اوس کتاب کا تہوڑے سے نقصان اور فساد کا
اقرار کرتا ہے تو واقع مین نہ معلوم کتنا تہا جسکو وہ تہوڑا
لکہتا ہے مین اوس مقدمے کو بجنسہ ترجمہ کر کے لکہتا ہون اور اوسمین

طرف سے کوئی لفظ کم و بیش نہین کرتا ہون جسکا جی چاہے اصل کتاب سے
کہ بعضے جیسا یہون پاس ہوتی ہے ملا کر دیکھلے اور جو اس مقدمے کی عبارت
مین غلطی صرفی اور نحوی اور تعقیدات لفظی اور معنوی بہت تہے
اس جہت سے بعضی جگہہ ترجمہ صرف الکل سے کیا گیا

مقدمہ

فاما ذلک الکلام الذی انزلہ اللہ سبحانہ فکتبتہ اولا الانبیاء والرسل
یہہ کلام کہ نازل کیا اوسکو حق سبحانہ تعالے نے سو لکہا اسکو پہلے انبیا اور پیغمبرون نے
بلغاتہم کل واحدٍ منہم بلغۃ بلدتہ او قومہ ثم من بعدہم نقل الی السنۃٍ مختلفۃ
اپنی بولیون مین اور ہر ایک نے اونمین سے لکہا اپنے شہر اور اپنے قوم کی بولی مین بعد پیچھے وہ کلام نقل کیا گیا مختلف زبانون مین
لیعرف جمیع الامم ما اوحی بہ اللہ لخلاصہم اجمعین وان کان فی نسخۃ
تاکہ سب امتین دریافت کرین جو خدا نے اون سبکی نجات کے لیے وحی بہیجی اور اگرچہ نسخہ
المقبولۃ اختلاف الکلمات کاختلاف اللغات لکثرۃ المعانی التی لکلمۃ واحدۃ
مقبول مین اختلاف کلمات مثل اختلاف لغات کے ہے بسبب کثرۃ معنون کے جو ہر کلمے کے
من الکلمات فی اصلہا لاکن لکلہن حکمٌ واحدٌ فیما یلی الحقیقۃ ولیس
اصل مین ہین لیکن اون سبکا ایکہی حکم ہے حقیقت سے ملتا ہوا اور نہین ہے
فیہ شیٌ مضادٌ لہا فخاصۃً فی ہذہ النسخۃ العامۃ المعروفۃ التی
اوسمین کوئی بات خلاف اوس کے خصوصًا اس نسخہ عامہ مشہورہ مین

يستعملها الكنيسة المقدسة الرسولية الجامعة الرومانية فانها لا في
استعمال مین کہتے ہین ارباب کلیساے رسولیہ جامعہ رومانیہ اور یہہ حال نہین ہے
المعاني فقط بل وفي اكثر الالفاظ يوافق المتن الاصلي اي العبراني
صرف باعتبار معنون کے بلکہ اکثر لفظون مین ہی موافق اصل متن یعنے عبرانی
واليوناني ومع ذلك كله لعلك تجد شيئًا ناقصًا مفسودًا في
اور یونانی کے ہے اور با اینہمہ تو پاویگا بعضا کلام ناقص اور خراب
بعض نسخ الكتاب المذكورة اما عند الروم واما عند غيرهم
بعضے نسخون مین اوس کتاب کے کیا اہل روم کے پاس اور کیا اورون کے پاس
من الطوايف من سهو الكاتبين او من قلة اجتهاد المترجمين
منجملہ اور گروہون کے کاتبون کی سہو اور مترجمون کی کم محنتی سے
وكذلك في اصل العبراني واليوناني ايضًا يكون نقص يسير او غلط
اور ایسا ہی اصل کتاب عبرانی اور یونانی مین بہی تہورا سا نقصان اور غلطیان
صغير ولا تكاد يوجد كتاب من الكتب والكان هو صحيحًا كاملًا الا وفيه
تہوڑی سی ہین اور نزدیک نہین ہے کہ پائی جاے کوئی کتاب کتابون مین سے اگرچہ خوب صحیح ہو مگر یہہ کہ اوسمین
غلط او نقص لاكن لا يقول احد بالحق لاجل ذلك انه مطلقًا
کچہہ غلطی یا نقصان ہو لیکن اس جہت سے یہہ کوئی نکہیگا کہ وہ کتاب بالکل
كتاب مفسود او مرفوض اما نسخ الكتب المقدسة هي كثيرة

خراب اور متروک ہوگئی اور نسخے کتب مقدسہ کے بہت ہین

بحسب کثرۃ اللغات والشعوب فکانت قدیما النسخۃ العربیۃ ایضاً

موافق کثرت زبانون اور فرقون کے سو قدیم الایام سے نسخہ عربیہ

مشہورۃ تامۃ فی الفاظ صادقۃ فی المعانی جیسے ہی نواحی الشرق

مشہورہ لفظون سے پورا اور معنون سے درست وقتے کہ نواحی شرق مین چمکا

دین المسیح ولم یکن بعد انقلبت الامور من شدۃ الاحزاب والہرا طقۃ

دین مسیحی اور ہنوز انقلاب امور بسبب شدت لڑائیون کے نہین ہوا تھا

فی تلک البلدان لاکن من بعد ما نقص ہناک العلم والایمان خسرت

ان شہرون مین لیکن جبکہ علم اور ایمان وہان ناقص ہوگیا تو کم ہو گیا

ایضاً النسخۃ المذکورۃ وبقیت منہا مصاحف قلیلۃ فقط

نسخہ مذکورہ بہی اور تھوڑے نسخے اوسکے باقی رہے فقط

وفیہا غلطات کثیرۃ ونقصانات غزیرۃ ذلک من قلۃ النساخ

اور اوسمین بہت غلطیان اور بہت نقصانات ہین یہہ بسبب قلت لکہنے والون

والعلماء ومن کثرۃ الغشومۃ والجہالۃ فہذا السبب دعا الاب

اور عالمون اور کثرت غشومت اور جہالت کے ہوا پس یہہ امر باعث ہوا پاپا

المکرم المشہور فی التقی والجودۃ المعتبر فی العلم والحکمۃ

بزرگ کو کہ تقوی اور جودت طبع مین مشہور اور علم وحکمت مین معتبر ہے

سرکیس الہارونی من بیت الرزمطران الشام لیحسن الی طایفتہ

ہوگر سرکیس ہارونی خاندان رزمطران شام ناکہ احسان کرے اپنے گروہ پر

ویقوم باحتیاجها علی حسب قدرتہ بما قد کان رغبوا بعض المطارنۃ

اور متعہد ہوا انکی حاجت روائی پر موافق اپنی طاقت کے اس جہت سے کہ رغبت کی تہی بعضے مطارنہ

والاسافقۃ من بلاد الشرق الی قدس سیدنا البابا اربانوس

اور اساقفہ نے بلاد مشرقیہ سے حضرت سیدنا پاپا اربانوس ثامن کی طرف

الثامن مستاذنین لہ فی امرہ باصلاح النسخۃ العربیۃ ویطبعها فی

اور اوس سے وہ چاہتے تہے حکم کرنے کو واسطے اصلاح اوس نسخہ عربیہ کے اور اوسکے چہاپنے کے

رومیۃ العظمے لمنفعۃ کنایسهم ورعایاهم فاذن البابا

بڑی رومیہ مین کنیسون اور اونکے رعایا کے فایدے کے لیے سو اجازت دی اوس پاپا نے

المذکور بطلبتهم فولی هذا الامر للسادۃ المکرمین المتقابلین

طالبون کو اور اس کام کا متولی کیا بزرگ سرداران بلند مرتبہ

الکردینالیۃ المتوکلین علے المجمع المقدس فی انتشار الایمان

کردینالیہ کو جو متوکل تہے مجمع مقدس پر واسطے رواج دینے دین

المسیحی فاماهم فاوصوا المطران سرکیس المقدم ذکرہ

مسیحی کے سو اونہون نے کہا مطران سرکیس مقدم الذکر سے

بجمع فی دارہ کثیرًا من العلماء اللاهوتیین قسوسًا ورهبانًا

جمع کرنیکو اپنے گہر مین بہت سے علماء لاہوتین قسیس اور رہبان

وعلمانیین ومعلمی اللسان العبرانی والیونانی والعربی وغیرہا

اور علمانیین اور معلمین عبرانی اور یونانی اور عربی وغیرہ کو تاکہ

یصلح معہم النسخۃ العربیۃ فبدو یفعلون ذلک لغایۃ الاجتہاد

تا اونکے ساتہہ ملکر اصلاح دے نسخہ عربیہ کو سو وہ یہہ کام کرنے لگے بہت کوشش سے

فی سنہ ۱۶۲۵ الف دستماۃ وخمسۃ وعشرین بمیلاد المسیح بعون

سنہ سولہ سو پچیس مین میلاد مسیح سے بعون

اللہ تعالے وتوفیقہ فاختار وامن کل واحدٍ فی المصاحف

اللہ تعالے وتوفیقہ پس پسند کر لیے اونہون نے ہر ایک سے کتاب

العربیۃ ما وجدوا فیہ اصح واصلح وموافق المصدر العبرانی

عربیہ مین جو کہ اوسمین بہت صحیح اور درست اور موافق صیغون عبرانی

والیونانی وجبروا الناقص واصلحوا الفاسد علی مثل المصدر

اور یونانی کے تہے اور پورا کیا ناقص کو اور درست کیا فاسد کو موافق اونہین صیغون

المذکور والنقل العام الذی عند الکنیسہ الرومانیۃ فکذلک

اور نقل مشہور کے جو کنیسہ رومانیہ مین ہے

ردّوا علی قدر طاقتہم الکتب المقدسۃ الی الطایفۃ العربیۃ المشہورۃ

اور یہہ پہیر دیا اونہون نے جہان تک ہوسکا کتب مقدسہ کو گروہ عربیہ مشہورہ

وغیرہا من الطوائف المستعمل عندہم اللسان العربی کما کانت

وغیرہ کے طرف جنکی یہان عربی مستعمل تہی جیسا کہ

لہم فی الزمان القدیم اما فی ہذا الامر الکبیر کل سعی الناس

زمان سابق مین اونکے لیے تہا اور اس بڑے کام مین کوشش آدمیون کی

وہم خفیف قلیل فلذالک امر المجمع المقدس ان یطبع

اور ہمت اونکی ہلکی اور ضعیف ہے اسلیے اوس گروہ مقدس نے حکم کیا ہیہ کہ چہاپا جاے

فی ہذا النقل المتن اللاطینی العام قبالۃ المتن العربی

اس کتاب مین متن لاطینی مشہور مقابل مین عربی کے

حتی یکون لکل واحد قانوناً امینا یعرف بہ و یصلح کلما بقی من العربی

تاکہ ہو ہر ایک کے لیے قاعدہ مضبوط کہ اوس سے پہچانا جاے اور اصلاح کردی جاے اونکی جو باقی ہے عربی مین

من نقص او غلط لم یدرہ المترجمون والمصلحون ثم اعلم

نقصان اور غلطی کہ نہین دہیان کیا اوسکو مترجمین اور اصلاح دینے والون نے پس جان اے

ایہا القاری الحبیب اننا فی اصلاحنا ہذا لم نلحق دائماً المتن

پڑہنے والے دوست کہ ہم لوگ اس اصلاح مین برابر نہین رکہتے آئے ہین ہر مقام مین متن

الاصلی کلمۃ لکلمۃ بل اقتدینا عادۃ التراجمۃ السابقین فی اماکن

اصلی کو لفظ بلفظ بلکہ ہمنے تقلید کی اگلے ترجمونکے سو بہت جگہ

کثیرۃ حفظنا الحکم فقط و تغافلنا عن ترتیب الالفاظ و عددہا

صرف حکم کو نگاہ رکھا اور ترتیب الفاظ اور اوسکی تعداد سے تغافل کیا

وحیث کان اختلاف بین الحکم العربی واللاطینی بغیر مضرۃ الحق

اور جہان کہین کچھہ اختلاف تھا حکم عربی اور لاطینی مین بغیر مضرت حق

لم نر ان نغیرہ لنتبعٰی بل ابقیناتاویل الاولین کراتغیرلہم وقد صار

مناسب نہ دیکھا ہمنے کہ اوسکو بدلین بلکہ باقی رکھا اگلون کی تاویل کو کمی اور بیشی کے لحاظ سے جو ہوگئے تھے

لاہل الشرق العادۃ فیہ من زمان طویل فکان التغیر یکون لہم

اہل شرق مدت سے معتاد اوسکے سو وہ تغیر اونہین

مکروہا ثم ان المتن الاصلی ایضاً قبول فی خطہ ذلک الحکم بالسواء

مکروہ معلوم ہوتی اور پہر متن اصلی بہی قبول ہے اپنے خط مین اور یہہ حکم برابر ہے

وبین الحکمین اختلاف فقط بلا متضادۃ وفی کلیہما تصدیق

اور دونون حکمون بیچ اختلاف ہے فقط بلا تضاد اور دونون مین تصدیق

الامور ثم معروض علیک اننا فی اسماء التی تختص بہا الناس

امور کی ہے پہر عرض کیا جاتا ہے کہ ہمنے آدمیون اور مواضع کے نامون کو

او المواضع وقفنا علی آثار الخط العبرانی وحروفہ الا ان

موقوف رکھا خط عبرانی اور اوسکے حرفون کے وضع پر مگر

العادۃ فی اللسان العربی تارۃ منعتنا عن ذلک کقولک

عادۃ نے زبان عربی کے کبہی ہمکو باز رکھا اوس بات سے مثل کہنے تیرے کے

ابراہیم عوض ابرہم وسلیمان عوض سلومہ واورشلیم عوض
ابراہیم عوض ابرہم اور سلیمان عوض سلومہ اور اورشلیم عوض
یورشلیم ومثل ذلک فاما اسماء الاحجار والاشجار وسایر
یورشلیم اور مثل اسکے اور نام پتھرون اور درختون اور تمام
النباتات والحیوانات وما تشبہ بذلک الکان فی اللفظ
گھاسون اور جانورون اور جو مثل اسکے ہین اگر لفظ مین
شک او ریب فی معناہ والمترجمون فی تاویلہا مختلفون
شک ہے یا اوسکے معنون مین تردد ہے اور مترجم لوگ اوسکی تاویل مین مختلف ہین
فنترکہا بلا تغیر فے المتن العربی ثم انک فے ہذا النقل تجد شیئا
سو مینے چھوڑا اوسکو بلا تغیر متن عربی کے پھر مقرر تو پاویگا اس نقل مین
من الکلام غیر موافق قوانین اللغۃ بل مضادا لہا کالجنس
ایسا کلام خلاف لغت کے بلکہ ضد اوسکے جیسے
المذکر بدل المونث والعدد المفرد بدل الجمع والجمع بدل المثنے
مذکر بدلے مونث کے اور مفرد بدلے جمع کے اور جمع بدلے تثنیہ کے
والرفع مکان الجر والنصب فی الاسم والجزم فی الفعل
اور رفع جر کی جگہ مین اور نصب اسم مین اور جزم فعل مین
وزیادۃ الحروف عوض الحرکات وما یشبہ بذلک فکان

اور زیادتی حروف کی عوض حرکات کے اور مثل اسکے سو

سببا لہذا کلہ سذاجۃ کلام المسیحین فصار بہم نوع ملک

سبب ان سب اختلافات کا سادگی کلام مسیحون کی ہے پس ہوگئی ہے اسطرح کی بولی

اللغۃ مخصوصًا ولیکن لیس فی اللسان العربی فقط بل فی

مخصوص اونکے لیے اور یہہ بات صرف عربی مین نہین ہے بلکہ

اللاطینی والیونانی والعبرانی تغافلت الانبیاء والرسل

لاطینی اور یونانی اور عبرانی مین بہی ہے تغافل کیا انبیا اور پیغمبرون نے

والاباء الاولون عن قیاس الکلام لانہ لم یرد روح القدس

اور اگلے بوپون نے قواعد قیاسیہ کلام سے اسواسطے کہ نہین چاہتا ہے روح القدس

ان تقید اتساع الکلمۃ الالہیۃ بالحدود المضیقۃ التی حدتہا

یہہ کہ بند کرے وسعت کلمہ الہیہ کو حدود ضیقہ مین کہ محدود کیا

الفرایض النحویۃ فقدم لنا الاسرار السماویۃ بغیر فصاحۃ

اونکو ضروریات نحویہ نے سو روح القدس نے اسرار سماویہ ہمارے لیے پیش کیے بغیر فصاحت

وبلاغۃ بکلمات یسیرۃ مستسہلۃ لیلا تختص قوۃ البشر

اور بغیر بلاغۃ آسان کلمات مین تاکہ مخصوص ہنو جاے قوت بشری

وحیلتہم بعمل خلاصہم العجیب النظم وبدخول العالم فی دین المسیح

اور جبلت اونکی اپنے نجات کے باب مین نظم عجیب کے ساتہہ اور واسطے داخل ہونے اونکے دین مسیحی مین

اسکا خلاصہ یہہ ہے کہ بیبل کے ترجمے جو مشہور ہو رہے ہین اوسمین کچھہ کچھہ
نقصان اور فساد لکھنے والون کی سہو اور ترجمہ کرنے والونکی
کم محنتی سے ہوا ہے اور ایسا ہی اصل عبرانی اور یونانی یعنے اصل
توریت اور اصل انجیل مین بھی کچھہ کچھہ نقصان اور غلطیان ہین
اور عربی ترجمہ جو قدیم سے چلا آتا ہے اوسمین بہت سی غلطیان ہو گئی
ہین اسلیے پوپ سرکیس ہاردنی نے باستجازت بڑے پوپ اربانو
ثامن کے بہت سے علماے مسیحی عبرانی اور یونانی اور عربی زباندانونکو
جمع کر کے اوس نسخے کی اصلاح کی اور جبر نقصان کیا اور اس ہر ایک نسخے مین
ذکر کے بدلے مونث اور مفرد کے بدلے جمع وغیرہ اختلافات
واقع ہین بلکہ بعضی جگہہ خلاف اصل لغت اور ضد اوسکے ہے اسکا
سبب یہہ ہے کہ مسیحی لوگون کو اسطرحکی بولی کی عادت ہو گئی ہے
اور اختلافات مذکورہ صرف ترجمہ عربیہ مین نہین ہین بلکہ اصل
عبرانی اور یونانی یعنے اصل توریت اور انجیل کا بھی یہی حال ہے
اور اسکا سبب یہہ ہے کہ اگلے پیغمبرون اور رسولون نے اسبات سے
عمدا چشم پوشی کی اسلیے کہ روح القدس نہین چاہتا ہے
کہ خدا کا کلام بندونکے مقرر کیے ہوے نحوی قاعدونکا مقید ہو فقط
نری الفاظ کیجیے کہ جب تثنیہ بدلے جمع اور جمع بدلے مفرد کے اور رفع

عوض نصب کے اور نصب عوض جر کے اور لفظ خلاف اپنے لغت کے
ہو گیا تو مطلب صحیح کا ظاہر ہونا منجملہ محالات ہے اس صورت مین
بھلا ایسی کتابونکا قران شریف کے ساتھ معارضہ کرنیکا کیا رتبہ
رہا اور دیکھیے کہ حامیان بیبل کے اقرار سے صاف ثابت ہو گیا
کہ بیبل کے نسخونمین کیا اصل کیا ترجمہ سب مین خرابیان ہوتی رہی ہین
اور یہہ لوگ اوسکا جبر و نقصان کرتے رہے ہین اور ان سب خرابیونکے
وے لوگ تین عذر کرتے ہین ایک بہ نسبت صرف ترجمونکے اور دو
بہ نسبت فساد اصل اور ترجمون دونون کے سو صرف ترجمون کے
فساد کے نسبت یہہ عذر ہے کہ ترجمون کی کم محنتی سے ایسا ہوا
حالانکہ باوجود اون دانشمندیون کے جسکے اہل فرنگ اپنے لیے
قیصر کے وقت سے مدعی ہین کہ سارے جہان کے علوم سے اونہون نے
اگاہی حاصل کی اور ہر ہر فن کے جزئیات دریافت کیے اور لکھے اور مشہور
کیے اور سلاطین اور امرا اونکے ان باتون مین کروڑون روپئے
خرچ کرتے رہے معہذا بیبل کے ترجمہ کرنیکا سلیقہ بسبب کم محنتی کے
اونکو نہ آیا نہایت بعید از قیاس ہے بلکہ اصل حقیقت یہہ معلوم ہوتی ہے
کہ عبرانی اور یونانی نسخون مین نقصان اور غلطیان واقع ہوئی
ہین کہ ترجمونکو اوسکی مطاوعت کرنی ضرور ہوتی ہے اور نہین معلوم

کتنی بہت سی غلطیان ہین کہ حامیان بیبل بلاچاری اوسمین سے
تھوڑے کا اقرار کرتے ہین اور یہہ ظاہر ہے کہ امتداد مدت سے
اکثر کتابون مین ایسی خرابیان واقع ہوجاتی ہین اگر خدا اوسکی
نگاہبانی کا ضامن نہو چنانچہ ٹرنر مکان صاحب نے نسخے ترجمے کا
حال اوسکے نسخہ مطبوعہ پر بطور مقدمہ مذکورہ کے لکھا ہے
اور باقی دو عذرون سے ایک یہہ ہے کہ سہو کاتبین سے ایسا ہوا
سو ہر عاقل جانتا ہے کہ کاتبون کی غلطی ایسی نہین ہوتی جسکی
درستی کے لیے اتنا بڑا اہتمام عظیم الشان کرنا پڑے کہ بیسیون
علما اور سیکڑون نسخے جمع کیے جاوین اور دوسرا عذر کیا خوب ہے
کہ روح القدس کو پابندی قواعد نحویہ کی نہین ہے اصل حقیقت
یہہ ہے کہ ہرگاہ اون لوگون نے دیکھا کہ عذر سہو کاتب اور سہو
مترجم ہر جگہہ پیش نہین جاسکتا تو یہہ عذر کیا کہ روح القدس
کی مرضی کے موافق انبیاے بنی اسرائیل خدا کا کلام یون ہین
غلط پلط ظاہر کرتے رہے ہین اور ایسا عذر کرنے والے اتنا
نہین سمجھتے کہ کلام کا مطلب سمجھنے کا پہلا مرحلہ یہہ ہے کہ اوسکے
مفردات صحیح ہون اور ترکیب اوسکی درست ہو اور جبکہ الفاظ
خلاف اپنے لغت کے بلکہ ضد اوسکے ہوے اور ترکیب کا یہہ عالم ہو کہ فروغ

منصوب اور منصوب کو مجرور کر ڈالا ہو تو معنے کا بیکو سمجھے جاوینگے
اور اوسکے سمجھنے کی تکلیف دینا تکلیف مالا یطاق ہے جیسے کسیکو کوئی
کہے کہ دریا کا پانی اوچھ ڈالو یا ریت کے سب دانے گن ڈالو اور دیکھیے کہ
غلطیان کرین آپ اور توہین انبیا اور روح القدس کے سر پر
اس جگہہ سے ہمارے اس دعوی کی یعنے یکتبون الکتاب بایدیہم
ثم یقولون ہذا من عند اللہ تمہارے اقرار سے کیسی ڈگری ہو گئی
اور تمہارے عذرات کچھہ پیش نگئے اور اگر کوئی وجہہ ثبوت اون
عذرات ثلثہ کے لیے ہو تو بیان کیجیے اور سمجھہ لیجیے کہ اون عذرونکے
واقعی ہونے کے وجوب پر یا اونکے مرتفع ہونیکے امتناع پر جب تک
برہان عقلی نہ قایم ہوگی تب تک صرف تمہارے کہنے سے وے عذرات
قران شریف کے مقابلے مین دانشمند عاقبت اندیش کے نزدیک
التفات کے قابل نہین ہو سکتے چہ جا کہ معارضہ کے لایق ہون فقط

دسوان استفسار

اربانوس تامس اور سرگیس ہاروتی اور جماعت کثیر علماے مسیحی کے
محضر سے معلوم ہوا کہ سیکڑون برس سے نقصان اور خرابیان
بیبل کی اصل اور ترجمون مین ہوتی چلی آتی ہین اور اب جو ہم صرف
اون ترجمون کو جو سنہ ۱۶۲۵ عیسوی کے بعد مسیحی علمانے کیے ہین اور ہر دفعہ

اور ہر زبان کے ترجمے پر لکھتے ہین کہ اصل عبرانی اور یونانی سے ترجمہ
کیا ہے ملاتے ہین تو پھر وہی بات پاتے ہین اور وہی نقصان اور
خرابیان انکھون سے دیکھتے ہین ہر چند میرے اس دعوی کا ینبغی تصدیق
موقوف ہے اسبات پر کہ دفعات مختلفہ اور السنہ مختلفہ کے ترجمے ملا کر لفظ
بلفظ مقابلہ کئے جاوین سو اتنی محنت کس سے ہو سکتی ہے مگر کیف ما اتفق
ان تراجم موجودہ کے بعضے مقامات کے ملانیکا جو اتفاق ہوا تو وہان
بہت سا اختلاف پایا گیا کہ اون سب کو اگر لکھون تو کتاب بڑھ جائے
اسلیے بطور مشتے نمونہ چند جملے توریت اور انجیل کے جسمین سہو
کاتب یا سہو مترجم کا احتمال نہین ہو سکتا اس استفسار مین
بالاصالہ لکھتا ہون اور ضمنًا اسطرح کے اختلاف کا ذکر اور استفسارون
مین بھی ہے اور اگر سب نسخے موجودہ ملا کر لکھے جاوین تو کیا خوب تماشا ہو
اور اسکے ساتھہ اگر اور اقوام فرنگ اور یہودیون کے نسخے بھی
یکجا کیے جائین تو نہین معلوم کیا کچھ اختلاف ظاہر ہو اور جو کچھ
اختلاف ان نسخون مین باعتبار غلطی نحوی اور تعقیدات لفظی و معنوی کے
ہے اوسکا کچھ حد و پایان نہین **مگر** اتنا استفہام پر اور سمجھ لیجیے
کہ مثلاً حافظ کا شعر ہے ؎ روشن از پرتو رویت نظری نیست کہ نیست
منت خاک درت بر بصری نیست کہ نیست اگر بعضے تذکرے والے

کہتے ہون کہ حافظ شیراز ردیف کے پہلے لفظ کو بصیغہ نفی پڑہتے
تہے اور بعضے تذکرے والے کہتے ہون کہ حافظ صاحب اوسکو
بصیغہ اثبات بطور استفہام انکاریکے پڑہتے تہے اور ایک دوسرے
کی تکذیب کرتا ہو تو ہم ایسے اختلاف کو اختلاف نہین کہتے ہین اسلیے
کہ صاحب کلام کو اختیار ہے کہ اپنے کلام کو جس طرز پر چاہے ادا کرے
ہان جس صورت مین یہہ ثابت ہو جاے کہ حافظ شیراز نے صرف ایکہی
طرح پڑہا ہے تو البتہ دوسری طرحکو ہم کہین گے کہ یہہ کسیکی تحریف
ہے اور اگر ایک تذکرے والے دوسرے کی تکذیب کرتے ہون تو
بموجب قاعدہ اذا تعارضا تساقطا کے ہم کہینگے کہ حافظ صاحب کا
کسی طرحپر کہنا کچہہ نہین ثابت * ادم بر سر مطلب کتاب پیدایش
باب اول ورس دوم نسخہ سنہ ۱۶۲۵ روح اللہ یرف علی المیاہ
نسخہ سنہ ۱۸۲۵ پانیون کی سطح پر خدا کی روح پر پھیلاے ہوے تہی
نسخہ فارسیہ سنہ ۱۸۳۹ روح خدا بر روے آب جنبش مینمود نسخہ
سنہ ۱۸۱۱ ریاح اللہ تہب علی وجہ المیاہ یعنی ہوائین خدا کی پانی
پر چلتی ہین کہان روح مفرد کہان ریح کی جمع ریاح ورس ۲۷ نسخہ
سنہ ۱۸۲۶ خلق اللہ الانسان کصورتہ کصورۃ اللہ خلقہ اردو اور
فارسی اوسکے موافق نسخہ سنہ ۱۸۱۱ فخلق اللہ آدم بصورتہ بصورۃ

نہرنہا اللہ مسلطاً خلفہ دیکھو نہر نہا اللہ مسلطاً کا جملہ کسی نسخے مین نہین
ہے اور کاتب یا مترجم کی سہو پر محمول کرنا دنکو رات کہنا ہے باب دوم
ورس ہشتم ۱۸۲۵ء اغرس الرب فردوس النعیم من البدی یعنے
نعمت کا باغ لگایا ابادی سے باہر نسخہ ۱۸۱۱ء اغرس اللہ جنانا فی عدن
شرقیاً باغ لگایا خدانے عدن مین پورب طرف دیکھو کتنا فرق ہے
ورس ام ۱۸۲۵ء فالقی الرب الالہ علی آدم سبات النوم فرقد
یعنی خدانے ڈالدی آدم پر نیند کہ وہ سوگیا نسخہ ۱۸۱۱ء فاوقع اللہ سباتاً
علی آدم فنام بیلا یحس یعنے خدانے ڈالدی آدم پر نیند وہ سوگیا تاکہ
وہ احساس نکرے دیکھو بیلا یحس کی کمی بیشی باب سیوم ورس
پنجم نسخہ ۱۸۲۵ء اتکونان کالالہۃ یعنی ہوجاوگے تم دونو مانند خدا کے
نسخہ ۱۸۱۱ء اتکونان کالملائکۃ یعنی ہوجاوگے تم دونو مانند فرشتونکے
ظاہر ہے کہ صاحب ترجمہ یا کاتب کی سہو سے ایسی تبدیل نہین
ہوا کرتی بلکہ اصل نسخو مین ایسا ہی اختلاف ہوگا یا کاتب یا مترجم نے عمداً
ایسا کیا جانا چاہیے کہ بالفرض ۱۸۲۵ء کے نسخے مین اگر سو جگہہ
خدا کا نام ایسے متقامو نمین واقع ہوگا تو ۱۸۱۱ء کے نسخے مین بچاس
ساٹہہ جگہہ خدا کے نام کے بدلے فرشتے کا لفظ ہوگا اس سے ثابت
ہوا کہ حضرت عیسا کے حصّین جہان کہین اونہون نے خدا کا لفظ لکھا ہے

اوسکا ہی اعتبار نہین ہے اور دیکھو کہ وہ جملہ آدم اور حوا کے خطاب مین
درباب منع کرنیکے شجرہ معہود کے پہل کہانے سے واقع ہے کہ اوسکے
کہانے سے حضرت آدم کا مورد عتاب ہونا لکہا ہے اور اس جگہہ لکہا
کہ اوسکے کہانے سے خدا کے مانند ہو جاؤ گے یہہ عجیب مضمون ہے
باب ششم درس دوم ۱۶۲۵ء فرأى بنو الله بنات الناس انهن
حسنات اتخذوا لهم نساء انسخہ ۱۸۲۵ء خدا کے بیٹون نے آدمیونکی
بیٹیون کو دیکہا کہ وے خوبصورت ہین تو اون سبہون مین سے
جسنے جسے پسند کیا اوسنے اوس سے بیاہ کیا ⁂ دیکہو یہہ جملہ جسنے
(اون سبہون مین سے جسنے جسے پسند کیا) کیسا کم یا زیادہ کیا ہو
ہے اور نسخہ فارسیہ اوسی اردو کے موافق ہے نسخہ ۱۸۴۵ء رأى بنوا الاشراف
بنات العامة حسانا فاتخذوا لهم نساء یعنے اشراف کے بیٹون نے عوام کی
بیٹیان خوبصورت دیکہین اونکو اپنی جوروان بنایئن ⁂ دیکہو اللہ کے
لفظ اور اشراف کے لفظ کا مبادلہ سہوًا نہین ہو سکتا ہے
اور نہ مترجم کی ناواقفیت لغت پر کوئی محمول کر سکتا ہے درس
ششم نسخہ ۱۶۲۵ء فندم الله على عمله الانسان على الارض فتاسف
بقلبه داخلا ۱۸۴۵ء تب یہوواہ انسان کو زمین پر پیدا کرنے سے
پچہتایا اور دلگیر ہوا نسخہ فارسیہ اوسیکے موافق ہے نسخہ ۱۸۱۱ء

کرہ اللہ خلقہ ولد ادم علی الارض وکرہ ماجاء من معصیتہم کہان کرہ اور کہان ندم اور پچتایا او پشیمان شد کہ یہہ صریح کفر ہے اسواسطے کہ اس مضمون کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہین کہ حضرت عیسا کو خدا بہیجکر اگر پچتایا ہو تو اونکے ماننے والونکو بڑی مشکل پڑے گی اور کرہ ماجاء من معصیتہم کا جملہ زیادہ ہوگیا یا کم ایسی زیادتی کمی کاتب یا مترجم کی سہو سے نہین ہوسکتی باب نہم درس سیوم ۵ آیت ۳ کلما یتحرک وہو حیا یکون لکم ماکولا کالبقل الاخضر ۵ آیت ۱ جو چیز زمین پر چلتی ہے اور جیتی ہے تمہارے کہانے کیلیے ہے ہری ترکاری کے مانند سب چیزین تمکو عنایت کین فارسی بہی اوسکے موافق ہے نسخہ ۱۸۱۱ کل دبیب طاہر حیی یکون لکم ماکلا کخضر العشب دیکہو طاہر کے لفظ کی کمی بیشی سے خدا کے حکم مین زمین اسمان کا فرق پڑ گیا + باب شانزدہم درس دوازدہم نسخہ ۱۸۲۵ ۱۶ ہذا یکون انسانا وحشیا یدہ ضد الجمیع وید الجمیع ضدہ + اردو فارسی اسکے موافق نسخہ عربیہ ۱۸۱۱ یدہ فی الکل وید الکل فیہ + یہہ حضرت اسمعیل کا حال ہے جو خدا نے بلا واسطہ حضرت ہاجرہ سے کہا دیکہو کہان یہہ مضمون کہ ہاتہہ اوسکا سب کے برخلاف اور سبکا ہاتہہ اوسکے برخلاف اور کہان یہہ کہ اوسکا

ہاتہہ سب بین اور سبکا ہاتہہ اوسمین پہلا جملہ مخالفت پر دلالت
کرتا ہے اور دوسرا موافقت پر ورس سیزدہم اردو کی ...
اوسنے یعنے حضرت ہاجرہ نے اوس یہواہ کا نام جو اوسکے ساتھہ کلام
ہوا تہا یون لیا کہ ای یہواہ تو مجہپر نظر کرنے والا ہے اور اوسنے کہا
کہ یہان مینے اپنے دیکہنے والے کا پیچہا دیکہا سب نسخے اسکے موافق
ہین مگر نسخہ ۱۸۳۱ والے نے یہان غضب کیا کہ بجاے رایت
یقینیا ہہنا قفا ناظری کہ نسخہ ۱۸۲۵ مین ہے یہہ لکہا رایت
ہہنا رحمتک بعد رویتی الشفاء یعنی مینے اس جگہہ تیری مہربانی
دیکہی بعد رنج دیکہنے کے دیکہو قفا ناظری کی جگہہ رحمتک بدل دیا
اور بعد رویتی الشفاء کا جملہ زیادہ ہو گیا ہے یا کم ہو گیا تہا

جاننا چاہیے کہ اس ورس سیزدہم سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالے
خود حضرت ہاجرہ سے ہمکلام ہوا تہا جیسا موسی اور ابراہیم
سے ہمکلام ہوا معہذا اسباب مین ورس ہفتم سے لگا کر ورس
یازدہم تک جہان ذکر تجلی الہی اور تکلم خداوندی کا حضرت
ہاجرہ کی نسبت ہے وہان خدا کے لفظ کی جگہہ فرشتے کا لفظ لکہہ دیا
گیا ہے مگر وہ تیرہوان ورس چونکہ اوسمین خدا کی رویت کہلی
کہلی مذکور تہی اسواسطے اور نسخے والون کو یہان غفلت ہو گئی

مگر نسخہ اوالے کو کچھہ تنبہ ہوا کہ اوسنے یہان بہی قفا ناظری کی جگہہ رحمتک کا لفظ
لکہا ہے ایک بڑا قرینہ اسبات کا کہ حضرت ہاجرہ پر خدا کی تجلی ہوئی اسمقام
پر یہہ ہے کہ عیسائیونکے اصول مین داخل ہے کہ خدا کا موہنہ کسینے نہین
دیکہا سوا اوسکے بیٹے کے اور ابراہیم اور موسی نے جو دیکہا تو پیٹہہ
دیکہی مگر فرشتے کے موہنہ دیکہنے کو ممتنع نہین جانتے پس اگر فر
شتہ حضرت ہاجرہ کو نظر پڑتا اور خدا نہ متجلی ہوتا تو رایت قفا
ناظری کا لفظ یعنے اپنے دیکہنے والے کی پیٹہہ مینے دیکہی یہان نہوتا
اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ ورس ہفتم سے لگا کر یاز دہم تک جس
کسیکے متجلی ہونے کا ذکر ہاجرہ کی نسبت ہے وہ خدا ہی ہے نہ کہ فرشتہ

ف سب موسائی اور عیسائی لوگ حضرت خاتم النبین صلے اللہ علیہ
وسلم کے نسبت گستاخی کیا کرتے ہین کہ وہ حضرت ہاجرہ کی اولاد سے
ہین اور اونکا مرتبہ حضرت سارا کے برابر نہین ہے مین کہتا ہون
کہ دیکہو حضرت ہاجرہ کا مرتبہ تو ابراہیم اور موسی کے برابر ہے کہ خدا
تعالے جسطرح اون پر متجلی ہوکر ہم کلام ہوا اوسی طرح حضرت
ہاجرہ پر بہی بہلا حضرت سارا کی فضیلت اسطرحکی تو دین سے
نکال تو دو **اور** یہہ بہی کہا کرتے ہین کہ حضرت ہاجرہ حضرت ابرہیم
کی بے نکاحی لونڈی تہین حالانکہ پیدائش کے سولہوین باب کے

ورس سیوم نسخہ [illegible] مین یون ہے سارا ہاجار مصری را با ابرام در نکاح آورد اور کنیزک ہونے کو یزدجرد کی بیٹی بہی کنیزک ہوسکتی ہے اور کیا بڑہی کی بیٹی بہی حالانکہ فرق دونون کے مرتبے مین جو ہے سو ظاہر ہے اول تو حضرت ہاجرہ کو کنیزک لکہنا تمہارا کاہیکو قابل اعتبار کے ہے اور دوسرے یہہ کہ اونکا قوم رذیل سے ہونا ابہی تک توریت کے ان نسخون مین نہین لکہا گیا اینده یا اور نسخون کی مجہے خبر نہین ہے اور ذری گریبان مین سر ڈال کے دیکہو کہ معاذ اللہ حضرت عیسی کے نسب نامہ مادری مین دو جگہہ تم آپہی زنا ثابت کرتے ہو چنانکہ توریت مین لکہا ہے کہ تامار جو یہودا ابن یعقوب علیہ السلام کی بہو تہی اوس سے یہودا نے زنا کیا اور اوس زنا سے فارص پیدا ہوا اور تمہین بہی کہتے ہو کہ نسب مریم کا اوسکی طرف پہنچتا ہے اور صموئیل کی کتاب مین لکہا ہے کہ حضرت داؤد نے جو اوریا کی زوجہ سے معاذ اللہ زنا کیا اوس زنا سے معاذ اللہ سلیمان پیدا ہوے اور سلیمان بہی بقول تمہارے حضرت مریم کے سلسلہ نسبی مین داخل ہین اور حضرت عیسی کے مجازی باپ کو بڑہی بتاتے ہو اور پہر حضرت ہاجرہ پر ہنستے ہو یہہ وہی حضرت عیسی کی بات پوری ہوئی کہ اپنی آنکہہ کا شہتیر نہین دیکہتے ہو اور بیگانی آنکہہ کا تنکا دیکہتے ہو باب ہفتم ورس [illegible]

۱۶۲۵ و ہی ایضا انہا اختی با الحقیقة ابنة ابی ولیس ابنة امی اردو اور
فارسی اوسکے موافق ہے نسخہ ۱۸۴۱ ہی قربیتی من ابی لا من امی
دیکہو پہلا نسخہ کہتا ہے کہ سارا حضرت ابراہیم کی علاتی بہن تہین اور
دوسرا نسخہ کہتا ہے کہ سارا حضرت ابراہیم کے پدری خاندان مین
تہین نہ کہ مادری خاندان سے **ف** پہلے نسخے کے موافق اور
دو نسخے مین بہی ہے ظاہرا وہی اصل نسخہ معلوم ہوتا ہے پس متبنی کی
زوجہ سے نکاح کرنے پر کیون طعن کرتے ہو اسکی ممانعت نہ عقلا ہے
اور نہ توریت اور انجیل مین ہے باب بست پنجم ورس ہیجدہم نسخہ ۱۶۲۵
منتہے اخوتہ جمیعہم سکن نسخہ ۱۸۴۱ اقام بحضرت جمیع اخوہم یعنی اسمعیل نے
اپنے بہائیون کے سامنے بود و باش اختیار کی نسخہ ۱۸۳۹ نظر ہمہ برادران
خود انتقال نمود نسخہ ۱۸۲۵ اپنے سارے بہائیونکے حضور مر گیا
+ دیکہو کہان بود و باش اختیار کرنا اور کہان مرجانا سہوا ایسی
تبدیل واقع نہین ہوسکتی باب پنجاہم ورس نوزدہم نسخہ ۱۸۴۱ لا تخافوا
اننی اخاف اللہ یعنے حضرت یوسف نے اپنے بہائیون سے فرمایا
تم مت ڈرو ہرا ئینہ مین خدا سے ڈرتا ہون مطلب یہہ کہ مین خدا سے
اپنی بخشش کے لیے ڈرتا ہون مین تمہین کیون نہ بخشونگا نسخہ ۱۶۲۵
مت ڈرو کیا مین خدا کی جگہہ ہون نسخہ ۱۸۳۹ اسی کے موافق ہے دیکہو

کتنا تفاوت ہے **کتاب خروج** باب چہارم درس

شانزدہم سنہ ۱۸۱۶ء انت تکون استاذا سنہ ۱۸۲۵ء تو اوسکے لئے خدا کی جگہ

دیکھو استاد کو خدا کہا معلوم ہوا کہ حضرت عیسی کے لئے بھی خدا کا لفظ

او ستاد کی جگہہ نکلا ہے درس ۲۴ نسخہ سنہ ۱۸۲۵ء فلما کان موسی فی الطریق

فتلقاه الرب + نسخہ سنہ ۱۸۲۵ء اور سنہ ۱۸۳۹ء اوسکے موافق ہے + یعنے

جسوقت حضرت موسی راہ مین تہے خدا نے اونسے ملاقات کی

نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء فلما کان فی الطریق فاجاء ولده ملاک الله + یعنے جسوقت

موسی راہ مین تہی اونکی بیٹے کے پاس خدا کا فرشتہ آیا دیکھو

سہو کا ایسا تفاوت نہین ہوا کرتا ہے + باب ششم درس بستم

نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء فاتخذ عمرام یوخابد عمته زوجة له فولدت له هارون وموسى

نسخہ سنہ ۱۸۲۵ء عمرام نے اپنے باپ کی بہن یوخابد سے بیاہ کیا اور نسخہ

سنہ ۱۸۳۹ء بہی اوسکے موافق نسخہ سنہ ۱۸۱۶ء فتزوج عمران یوخابد ابنة عمه +

یعنے عمران نے یوخابد اپنے چچا کی بیٹی سے بیاہ کیا دیکھو کہان پھوپی

اور کہان چچا کی بیٹی سہو سے ایسا تفاوت نہین پڑتا + باب

ہفتم درس نخستین نسخہ سنہ ۱۸۲۵ء + قد جعلتک الها لفرعون +

یعنے خدا فرماتا ہے موسی کو کہ مینے تجھے فرعون کے لئے معبود قرار دیا

نسخہ سنہ ۱۸۱۶ء قد جعلتک استاذا لفرعون + یعنے مینے تجھے فرعون کے لئے

استاد قرار دیا + معلوم ہوا کہ اسی طرح عیسی کو انجیل والون نے
معبود کہا ہوگا اور جیسی تصریح موسی کے لیے معبود ہونے کی اس
جگہ ہے ایسی تصریح کسی کتاب مین حضرت عیسی کے لیے خدا کے
قول کے نیچے نہین مندرج ہے باب دہم ورس دہم نسخہ ۱۸۳۱ قال
لہا کذلک یکون اللہ معکم کما اطلقکم و اطفالکم + یعنے فرعون نے حضرت
موسی اور بنی اسرائیل کے چھٹی مانگنے پر کہا کہ اسی طرح خدا تمہارا
تمہارے ساتھہ رہے جو مین تمکو اور تمہارے لڑکون کو چھٹی دون
نسخہ ۱۸۳۹ ایشانرا گفت معاذ اللہ کہ شما را مع اطفال رخصت دہم
+ کہان معاذ اللہ اور کہان یکون اللہ معکم باب بستم ورس ۱۳ و ۱۴
یا ۱۵ و ۱۶ یا ۱۶ و ۱۷ النسخہ ۱۸۲۵ و ۱۸۱۶ لا تشہد علی قریبک شہادہ زور
و لا تشتہ بیت قریبک + یعنے اپنے نزدیکی والے پر جھوٹھی گواہی
مت دے اور اپنے نزدیکی والے کے گھر کا لالچ مت کر + دیکھو نزدیکی
والے مین تین احتمال ہین برادری والا ہمسائے والا ساتہہ والا
نسخہ ۱۸۳۱ لا تشہد علی اخیک شہادہ زور و لا تہوبت صاحبک +
دیکھو یہان برادر کا لفظ ہے قرابت والا ہو یا دین کا بہائی ہو
اور صاحب کا لفظ کہا کہ اوسمین برادری والا یا دین والا
بہائی اگر ساتہہ نہو تو داخل نہین ہو سکتا نسخہ ۱۸۳۹ ہمسایہ خود

دروغ گواہی مدہ و از خانہ ہمسایہ خود طمع مدار نسخہ ۱۸۲۵ اوسیکے
موافق اسمین برادری والا جو ہمسایہ ہو داخل نہین ہوسکتا
ف یہہ ایک جملہ ہے منجملہ احکام عشرہ کے جنہین عیسائی لوگ
کہتے ہین کہ حضرت موسی کو تختی پر لکھکر ہی خدانے دیا تہا پس اصل
لفظ نقل نکرنا اور صرف اوسکا ترجمہ ایک طرحکا اپنے عندیہ کے
موافق لکھکر کہنا کہ یہی مطلب خداکا ہے کیسا فساد لایا اور
احکام عشرہ یہہ ہین باب مذکور درس ۳ میرے حضور تیرے لیے
دوسرا خدا نہو ۴ اور اپنے لیے تراشکر مورتین اور کسی چیز کی
صورت نہ بنائیو ۵ تو اونکے آگے خم مت ہو جیو نہ اونکی بندگی کیجیو
الی قولہ ۷ تو یہواہ اپنے خداکا نام جہوٹہہ پر نہ لیجیو ۸ اور سبت کو
مقدس جانیو ۹ تو چہہ دن تک محنت اور اپنے سب کام کیجیو ۱۰
لیکن ساتوان دن تیرے یہواہ کا ہے اوسمین کوئی کچہہ کام نکرے
الی قولہ ۱۲ اور اپنے باپ اور ماکو عزت دے تا تیری عمر دراز
ہو ۱۳ تو خون مت کر تو زنا مت کر تو چوری مت کر تو اپنے ہمسائے
پر جہوٹہی گواہی مت دے ۱۴ تو اپنے ہمسائے کے گہر کا لالچ نکر
تو اپنے ہمسایہ کی جورو اور اوسکے غلام اور اوسکی لونڈی اور
اوسکے بیل اور گدہے اور اوسکی کسی چیز کا لالچ مت کر فقط لونڈی

وغلام کی لفظ سے ظاہر ہے کہ استغراق ہمیشہ سے جایز چلا آتا ہے
سو مسلمانون پر طعن کرنے کے لیے بعضے نسخون مین عبد اور جاریہ
کی جگہہ خادم اور خادمہ بنا دیا گیا ہے باب بست و یکم ورس دوازدہم
نسخہ ۱۸۶۵ع ان ضرب رجلا صاحبہ ومات موتا یموت + یعنے اگر مارا
کسینے کسیکو اور وہ مر گیا تو وہ بہی مرے گا دیکھو اربانوس ثامن نے
بہت سے عربی دان مسیحی جمع کرکے یہہ ترجمہ کیا معہذا اور تینون
نسخون مین یہہ ہے کہ + وہ مار ڈالا جاے + یہہ بہی قال الله کے
نیچے مندرج ہے کہان یموت کا لفظ اور کہان یقتل پہلے لفظ سے
شبہہ جاتا ہے کہ قصاص نکیا جاے اسواسطے کہ وہ آپہی ایک
روز مریگا اس فقرے پر نہین موقوف اکثر جگہہ جہان یقتل کا حکم ہے
وہان نسخہ ۱۸۶۵ع مین یموت کا لفظ ہے ورس سی و دوم نسخہ ۱۸۶۵ع
یعطی ثلثین استارا من الفضۃ نسخہ ۱۸۱۱ ثلثین مثقالا من الفضۃ
نسخہ ۱۸۶۵ع ۳۰ مثقال کے وزن کے بیس روپے دے نسخہ ۱۸۳۹ع اسی
مثقال سیمین بدہد + دیکھو کہان استار کہان مثقال استار
چار مثقال سے کچھہ زیادہ کے وزن کا نام ہے اور مثقال ساڑہے
چار ماشے کا ہوتا ہے آپ تفاوت وزنون کا ان نسخون مین
بہت جگہہ ہے باب سی و سیوم ورس سیزدہم نسخہ ۱۸۶۵ع ارنی جہک +

یہہ حضرت موسی کا سوال ہے خداوند تعالے سے کہ اپنے
دکہلا نسخہ ۱۸ آیت ۱۱ عرفنی طرق مرضاتک ✦ یعنے اپنی رضا
راہین دکہلا نسخہ ۱۸ آیت ۵ اور نسخہ ۱۸ آیت ۳۹ اوسیکے موافق ہے
نسخہ قران شریف کے موافق ہے اور نئے نسخے قران کے خلاف
ثابت ہوا کہ جو مضمون بیبل مین قران کے خلاف ہے اوسکا کچھ اعتبار
نہین دیکہو تبدیل و تحریف اسی کا نام ہے **کتاب احبار**
باب بست و پنجم درس سی و ہفتم نسخہ ۱۸ آیت ۱۱ لا تدفع الیہ ورقک
وطعامک بربا نسخہ ۱۸ آیت ۵ تو اوسے سودی روپے قرض مت دے
اور اوسے نفع کے لیے کہانا مت کہلا نسخہ ۱۶ آیت ۵ لا تقرض فضتک
بربا ولا تاخذ منہ مما استلف منک من الطعام ✦ یعنے تو اوسے سودی
روپیا قرض مت دے اور جو کہانا تجہسے قرض لیا ہے
اوسے مت پہیر لے دیکہو یہہ خدا کا حکم ہے اسمین کیا
فرق پڑ گیا **کتاب استثنا** باب دوازدہم درس
پانزدہم نسخہ ۱۸ آیت ۵ گوشت کہایا کر خواہ پاک ہو خواہ ناپاک ✦ بعض
نسخون مین ایسی ہے نسخہ ۱۶ آیت ۲ کل اما ان کان غیر طاہر ان یکون
فیہ عیب او کان ضعیفا و اما ان کان طاہرا وہو الکامل بغیر عیب ✦
یعنی گوشت کہا خواہ ناپاک ہو اسطرح پر کہ کچھ عیب اوسمین ہو

یا ضعیف ہو خواہ پاک ہو اسطرح پر کہ وہ پورا ہوا اور کچھہ عیب اوسمین ہو ✤ دیکھو عین خدا کے حکم مین کیسی کمی بیشی ڈالدی اور ظاہر ہے کہ ہوگا کاتب سے ایسا نہین ہوسکتا اور نہ مترجم کی غفلت سے اور یہان یہہ بہی ثابت ہو گیا کہ بیبل مین صرف مفردات کی کمی بیشی نہین ہوئی بلکہ جملے کے جملے کم و زیادہ ہو گئے ہین باب مذکور درس سیزدہم نسخہ ۱۸۴۴ء ہو کر تو اونکے معبودونکے حال کی تفتیش کرے نسخہ ۱۸۲۵ء و انظران تتبع من سننہم ✤ یعنی خبردار ہو اس سے کہ تو تفتیش کرنے لگے اونکے طریقون سے دیکھو کہان سُنَن یعنے طریقے اور کہان معبود اسی طرح حضرت عیسی کے حقمین خدا کا لفظ لکھہ دیا گیا ہے باب ہفتدہم درس ہشتم نسخہ ۱۸۲۵ء وان عسر علیک ورایت انک عاجز عن الفصل من بین الدم و الدم والحکم والحکم والبرص والبرص ✤ ہرچند اس مقام کی عبارت عربی نسخون مین خبط ہے مگر اتنا معلوم ہوا کہ اس نسخے مین یہان تین لفظین ہین دَم یعنے خون حکم یعنے فیصلہ برَص یعنے سفید داغ نسخہ ۱۸۴۴ء و اذا خفی علیک امر من الاحکام بین دم الی دم و دین الی دین و حکم بلاء الی بلاء ✤ اسمین برص کی جگہہ بلا ہے حالانکہ بلا عام ہے اور برص خاص ہے عام و خاص کا آپس مین بدلا جانا

نسخون مین بہت جگہہ واقع ہے اس سے ثابت ہوا کہ اگر نبی کی جگہہ آدمی
کا لفظ لکھین تو کچھہ بعید نہین سنہ ۱۸۲۵ عیسوی جسوقت تو کسی قضیے کے
فیصلے مین عاجز ہو کوئی قضیہ کیون نہو خونی کے قصاص کا اور مدعی کے
دعویکا اور مار دینے کی سزا کا ۞ اسمین برص اور بلا کی جگہہ مارنے کی
سزا ہے سنہ ۱۸۳۹ اگر امری از امور منازعت در بلاد تو در تمیز خون یا دعوے
یا زخم واقع گردد ۞ کہان مارنے کی سزا کہان زخم دیکھو کیسا تغیر و تبدیل
بیبل کی لفظون مین ہوتی چلی جاتی ہے ۞ باب ستم درس یازدہم
نسخہ سنہ ۱۸۲۵ ایکونوا لک عبیدًا لعبطوک الجزیۃ نسخہ سنہ ۱۸۱۱ یکونون لک ذمّۃ
ویخدمونک نسخہ سنہ ۱۸۲۵ و سنہ ۱۸۳۹ اوسکے مطابق کہان غلام کہان
ذمی اور کہان جزیہ اور کہان خدمت پہلے نسخے سے مسئلہ استرقاق
اور جزیہ کا ہماری شریعت کے موافق ظاہر ہے اور دوسرے نسخون
مین یہہ بات بدل گئی اور کیسا مطلب ہمارا فوت ہو گیا باب بست
ویکم درس بستم نسخہ سنہ ۱۸۳۹ نشا باز است نسخہ سنہ ۱۸۲۵ بڑا کیفی ہے نسخہ
سنہ ۱۸۱۱ مفرط فی الحرام ۞ یعنی حرام کام بہت کرتا ہے دیکھو کہان
نشا باز اور کیفی اور کہان بڑا حرام کار پہلے نسخون سے نشے کی
مذمت نکلتی ہے اور نسخہ سنہ ۱۸۱۱ والے سے وہ مطلب جاتا رہا اس سے
صاف ثابت ہوا کہ حضرت لوط یا حضرت عیسی کے طرف شراب پینے کی

نسبت بھی ایسی غلط ہے باب بست سیوم ورس ہیزدہم نسخہ ۵ شتہ ۱۷ انجس
الواحد والاخر + اوپر ذکر ہے مہر البغی او ثمن الکلب کا اوسیکو فرمایا
کہ خرچی اور کتنے کی قیمت کا پیسا دونون نجس ہین نسخہ ۱۱ شتہ ایک
یکرہہما + یعنے تیرا پروردگار ان دونونکو مکروہ جانتا ہے دیکھو ایک
کا لفظ زیادہ یا کم ہو گیا ہے اور کہان نجس ہونا اور کہان خدا کو مکروہ
معلوم ہونا خدا کو ہر معصیت مکروہ معلوم ہوتی ہے اور نجس ہونیکا حکم
اور ہی ہے باب سی و سیوم ورس ششم نسخہ ۵ شتہ کیا وہ تمہارا باپ
نہین ہے نسخہ ۲۹ شتہ آیا او پدر تو نیست نسخہ ۱۱ شتہ الیس ہو مُنشِئک
+ یعنے کیا وہ تیرا پیدا کرنے والا نہین ہے دیکھو یہہ حضرت موسی نے
اللہ کی تعریف مین فرمایا ہے سو کہان باپ اور کہان خالق اس سے
معلوم ہوا کہ جو اللہ کو حضرت عیسی باپ کہتے تھے انہین معنون پر کہتے
تھے اور اگر یہان مترجم سے غلطی ہوئی ہے تو وہان بھی غلطی ہے
ورس نہم نسخہ ۱۱ شتہ آل یعقوب مفضلہ و صاحبہ + یعنے بنی اسرائیل
خدا کی بزرگی دیے ہوے اور اوسکے مخصوص لوگون مین ہین نسخہ
۲۰ شتہ ۱۹ یعقوب اوسکی میراث کی قیمت ہے + دیکھو کہان وہ کہان یہہ
ایسی تبدیل سہو کے راہ سے نہین ہو سکتی ورس ہفتدہم نسخہ ۱۱ شتہ ۱۸
معبودات لم یعرفوہا حدثات جاءت من قریب ولم یعبأ بہا اخبارکم +

نئے وے معبود کہ وے او نہین نہین جانتے نئے زمانے کے کہ تمہارے
او نہین بے حقیقت جانتے تہے نسخہ ۱۸۲۵ء وے معبود جو تہوڑی مدت
سے ظاہر ہوے ہین جنسے تیرے باپ دادے نہین ڈرتے تہے +
کہان اچہے لوگ اور کہان باپ دادے جو یہان اور بہت ایسی
صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حادث معبود نہین ہوسکتا اسمین حضرت
عیسی کی خدائی جاتی تہی اسلیے اکثر ایسے مقامون مین بت
مورت کا لفظ لکہہ دیا گیا ہے چنانکہ اسی ورسمین دیکہو کہ بت کا
دونون نسخون مین کہین نہین ہے اور نسخہ ۱۸۳۹ء مین یون لکہا ہے
+ معبودانیکہ انہا واقف نبودند تمہارے تو کہ درین ایام پیدا شدند
+ دیکہو تمہارے تو کا لفظ اب بڑہا ہے یہان سے صاف ثابت ہو
کہ اور جہان کہین حادث کے معبود ٹہہرانے کی ممانعت ہے وہان بت
اور مورت کا لفظ صرف واسطے رفع بطلان الوہیت عیسوی کے
بنادیا گیا ہے **انتہی** دیکہیے جب موسی کی کتاب کا جو ملت ابراہیم
کی بنیاد ہے یہہ حال ہو تو اور کتاب کے حال سے تعرض کرنا کچہہ ضرور
نہین جسکا جی چاہے دفعات مختلفہ کے ترجمے ملا کر دیکہہ لے چنانکہ
داؤد کی کتاب کا یہہ حال ہے کہ نسخہ ۱۸۱۱ء مین ایک سو ایکاون
زبور ہے اور نسخہ ۱۸۲۵ء اور نسخہ ۱۸۳۹ء مین اخر والی زبور بالکل

مدار ذ ہے اور نسخہ ۳۵ شہ امین زبور ہشتاد دوم کا بیسوان ورس یہہ ہے
ابشی کے بیٹے داؤد کی یہہ دعائین تمام ہوئین ۳۰ اور نسخہ ۱۱ شتہ ۱
مین کہ اوسنے زبور مذبورہ کو ہفتاد یکم مین ملایا ہے وہ ورس ندارد ہے
دیکھو ورس بستم مذبور دلالت کرتاہے اسبات پر کہ ما بعد اوسکا
کلام داؤد کا نہین ہے چنانکہ ایک ثقہ آدمی مجھسے کہتا تہا کہ اسکاٹ
بے پادری نے جو اوسکی شرح لکھی ہے اوسمین وہ لکھتاہے کہ زبور
ہفتاد وسیوم تصنیف آصف برخیا کی ہے سو اوس فقرے کے گرجانے
سے غیر کے کلام کے ملانے کا الزام اوٹھ جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے
کہ سارا سبہی کلام حضرت داؤد کا ہے **اور** اس طرح کا اختلاف
زبور مین بہت ہے کہ ایک نسخے مین بعضے ورس کسی زبور مین لکھے ہین
اور دوسرے نسخے والے نے اونہین ورسون کو اور ہی زبور مین
لکھدیا ہے **اور** ایک نسخہ اوسکا عربی ترجمے کا جو مازنی نحوی
کے طرف منسوب ہے ان ترجمون سے ملا کر دیکھا گیا تو سوا بعض
فقرات اوایل زبور اور چند فقرون متفرق جابجا کے مطلق مناسبت
انکے ساتھہ نہین رکھتا تہا بلکہ وہ اور ہی کسی کتاب کا ترجما اور یہہ
ترجما اور ہی کسی کتاب کے ہین **اور** سلیمان کی کتاب کے پچیسون
باب کا آغاز یون ہے نسخہ ۱۱ شتہ ۱۸ اداب سلیمان بن داؤد المستعجم

تلخیصہا التی استنکتبہا اصدقاء حزقیا ملک یہودا ۞ یعنے یہہ ادب
سلیمان کے ہین جسے ملخص کرکے لکہا ہے حزقیا بادشاہ کے دوستون نے
اور رسایل تواریخ سے جیسے اخبار الایام کی کتاب کہتے ہین ثابت ہے
کہ عہد سلیمان سے دوسو اٹہائیس برس کے بعد حزقیا کو سلطنت
پہونچی تہی پس معلوم ہوا کہ ادب سلیمان کی کتاب جو بیبل مین ہے سو حضرت
سلیمان کی اور اونکے عہد کی لکہی ہوئی نہین ہے **اور** اوسی کتاب کا
کے باب سی ام کا آغاز یون ہے نسخہ سنہ ۲۶ یاقیح کے بیٹے اجور کے الہام
کلام جو اوسنے ایتیال اور یوقال سے کہا نسخہ سنہ ۳۹ این است کلمات
آجور بن یقہ یعنے مقالات کہ او برائے ایتیئل بلکہ برائے ایتیئیل واوکال
برزبان آورده ۞ دیکہو یہہ جملہ دلالت کرتا ہے اسبات پر کہ مابعد
اوسکے جو کلام ہے وہ حضرت سلیمان کا نہین ہے سو واسطے رفع
الزام الحاق کے سنہ ۱ والے نے اوس جملے کو اپنے نسخے سے حذف
کردیا یہان سے بہی وہی بات بخوبی ثابت ہوئی کہ بیبل کے رسالے
جسکی طرف منسوب ہین یہہ ضرور نہین کہ اوسیکے یا اونکے ہم عصر لوگونکے
تالیف ہون اور یہہ بہی ضرور نہین کہ صرف اوسیکا کلام اوسمین ہو
اور اشعیا کی کتاب کا باب سی وششم اور سی وہفتم علانیہ گواہی
دیتا ہے کہ وہ اشعیا کا کلام نہین ہے **اب** انجیلون کے کئی مقدمے لکہتا ہون

انجیل اول باب ششم درس ہفتم عربی نسخہ سنہ ۱۸۱۶ فاذا صلیتم لا تلغو
کالعوام ÷ یعنی نماز مین لغویات عوام کی طرح نہ بولا کرو یا لغو حرکت نہ کیا کرو
نسخہ سنہ ۱۸۱۱ اذا صلیتم لا تکثروا الکلام کالوثنیین ÷ یعنی نماز مین بہت باتین کیا
کرو مانند بت پرستونکے دیکھو کہان عوام کہان بت پرست اسیطرح اگر
نبی کے لفظ کی جگہہ آدمی کا لفظ یا آدمی کی جگہہ غلام کا لفظ کاتبون نے
لکہا ہو تو کچہہ بعید نہین ہے اور ایسا اختلاف عام و خاص کا ان نسخون مین بہی
بہت جگہہ ہے اور پہلے نسخے سے لغو حرکت کی ہی ممانعت نماز مین بوجہی جاتی
ہے اور دوسرے نسخے سے نہین بوجہی جاتی درس یازدہم نسخہ سنہ ۱۸۱۶ ہبنا
کفافنا من الخبز ÷ یعنی گذران کے موافق ہمین روٹی دے نسخہ سنہ ۱۸۱۱ خبزنا
الذی للغد اتنا الیوم ÷ دیکھو کتنا فرق ہے پہلی بات زہد پر دلالت کرتی ہے
اور دوسری بات کمال حرص پر اگر ایسی ہی اور کسیکی مدح کی جگہہ مذمت
اور مذمت کی جگہہ مدح لکہین تو کچہہ بعید نہین ہے باب نوزدہم درس ہفدہم
نسخہ سنہ ۱۸۱۶ تو مجہے کیون اچہا کہتا ہے اچہا تو کوئی نہین مگر ایک جو خدا ہے اور اگر
تو چاہتا ہے کہ زندگی مین داخل ہو تو احکام نگاہ رکہہ ÷ سب نسخے اوسیکے موافق
ہین مگر نسخہ سنہ ۱۸۲۳ اوسمین یون ہے درس ہفدہم اوسنے اوس سے کہا کہ تو مجہسے
کیون نیکی کا سوال کرتا ہے نیکی تو یہی ہے کہ اگر تو اوس زندگی مین داخل
ہوا چاہے تو حکمون پر عمل کر ÷ دیکھو کیسی تحریف کی اور تثلیث کے بطلان کو کیسا مٹایا

مگر اور نسخون اور نسخہ ۱۸۳۹ء کے باقی انجیلونمین منہور تبدیل نہین واقع
چند روز مین اون انجیلونمین بہی اسیطرح وہ مضمون بدل ڈالا جا
اور اگلے نسخے جاتے رہین گے پس عیسائی لوگ کہین گے کہ مولفین اناجیل نے
یونہین لکہا ہے **انجیل** چہارم باب ہفتم ورس چہلم و چہل یکم نسخہ ۱۶۷۱ء مین
بدرستیکہ این ہمان پیغمبر است و بعضے گفتند کہ این مسیح است نسخہ ۱۸۱۴ء ہو
نے کہا کہ حق ہے یہہ وہ نبی ہے اور اورون نے کہا کہ یہہ مسیح ہے نسخہ ۱۸۲۳ء موافق
اسکے نسخہ ۱۶۷۱ء ہذا الرجل نبي وقال الآخرون هذا هو المسیح ‡ یہان کئی
باتین سمجہنے کے قابل ہین ۱ ایک لفظ کے تفاوت سے زمین اور آسمان کا
فرق ہو گیا یعنی **ہمان نبی** وہ نبی کہ اسکا ترجمہ عربی مین ہذا ہو النبی
ہوتا کہ یہہ صاف دلالت کرتا ہے کہ اوس زمانے کے لوگونکے نزدیک سوائے
یحیی اور مسیح علیہما السلام کے اور بہی کوئی پیغمبر موعود اور واجب الانتظار
تہا یہہ مضمون عربی نسخے سے بالکل جاتا رہا ۲ ہر عاقل جانتا ہے کہ جو
محل اخفا کا ہو تو وہان بینے خاص پتے کے مبہم یون نہین ایس مین کہتے
ہین کہ یہہ وہ بات ہے یا یہہ وہ شخص ہے یقین ہے کہ یہان کوئی علامت
خاص یا نام اوس نبی موعود کا ہو گا ۳ اوس زمانے کے جو یہودی
ایسے تہے کہ حضرت عیسی کے پیغمبری کی تصدیق اونہین ہو چکی تہی
اونہون نے بہی بخصوصیات شخصیہ انحضرت کو نہ پہچانا بلکہ شبہہ کیا

اس سے ثابت ہوا کہ خدا کی عادت یون جاری نہین ہے کہ تکلیفات شرعی مین
کہ محل امتحان کا ہے شخص موعود کے خصوصیات شخصیہ ایسے کہہ دیا کرے
کہ جسمین اوس کلام کے ماننے والے کو ذری بہی شبہے کی جگہہ نباقی رہے
انتہی انجیل کی اور تغیر و تبدیل اور کمی بیشی تہوڑی سی آگے چلکر
ہم بیان کرینگے بطور مشتے نمونہ یہہ بہت ہے **مگر** ایک تماشا یہہ ہین اور دیکھیے
پہلی انجیل کے پانچوین باب کے سترہوین سے اونیسوین[19] ورس تک آخر
حضرت عیسی علیہ السلام کا مقولہ منقول ہے اوسکے ترجمے عجیب ڈہب
کے ہین ایک طرح کے لفظون سے ایک مطلب نکلتا ہے اور دوسرے طرح
کے لفظون سے دوسرا مطلب ظاہر ہوتا ہے تفصیل اس اجمال کی
یہہ ہے کہ میرے پاس اتنے نسخے ہین ١ نسخہ ١٦٧١ء کلیسائے روم کا ٢ نسخہ ١٨١١ء
انگلند کا ٣ نسخہ ١٨١٦ء کا جو انگریزون نے ہندوستان مین چہپایا ٤ فارسی
نسخہ ١٨١٦ء مارٹین صاحب کا جو ١٨٢٦ء مین پہر چہاپا گیا ٥ اردو نسخہ ١٨١٤ء کا
جو انگریزون نے ہندوستان مین کیا ٦ اردو نسخہ ١٨٣٩ء جو حال مین
امریکائی پادری صاحبون سے مجہے ملا + انہین ترجمون کی لفظین
اگر ایک دوسرے سے بدل ڈالین اور اوسکا ترجمہ اچہے طور پر کرین
اور اپنی طرف سے کوئی مضمون نہ ملادین تو حضرت عیسی کا مقولہ
یہہ ٹہرتا ہے یہہ گمان مت کرو کہ مین توریت کے منسوخ کرنے کے لیے

آیا ہون زنہار منسوخ کرنے کیلیے نہین آیا ہون کوئی حرف اور کوئی نقطہ
توریت کا محرف نہین ہوسکتا جب تک زمین اور آسمان مٹ نہ لیوے
اور جو کوئی زری سی بات بہی توریت کی موقوف کریگا وہ ملکوت السموات
بین حقیر اور ذلیل گنا جایگا اور جو کوئی اوسکو سکہا دیگا اور عمل
کریگا ملکوت السموات مین بزرگ شمار کیا جایگا اور اگر او نہین نسخون
مین سے ایک نسخے کی بعضی لفظین نکالکر اوسی جگہہ دوسرے نسخے سے
اوسی جگہہ کی لفظین رکہہ دین اور اوسکا ترجمہ اپنے طور پر کرین
اور کوئی مضمون اپنی طرف سے نہ ملادین اور ایک نسخے کی تقدیم
وتاخیر کو چہوڑکر دوسرے نسخے کی تقدیم وتاخیر مرعی رکہین تو حضرت
عیسی کا مقولہ یہہ ٹہرتا ہے یہہ خیال مت کرو کہ مین خدا کی راہ مٹانے
کے واسطے آیا ہون زنہار خدا کی راہ مٹانے کے واسطے نہین آیا ہون
بلکہ اسواسطے آیا ہون کہ پیغمبرون کے خبرون کی تکمیل ہوجاوے اور سچ
کہتا ہون کہ زمین واسمان ٹل سکتے ہین مگر نبیون نے جو خبر دی ہے
اوسمین سے زری سی بات بہی نہین ٹل سکتی یہان تک کہ ظہور مین
آوے اور جو کوئی زری سی بات بہی راہ خدا کی نہ مانیگا ملکوت السموات
مین ذلیل اور محتقر گنا جایگا اور جو کوئی اوسے سیکہے اور سکہا دیگا
ملکوت السموات مین بزرگ اور جلیل القدر شمار کیا جاویگا

اب مین پوچھتا ہون کہ پہلا مقولہ صحیح ہے یا دوسرا مقولہ ہم کہتے ہین کہ دوسری طرحکا مضمون عین ہمارا مطلب ہے اور اوسکی صحت کا احتمال بہی ہمین کافی ہے اگرچہ ثبوت کو نہ پہونچے چہ جا کہ بہت سے قرائن اور وجوہ ایسے ہون کہ جس سے دوسرے مضمون کی واقعیت اور پہلے مضمون کی غیر واقعیت ظاہر ہوتی ہو ۲ جہان یہہ مضمون ہے کہ انبیاؤن کی باتون سے ذری سی بات بہی ٹل نہین سکتی وہان نسخہ سنہ ۱۶ مین یہہ جملہ ہے الی ان تقع الاشیاء کلہا یعنی انبیاون کی باتون مین سے کوئی بات ہرگز نہین ٹل سکتی یہان تک کہ سب باتین واقع ہو جاوین دیکہو واقع ہو جانا زمانہ آیندہ مین صرف اخبار کے نسبت بولتے ہین نہ کہ اوامر اور نواہی کے نسبت اسواسطے کہ وہ منجملہ انشا مین اونکے نسبت یہہ کہنا کہ واقع ہو جاوین گے نہین صحیح ہے اور جو کوئی کہے تو غلط ہے ۳ انجیلون مین بہرا پڑا ہے کہ جہان کہین حضرت عیسی کے کسی حال پر اگلے انبیاؤن کی پیشین گوئی کی تطبیق دی ہے وہان یہی لکہا ہے کہ تا کامل اور پورا ہو جاوے جو ارمیا نے کہا یا اشعیا نے یا اگلے نبی نے کہا چنانکہ دوسرے باب مین پہلی انجیل کے ورس پانزدہم مین ہے (اسیطرح وہ جو خداوند کے نبی کے معرفت سے کہا گیا تہا کہ مین نے اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا پورا ہوا) پس معلوم ہوا ایسیہی باتون کے نسبت حضرت عیسی نے فرمایا کہ توریت کی بات نہین ٹل سکتی یہان تک کہ وقوع

ہوجاتے اور ظہور مین اوسے ۳ آٹھوین استفسار مین ہم لکھہ آئے ہین
کہ حضرت عیسی نے بہت سے احکام توریت کے جو ابدی تہے موقوف کردیے اور بہت سے
جانورونکے کہانیکو کتاب احبار کے گیارہوین باب مین حرام لکہا ہے جیسے مثلاً اوسی باب کے
ورس ہفتم مین سور کو حرام کہا ہے معہذا پولوس وغیرہ نے اون سب
جانورون کے کہانیکو حرام لکہا ہے اور استثنا کے چوبیسوین باب کے
دوسرے اور تیسرے ورس مین طلاق والی عورت سے دوسرے شخص کا
نکاح کرنا جایز لکہا ہے اور پہلی انجیل کے اونیسوین باب کے نوین ورس
سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسی نے طلاق والی عورت سے دوسرے
کے نکاح کرنے کو فرمایا کہ زنا کرنے کے برابر ہے اور کتاب
استثنا کے بائیسوین باب کے بائیسوین ورس سے ظاہر ہے
کہ حضرت موسی زنا کرنے والے مرد اور عورت دونونکو سنگسار کرنیکا
حکم کر گئے ہین اور چوتہی انجیل کے آٹھوین باب کے ساتوین ورس
سے گیارہوین ورس تک جو لکہا ہے اوس سے ظاہر ہے کہ حضرت
عیسی نے زانیہ کے زنا کو تسلیم کرکے اوسے سنگسار نکیا ۴ خود
اہل علم عیسائیونکا اظہار ہے کہ احکام ظاہریہ توریت کے مبدل
بباطن ہو گئے اور ان سب کے عوض صرف حضرت عیسی کا ماننا رکہا گیا
۵ بعضے اہل علم عیسائیون کے سامنے دوسرے طرح کے ترجمے کو

مین پڑہا اونہون نے کہا درحقیقت اصل کتاب کا یہی مطلب ہے
اور پہلا مضمون ترجمونکی غلطی سے پیدا ہوتا ہے فقط اب آپ لوگونکے
پاس اگر پہلے مضمونکی صحت کے کچہہ وجوہات ہون تو بیان کیجے بالجملہ
جب ترجمونکا یہہ حال ہو کہ بعضی طرحکی لفظون سے تمہارا مطلب
نکلتا ہو اور اوہنین لفظون سے دوسری طرحکے ترجمے سے ہمارا
مطلب نکلتا ہو تو ہمین کیونکر اعتبار ہو اسبات کا کہ حضرت عیسی کا
اصل کلام عبری زبان والا تمہارے موافق تہا اور نسخہ اناجیل
نسخہ ۱۴۱۸ اور ۱۵۰۳ مین ہر باب کے اوپر اوسباب کے خلاصے کے طور پر
چند جملے لکہے ہوے ہون اور اور نسخون مین نہین ہین پس جسوقت
وے دونون نسخے پہیل پڑین گے اور اگلے نسخے جاتے رہین گے یا وہی
سب نسخون مین لکہنے کا رواج ہوجاے گا تو عیسائی لوگ کہین گے
کہ یہہ خلاصہ بہی ہر باب کے اوپر مولفین اناجیل کا لکہا ہوا ہے
چنانکہ اشعیا کی کتاب کے اکثر بابونکے شروع مین جو خلاصے کے
طور پر سب نسخون مین اپنے گمان کے موافق اگلون نے لکہہ دیا ہے
اوسے عیسائی لوگ کہتے ہین کہ اشعیا نبی کا لکہا ہوا ہے **الغرض**
ہمارا مطلب اس استفسار سے یہہ ہے کہ آپ لوگ بتاوین کہ ان
اختلافات کے بہی وہی عذرات ہین جو اربا بونس تامس اور ہرسی گرمانی

باتفاق بڑے بڑے علماے مسیحی کے سنہ سولہہ سو پچیس مین

لکھا ہے یا آپ لوگون کے پاس کچھہ اور عذر ہے اور یہہ عجیب بات ہے کہ

ترجمونکی جن لفظون سے ہمارا مطلب نکلتا ہے وہی لفظین غلط اور جن

لفظون سے آپکا مطلب نکلتا ہے صرف وہی صحیح ہوتی ہین فقط

گیارہوان استفسار

انجیلون کے نسبت عیسائیون کے دو دعوے ہین ایک یہہ کہ انجیلونکے تالیف

کرنے والون نے جو روایتین حضرت عیسی کے کلام کے ساتھہ اگے پیچھے

اور بیچ مین ملا کر سب اپنی دیکھی لکھی ہین اور حضرت عیسی کا کلام جو اونمین

لکھا ہے وہ بلا واسطہ انحضرت سے سنکر لکھا ہے **دوسرا**

یہہ کہ جو کچھہ اونھون نے لکھا ہے سو وہی لکھا ہے جو روح القدس کہتا گیا جسطرح

انبیا لوگ لکھتے ہین **اور** ہم یہہ کہتے ہین کہ علاوہ اسبات سے کہ حضرت

عیسی کا اصل کلام باقی ہی نرہا بلکہ صرف اوسکا ترجمہ یونانی اصل قرار

پایا ہے اور علاوہ اسبات سے کہ آپ کے اصول کے موافق ہرگاہ انبیاے

بنی اسرائیل عمداً گناہ کبیرہ کرنے سے بعد نبوت کے بہی محفوظ نہین تہے

تو حواری لوگ بطریق اولی قابلیت اسبات کی نہین رکہتے کہ اونکے نقل

اخبار کو کسیطرح کی ترجیح اورون کے نقل اخبار پر ہو اس مقام مین

ہمارے تین مطلب ہین پہلا یہہ کہ ان انجیلونکے مولف نے جو کچھہ لکھا ہے

سو انبیا دیکھا ہو یا حضرت عیسی سے بلا واسطہ سنا ہوا نہین لکھا ہے غایۃ الامر
یہہ کہ کلام عیسوی کو شاید کسی حواری نے اصل زبان یعنی عبری مین لکھا ہو
مگر اوسکے ترجمے یونانی مین آگے پیچھے اور بیچ مین جو باتین ملی ہوی ہین
سو لکہنے والے نے اپنی ان دیکھی صرف سنی ہوی لکھی ہین دوسرا
یہہ کہ لکہنے والے نے ان باتون کو جو حضرت عیسی کے کلام مین آگے پیچھے اور
بیچ بیچ ملا کر لکھی ہین سو ان کا ثبوت بترجمانی روح القدس نہین لکھا ہے
بلکہ اسیطرح لکھا ہے جیسے ہمارے یہان ارباب سیر لکھتے تیسرا یہہ کہ
روح القدس سے مستفیض ہونا مستلزم اوس عصمت کو نہین ہے
جو ہمارے یہان انبیاؤن کے لئے واجب اور لازم اور بعد تسلیم نبوت
کے ضروری التسلیم ہوتی ہے اب مین پہلے اور دوسرے مطلب کی
سندین لکھکر گذرانتا ہون **پہلی سند** ارمیا اور نحمیا وغیرہ کی
کتابون کے طرز تالیف سے بلکہ حواریون کے خطوط سے بہی صاف ظاہر ہے
کہ حضرت عیسی کے زمانے سے پیشتر بہی کتاب کی طرز تالیف ایسہی کچھہ
تہی جیسے اب ہے یعنی لکھنے والا کتاب کا اپنی دیکھی یا بلا واسطہ سنی
جو بات جس کسیکی لکھتا ہے اوسکے اول یا آخر کہین نہ کہین اشعار اپنے دیکھنے
یا بلا واسطہ سننے کا ضرور کرتا ہے اور کہین نہ کہین اپنے تئین متکلم کر کے تعبیر
کرتا ہے اور ان چارون انجیلون مین سے کسی مین کسی جگہہ اسطرح کا

اشارہ بھی نہین ہے چہ جا کہ تصریح خصوصاً ان نسخون مین جو ابتک مترجم
ہوئے ہین آیندہ کی خبر خدا جانے پس ظاہر حال ان کتابونکا خود ہی علی الاعلان
گواہی دیتا ہے کہ ان کتابونمین جو کچھہ لکھا ہے سو لکھنے والے کا دیکھا ہوا
یا حضرت عیسیٰ سے بلا واسطہ سنا ہوا نہین لکھا ہے اور جو بات جیسی خبر کے
ظاہر حال سے بوجھی جاتی ہو اوسکے لئے کچھہ اور وجہ ثبوت درکار نہین اور
جو کوئی خلاف ظاہر دعوا کرے اوسکے ذمہ اثبات اوسکا لازم ہے یعنی اگر
لوگ کہین کہ اگرچہ ان کتابونمین کہین اول یا آخر یا بیچ مین موافق دستور تصنیف
کے ایسا کچھہ نشان نہین ہے جس سے معلوم ہو کہ اپنی دیکھی ہوئی یا بلا واسطہ
سُنی ہوئی لکھنے والا لکھتا ہے مگر واقع مین ایسے ہی ہے کہ اپنی دیکھی اور
بلا واسطہ سنی لکھی ہے تو اسکا اثبات آپ لوگون کے ذمے واجب ہے **دوسری**
سند یہہ بات بالاتفاق ثابت ہے کہ یہے انجیلین نہ تو حضرت
عیسیٰ کی تالیف ہین اور نہ حضرت مریم کی اور نہ اونکے شوہر مزعوم یوسف
کی اور اسپر بھی اتفاق ہے کہ یہہ تالیف کی ہوئی نہین ہین مگر کسی عیسائی
کی اور کوئی آدمی عیسائی نہین ہوا مگر جبکہ حضرت عیسیٰ نے دعوت کی اور
دعوت اونہون نے نہین کی مگر بعد تیس برس اور بعد اصطباغ اور امتحان
شیطان کے یعنی یوسف اور مریم کے خوابون کی اور مجوسیون کے آنے
اور اونکے ستارہ آسمانی تارے کے ہونے اور حضرت عیسیٰ کی زیارت

اونکی ولادت کے وقت گڑگئے چہپ کر گہر چلے جانیکی اور یوسف کے مریم اور
عیسی کو یہودیہ سے مصر مین لیجانے اور پہر لے آنیکی اور جنگل مین حضرت
عیسی کے نسبت شیطان کے امتحان کرنیکی روایتین جس عیسائی نے لکہیر
یقینا [illegible] لکہین اسواسطے کہ یوسف اور مریم کے خوابون مین کوئی بات
ہوئی ہ نہین سکتا اور اون دونون ساتھہ ساتھہ اونکے کسیکے پہرنیکی کوئی
وجہہ نہین معلوم ہوتی **تیسری سند** انجیل سیوم کے باب اول
مین یہہ لکہا ہے نسخہ ۱۸۳۹ ورس ۱ اے فاضل تہیوفلو جیسا کہ اونہون نے
جو پہلے سے دیکہنے والے اور کلام کے وعظ کرنے والے تہے ہمسے بیان کیا ۲
ویسا ہی ہوتیرے اون باتونکو جو ہمارے نزدیک یقینی ہین لکہنے مین مشغول
ہوے ۳ اسلیئے مناسب جانا گیا کہ مین بہی ابتدا سے ان سب باتون کو اچہی
طرح دریافت کرکے تیرے لیے ترتیب سے لکہون مطلب یہہ تہا کہ وعظ عیسوی کے منادی کرنے
والون نے حضرت عیسی کے حالات جو بیان کیے اوسکے قلمبند کرنے مین بہت
لوگ مصروف ہین سو مین بہی دریافت کرکے اون باتونکو لکہتا ہون
دیکہیے یہہ مضمون بالبداہتہ گواہی دیتا ہے کہ یہہ تیسری انجیل سعی لکہی
گئی ہے اور جسطرح یہہ سعی لکہی گئی اور بہی اسیطرح سعی لکہی گئی مین
چوتہی سند کتاب اعمال کے پہلے باب مین یہہ ہے نسخہ ۱۸۳۰ ورس
۱ اے تہیوفلی مین پہلی کتاب مین بیان کرچکا اون سب کامون اور نصیحتو

جو یسوع کرتا رہا آ اوسوقت تک کہ وہ روح القدس سے اپنے برگزیدہ رسولونکو
حکم دیکے اوپر اوٹہایا گیا ۳ جنکے نزدیک اوسنے بعد اپنے مرنیکے اپنے
تئین بہت سی دلیلون سے زندہ ثابت کیا کہ وہ چالیس دن تک اونہیں
دکہائی دیکے خدا کی بادشاہت کی باتین کہتا رہا ۔ دیکھو یہہ عبارت
صاف دلالت کرتا ہے اسبات پر کہ جو شخص تہوفلی سے خطاب کرتا
وہ اون لوگونمین سے نہیں ہے جن پر حضرت عیسی بعد واقعہ صلیب کے
ظاہر ہوئے کہ سب حواری ہی اون مین داخل تھے یہہ جا کہ حواریون
مین سے ہو **پانچوین سند** چوتھی انجیل کے باب اکیسویں کے آخر مین
حکایت حضرت عیسی کے ظہور کی اور صحبت پطرس حواری کی اونکے ساتھ
اسطرح کہ حضرت عیسی اوس سے باتین کرتے چلے جاتے تھے آگے لکہکر
ورس بستم مین لکہتا ہے نسخہ ۱۸۳۹ تب پطرس نے پہر کے اس شاگرد کو
پیچھے آتے دیکہا جسے یسوع پیار کرتا تہا الی قولہ ورس ۲۴ یہہ وہ
شاگرد ہے جسنے اُن کامونکی گواہی دی اور اون باتونکو لکہا اور ہمکو
یقین ہے کہ اوسکی گواہی سچ ہے ۔ دیکھو یہہ ورس ۲۴ کہلی گواہی
دیتا ہے کہ وہ انجیل جو حضرت عیسی کے شاگرد نے لکہی وہ اور ہے
اور یہہ انجیل اوسکی باتین نکالکر تالیف کی گئی ہے جیسے ہمارے یہان
معراج نامہ اور مولد نامہ اور قیامت نامہ وغیرہ لکہا جاتا ہے

چھٹہی سند جسطرح ہمارے یہان حدیث کی کتابون کے بعضی اون روایتون مین جو پیغمبر خدا سے شہرة اور بتواتر ثابت نہین ہین اور اونہین ہماری اصطلاح مین احاد کہتی ہین جا بجا اختلاف ہے اسیطرح لوگون نے حضرت عیسی کے کلام کے ساتہہ اور باتین اگے پیچہے اور بیچ مین ملائی ہین اونہین بہی ایسہی اختلاف ہے اور ایک دو نہین بلکہ بہت اور ساتہہ اسکے بعضی روایتین اور بعضے مضامین جہوٹہہ ہہی ہین اگرچن کر ہم سب لکہین تو کتاب بڑہ جاے اور بہت دردسر کرنا پڑے مگر جتنی نظر سرسری مجہے معلوم ہوئی ہین اونہین لکہتا ہون اور یہہ بہی جان لیجیے کہ ہر طرح کے اختلاف کو مین نہین لکہتا ہون مثلا اختصار اور تطویل یا بعضی مضمونون کی کمی بیشی کا کہ اوسکا نقل کرنا اور چارون انجیلونکا نقل کرنا ایکہی بات ہے جسکا جی چاہے اونہین ملا کر دیکہلے ادم بر بیان روایات مذکورہ **ازانجملہ** پہلی انجیل کے پہلے باب مین حضرت عیسی کا پشت نامہ حضرت ابراہیم سے یوسف حضرت مریم کے شوہر تک جو لکہا ہے ہمکی چالیس پشتین لکہی ہین اور تیسری انجیل کے تیسرے باب مین وہ پشت نامہ یوسف مذکور سے حضرت آدم تک لکہا ہے اور حضرت ابراہیم تک اوسمین چہپن پشتین لکہین ہین اور صرف حضرت داود سے

حضرت ابراہیم تک چودہ نام مطابق ہین اور باقی یوسف کے باپ سے
داؤد تک ایک نام بہی نہین مطابق ہے یہان تک کہ پہلی انجیل مین داؤد کا
بیٹا سلیمان اور تیسری انجیل مین ناتہن لکہا ہے اور یہہ اختلاف
سب نسخون مین برابر ہے اس تفاوت صریح کی وجہہ یعنے اہل علم
عیسائیون سے پوچھی سب نے کہا کہ ایک مین یوسف کا پشت نامہ پدری
اور دوسرے مین مادری ہے یعنے کہا کہ اگر یون نہین تہا تو چاہیے کہ ایک
انجیل والا یوسف کے اوپر عورت کا نام اور اوس عورت کے اوپر
مرد کا نام لکہتا حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ دونون مین یوسف کے اوپر
جو نام ہے سو بالاتفاق مرد کا نام ہے اسلیے کہ پشت نامون مین بیک
سلسلہ صرف اصلاب کا ذکر ہوتا ہے نہ کہ بطون کا علاوہ برین
یہہ توجیہہ اوسوقت قابل سماعت کے تہی جبکہ انجیل کے کسی اور
مقام سے ایسا کچہہ ثابت ہو لیتا کہ مولفین اناجیل نے کسی روایت
مین ہمدیگر اختلاف نہین کیا اور اونکا کلام مثل کلام انبیا کے ہے
اور ہرگاہ ایسا کچہہ انجیل سے ثابت نہین ہے تو کسی طرح از روے
قاعدے مناظرے کے الزام اختلاف روایت کا مرتفع نہین ہوسکتا
اسکا جواب کسی عیسائی نے نہین دیا **ازانجملہ** پہلی انجیل کے
پہلے باب کے ورس ۲۳ سے ۲۴ تک ایک روایت اگلی کتابون سے

نقل کی ہے اسطرح کہ ایک کنواری بیٹا جنے گی جو اوسے ہمنے اتفاقیہ ایک بڑے عالم یہودی سے پوچہا اوسنے کہا کہ جس کتاب مین یہہ خبر ہے اوسکے اصل مین جو لفظ لکہا ہے اوسکے معنے ہین جوان عورت خواہ کنواری ہو خواہ بیاہی عفیفہ ہو یا ہو اوسکا ترجمہ کنواری جو عیسائیون نے کیا ہے محض جہوٹہ ہے عبرانی لغت کی کتابین موجود ہین دیکہہ لو بلکہ یہی لفظ توریت مین دوسری جگہہ بہی واقع ہے وہان اونکے نزدیک بہی مطلق جوان عورت کے معنے ہین اور اس تقریر کو ہمنے ایک عیسائی سے بہی بیان کیا اوسنے بہی اوس لفظ کے معنے مطلق جوان عورت کے قبول کیے **ازانجملہ** پہلی انجیل کے دوسرے باب کے آخر کا یہہ ورس ہے ۲۳ اسیطرح جو نبیونکے معرفت کہا گیا تہا کہ وہ ناصری کہلا ئیگا پورا ہوا ہمنے ساری بیبل دیکہی کہین کسی رسالے مین یہہ جملہ نہین لکہا ہے کہ آنحضر موعود ناصری کہلائیگا اگر آپکو معلوم ہو تو بتا دیجیے ہمنے جو اوس یہودی سے پوچہا اوسنے کہا کہ یہہ بہی محض جہوٹہ ہے پس ایسی جہوٹی باتین انجیل مین داخل کرنا روح القدس کا کام نہین **ازانجملہ** پہلی انجیل کے تیسرے باب مین ورس ۱۳ سے ۱۷ تک لکہا ہے کہ عیسی یحیی کے پاس غوطہ لینے کے واسطے آیا یحیی نے منع کیا اور کہا چاہیے مین تیرے ہاتہہ غوطہ کہاؤن اوسپر حضرت عیسی نے نمانا اور یحیی سے اصطباغ لیا

اور جب پانی سے نکل کر اوپر آئے اوسوقت خدا کی روح کو کبوتر کی
صورت حضرت عیسی نے اپنے اوپر آتے دیکھی اور چوتھی انجیل کے پہلے باب
مین ورس ۲۹ سے ۳۴ تک یون لکھا ہے کہ یحیی نے تو اوسے نہین پہچانا
مگر اس بات سے کہ اوسپر خدا کی روح اوترتے اوسنے دیکھی ***** دیکھو
پہلی انجیل سے ظاہر ہے کہ قبل روح کے اوترنے کے حضرت یحیی نے حضرت
عیسی کو پہچان لیا کہ وہی شخص موعود ہے اور چوتھی انجیل سے ظاہر
ہوتا ہے کہ بعد روح کے اوترنے کے پہچانا **ازانجملہ** تیسری انجیل کے
تیسرے باب کے ورس نوزدہم مین یون ہے **نسخہ** ۱۹ ہیرود بادشاہ نے
اپنے بھائی فلپ کی جورو ہیرودیا کو رکھنے کے سبب اور اپنے تمام بد
کامونکے سبب یحیی سے ملامت سنکے اون سب کامون پر یہہ بھی کیا
کہ یحیی کو قید خانے مین بند کیا ** اور دوسرے انجیل کے چھٹہین باب مین
یون ہے ورس بستم ہیرود یحیی کو مرد نیک اور پاک جان کر ڈرتا
اور اوسکی پاسداری کرتا اور اوسکی نصیحت سنکر عمل کرتا اور
اوسکی باتین خوشی سے سنتا تھا ** دیکھو پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے
کہ صرف ہیرودیا کے کہنے سے یحیی پر ہیرود نے ظلم نہین کیا بلکہ
اپنی بدکاریون اور حضرت یحیی کی نصیحتو نسے خود ہی ناخوش تھا
اور دوسری روایت سے یہہ ظاہر ہے کہ وہ خود تو حضرت یحیی سے

راضی تہا اور کسیطرح ناخوش نتہا مگر ہیرودیا کے کہنے سے اوسنے
انحضرت پر ظلم کیا **ازانجملہ** پہلی انجیل کے چوتہے باب مین اٹہارہوین
ورس سے بائیسوین تک لکہا ہے ** جسوقت کہ یسوع دریا جلیل کے
کنارے پر چلا جاتا تہا اوسنے دو بہائیون کو جو مچہلی شکار کرنے
والے تہے یعنے شمعون جو پتر کہلاتا تہا اور اوسکے بہائی اندریا کو
دریا مین جال ڈالتے دیکہا اوسنے اونہین کہا کہ میرے پیچہے چلے آؤ
مین تمہین آدمیون کا شکار کرنیوالا بناؤنگا تب وے اوسی وقت
جالونکو چہوڑ کر اوسکے پیچہے چلے اور اوسنے وہانسے آگے بڑہ کر دو بہائیون
زبدی کے بیٹے یعقوب اور یوحنا کو اپنے باپ کے ساتہہ کشتی پر بیٹہے
جال کو مرمت کرتے دیکہا انکو بلایا تب وے بہی اوسوقت کشتی سے
اوترا اور اپنے باپ کو چہوڑ کر اوسکے پیچہے چلے اور تیسری انجیل کے
پانچوین باب مین پہلے سے گیارہوین ورس تک قصہ شمعون وغیرہ کے
ایمان لانے کا یون لکہا ہے + وہ جنیسرت کی جہیل کے کنارے پر کہڑا تہا
اور اوسنے جہیل کے کنارے پر دو کشتیان دیکہین الی قولہ اوسنے
اون کشتیون مین سے ایک پر جو شمعون کی تہی چڑہ کر اوسی کنارے
سے تہوڑی دور لیجانے کا عرض کیا اور بیٹہ کر جماعتون کو کشتی پر
نصیحت کرنے لگا الی قولہ اسیطرح زبدی کے بیٹے یعقوب اور یوحنا

جو شمعون کے شریک تھے حیران ہوئے تب یسوع نے شمعون کو کہا مت ڈر
کہ اسوقت سے تو آدمیونکا شکاری ہوگا ✠ انہون نے اپنی کشتیون
کو کنارے پر لا کے سب چہوڑ کر اوسکے پیچھے ہو لئے ✠ دیکھو پہلی روایت
سے ظاہر ہوتا ہے کہ شمعون اور اندریا کو جال ڈالتے دیکھہ کر ساتھہ
لیا اور آگے بڑہ کر یعقوب اور یوحنا کو لیا اور دوسری روایت
سے ظاہر ہوتا ہے کہ شمعون اور یوحنا اور یعقوب کو سبکو ایکہی
جگہہ سے ساتھہ لیا **از انجملہ** پہلی انجیل کے آٹھوین باب کے پانچوین
ورس سے اخیر تک جو روایتین لکھی ہین او ہنہین روایتون کو
دوسری انجیل والے نے چوتھے باب کے آخر سے پانچوین باب کے
آغاز تک اور تیسری انجیل والے نے آٹھوین باب مین لکھا ہے
معہذا پہلی انجیل والے نے اٹھائیسوین ورس مین دو دیوانونکا
اچھا ہونا حضرت عیسی کے ہاتھ سے لکھا ہے اور دوسری انجیل والے
نے پانچوین باب کے پہلے ورس مین اور تیسری انجیل والے نے
آٹھوین باب کے ستائیسوین ورس مین ایک دیوانے کا اچھا ہونا
لکھا ہے **از انجملہ** پہلی انجیل کے نوین باب کے نوین ورس مین
ایک شخص کے ایمان لانے کا حال مولف نے لکھا ہے اور اوسکا نام
متی لکھا ✠ اور اوسی قصے کو دوسری انجیل والے نے دوسرے

باب مین لکہا مگر اوسنے ورس چہاردہم مین اوس شخص کا نام لیوی بیٹے حلفی کا بیٹا اور تیسری انجیل والے نے پانچوین باب کے ستائیسوین ورس مین ہی لیوی لکہاہے اور اوسپر طرہ یہہ ہے کہ پہلی انجیل کے دسوین اور دوسری انجیل کے تیسرے اور تیسری انجیل کے چہٹہین باب مین جہان بالخصوص حواریون کی گنتی لکہی ہے وہان حلفی کے بیٹے کا نام یعقوب لکہا اور متی کا نام اوس سے علاوہ ہے اس سے ثابت ہوا کہ حلفی کے بیٹے کو لوی بہی کہتے تہے اور شاید یعقوب بہی مگر متی حلفی کا بیٹا نہین ہے **ازانجملہ** پہلی انجیل کے نوین باب مین لکہاہے ورس بستم تب ایک عورت نے جسکا بارہ برس سے لہو جاری تہا اوسکے پیچہے سے آکر اوسکا جہپا چہوا ۲۱ تب یسوع نے پیچہے پہر کے اوسے دیکہہ کر کہا کہ ای بیٹی خاطر جمع رکہہ کہ تیرے اعتقاد نے تجہے چنگا کیا اور دوسری انجیل والے نے پانچوین باب مین اوسی قصے کو یون لکہاہے ۲۵ تب ایک عورت جسکا بارہ برس سے لہو جاری تہا الی قولہ ۲۷ اوسکے پیچہے سے ائی اور اوسکے کپڑے کو چہوا الی قولہ ۲۹ اوس بیماریسی چنگی ہو گئی ۳۰ تب یسوع نے فی الفور آپ سے جانا کہ مجہہ مین سے علاج کی قوت نکلی اوس جماعت کیطرف مونہہ کرکے کہا کہ میرے کپڑیکو کسنے چہوا ۳۱ اوسکے شاگردون نے کہا تو دیکہتا ہے کہ لوگ تجہہ پر گرے پڑتے ہین پہر تو کہتا ہے کہ مجہے کسنی چہوا ۳۲ تب

اوسنے ہر طرف نگاہ کی تاکہ اوسے جسنے یہہ کام کیا ہے دیکھے ۳۲ ۳۳
اور وہ عورت ڈرتی کانپتی اوسکے آگے آکے گر پڑی اور سب سچ سچ
اوس سے کہا ۳۴ تب اوسنے کہا کہ بیٹی تیرے ایمان نے تجھے چنگا کیا ہے
دیکھو پہلی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسی نے پہر کر اوس عورت
کو پہچان لیا اور دوسری روایت سے ظاہر ہے کہ جب وہ آگری
تب عیسی نے پہچانا اور قبل اوسکے گرنے کے لوگونسے پوچھتے رہے
اور دونہی سبب ہجوم کے نہ پاسکے **ازانجملہ** پہلی انجیل والا کیارہوین
باب کے تیرہوین اور چودہوین ورس مین قول عیسوی یون لکھتا ہے
☩ اور سب نبیون اور توریت نے یحیی تک کی خبر دی ہے اگر تم قبول
کیا چاہتے ہو تو الیاس جو آنے والا تہا یہی ہے ☩ اور چوتہی انجیل کے
پہلے باب مین یون لکہا ہے ۱۹ یحیی کی گواہی یہہ ہے جب یہودیون نے
اوروسلیم سے کاہنون کو بہیجا کہ اوسی سے پوچہین تو کون ہے ۲۰
اوسنے اقرار کیا اور انکار نکیا بلکہ اقرار کیا کہ مین مسیح نہین ہون
۲۱ پہر اونہون نے اوس سے پوچہا پس تو کیا الیاس ہے ☩ اوسنے
کہا مین نہین ہون پہر کہا کیا تو وہ نبی ہے اوسنے جواب دیا نہین ☩
دیکھو یہان کئی مطلب ہمارے نکلتے ہین ایک اختلاف دونون کے
قول کا حضرت یحیی کہتے ہین کہ مین الیاس موعود نہین ہون اور

اور حضرت عیسی کہتے ہین یہی الیاس موعود ہے ۞ دوسرے یہہ شخص موعود کے نام بہی مختلف ہو گئے ہین وہ شخص یحیی کہلاتا تہا اور وہی ایلیا کہلاتا تہا اور ایک الیاس اور ہے کہ کتاب دوم سلاطین کے دوسرے باب کے بعد پر ہے اوسکا آسمان پر چلا جانا اور سلاطین کی پہلی کتاب کے سترہوین باب مین مذکور ہے اوسکا زندہ کرنا مردیکو اور ایک عیسائی صاحب کہتے تہے کہ یہہ یحیی وہی الیاس ہے جسکا ذکر سلاطین کی کتابون مین ہے چنانچہ تیسری انجیل کے پہلے باب کے سترہوین ورس مین بنسبت حضرت یحیی کے لکہا ہے کہ وہ ایلیا کی روح اور قدرت سے اوسکے آگے چلیگا این گل دیگر شگفت یہہ خود دن کے بیان کیسی بات ہوئی تیسرے یہہ کہ ان ورسون سے صاف ثابت ہوا کہ اوس زمانہ عیسوی مین سوائے یحیی اور الیاس اور مسیح کے کوئی اور نبی بہی واجب الانتظار تہا اس سے یہہ دعوا عیسائیون کا کہ عیسی کے آنے پر اور کوئی نبی موعود اور واجب الانتظار نہین رہا باطل ہو گیا

ازانجملہ پہلی انجیل والا بارہوین باب مین شروع سے لکہتا ہے ۱ اوس وقت یسوع سبت کے دن کہیتون مین سے گذرا اور اوسکے شاگرد جو بہوکہے تہے بالین توڑ توڑ کہانے لگے ۲ تب فریسیون نے دیکہہ کر اوسکو کہا کہ دیکہہ تیرے شاگرد وہ کام جو سبت کے دن کرنا

روا نہین کرتے ہین ۳ پر اوسنے اونہین کہا کیا تمنے نہین پڑہا کہ داود نے
جب اپنے ساتہیون سمیت بہوکہا تہا کیا تہا ہم وہ کیونکر خدا کے گہر مین
داخل ہوکے نذر کی روٹیان جو سوا اماموں کے اوسکو اور اوسکے ساتہیون
کو کہانا روا نتہا کہا گیا تہا اور کیا تمنے توریت مین نہین پڑہا کہ امام عبادت
گاہ مین سبت کے دن ناپاک کام کرکے بیگناہ ہین الی قولہ ۸ ابن آدم
سبت کے دن کا خداوند ہے ۹ پہر وہانسے روانہ ہوکر اونکی عبادتگاہ
مین گیا انتہی اور تیسری انجیل والا چہٹے باب مین شروع سے اس قصے
کو یون لکہتا ہے ترجمہ نسخہ عربیہ ۱۶۷۱ و فارسیہ ۱۸۱۶ و عربیہ ۱۸۱۱ عید کے
دوسرے دن بعد پہلے سبت کو وہ کہیتون کے بیچ سے گذرا الی ان
قال ۶ دوسرے سبت کو اوسی عبادتگاہ مین داخل ہوا انتہی دیکہو
یہانسی بہی کئی مطلب ہمارے نکلتے ہین ایک اختلاف روایت
پہلی انجیل والا ایکہی سبت مین حضرت عیسی کا کہیت اور عبادتگاہ
مین دونون جگہہ جانا لکہتا ہے اور تیسری انجیل والا دوسرے
سبت کو عبادتگاہ مین جانا لکہتا ہے چنانچہ اسی اختلاف کے جہت سے
۱۸۱۶ اور نسخہ ۱۸۴۴ اسلئے بہی کا لفظ جسکا ترجمہ عربی مین ایضا
اور فارسی مین نیز ہونا چاہیے نہا ورس ششم انجیل سیوم مین اپنی
طرفسے ملا دیا دوسرے یہہ کہ حضرت عیسی نے حضرت داود کے فعل کی

حجت پکڑی کہ انبیا لوگ اپنے افعال مین بہی معصوم ہوتے ہین اور نسبت
زنا کے حضرت داؤد کی طرف غلط ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے تیسرے
یہ کہ احکام عشرہ مین جو سبت کے دن کے احکام لکہے ہین سو ابدی
[illegible] نہ حضرت عیسی اوسکے ماننے مین اپنا اختیار زیان
کرتے اور [illegible] مطلق ساتوین دنکو اور دنون سے بعضی عبادتون مین
ممتاز رکہنا ہماری شریعت مین بہی ہے یعنی جمعہ مقرر کیا گیا پس
توریت مین جو سبت کے احکام تہے وہ میعادی تہے ابدی نہ تہی اسیواسطے
حضرت عیسی کو اوسکے موقوفی کا اختیار ہوا اور موقوف
کردئے وہی موقوفی ہماری شریعت مین بحال رہی چوتہے یہہ کہ یہہ
مضمون کہ امام عبادت گاہ مین سبت کے دن ناپاک کام کرکے بے
گناہ ہین محض خلاف واقع ہے توریت مین مینے کہین نہین دیکہا
بلکہ بہت جگہہ اوسمین اسکے برخلاف لکہا ہے یعنے لکہا ہے کہ گنہگار
ہونگے اگر آپ کو انجیل کے موافق توریت سے کہین معلوم ہو مجہے
بتا دیجے از انجملہ یہہ کہ انجیل کے پندرہوین باب اکیسوین درس مین
ہے ۲۱ تب یسوع وہانسے روانہ ہوکے صور اور صیدون
کی حد مین گیا ۲۲ اور ایک کنعانی عورت اوس سرحد سے باہر
نکل کر پکارتی ہوئی یون بولی اے خداوند ابن داؤد مجہہ پر رحم کر

الی قولہ ۲۴ تب اوسنے جواب دیا کہ مین سواے اسرائیل کے گہرانکے
گمراہ بہیڑون کے کسی کے پاس بہیجا نہین گیا الی قولہ ۲۶ اوسنے
یعنی عیسی نے کہا مناسب نہین کہ لڑکون کی روٹی کتون کو پہینک
دے ۱۱ اور دوسری انجیل کے ساتوین باب کے چوبیسوین
مین اوسی قصے کو نقل کرکے لکہا ۲۶ کہ یہہ عورت یونانی قوم سور فنیکی
تہی تو دیکہو یہان سے تین مطلب ہمارے نکلتے ہین ایک اختلاف
کنعانی اور یونانی کا دوسرے یہہ کہ حضرت عیسی اپنے مخالفونکو
کتا کہتے تہے اگر ہم ہی اونکے مخالفونکو کتا کہین تو دینی تہذیب
اخلاق سے بعید نہین بلکہ عین تقلید عیسوی ہے تیسرے یہہ کہ
اس جگہہ پر یہہ ہی انجیل مین لکہا کہ توجہ عیسوی اوس عورت
کی مراد بر آئی پس آپہی حضرت عیسی نے پہلے اپنے متوجہ ہونے سے
انکار کی اور اوسکو بمقابلہ بنی اسرائیل کے کتا بنایا اور پہر اوسکے
الحاح پر اوسکی طرف متوجہ ہی ہوے اسیکا نام نسخ ہے
جس سے عیسائی لوگ نافہمی کی راہ سے انکار کرتے ہین اور
پہلی انجیل کے پندرہوین باب مین لکہا ہے ۲۹ پہر یسوع وہان
سے جلیل کے دریا کے نزدیک آیا اور پہاڑ پر چڑہ کر وہان بیٹہا
۳۰ اور بہت سی جماعتین لنگڑون اور اندہون اور گونگون

اور ٹنڈونکی اور بہتیرے سوا اونکے ساتہہ لیکر اوس پاس آئین اور
انہیں یسوع کے پانوں پر ڈالا اوسنے اونہیں چنگا کیا اور دوسری
انجیل کے ساتوین باب کے ورس ۳۱ سے ۳۵ تک اوسی جگہہ کے ماجرے کو
لکہا ہے معہذا وہ لکہتا ہے ۳۲ ایک بہرے گونگے کو اوس پاس لاکے اوسکی
منت کی کہ اپنا ہاتہہ اوسپر رکہہ ۳۳ وہ اوس جماعت سے اوسے کنارے
لیگیا اور اپنی اونگلیان اوسکے کانونمین ڈالکے اپنا تہوک لیکے
اوسکی زبان مین لگایا ۳۴ اور آسمان کیطرف نظر کرکے ایک آہ کی
اور اوس سے کہا کہ افتح ۳۵ وہین اوسکے کان کہل گئے اور زبان
کی گرہ کہل گئی اور وہ خوب بولنے لگا ۳۶ اوسنے اونہیں تاکید سے
کہا کہ کسی سے نہ کہیو دیکہو یہان سے کئی مطلب ہمارے نکلے ایک یہہ کہ معلوم
ہوا انجیل والے نے شاعرانہ مبالغہ بہی بہت کیا ہے یعنے ایک آدمی
کو بہت آدمی کہے اسیطرح اور جگہہ بہی ہے دوسرے یہہ کہ معجزہ بہی
سواے مونہہ سے کہنے یا ہاتہہ لگا دینے کے کچہہ اور بہی بعضے اوقات
کرنا ہوتا ہے تیسرے یہہ کہ آپنے اسکے بیان کرنے سے منع کیا تہا مگر
منع کرنیکی کیا وجہ اور جو منع کیا تو پہر انجیل کے ساتہہ کیون ملائی گئی
ازانجملہ پہلی انجیل کے پندرہوین باب مین حضرت عیسی کا معجزہ
تکثیر طعام کا بیان کرکے ورس اڑتیس ۳۸ مین کہتا ہے کہانے والون

مین سواے عورت اور لڑکونکے چار ہزار مرد تہے اور دوسری انجیل
والا اٹہوین باب مین اوسی قصے کو لکہکر ورس نہم مین کہتا ہے
سب کہانے والے قریب چار ہزار آدمیونکے تہے پہر انہے نے بہا لقہ
بوجہا گیا اور اسی طرح اور جگہہ بہی ہے ازانجملہ پہلی انجیل کے
بیسوین باب کے بیسوین ورس مین لکہتا ہے ٭ تب زبدی کے
بیٹون کی ما اپنے بیٹونکو ساتہہ لیکر اوس پاس آئی الی ان قال
عیسی علیہ السلام ورس ۲۳ میرے دہنے اور میرے بائین طرف بیٹہنے
دینا سواے اونکے جنکے لیے میرے باپ نے طیار کیا ہے میرا کام نہین ہے
٭ اور دوسری انجیل والے نے اوسی حکایت کو دسوین باب مین
لکہا ہے اور اوسکے ۳۵ ورس مین یون ہے ٭ زبدی کے بیٹے یعقوب
اور یوحنا نے خود اوس پاس آکے کہا ٭ دیکہو یہان ہمارے
تین مطلب ہین ایک اختلاف روایت کہ پہلی انجیل والا اون
دونون آدمیونکی ما کا اونہین لے آنا لکہتا ہے اور دوسری
انجیل والا اونہین کو خود اوس پاس آنا اور آپ اپنا مطلب
کہنا لکہتا ہے دوسرے یہہ کہ آپنے کہا کہ یہہ میرا کام نہین ہے بلکہ خدا کا
کام ہے اس سے بہی حضرت عیسی کی الوہیت باطل ٹہرتی ہے تیسرے
یہہ کہ اسی جگہہ پہلی انجیل کے بیسوین باب کے ستر ہوین ورس مین

لکہاہے کہ عیسی اپنے بارہون شاگردونکو کنارے لیگیا اور باب دہم سے
انجیل کے ظاہر ہے کہ یعقوب اور یوحنا زبدی کے بیٹے اون بارہون
مین داخل تہے پس وے تو ساتہی تہے بعد کنارے لیجانے بارہون کے
اونکا انا پایا اونکی ماکا اوہین لے انا یہہ کیسی بات ہے **ازانجملہ** پہلی انجیل
کے سولہوین باب کے تیرہوین ورس سے حضرت عیسی کی اون باتونکو جو
اونہون نے قیصریہ فلبی کے سرحد مین آکر اپنے شاگردونسے کہین لکہنا
شروع کرکے سترہوین باب کے آغاز مین لکہتا ہے ۶ چہہ دن کے
بعد یسوع نے پطرس اور یعقوب اور اوسکے بہائی یوحنا کو ساتہہ لیکر
خلوتمین ایک پہاڑ پر گیا اور اوہین روایتون کو اور اوسی
قصے کو تیسری انجیل والا نوین باب مین لکہتا ہے اور چہہ دن کی جگہہ
آٹہہ دن لکہتا ہے **ازانجملہ** دوسری انجیل والا چودہوین باب کے
شروع مین لکہتا ہے آ دو دن کے بعد عید نجات اور عید فطیر خمیری
روٹی کی تہی سردار امام اور کاتب تدبیر کررہے تہے کہ اوسکو کسطرح
مکر سے پکڑکر جان سے مارین الے قولہ ۳ جب وہ بیت عنیا مین کوڑہی
شمعون کے گہر مین کہانے بیٹہا ایک عورت نے بیش قیمت اچہا
عطر مر کے ڈبے مین لاکے ڈبے کو کہولکے سب اوسکے سر پر ڈالدیا
اور چوتہی انجیل والا اسی حکایت کو بارہوین باب کے شروع مین

یون لکہتا ہے آ پہر عید نجات کے چہہ دن آگے یسوع بیت عنیا مین آیا
جہان العاذر تہا جسے اوسنے مرنے کے بعد جلایا تہا الی قولہ ۳ تب
مریم نے آدہ سیر خالص اور بیش قیمت عطر لیکر یسوع کے پاؤن
پر ملا اور اپنے بالو نسے اوسکے پاؤن پونچہے الی قولہ ۱۰ سردار اماموں نے
مشورت کی کہ العاذر کو بہی جان سے مارین + دیکہو یہان تین
باتوںمین اختلاف ہوا ایک یہہ کہ دوسری انجیل والا یہودیونکا
مشورہ کرنا دو روز پہلے عید نجات سے لکہتا ہے اور چوتہی انجیل
والا چہہ روز پہلے دوسری یہہ کہ دوسری انجیل والا اوس عورت
کا عطر ملنا حضرت عیسی کے سر پر اور چوتہی انجیل والا پانون پر
تیسرے یہہ کہ بیت عنیا کو دوسری انجیل والا شمعون کوڑہی کا
مقام لکہتا ہے اور چوتہی انجیل والا العاذر کا مقام لکہتا ہے **ازانجملہ**
دوسری انجیل والا پندرہوین باب مین حضرت عیسی کے
واسطے صلیب اوٹہوا لے چلنے کی حکایت یہودیونکی نسبت
یون لکہتا ہے ۲۱ ایک شخص کوری شمعون نام جو اسکندر اور
رو فا کا باپ تہا دہات سے آکے ادہر سے گذرتا تہا اونہون
نے اوسے صلیب اوٹہا لے چلنے کے لئے بیگار پکڑا ۲۲ اور وے
مقام جلجتا مین یعنے کہوپڑی کی جگہہ مین لائے اور پہلی اور تیسری

انجیل بہی اسبات مین اوسی کے موافق ہے مگر چوتہی انجیل والا
اونیسوین باب مین لکھتا ہے ۱۶ آ وے یسوع کو پکڑ کر لے گئے ۱۷ آ وہ
اپنا صلیب آپ اوٹہائے ہوئے اوس جگہہ تک جو کہوپری کی
جگہہ کہاتی جسکا ترجمہ عبرانی مین جلجتا ہے گیا انتہی انجملہ پہلی انجیل
کے ستائیسوین باب مین حضرت عیسی کے ساتہہ دو چورون کا
بہی صلیب پانا لکھہ کر اونکا لٹکایا جانا آن حضرت کے داہنے
بائین بیان کرکے کہتا ہے نسخہ فارسیہ ۱۸۱۴ ۴۴ ان دزدان کہ باوی
مصلوب شدند بروی فحش میدادند نسخہ اردو ۱۸۱۴ ویسے چورٹے جو اوسکے
ساتہہ صلیب پر کہنچے گئے تھے اوسکو ملامت کرتے تہے نسخہ عربیہ
۱۸۱۶ واللسارقان اللذان صُلبا معہ کانا یعیّبانہ نسخہ عربیہ
۱۸۱۱ اللصّان اللذان صُلبا معہ یعیرانہ + غرضکہ سب نسخے اس
روایت مین مطابق ہین اور اسیطرح دوسری انجیل کے پندرہوین
باب کے بتیسوین ورس مین وہ روایت سب نسخون مین اسیطرح
ہے کہ دونو چور آپ کی خدمت مین بے ادبی کرتے تہے اور تیسری انجیل کے
تیئیسوین باب مین یون ہے ۳۹ ایک نے اون دونو بدکارون مین سے
جو اوسکے ساتہہ کہنچے گئے تہے کفر بک کر اوسے کہا الی قولہ ۴۰ پر دوسرے
نے جواب مین اوس کہنے والے کو ملامت کی الی قولہ ۴۲ اور اوسنے

یسوع سے کہا کہ اے خداوند جب تو اپنی بادشاہت مین آوے تو مجھے یاد کرنا ۴۳ یسوع نے اوس سے کہا کہ مین تجھہ سے سچ کہتا ہون کہ آج تو میرے ساتھہ فردوس اعلے مین ہوگا ÷ دو انجیلون سے ظاہر ہے کہ دونو چور آپکی خدمت مین بے ادبی کی اور تیسری انجیل والا ایک کو آپ کا رفیق فردوس اعلی کا ٹھہراتا ہے چونکہ اسی اختلاف کے مٹانے کے لیے ۳۹ لوقا والے نے اس مقام مین صاف تحریف کی یعنی پہلی انجیل کے چوالیسوین ورس کا یون ترجمہ کیا ۴۴ اور ایک چور جو اوسکے ساتھہ صلیب پر کھینچا گیا تھا اوسکو ملامت کرتا تھا اور دوسری انجیل کے بتیسوین ورس کا یون ترجمہ کیا ۳۲ اور وہ چور جو اوسکے ساتھہ صلیب دیا گیا تھا اوسے ملامت کرتا تھا ÷ دیکھو کیسی تحریف اوسکی یہان بگڑ گئی اور بدل ڈالا تثنیہ کا مفرد کے ساتھہ جیسا ارباتوس ثامس نے کہا صرف سادگی کے راہ سے نہین ہوتا رہا ہے بلکہ عمدًا اپنے مطلب کے لیے ہوتا رہا ہے اور اس مقام پر ایک لطیفہ یہہ ہے کہ یہان حضرت عیسی اوسی دن فردوس اعلی مین اپنے جانے کی خبر دیتے ہین اور عیسائیون کے عقیدے اور نماز کی دعا مین داخل ہے کہ حضرت عیسی اوسدن ملعون ہوکر تین دن دوزخ مین رہے پس جسطرح رئیس العالم کے لفظ سے آپ لوگ شیطان مراد لیتے ہین ایسے ہی شاید فردوس اعلی سے دوزخ اور خدا کی لعنت

مراد هے **از انجملہ** پہلی انجیل کے چھبیسوین باب مین ورس سینتالیسوین سے پچاس تک حضرت عیسی کی گرفتاری کی صورت یہہ لکھی هے کہ یہودا اسے اسکرہوطی نے اور لوگونسے جنکو اپنے ساتھ آنحضرت کی گرفتاری کیلیے لایا تھا اونسے کہا کہ جسکا بوسہ مین لون اوسیکو تم پکڑ لیجیو وهی یسوع هے چنانکہ ویسا هی اوسنے کیا اور چوتھی انجیل کے اٹھارہوین باب مین تینرے ورس سے بارہوین تک اوس حکایت کو لکھا هے کہ حضرت عیسی نے آگے بڑھ کے خود دو دفعہ اونہین جتایا کہ جسکو تم ڈھونڈتے ہو وہ مہین ہون اسپر اونہونے اوسے پکڑ لیا کہان آگے بڑھ کے خود جتانا اور کہان یہہ کہ جہان بیٹھے تھے وہین بوسہ لینے سے یہودا کے پہچانا جانا فقط **از انجملہ** دوسری انجیل والا سولہوین باب کے شروع مین بعد دفن ہونے شخص مصلوب کے مریم مجدلیہ وغیرہ کا اوس قبر پر دوسرے دن آنا سورج نکلنے پر لکھا هے اور چوتھی انجیل والا بیسوین باب مین اوسی حکایت کو لکھا هے اسطرح پر کہ ہنوز اندھیرا باقی تھا اوسوقت مریم وغیرہ قبر پر گئین **از انجملہ** پہلی انجیل والا اٹھائیسوین باب مین دیکھنا قبر کی زیارت کرنے والیونکا ایک فرشتے کو لکھتا هے اور تیسری انجیل والا چوبیسوین باب مین دو فرشتونکو **از انجملہ**

پہلی انجیل والا انسائیکلوپیڈیا بیسوین باب کے نوین ورس مین ایک خبر کو
ارمیا نبی کی طرف منسوب کرتا ہے اور وہ خبر ارمیا نبی کی کتاب
مین نہین ہے یہہ غلطی سیکڑون برس سے چلی آتی ہے جس کے سبب ہمارا
مطلب ثابت ہوا یعنی کہ انجیلو نمین غلطیان واقع ہوئی ہین
از انجملہ چوتہی انجیل کے اخر کا ورس ہے نسخہ ۱۶ ئنتہ و دیگر کار
بسیار ست کہ عیسی کرد کہ اگر یک یک نوشتہ شود گمان دارم کہ آن
صحف در ہمہ جہان نتواند گنجید ✣ دیکہو یہہ محض مبالغہ شاعرانہ ہے
اسلیے کہ اگر ہم تخمیناً حضرت عیسی کے روز تولد سے تا روز انتقال
کہ تینتیس ۳۳ برس سال شاید ہوا فی دقیقہ اتنا اتنا احوال فرض کرین
جتنا چارو انجیلو نمین بلکہ جتنا سب انبیا کا ساری بیبل مین
لکہا ہے اور وہ سب بخط مروج لکہا جاے تو بداہت عقل اور رو
قواعد حسابیہ اور ہندسیہ کے گواہی دیتی ہے کہ زمین کا ایک کونا
بہی نہ بہرے چہ جاے کہ سارا جہان کہ اوسمین سیارے اور ثوابت
بہی داخل ہین اور اگر لکہنے سے اسطرحکا لکہنا مراد ہے جیسے جہانگیر شاہ کے
مقبرے کے دروازے پر لکہا ہے تو صرف دو ایک لفظ بلکہ دو ایک
حرفو نمین سارا زمین و اسمان بہر سکتا ہے **بالجملہ** دو غلطیون
کے سند مین ہم گذران چکے یعنے ایک یہہ کہ حضرت عیسی کے کلام

ساتھہ اور روایتونکے ملانے والے نے جو لکھا ہے سو سبھی لکھا ہے
دوسرے یہہ کہ بنور نبوت اور بقوت روح القدس یہ نہین لکھا رہا تیسرا
مطلب یعنی روح القدس سے مستفیض ہونا مسلم اوس عصمت
کو نہین ہے جو ہمارے اصولکے موافق انبیاؤنکے لئے واجب ہے
عقلاً چہ جا کہ تمہارے اصولکے موافق کہ یہودیوں کی حقیقی بیبل
مین لکھا ہے کہ روح اونپر اوتری بعدہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے
کی بلکہ کفر اور شرک کرنے کی روایتین اونکے نسبت اوسمین لکھی ہین
جیسے حضرت ہارون اور داؤد اور حضرت سلیمان کے نسبت لکھا ہے
اس مطلب کی سند یہہ ہے کہ رسالہ اعمالکے دوسرے باب مین لکھا ہے نسخہ
۳و۲و۱ آ جب عید نجات کا پچاسوان دن آپہونچا وے سب ایک
دل سے اکٹھے تھے ۲ تب ناگاہ آسمان سے ایک آواز آئی جیسے
بڑے طوفان کی ہوتی ہے اور اوس سے سارا گھر جسمین وے بیٹھے تھے
بھر گیا ۳ اور اونھین آگ کیسی زبانین جدا جدا دکھلائی دین اور
اونمین سے ہر ایک پر ٹھہر گئین ۴ تب وے روح القدس سے بھر گئے
اور جیسی روح نے اونہین کہنے کی طاقت دی وے اجنبی زبانین
بولنے لگے دیکھیے یہہ تو مسلم الثبوت ہے کہ روح القدس کا اوترنا
ہر کسی پر خاص اسصورت پر نہین ہوتا رہا ہے کہ آندھی اور طوفان

کیسی گڑگڑاہٹ ہووسے کے وہ آگ کیسی آنچین پیدا ہون چنانکہ
حضرت عیسی پر جو روح اوتری تہی تو کبوتر کی صورت پر اوتری
تہی اور داؤد اور ارمیا وغیرہ انبیا پر جو اوتری تو وہان
نہ طوفان ہوا کا تہا اور نہ کبوتر اور نہ آگ کیسی آنچین اور بقاعدہ
عقلیہ بہی ظاہر ہے کہ روح القدس سے اور کبوتر ہونے اور طوفان
چلنے اور آگ ہونے سے کیا علاقہ نہیں ظاہری نشان روح القدس
کا حواریون کے نسبت یہہ ہوا کہ وہ سب زبانین مختلف بولنے اور
کرامتہ بیمارون کو اچہا کرنے اور دیو بہوت کو دفع کرنے لگے
چنانکہ یہی حال اونکا اوس رسالے مین لکہا ہے اور اسکے سوا
کچہہ اور آثار روح القدس کے حلول کرنے کے ہین لکہے اور پہلی
انجیل کے دسوین باب مین ہے نسخہ ۳۹ تہ درس آ اوسنے اپنے بارہ
شاگردون کو پاس بلاکر اونہین قدرت بخشی تاکہ ناپاک روحون کو
نکالین اور ہر طرحکی بیماریے شفا بخشین الی قولہ ۸ بیمارونکو
چنگا کرو کوڑہیونکو پاک کرو مردونکو جلاؤ اور دیوونکو دور
کرو تمنے مفت پایا ہے مفت دو الی قولہ ۱۶ دیکہو مین تمہین بہیڑون
کے مانند بہیڑیون مین بہیجتا ہون الی قولہ ۱۹ لیکن وے جب تمہین
پکڑوائین فکر نکرنا کہ ہم کیونکر کہین یا کیا کہین اسلیے کہ اوسی گہڑی

وہ بات جو تم کہوگے تمہین دی جائیگی کیونکہ تم نہین کہوگے بلکہ
تمہارے باپکی روح تم مین کہیگی + دیکھو یہان سے مثل آفتاب
نیمروز کے ثابت ہے کہ حضرت عیسی کی زندگی مین شاگرد آپکے
روح القدس سے مستفیض ہوچکے تھے اسلیے کہ جو آثار اور لوازم
روح القدس سے مستفیض ہونیکے دوسری بار حواریوں سے ظاہر
ہوے یعنے تکلم بالسنہ مختلفہ اور صدور کرامات وے پہلی بار بہی
متحقق ہوے کچہہ زری بہی فرق نہین بوجہا جاتا ہے پس یہہ کہنا
عیسائیونکا کہ روح القدس سے پہلی بار وے ممتلی نہین ہوے
تہے محض مکابرہ اور تحکم ہے اور مذکورات اور رات کو دن
کہنا ہے پس باوجود ممتلی ہوچکنے کے روح القدس سے جو حرکتین
اونسے ہوئین سو دیکہیے کہ سب انجیلونمین اونہین بارہ کے زمرے
مین یہودا کو بہی لکہا ہے اور اوسی جگہہ اونہین انجیلونمین اوسکے
حالمین لکہا ہے کہ یہہ وہی یہودا ہے جسنے حضرت عیسی کو گرفتار کرادیا
اور خود نشان دینے کو آیا تہا اور سب انجیلونمین اوسکا حال
لکہا ہے کہ مرتد ہوکر مرگیا اور اون بارہ ہوئین سب سے زیادہ
بزرگ شمعون بطرس ہے اوسکا حال سنو پہلی انجیل کے سولہوین
باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۱۶ آیت ۲۳ او التفات نمودہ بطرس را گفت

کہ ای شیطان از عقب من دور شو کہ موجب صدمہ من ہستی
گشتہ ۱۳ ۳۳ اوسنے متوجہ ہوکر پطرس کو کہا ای شیطان میرے سامنے سے
دور ہو تو میرے لیے ٹھوکر کہلانے والا پتھر ہے + دیکھو کہ پطرس کو
شیطان اور ٹھوکر کا سبب کہا اور اوسی انجیل کے چھبیسوین باب
مین ہے نسخہ گشتہ ۳۱ اوسوقت عیسی نے اونہین کہا تم سب
میری بابت آجکی رات ٹھوکر کہاؤگے الی قولہ ۳۳ پطرس نے
جواب دیا کہ تیری بابت سب ٹھوکر کہائین پر مین کبہی نہین ٹھوکر
کہاؤنگا ۳۴ عیسی نے اوس سے کہا کہ تو آجکی رات مرغ کے بانگ
دینے سے پہلے تین بار میرا انکار کریگا ۳۵ پطرس نے کہا کہ اگر مجہ
مرنا تیرے ساتہہ ضرور ہو تو بہی تیرا انکار نکرون اور سب شاگردون
نے بہی کہا الی قولہ ۴۷ اور جسوقت یہہ کہہ رہا تہا وہین
یہودا جو اون بارہ مین سے ایک تہا لوگونکو لئے ہوے تلوارین اور
سونٹے لیکر آیا الی قولہ ۵۰ اور اوسے دستگیر کیا اور پکڑ
لیا الی قولہ ۵۶ سب شاگرد اوسے چہوڑکر بہاگے ۵۷ اور جنہون
نے حضرت عیسی کو گرفتار کیا تہا اوسے سردار کاہن کے
پاس لے آئے ۵۸ اور پطرس اوسکے ساتہہ سردار کاہن کے
دیوانخانے تک چلا گیا الی قولہ ۶۹ ایک سہیلی پطرس کے پاس

آئی اور بولی کہ عیسی کے ساتھہ تو بھی تھا ۷۰ اوسنے سب کے آگے انکار
کیا اور کہا مین نہین جانتا تو کیا کہتی ہے ۷۱ اور جب وہ دہلیز
سے باہر آیا ایک دوسری نے اوسکو دیکھہ کر کہا کہ یہہ شخص بھی
عیسائی ناصری کے ساتھہ تھا ۷۲ اوسنے پھر قسم کہا کے انکار کیا کہ
مین اوس شخص کو نہین جانتا ۷۳ اور تہوڑی دیر پیچھے وے
جو وہان کہڑے تھے پطرس پاس آئے اور بولے کہ بیشک تو بھی
اونھین مین سے ہے ۷۴ اوسوقت اوسنے لعنت کرکے اور
قسمین کہا کر کہا کہ مین اوسے نہین جانتا اور مرغ نے وہین
بانگ دی ۷۵ اور پطرس کو عیسی کی بات یاد آئی تب وہ
باہر جاکر زار زار رویا یہان کئی باتین دیکھنا چاہیے اول یہہ
کہ سب نے حضرت عیسے کے باب مین ٹہو کر کہائی یعنی ساتھہ اونکے
ٹھہر نہ سکے اور غلبہ جبن سے بہاگ گئے دیکھیے ایک رکن ارکان
ثلثہ عدالت کا جسکا نام شجاعت ہے حضرت عیسی کی صحبت سے
حواریون کو نہین حاصل ہوا تھا پس تربیت حضرت عیسی کی
ازروے حکمت کے بہت ہی ناقص ٹہری دوسرے یہہ کہ باوجود
مستفیض ہو چکنے کے پطرس نے حضرت عیسی کے خبر دینے کو
باور نکر کے معارضہ کیا کہ مین کبھی انکار نکرونگا تیسرے یہہ کہ جہوٹھی

قسم کہا کر تین بار انکار کیا اب سنیے اون ماجرونکو جو دوسری دفعہ
ستفیض ہونیکے بعد واقع ہوے مگر پہلے یہہ بھی سمجھہ لینا چاہئے
کہ سواے اون لوگون کے جو حضرت عیسے کے سامنے او نپر ایمان
لائے تھے ایک شخص پولوس یا پاؤل نامے یہودی شدید الکفر
غلیظ العداوت اوسنے یہہ ظاہر کرکے کہ مجھہ پر حضرت عیسیٰ متجلی
ہوے حواریون مین داخل ہوا وہ بھی روح القدس سے
ستفیض ہونیکا دعوا کرتا ہے چنانچہ رسالہ اعمال کے باب
نہم کے ستر ہوین ورس اور باب سیزدہم کے نوین ورس
مین لکھا ہے اور درحقیقت مبدا ملت عیسائیہ وہی شخص
ٹہرایا گیا ہے شاید اوسی نے تثلیث نکالی ہے اور شور اور
گوہ اور موت کو پاک ٹہرا دیا ہے فقط رسالہ اعمال باب
پانزدہم ۱۸۲۹ ﺁ بعضے لوگون نے یہودیہ سے آکے بہائیون کو سکہلایا
کہ بغیر اسکے کہ تم موسے کی شریعت کے موافق ختنہ کرواؤ تم نجات پا
سکتے ہو جب تجویز ہوئی تہی اور پاؤل اور بربناسنے اون سے بہت
تکرار کیا تہا تو اونھون نے ارادہ کیا کہ پاؤل اور برنبا اور اونمین
سے اور بعضے اس سوال کے لئے رسولون اور شایخون کے
پاس یروشالم مین جاوین ۳ سو مے الی قولہ ۴ یروشالم مین

ہوئی کلیسی اور رسولون اور مشایخون نے اونکی خاطرداری
کی ۵ تب کئی ایک اونمین سے جو ایمان لانے کے آگے فروسیونکے مذہب تھے بولے او
اونکا ختنہ کرنے اور موسی کی شریعت پر چلنیکو حکم کرنا ضرور
ہے ۶ تب سب رسول اور مشایخ اس بات مین فکر کرنیکو جمع ہوئے
۷ اور جب بہت تکرار ہوئی پتر کہڑا ہوکے کہنے لگا فقط یہان سے
اتنا ثابت ہوا کہ اوس زمانے مین عیسی کے ایمان لانے والے حواریون
کو بطور مجتہدون کے جانتے تھے اور آپسمین بہی وے حواری
لوگ ایک دوسرے کو مجتہد جانتا تہا نہ یہہ کہ مثل انبیا کے مفترض
الطاعة جانتے ہون ورنہ تکرار کیون ہوتی اور مسئلہ شرعی
مین کہ انتظام دنیوی مین اسکو کچھہ دخل نہین ہے مشورے
کی حاجت کاہیکو ہوتی باب مذکور ورس ۳۶ چند روز کے
بعد پاؤل نے برنباسے کہا اؤ اپنے بہائیون سے ہر ایک شہر
مین جہان ہمنے انجیل کی خوشخبری دی پہر کے ملاقات کرین
۳۷ برنبانے ارادہ کیا کہ یوحنا کو جسکا لقب مارک تہا ساتہہ
لیوے ۳۸ پر پاؤل سمجہا کہ اوسکو جو پامفلیا مین اونسے جدا ہو گیا
اور کام کے واسطے اونکے ہمراہ نہ آیا ساتہہ لینا خوب نہین
۳۹ اور اونمین ایسی تکرار اور ناخوشی ہوئی کہ وے ایک

دوسرے سے جدا ہو گئے کہ یہ اختلاف آرا برنبا اور پاؤل نے اور مخالف
بارگی پاؤل سے صریح دلیلیں اسبات کی کہ اونکی ہر طرح کی سمجھ
دینے کی باتوں میں روح القدس کی قوت سے جیسے ہمارے اصول
موافق انبیاؤں کے لیے ہوتی ہے یقین نہیں بلکہ مجتہدانہ اختلاف کی
کرتے تھے اور اوسی باب میں لکھا ہے کہ پولوس نے کئی شخص
مشورے سے حکم ختنے کا موقوف کیا معہذا اوسکے بعد سولہویں
باب کے شروع میں لکھا ہے کہ خود پولوس نے ایک شخص کا ختنہ
کرایا اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ اونکے دینی احکام نبوت کی ر
نہیں تھے اور باب دوازدہم میں پطرس کے قید ہونے اور ایک فرشتے کی
جہت سے بیڑیاں گر پڑنے کے بعد قید خانے سے نکلنے کی حکایت یوں
لکھی ہے آیت ۸ فرشتے نے اوس سے کہا کمر باندھ اور اپنی جوتی
پہن اور اپنی پوشاک پہن کے میرے پیچھے ہو لے ۹ وہ نکلکر اوسکے پیچھے
ہو لیا اور نجانا کہ یہ جو فرشتے نے کہا واقع میں ہے بلکہ گمان کی
کہ کچھ دیکھا ہے دیکھو پطرس کے برابر کسی حواری کا مرتبہ از
توصیف عیسوی کے نہیں ہے معہذا اتنے بڑے معاملے کو کہ
پاؤں کی بیڑیاں گر پڑیں تھیں اور جوتی اور پوشاک پہنی اور
کمر باندھی اور قید خانے سے باہر نکلا تب بھی گمان ہے کہ دیکھا

اگر روح القدس کی صحبت ہر وقت رہتی تو ایسا ہو کیا اوسے
پیٹر نا اور پولوس اپنے نامہ موسومہ گلاتیان کے باب دوم
مین اپنی بابت یون لکھتا ہے نسخہ ۱۱ آ جب پطرس انطاکیہ
مین آیا تب مینے رو برو اوس سے مقابلہ کیا کہ وہ ملامت کرنیکے
سزاوار تھا ۱۲ آ کیونکہ وہ پیشتر اس سے کہ یعقوب کی طرفسے کئی
شخص آوین غیر قومون کے ساتھہ کھایا کرتا تھا پر جب وے
آئے تب وہ مختونون سے ڈر کے پیچھے ہٹا اور الگ ہوا نسخہ
وسیتہ ۱۳ آ اور باقی یہودی بہی اوسکے سے مکر کرنے لگے یہانتک
کہ برنبا بہی اونکے مکر مین آگیا ۱۴ آ جب مینے دیکھا کہ وے انجیل کے حقیقت
کے موافق راہ راست پر نہین چلتے مینے سبھونکے سامنے پطرس کو کہا
کہ جبکہ تو یہودی ہو کر غیر ملکیون کے طور پر نہین پر یہودیون کے طور پر
اوقات کاٹتا ہے پس تو کسواسطے غیر ملکیون کو یہودیونکے طور پر چلنے کی تکلیف
دیتا ہے الی قولہ ۱۶ آ ہم یسوع مسیح پر ایمان لائے نہ شریعت
پر عمل کرنے سے نیک گنے جاوین کیونکہ کوئی آدمی شریعت پر عمل
کرنے سے نیک گنا نجاویگا ۔ دیکھو یہانسے کئی باتین نکلتی ہین ایک
یہہ کہ پولوس کے نزدیک پطرس اور برنبا اور اور مومنین
یعنے موافق انجیل کے راہ پر نتہی بلکہ ریاکار اور مکار تہے

دوسرے یہہ کہ اونکے اپس مین علانیہ مسایل دینیہ مین اختلاف
ازاد واقع ہوا یہان تک کہ مجتہدانہ گفتگو سے مرتبہ گذر کر نوبت
بسب و شتم پہونچی الغرض حواری لوگ مفترض الطاعۃ
انبیاؤنکے طرح پر نتھے تیسرے یہہ بات پولوس کی کہ صرف حضرت
عیسی پر ایمان لانے سے آدمی نیک گنا جاتا ہے شریعت پر عمل کرنا
ضرور نہین اور بعضی جگہہ اوسنے کہا ہے کہ شریعت پر عمل کرنیوالا
ملعون ہے سو برعکس ارشاد عیسوی ہے کیونکہ حضرت عیسی کے
پہلے انجیل کے ساتوین باب کے اکیسوین ورس مین یون منقول ہے
نسخہ ۳۹ نہ ہر ایک کہ مجھے خداوند خداوند کہتا ہے اسمان کی
بادشاہت مین داخل ہوگا مگر وہی جو میرے باپکی مرضی پر جو اسمان
ہے عمل کرتا ہے * علاوہ برین بڑی دلیل انکے یہان حواریونکی
بزرگی کی یہہ ہے کہ وے صاحب کرامات تھے بس اگر بعد تسلیم اون
کرامتونکے اونکا صاحب کرامات ہونا موجب تسلیم اونکی عصمت کا
جیسا انبیا کے لیے واجب ہے تو جتنے صاحب کرامات ہر دین
مین گذرے ہین سبھی معصوم گنے جاوین اور لطف یہہ ہے
کہ اس انجیل کے رو سے حضرت عیسی کے ساتھہ والون کی کرامات
انکی بزرگی کچھہ نہین نکلتی اسلیے کہ پہلی انجیل کے ساتوین باب کے

بائیسوان ورس یون ہے نسخہ ۳۹ بہوتیرے مجہے اوسدن کہینگے ای
خداوند اے خداوند کیا ہمنے تیرے نام سے دیوونکو نہین بہگایا
اور تیرے نام سے بہت سی کراماتین ظاہر نہین کین تب مین
اونہونکو یہی جواب دونگا اے بدکارو میرے پاس سے دور
ہوو مین تمہین کبہی نہین جانتا + اور تیری انجیل کے نوین
بابکے اٹہتیسوین ورس سے ظاہر ہے کہ اون دنون ایک شخص
جو حواریان عیسوی سے نہین تہا وہ بہی اونہین کی طرح بیمارونکو
اچہا کرتا تہا پس کرامتونکا کچہہ بہی اعتبار نہ رہا چہ جاکہ موجب
عصمت ہون **بالجملہ** ہمارے تینون مطلبونکی سندین گذر چکین
اب اون دو دعوونکی یعنے ایک اسکی کہ مولفین اناجیل نے جو
لکہا ہے سو اپنی یاد سے لکہا اور حضرت عیسی سے بلا واسطہ سنا ہی
لکہا ہے اور دوسرے اسکی کہ جو کچہہ اونہون نے لکہا سو بتعلیم
روح القدس لکہا ہے کوئی وجہ ثبوت اپکے پاس ہو تو گذرانیے
مگر ایسی کہ ہمارے اسناد مذکورہ کے مرتبہ معارضے میں برابر یا غالب
آجاوے ہم جانتے ہین کہ معارضے کے لایق بہی کوئی وجہ ثبوت
اپکے پاس نہین ہے چہ جاکہ اوسپر غالب آنے والی اور
صاحب میزان الحق نے اپنی کتاب کے دوسرے بابکے ساتوین

فصل میں جو سورہ یسین کی آیہ اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما فعززنا بثالث کی تفسیر سے یہہ نکالا ہے کہ شاگردان عیسوی انبیا تھے یہہ بات ہماری مضر نہیں ہے کئی جہت سے اولاً اسلیئے کہ قرآن مین نفس مضمون مندرجہ تفسیر کا کچھہ اشارہ بھی نہیں ہے اور نہ وہ مضمون باحادیث صحیحہ مشہورہ ثابت ہے اور ثانیاً اسلیئے کہ تفسیر مین یہہ نہیں لکھا ہے کہ جنکی یہہ شان تھی انجیلین اونہین کی تالیف ہین ثالثاً یہہ بات تمہارے خود اصول کی خلاف ہے اسلیئے کہ تم کہتے ہو کہ عیسی کے بعد کوئی سچا نبی ہی نہیں ہونے والا ہے پس یہہ بھی کہنا اور حواریون کو پیغمبر خدا بھی کہنا یہہ ویسا ہی اضطراب ہے جیسا صاحب میزان الحق کو درباب منسوخ ہونے احکام کی ہے فقط

۱۲ بارہوان استفسار

یہہ بات تمام عقلا کے نزدیک بتجربہ ثابت ہے اور جسکا جی چاہے تجربہ کرلے کہ ہمنشین کا حال صحبت سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہہ شخص پختہ کار اور صاحب تمکین و وقار اور باغیرت اور سنجیدہ اور راست گو وضعدار ہے یا خام طبع اور تنک ظرف سفلہ مزاج بیہودہ بیغیرت سبک سر فضول گو بدوضع ہے پہلی قسم کی

اوصاف سے منصف ہونے کو ہم وثاقت کہتے ہین جسکو غلط العوام کے
طور پر لوگ ثقاہت بولا کرتے ہین اور دوسری قسم کو عدم وثاقت
اور جب وثاقت ہمنشین کی ذہن نشین ہو جاتی ہے تو کسیکی
جس بات کو وہ اپنی دیکھی ہوئی یا اوس سے سنی ہوی کہے
یا لکھے تو وہ بمنزلہ اپنی دیکھی ہوئی یا بلا واسطہ سنی ہوئی کے ہو جاتی
ہے اور جس شخص کی وہ وثاقت یا عدم وثاقت بیان کرے تو
اوس دوسرے کی وہ صفت ویسیہی ذہن مین جم جاتی ہے جیسے
ہمنشین کی اور اگر ویسے کئی آدمی ویسیہی بیان کرین تو ذری
بہی شک اور تردد نہین باقی رہتا اور یقین قطعی حاصل ہو جاتا
ہے اسی جگہہ سے یہہ بات ہے کہ اگر مثلاً بازاریون کی زبان سے
پادشاہی دربار کی کوئی خبر سنتے ہین اور کہنے والے سے جو
پوچھتے ہین کہ تونے یہہ بات کس سے سنی وہ کہتا ہے کہ اسبات کا
چرچا سب لوگ بازار کے کرتے ہین مین نہین جانتا کہ یہہ خبر کہان سے
نکلی یا وہ کہتا ہے کہ پادشاہی ڈیوڑہی کے خاکروب آپس مین
کہتے چلے جاتے تھے مین نہین جانتا کہ وہ اپنی دیکھی یا سنی ہوی
کہتے تھے یا اور کسی سے اسیطرح اونہون نے بھی سنی تھی تو اسکو
غیر سندی خبر کہتے ہین اسطرح کی بات اکثر ٹہیک اور درست

نہین نکلتی اور جو بات ہم مثلاً بعضے صاحبان جج سے سنتین اور و
کہین کہ ہمسے صاحبان سکرتری گورمنٹ کہتے تھے کہ نواب گورنر اکبرد
سے یون کہتے تھے کہ میرے سامنے پارلیمنٹ کے دربار مین جناب عالیہ ملکہ
انگلستان نے فلانی بات یون فرمائی یا یون کی اوسکو سندی
خبر کہتے مین اسطرح کی بات اکثر سچ اور مطابق واقع کے ہوتی ہے
اور جب اسطرح کے کئی جلیل القدر لوگ اوسی بات کو بیان کرین
اور اونکے آپسمین کچھہ تعارض بھی نہو تو اوسمین احتمال جھوٹ
جھوٹ کا بھی نہین رہتا چہ جا کہ خلاف واقع ہونیکا اور اوسپہ
یقین قطعی ہو جاتا ہے اور بالضرور مطابق واقع کے نکلتی ہے اسکو
خبر متواتر کہتے ہین یہان سے یہہ نہ سمجھیگا کہ جلیل القدر سے
بڑے آدمی مراد ہین بلکہ وہی ثقاہت والے مراد ہین اور اگر مثلاً
صاحب جج کہین کہ مینے کسیسے سنا کہ نواب گورنر یون فرماتے
تھے تو اوسکو بھی سندی نہین کہتے اسلیے کہ بیچ مین سلسلہ ٹوٹ
گیا بالجملہ سمعیات کے باب مین اوسی تواتر اسناد کا نام ثبوت عقلی ہے
اور یہہ ظاہر ہے کہ جیسا زبان سے خبر دینے مین احتمال صدق اور
کذب کا ہوتا ہے ویسا ہی لکھنے مین بھی ہوتا ہے پس لکھی ہوئی
بات کے ثبوت کے لیے بھی وہی ضابطہ درکار ہے مثلاً اگر کوئی نوشتہ

ہاتہہ آتا ہے اور اوسیطرحکے معاملے کی بنا باندہنی منظور ہوتی
ہے تو پہلے اوسی قاعدیکے موافق یہہ معلوم کرنا ضرور ہوتا ہے
کہ یہہ کسنے لکہا ہے اور جسکی طرف منسوب ہے یہہ نسبت صحیح اور واقعی
ہے یا یون ہی باسم فرضی اوسکے نام سے مشہور ہو رہا ہے جیسے
لوگ کہتے ہین کہ میزان الصرف سعدی کی یا مینا بازار ظہوری کی ہے
اور اگر کوئی اوسکا لکہنے والا اقرار پاتا ہے تو یہہ دیکہنا ہوتا ہے
کہ اوس لکہنے والے نے اپنی دیکہی یا بلا واسطہ سنی لکہی یا بواسطہ
اور اگر بواسطہ ہے تو آیا وہ واسطہ صاحب وثاقت تہا یا نہتہا
اور یہہ لکہنے والا صاحب وثاقت تہا یا نہین اور اگر اس سب کی تحقیق ہو
ہین وہ نوشتہ درست نہ نکلے تو ردی ہے اور اگر ان سب شرطون کے
ساتہہ ثابت ہوتا ہے تو ظن غالب اوسکی صحت کا ہوتا ہے اور
اگر بہت سے ایسے صاحب وثاقت لوگ اوسکے گواہ ہوتے ہین تو اوسمین
ذری بہی شک باقی نہین رہتی ہے خصوصًا جبکہ ویسہی اوسکا
کوئی معارض نہو اور اگر کوئی معارض ہو مگر ویسا نہو تو اوس
معارض کا ہونا نہونا برابر ہوتا ہے اسی جگہہ سے یہہ بات ہے
کہ اگر عدالت مین کسی گذشتہ معاملے کے بابت کوئی شخص کوئی
وثیقہ پیش کرے اور اوسکے گواہون کی نشاندہی نکرے یا زمانہ گذشتہ

کا کوئی محضر پیش کرے اور اوس محضر پر کے گواہونکی نشان یا بی انکا اونکا
اظہار ثابت نہو تو وہ وثیقہ اور محضر ردی ٹھہرتا ہے اور اوسپر
مدعی کی ڈگری نہین ہوسکتی اور اگر وثیقہ اور محضر نہو مگر معاملے
کی گواہ معتبر موجود ہون یا اون گواہونکا اظہار اور زبان بندی
مثل مین شامل ہو تو صرف دست آویز تحریری کا نہونا مخل اوسکے
ثبوت دعوی کا نہین ہوسکتا اور ظاہر ہے کہ بن دیکھی چیزونکے
باب مین اگر کوئی صورت توثیق اور اعتبار کی نری بہی عقلا
نہوتی تو جتنا کارخانہ عدالت اور حکومت اور تجارت اور مہاجنی
کا ہے سب غلط ہوجاتا بلکہ دنیا مین یہہ کارخانے برپا نہوتے اور
حکما کی پیروی اون لوگونکے واسطے جو برابر ہر وقت اونکی ساتھہ
نہین رہے اور وے خود حکیم نہین ہین عقلاً مستحسن سمجھی جاتی
بجا کہ ضروری اور علوم ادبیہ اور فن طب اور ہیئت اور
جغرافیہ جو کوئی تالیف کرتا سخت احمق کہلاتا پس اسیواسطے
سمعیات کی ثبوت عقلی کے ضوابط کے بیان مین ہمارے یہان
ایک فن عظیم الشان مقرر ہوا اور اوس فن کے بیسیون بلکہ
سیکڑون دانا لوگ ایسے ایسے گذرے ہین کہ اونکی وثاقت اور
اونکی اوس فن کی مہارت جتنے اہل علم ہین سب جانتے اور جان

سکتی ہین اور اونھون نے سیکڑون کتابین اس فنمین لکھین اور اونکا
لکھنا اون کتابو نکا ایسا ثابت ہے جیسا اونکا ہونا اور اوس فن مین یہہ
بحث ہے کہ فلانی بات جو فلانے شخص کیطرف منسوب ہے اوسکا ناقل
کون ہے اوسکا مولد اور منشا کہان تھا اور وہ کیسا آدمی تھا اور
جسکی بات ہے اوس سے بلا واسطہ سنکر لکھا ہے یا بواسطہ اور اگر بواسطہ
ہے تو وہ واسطہ کون شخص تھا کہان رہتا تھا کب پیدا ہوا کب
مر گیا تھا فضول گو تھا یا راست گو مغلوب النسیان تھا یا حافظے والا
صاحب تفتیش تھا یا سطحیت والا اور اپنی بیان مین مضطرب
یا مستقل اور اوسکے مذہب مین تمیز بین الحق والباطل کی
یا تلبیس بین الحق والباطل جایز تھی یا ممنوع اسی قاعدے
سے اگر یہہ ثابت ہوا کہ جسکی بات جسنے لکھی ہے اوسی سے بلا واسطہ
سنکر لکھی ہے اور اوسنے اکیلے آپ نہین لکھی بلکہ متعدد ثقہ
لوگون نے جنہون نے خود آپ بھی بلا واسطہ اوس بات کو سنا تھا
لکھی اور کسی نے اون لوگون کے ہم عصرون مین سے خلاف اوسکے
دوسری بات نہین لکھی بلکہ اوسیکی تعلیم دیتے رہے اور اونکے بعد
والے اون لوگونکے مدعیان تقلید ہی مین سے اور دوسری
طرح اوسکے ہموزن اور ہمرتبہ نہین گنا بلکہ برابر کہتے چلے آئے

کہ کوئی خبر مرتبہ ثبوت مین اوسکے ہم پلہ اور ہمرتبہ نہین ہوسکتی اور پہلے
طبقے سے لگا کر جہان تک چلے جاؤ کسی درجہ مین ایسا نہین ہے کہ دو ہی
ایک آدمی اوسکے راوی ہون بلکہ اوسکے راوی اسطرح پر مثلاً کوئی گلستان
کے پہلے باب کی بعضی حکایتین بعبارتہ نقل کرے اور کوئی اوسی باب
کی باقی حکایتین اور کوئی دوسرے باب کی بعضی شعرین نقل کرے ہر طبقہ
مین بیسیون بلکہ سیکڑون ہین اور اسیطرح پر کہ ساری گلستان اول
آخر تک ہر واحد بجمیع الفاظہ و اوصالہ سعدی سے نقل کرے اوسکے
ایسے راوی بھی دو تین نہین بلکہ بہت سے برابر ہوتے رہے ہین
تو ایسی بات کو ہم قطعیات مین گنتے ہین اور اوسکی شان کے منافی
جو کوئی سیکڑون برس کے بعد لکھے تو اوسے کان لم یکن تصور کرتے ہین
اور جانتے ہین کہ سہو اور غلطی سے ایسا کسی نے کہا ہے یا عداوت
کی راہ سے جھوٹ موٹ کسی نے کہا ہوگا اوسکی مثال ایسی ہے جیسے
قرآن شریف کہ بالفاظہا بعین وصل و فصل حضرت سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہے کہ اوسمین بعضی معجزات مصطفویہ
بیان تفصیلی اور مطلق معجزات مصطفویہ کا بیان اجمالی ہے
اور اگر بلا واسطہ سنکر نہین لکھا ہے بلکہ بوسایط تو اوسمین
دیکھتے ہین کہ ایا بہت ثقہ لوگ ایسی ہی بیان کرتے ہین اور ہر طبقہ

ہین جب بہت سے ثقہ راوی ہوتے رہے ہین اور کسی ثقہ نے اوسکے
خلاف روایت نہین کی ہے تو اوسکو بہی قطعی سمجھتے ہین اوسکی مثال
ایسی جیسے ہمارے یہان نماز کی سترہ رکعتین اور چالیسوان
حصہ مال کا زکوٰۃ مین نکالنا اور اکثر انواع معجزات مصطفویہ
ہین سے قدر مشترک اعجاز کی روایتین اسی قسم مین داخل
ہین اور بعد گذر جانے خدا کے پیغمبر کے اوسکی ایسی باتو نکے
جو اسطرح ثابت ہون ماننے کو ہماری اصطلاح مین ایمان اور اوسکے
نہ ماننے کو کفر کہتے ہین اور اگر طریقے ہین اوسکے متعدد ثقہ راوی
نہین ہین تو دیکھا جائیگا کہ آیا بداہت عقل کے خلاف کوئی بات
اوسمین ہے یا نہین اگر بداہت عقل کے خلاف ہے تو وہ بہی کالمعدوم
لیکن متصور ہوتی ہے یعنے اوسے یہہ سمجھتے ہین کہ کسی نے سہو سے
یہہ بات بڑہادی یا گھٹادی ہے یا اوسکی تاویل عرف کے موافق
کچہہ کی جاتی ہے جیسے آپ لوگ توریت کی اس روایت کی کہ
سرزمین کنعان مین دودہ اور شہد کی ندیان بہتی ہین تاویل
کرتے ہین اور اگر مخالف بداہت عقل کے نہین ہے تو دیکھا جاتا ہے
کہ قطعیات مذکورہ کے منافی ہے یا نہین اگر اون قطعیات کے منافی
ہے اور کسیطرح تاویل عرفی سے مل نہین سکتی تو وہ بہی کالمعدوم...

متصور ہوتی ہے اور اگر ان دونو قباحتون سے کوئی قباحت
اوسمین نہوی تو دیکھا جائیگا کہ آیا تفصیل ہے اونہین قطعی یا تو نکی
تو اوسکی بھی تصدیق کرتے ہین جیسے سخاوت اور صبر اور تحمل اور
زہد اور توکل کے فضایل اور بعضے معجزات جزئیہ پیغمبر خدا کے اور
اگر اون قطعیات کی تفصیل بھی نہین ہے بلکہ ایک بات علاوہ
اوسکے ہے تو اگر سب راوی اوسکے ثقہ ہین اور بیچ مین کہین
سے سلسلہ نہین منقطع ہوا ہے اور اوسکے معارض کوئی ویسی
روایت نہین ہے سو اگر عملیات مین سے ہے تو ظن غالب
واجب العمل ہوتی ہے جیسے اکثر مسئلے متعلق نماز روزے اور بیع اور
وغیرہ کی اور اگر منجملہ اعتقادات کے ہے تو ظن غالب اوسکا
بھی ہوتا ہے نہ بر سبیل جزم و یقین اور اگر ایسی روایتین باہم
مختلف ہوتی ہین سو اگر منجملہ عملیات ہے تو احدہما پر عمل کرنیکے
لئے ترجیح ظنی دیکھہ لے جایا کرتی ہے اگر حاصل ہوگی تو
فبہا ورنہ جسپر چاہا عمل کیا اور اگر منجملہ نظریات ہے تو کسی
جانب اوسپر عقیدہ نہین باندھا جاتا ہے بالجملہ جب یہہ قاعدہ
عقلیہ نقلیات کی توثیق کے باب مین مقرر ہولیا تو اب بین
کرآپ کی یہان اسکی سواے کوئی اور ضرور یہ قاعدہ واسطے ہو

عقلی سمعیات کی ہے یا نہین اگر ہے تو بیان کیجئی اور اگر نہین ہے تو ایسی
قاعدے کے موافق مین ہین سے کسی کتاب کی اس طرح پھر کہ کسنے اوسے
لکھا ہے اور جسنے لکھا ہے دیکھہ کر اور بلا واسطہ سنکر لکھا ہے یا بواسطہ
اور اگر بواسطہ سنکر لکھا ہے تو کس سے سنا اور وہ لکھنے والا اور جس سے
اوسنے سنا وہ کیا تھا اور اوس سے اوس کتاب کو کس شخص نے
پڑھایا سنا اور اوس سے پھر کسنے سنا اوس زمانے تک کہ وہ نسخہ
پہیل پڑا کوئی سند ہے یا نہین اگر ہے تو مجھے سند لکھہ دیجئے خصوصاً
اوس زمانے تک کی جس زمانے مین وہ نسخہ پہیل پڑا مثلا توریت
کی انبیاء منسوب الیہم سے بطلیموس کے وقت تک کی اور انجیل
کی حضرت عیسی سے قسطنطین تک کی سندین مجھے لکھہ دیجیے
مگر راویون کا نام بطور اسم فرضی نہو بلکہ اونکا پتا اور نشان
بگواہی اگلے مورخون کے ہو اور اگر نہین ہے تو ایسی واہی
تباہی باتین جو تیرے لکھی ہوئی ہین جنکا کچھہ ٹھکانا نہین
جیسے حاتم کی ہفت سیر اور الف لیلہ کی کہانیان اور بستان
خیال کے داستان اونپر عقیدہ باندہنا عقل کی جیبپر مدار تکلیف
کا ہی گردن مارنا ہے اور جان لیجیے کہ ہماری غرض اسی سوال سے
یہہ نہین ہے کہ خدا کا کلام جو موسی نے بیان کیا یا جو حضرت

عیسی کی زبانسے نکلا اوسمین سے کچھہ دنیا مین باقی ہی نہین رہا بلکہ یہہ عرض ناز ہے کہ ہمکو انکار ہے اس بات سے کہ بیبل مین جو کچھہ ہے وہ کسی نبی کا کہا ہوا ہے یا جسنے جسکا حال لکہا ہے اپنا دیکہا ہوا اور جو کلام اوسکا نقل کیا سو بلا واسطہ سنا ہوا لکہا ہے اور ہمکو انکار ہے اس بات سے کہ جو قال اللہ ان کتابون مین ہے وہ اپنی اصل صحت پر باقی ہے اسلیے مین اونکے اسناد پوچھتا ہون اور اگرچہ استقام پر جب تک سندین نہ ملین ہمکو مجرد انکار کفایت کرتی ہے مگر اسکے ساتھہ ہمارے پاس کئی وجہین اس انکار کی بہی ہین **پہلی وجہ** بیبل کی خرابیان وہی جو نوین استفسار سے بارہوین استفسار تک ہمنے بیان کین **دوسری وجہ** ڈگسندری بیبل کی جو ۱۸۳۲ء مین امریکا مین چہپی اور انگلستان اور ہندوستان مین بہی ہے اور نام اوسکی کالمنٹ نامے عیسائی نے ڈالی اور ٹیلر اور رابٹ نامے عیسائیون نے اوسکی تکمیل کی اوسمین صاف لکہا ہے کہ موسے کی کتاب کے بعضے جملے ایسے ہین کہ صاف دلالت کرتے ہیں اس بات پر کہ موسے کا کلام نہین ہے جیسے گنتی کی کتاب کے بتیسوین ۳۲ باب کا اکتالیسوان ورس اور کتاب استثنا کے تیسرے باب کا چودہوان ۱۴ ورس اور یہہ بہی اوسی ڈگسندری مین لکہا ہے کہ بعضی عبارت اوسکی موسے کی عبارت سے میل نہین کہاتی اور جس عیسائی انگلس نزاد نے مجھے

کی کتاب تو دیکھہ کر بتایا اونہنے اوس قول کی تشریح یون کی کہ جیسی
ہندی منشی کی فارسی اور اصفہانی منشی کی فارسی اور اون فقرات
مذکورہ کے نسبت لکھا ہے کہ یقیناً ہم نہین کہہ سکتے کہ کسکے لکہے ہوے
ہین مگر بظن غالب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عزرا نبی نے اون
فقرون کو ملایا ہے اسلیے کہ عزرا کی کتاب کے نوین اور دسوین
باب اور نحمیا کی اٹھوین باب سے ایسا نکلتا ہے مین کہتا ہون ہر عاقل
جانتا ہے کہ یا تو سوائے قال اللہ کے سبھی داستان توریت کی پیچھے سے
اوسمین ملائی گئی ہے یا جہان اشد ضرورت بیان نشان نزول وغیرہ
کی ہوگی وہان کچھہ بڑہایا گیا ہوگا نہ یہہ کہ صرف پایہ کے گانون کا نام
ملایا گیا اور سچ اصل حقیقت یہہ ہے کہ جو پایہ بعد حضرت موسی کے
ہوا اسواسطے بلاچاری یہہ کہنا پڑا کہ یہہ کلام بعد ملایا گیا ہے
اور اس راقم نے جو عزرا کی کتاب کے اون بابونکو دیکھا تو اوسمین
صرف یہی لکھا ہے کہ عزرا نے سب لوگون کو جمع کر کے خدا کے
احکام کے تعمیل کی نصیحت کی اور کچھہ اوسمین توریت کے بڑہانے
اور پڑہانے کا ذکر نہین ہے اور نحمیا کی کتاب کے اٹھوین باب سے
صرف اسی قدر ظاہر ہے کہ عزرا نے توریت پڑہ کر سبکو سنائی
اور یہہ نہین لکھا ہے کہ عزرا نے توریت مین بطور تفسیر وغیرہ کے

کچھہ ملا کر سبکو سنایا اور جبکہ یہہ نہین لکھا تو لہانسے یہہ بات نکلی کہ تو
مین الحاق حضرت عزرا کا کیا ہوا ہے اور اگر اوتنا جملہ بطور کلیہ کے
ہوتا تب بہی ہم پر حجت نہین ہو سکتا تھا اسلیے کہ جب تک کچھہ تعیین
مضامین اور فقرات الحاقیہ کی بطور کلیہ یا جزئیہ کے نہو تب تک
یہہ کیونکر مانا جاے کہ فلانی بات عزرا کی ملائی ہوئی ہے سو جسمین تو
ہمین انکار ہے اوسکا ثبوت نحمیا کی کتاب سے نہین ہوتا ہے اور علاوہ
اسکے پہلے یہہ بات ثابت کرنا چاہیے کہ یہہ کتاب جو نحمیا کی طرف
منسوب ہے یہہ درحقیقت سب اونہین کی تالیف ہے اسکے
واسطے بہی کوئی سند چاہیے اسلیے کہ یہہ اٹھوان باب پہلے بابونکے
قیاس سے صاف دلالت کرتا ہے کہ نحمیا کا لکھا ہوا نہین ہے اسواسطے
کہ اوپر سے ہر باب مین نحمیا نے اپنے تئین متکلم کرکے تعبیر کیا ہے
چنانکہ اس زمانیکے مصنفونکا دستور ہے اور اوس اٹھوین
باب مین نحمیا نے اپنے تئین غایب کرکے تعبیر کیا علاوہ برین متکلم
کرکے اپنے تئین تعبیر کرنے سے بہی یہہ نہین ثابت ہو سکتا کہ جسکا
کلام ہے اوس نے آپ اوسے لکھوایا ہے اسلیے کہ امثال سلیمان
کی کتاب کہلاتی ہے حالانکہ اوس سے ظاہر ہے کہ وہ کتاب حزقیا
کے وقت مین حضرت سلیمان کے مرنے سے دو ڈہائی سو برس کے بعد

تالیف ہوئی چنانچہ اوپر بھی لکھہ آیا ہون ماورا اسکے نحمیا کی کتاب
کے نسخون مین بھی اختلاف ہے ازانجملہ دو نسخے جو میرے پاس ہین اونمین
سے بھی اگر صرف اسبابکے لفظونکا اختلاف بیان کرون تو کتاب
بڑہ جاوے چہ جا کہ ساری کتاب کا اور اگر کئی نسخے بہم پہونچین
اوسوقت دیکھنا چاہئے کیسا اختلاف ظاہر ہوتا ہے اور سوا اسکے
یہہ بھی نہین معلوم کہ نحمیا کیسا آدمی تھا اوسکے حال کی بھی سند
چاہئے اور کبھی عیسائیون سے مینے سنا کہ صرف ایکہی ڈکسندری والا
ایسا نہین لکھتا بلکہ سبھی شارحین بیبل ایسا ہی لکھتے ہین **دوسری**
وجہ صموئیل کی پہلی کتاب کے ابواب ہم و ۃ و ہ و ے سے
ظاہر ہے کہ جس صندوق کو حضرت موسی نے سونے سے مڑہ کر بڑے
طمطراق سے بموجب تصریحات توریت کے بنایا تھا اور اوسکی
مجاورت کے احکام بیان کیے تھے اب اوسکا نشان اور پتا
بھی نہین ملتا اور اوسی کو ہمارے یہان جمہور علما تابوت
سکینہ کہتے ہین اوسمین حضرت موسی نے اپنی لکھی ہوئی
کتاب رکھی تھی فلسطانی کافرون نے اوس صندوق کو لوٹ
لیجا کر اپنے بتخانے مین رکھا اور بعد مدت نغران کے لوگ
جعبہ مین اوسے لے آئے اور جب حضرت داود ہوئے تو اونہون

تیسری

نے اپنے پاس لا کر رکھا اور پہلی کتاب ملوک مین لکھا ہے کہ جب حضرت
سلیمان نے اوس صندوق کو کھولا اوس کتاب کو اوسمین نپایا
اور سوا ے اون الواح کے جنپر کہتے ہین کہ صرف دس احکام
لکھے ہوے تھے اوس صندوق مین اور کچھہ نتھا پس وہ کتاب
حضرت موسی کی لکھی ہوئی جبھی سے غایب ہے اور بعد اوسکے
بنی اسرائیل نحمیا کے وقت تک اوسکے احکام سے بالکل غافل
اور اوس سے لا علم محض رہے چنانکہ نحمیا کی کتاب کے باب ہشتم
سے ظاہر ہے اس سے معلوم ہوا کہ اوسکی نقلین بھی نہین پہیلنے
پائی تہین اور سوا ے انبیاؤنکے اور کسیکو اوسکا حال بہی کما ینبغی
نہین معلوم رہا کیا یہہ سب باتین صاف دلالت کرتی ہین کہ مجموعہ
توریت کا ہرگز قابل وثوق نہین رہا پس حق بجانب ہمارے
ہے کہ اوس کتاب کی سب روایتونکو سندا درست اور صحیح
نہین جانتے جو یہی وجہہ ہیرنا ایوریکے پادری میتر صاحب نے
اپنے اخبار کے چھاپے مین کہ اوسکی نسبت اونکی طرف بہ نسبت
انتساب رسایل بیبل کے انبیاؤنکی طرف بہت درست اور
بیشک واقعی ہے لکھتے ہین خیر خواہ ہند غرہ جولائی سنہ ۱۸۶۴ع
ایوب کا وطن اودمیہ تہا جو ملک یانسبین کے دکھن ملک عرب

اور مصر کے سرحد ون بین ہے بعضون نے آپ سمجھا کہ ایوب
وہی ہے جسکا ذکر بنام ایوباب تاریخ کی کتاب کے پہلے باب مین ہے
جو عیص ابن اسحاق کا پوتا تہا مگر اور شرح والون نے آپ ٹہرایا
ہے کہ یہہ ابراہیم کے وقت سے مبشتر تہا اور اوس زمانیکا
نور تہا جو ابراہیم اور نوح کے درمیان گذرا یقین ہے کہ
ایوب نے آپ ہی یہہ کتاب تصنیف کی ہو مگر جس صورت مین
آپ ہی اوسکی ترتیب موسے سے ہوئی شاید پیدایش کی کتاب
چہوڑ ایوب کی کتاب سب کتابون سے قدیم ہو + اس کلام سے
جسطرح یہہ بات ظاہر ہے کہ سند قطعی اس کتاب کی ایوب
سے لگا کر بیبل کی شرح والون تک نہین پہنچی اسیطرح ایک
اور بات نکلتی ہے کہ اوسکو مین خوب نہین سمجہتا یعنے اگر آپ ہی
اوسکی ترتیب موسی سے ہوئی الخ اس سے ظاہر ایہہ بوجہا
جاتا ہے کہ یہہ ترتیب خاص ایوب کی کتاب کی موسی سے ہوئی
اور اوسمین بہی شاید اور سوا اسکے یہہ بہی معلوم ہوتا ہے
کہ سوا کتاب پیدایش کے باقی چارو کتابین پینٹیٹوک کی
اوس زمانے سے اتنی پیچہے تالیف ہوئی ہین جسکی نسبت پیدایش
کی کتاب قدیم کہلاتی ہے چنانکہ اوس ڈکسندری والے نے

یہہ بہی لکہا ہے کہ بعضے کہتے ہین کہ پیدایش کی کتاب مین وہ کلام
الہی نہین ہے جو موسی سے کہا گیا بلکہ موسی نے اگلی کتابونسے لیکر
اوسے تالیف کیا ہے یہہ اختلاف بہی دلالت کرتا ہے اسبات پر کہ
توریت کی کوئی سند مشہورہ شارحین بیبل کے پاس نہین ہے
پانچوین وجہ بڑی یہہ ہے کہ ہمنے بعضے اسناد قران شریف نقل
کیے اپنے سے لگا کر پیغمبر خدا تک اور بحث اسماء الرجال
بخاری وغیرہ کی بعضے اہل علم عیسائی مذہب والونکے سامنے
پیش اور بیان کرکے پوچہا کہ آپکے یہان انجیل کے لیے اسطرح
کی سندین قرن اول مسیحی سے حضرت مسیح تک ہین یا نہین
اونہون نے کہا کہ نہین **چہٹہین وجہ** انجیلونکی تالیف
کی تاریخونمین ایسا اختلاف فاحش ہے کہ بالبداہتہ دلالت کرتا ہے
اسبات پر کہ اونکے لیے اسناد مشہورہ متصلہ نہین ہین
ورنہ اتنا اختلاف نہوتا چنانچہ ہارن صاحب کی شرح انجیل
منطبعہ سنہ ١٨٢٧ مین کہ امریکہ مین بزبان انگریزی چہپی لکہا ہے
کہ پہلی انجیل سنہ ٣٨ یا سنہ ٤١ یا سنہ ٤٣ یا سنہ ٤٨ یا سنہ ٦١ یا سنہ ٦٢
یا سنہ ٦٣ یا سنہ ٦٤ عیسوی مین اور دوسری انجیل سنہ ٥٦ یا سنہ ٦٣
اور تیسری انجیل سنہ ٥٣ یا سنہ ٦٣ یا سنہ ٦٤ اور چوتھی انجیل سنہ ٦٨

سنہ ٦٩ یا سنہ ٩٧ یا سنہ ٩٨ عیسوی مین تالیف ہوی پس ہرگاہ
کوئی سند متصل مشہور نہ پائی گئی تو صرف لکھا ہونا دستاویز
ہونیکے لیے کفایت نہین کرتا ورنہ ہر وثیقہ اور ہر محضر بدون
اسکے کہ اوسپر گواہ گذرین مقبول ہوجایا کرتا اور حاتم کی
ہفت سیر حاتم کی تصنیف سمجھی جاتی اور داستان امیر حمزہ
کا اونہین کا لکھا ہوا ٹھہرتا اور الف لیلہ کی سب کہانیان سچی
تصور کی جاتین *

تیرہوان استفسار

صرف بموجب ارشاد حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام
کے ہم ایمان لائے اسپر کہ حضرت موسی اور حضرت عیسی اور اور
انبیاے بنی اسرائیل سے بھی معجزے صادر ہوئے ہین اور بدون
تصدیق انحضرت کے کوئی سبیل ایمان لانے انبیاے بنی اسرائیل
کے معجزات پر نہین ہے اسلیے کہ بیبل کی ایک بھی سند صحیح
موافق قاعدہ مصرحہ استفسار گذشتہ کے کوئی نہین
پاتا ہے پس وہ تو ایسی ہے جیسے حاتم کی ہفت سیر معہذا بعضی
روایتین معجزات کی اوسمین ایسی ہین کہ اون معجزات کا اعجاز
بھی نہین ثابت ہوتا ازانجملہ پیدائش کے چھٹے باب کے

تیسرے ورس سے ظاہر ہے کہ خدا نے آدم کے عہد مین کہا تہا کہ آدمیکی
زندگانی ایک سو بیس برس تک ہے ✣ حالانکہ نوح کے بیٹونسے لگا کر
حضرت ابراہیم کے دادیکے زمانے تک عمرون کا حال جو اوسی
کتاب کے گیارہوین باب مین لکہا ہے اوس سے ظاہر ہے کہ کسیکی
دو سو برس سے کم عمر نہین ہوئی اور اکثر و نکی چار سو تین سو
برس کی عمر ہوتی تہی اور انبیاے بنی اسرائیل سے اور آخر زمانے
سے کمتر کوئی سو برس کا ہوتا ہے اکثر سو سے کم عمر مین مرتے ہین
ازانجملہ کتاب پیدایش کے بائیسوین باب کے سترہوین
ورس مین اور اور بہی کئی جگہہ اوسی کتاب مین لکہا ہے
کہ ابراہیم کی اولاد اتنی ہوگی جتنی دریا کی ریت ✣ حالانکہ
ایک موٹہی بہر ریت کے برابر بہی آنکے کسی زمانے مین نہین ہوئی
چہ جا کہ ایک دریا کے ریت کے برابر چنانکہ تمہاری تاریخین
اور جغرافیہ اسکے گواہ ہین **ازانجملہ** کتاب خروج کے
ساتوین باب کے بیسوین اور ایکیسوین ورس مین حضرت
ہارون اور حضرت موسی کے دریا پر عصا مارنے سے دریا کے
پانیکا فرعونیون کے حقمین لہو ہو جانیکا معجزہ لکہا ہے اور اوسی
جگہہ بائیسوین ورس مین یون ہے کہ مصر کے جادوگرون نے

بہی ویسے ہی کیا **از انجملہ** اوسی کتاب کے اٹہوین باب
مین مینڈہکو نکا بہیجنا مصر مین دعا سے موسوی سے لکہا ہے
اور اوسی جگہہ ساتوین ورس مین ہے کہ جادوگرون نے بہی ایسا ہی
کیا اور جسطرح لاٹہی کے اژدہے ہو جانیکے معجزے مین جادو
گرون کے جادو کی مغلوبی لکہی ہے ویسی اون دو معجزونکے
نسبت نہین لکہی پس کہنے والا کہیگا کہ ہرگاہ ان جادوگرونے
اون دو معجزون کا معارضہ کیا اور مغلوب نہوئے اگر اونسے
زیادہ ماہر لوگ سحر کے تلاش کئے جاتے تو اور معجزات موسویہ کا
بہی معارضہ کرتے پس کوئی معجزہ موسوی معجزہ نہین ٹہرتا
اسلیے کہ معجزہ تو اوسی کا نام ہے کہ کوئی اوسکا معارضہ کر سکے
برابر نہ سکے بلکہ مغلوب ہو جاے اور جب ایک بات مین برابر ہوا
تو سبہی کے نسبت برابر رہنے کا گمان پیدا ہوا **از انجملہ**
اور خرقیل کی کتابون مین لکہا ہے کہ اوہنون نے باظہار الہام الہی
کہا کہ بخت نصر کے ہاتہہ سے بلاد امرائیلیہ خراب ہون گے حالانکہ
اوہنہین کتابون سے ظاہر ہے کہ بخت نصر اوسی زمانے مین تہا اور
مثل ہلاکو خان اور تیمور لنگ اور نادر شاہ کے جہانگیری کرتا تہا
اور اون ملکونکے حدود قریبہ لیچکا تہا ایسی پیشین گوئی ہر کوئی

کہکر سچا ہو سکتا ہے **از انجملہ** اشعیا کی کتاب کے ساتوین
باب کے اٹھوین ورس مین لکھا ہے کہ افرایم پینسٹھ[۶۵] برس کے بعد
ٹوٹے گا بعد یکہ اوسکے قوم نابود ہوجائیگی اور سب مورخین
عیسائی از روی انجیل کے خود لکھتے ہین کہ بنی اسرائیل کی جو
ایک سلطنت تہی بعد حضرت سلیمان کے دو سلطنت پر منقسم
ہوگئی از انجملہ ایک کا نام سلطنت اسرائیلیہ کہا گیا اور اوسکا
تختگاہ افرایم جسے سامریہ بہی کہتے ہین ٹہرا اور دوسرے کا
تختگاہ اورشلم ٹہرا سو افرایم جو خراب ہوا تو اشعیا نبی کے بعد
پینسٹھ برس کی میعاد پر خراب اور برباد ہنین ہوا چنانچہ
سیر المتقدمین عیسائیہ سے ظاہر ہے **از انجملہ** دانیال
کی کتاب کے اٹھوین باب مین ہے نسخہ مطبوعہ ۱۸۳۹ ورس ۱۳ آیس شنیدم
کہ مقدسے تکلم نمود و مقدسے از ان مقدس پرسید کہ این
رویا درباب قربانی دایمی و گنہگاری مہلک بہ پایمال کردن
مقدس و فوج تا کے باشد ۱۴ مرا گفت تا دو ہزار و سہ صد
روز بعدہ مقدس پاک خواہد شد **از انجملہ** اوسی کتاب کے
نوین باب مین یون ہے ورس ۲۳ در شروع دعای تو حکم صادر
شد و من آمدم تا بر تو ظاہر کنم از انرو کہ بسیار محبوبی لہذا ازین امر

اگاہ شو ہم ۲ ہفتاد ہفتہ بر قوم تو و بر شہر مقدس تو مقرر شد برائے اتمام

خطا و برائے انقضائے گناہان و برائے تکفیر شرارت و برائے رسانیدن راستبازی

ابدانی و برائے اختتام رویا و نبوت و برائے مسیح قدس المقدس

ازانجملہ اوسی کتاب کے بارہوین باب مین یون ہے ورس ۱۱

واز ہنگامیکہ قربانی دائمی موقوف شود و کریہ تزین ویرانی برپا شود

یکہزار و دو صد و نود خواہد بود ۱۲ خوشا حال آن کسیکہ انتظار کشد

وتا یکہزار و سہ صد و سی و پنج روز برسد + بالاتفاق سب عیسائی

کہتے ہین کہ یہہ سب خبرین حضرت عیسی کے ظہور کی ہین حالانکہ بالاتفاق

ثابت ہے کہ حضرت عیسی ان میعادون مین سے کسی میعاد کے گذرنے پر

نہین ظاہر ہوے بلکہ سیکڑون برسکے بعد ہوئے اور لطف یہہ ہے کہ یہان

ختم نبوت کا مضمون بہی بڑہا دیا گیا ہے حالانکہ ہر عاقل جانتا ہے کہ اگر

وے میعادین غلط ہوئین تو ختم نبوت بہی غلط ہوئی اور بڑی دلیل

الزامی اوسکی غلطی کی یہہ ہے کہ عیسائی لوگ بالاتفاق حواریون کو

بہی نبی اور معصوم عن الخطا و مفترض التسلیم مثل حضرت موسے

اور ہارون کے جانتے ہین اور دوسری بڑی دلیل اوس خبر کی غلطی

کی یہہ ہے کہ رویت صادقہ کا بہی ختم اوسمین لکہا ہے حالانکہ وہ آجتک

ہوتی چلی جاتی ہے علاوہ برین مسیح کی اطلاق سے عیسی مریم مراد ہون

یہہ بہی کچہہ ضرور نہین اسلیئے کہ بیبل مین ہر نبی بادشاہ کو مسیح لکہا ہے
چنانکہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کو بلکہ صرف بادشاہ عادل کو بہی
مسیح کہتے ہین چنانکہ اشعیا کی کتاب کے پینتالیسوین باب کے شروع مین
یون ہے نسخہ ۱۸۲۵ یہواہ اپنے مسیح کورش کے حقمین کہتا ہے نسخہ ۱۸۱۱
اوسی کے موافق ہے نسخہ ۱۸۳۹ خداوند بمسیح خود چنین میفرماید
دیکہو اوس بادشاہ فارس کو جسنے بخت نصر کے ظلمونکی تلافی کی
اور اورشلیم اور ہیکل سلیمانی کو پہر آباد کرایا مسیح کہا اور ان دونو
نسخون مین نام کا بہی اختلاف ہے وہ بہی یاد رکہنا چاہیے اور لطیفہ
یہہ ہے کہ کیانیون کے سلسلہ مین کیومرث سے نوشیروان تک کوئی
شخص ایسا نہین گذرا جسکا نام خسرو ہو مگر وہ جو بخت نصر کے زمانے
سے سیکڑون برس پیشتر تہا اور جسنے بخت نصر کے ظلمونکی تلافی کی
پارسیونکی تاریخ مین اوسکا نام بہمن یا داراب لکہا الغرض یہہ خبر
دانیال نبی کی اگر تسلیم کی جاے تو اوس نبی پر صادق آتی ہے جو
اپنی نبین باعلان تمام خاتم النبیین کہتا ہو نہ وہ کہ جسنے ایسا دعوا
نہین کیا **ازانجملہ** پہلی انجیل کے دسوین باب کا درس ۱۶
تا ۱۸ نسخہ ۱۸۳۹ دیکہو مین تمہین بہیڑونکے مانند بہیڑیونکے بیچ مین
بہیجتا ہون الی قولہ وے تمکو کچہریونمین پکڑوائینگے اور تمکو اپنی

مجلسونمین کوڑے مارین گے اور تم میرے واسطے حاکمون اور بادشاہون کے
آگے حاضر کیے جاؤ گے + عیسائی لوگ اسکو منجملہ پیشین گوئیون کے
جانتے ہین حالانکہ ظاہر ہے کہ حضرت عیسی نے بنیاد دین نکالا تہا اور اوس
دین کے وعظ کرنیکو اوس اطراف مین شاگردونکو بہیجتے تہے پس
مخالفین کا اونہین ویسہی ایذا دینا جیسا حضرت عیسی نے فرمایا ہر ایک
شخص کے پیش نظر تہا اور ہر تجربہ کار ایسی بات کہکر سچا ہوسکتا ہے
ازانجملہ اوسی باب کا اکیسوان درس ۰ بہائی بہائی
کو اور باپ بیٹے کو قتل کے لیے پکڑوائیگا اور فرزند اپنے ماباپ کے
دشمن ہونگے اُنہین ہلاک کروائینگے اور میرے نام کے واسطے سب
تمسے دشمنی کرینگے + دین جدید کے عداوت سے خصوصاً متعصبین
مین اون فسادونکا ہونا منجملہ ضروریات عادیہ ہے کچہہ اسمین
کرامت کی بات نہین **ازانجملہ** اوسی انجیل کے بارہوین باب کا
چالیسوان درس ۰ جسطرح یونس تین رات دن مچہلی کے پیٹ
مین تہا اوسیطرح ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہیگا
+ نسخہ عربیہ ۱۶ سنہ مین ثلثة ایام وثلث لیال اور ۱۱ سنہ مین ثلثة انہر
وثلث لیال لکہا ہے یعنے تین دن اور تین رات برابر حضرت عیسی
قبر مین رہینگے مین کہتا ہون اس فقرے کو مولف انجیل نے حضرت

عیسی کے کلام مین درج کیا ہے سو بفضل اللہ غلط ہو گیا اسلیے کہ خود انہی

اناجیل سے ظاہر ہے اور کسی عیسائی کو انکار نہین ہے کہ حضرت عیسی کو

آخر روز جمعہ کو صلیب دیکر دفن کیا اور یکشنبہ کو طلوع آفتاب سے

پیشتر اونکی لاش قبر سے غایب ہوئی پس صرف دو رات ایک

دن قبر مین رہے نہ کہ تین دن اور تین رات **ازانجملہ** انجیل متی

کے بائیسوین باب کا ورس ۱۸ اور ۱۹ دیکھو ہم یورشلم کو جاتے ہین

اور ابن آدم سردار اماموں اور کاہنوں کے ہاتھ سے پکڑوایا جایگا

اور وے اوسکو قتل کرنیکا حکم دینگے اور اوس سے ٹھٹھولی مین اوڑاینگے

اور کوڑے مارنے اور صلیب پر کھینچنے کے لیے غیر ملکیون کے ہاتھ مین

سونپ دینگے لیکن وہ تیسرے دن جی اوٹھیگا + حضرت عیسی سے

جیسی عداوت یہودیون کو تھی سو ظاہر ہے اور آنحضرت کا بھی اونکے

تئین مارا ہونا بھی ظاہر ہے سو ایسے مواقع مین ایسی بات ہر دانشمند

کہکر سچا ہو سکتا ہے کچھ اسمین کرامت نہین ہے اور غیر ملکیون

یعنے رومیونکے سپرد کرنا اسمین بھی کرامت نہین اسلیے کہ حاکم

وہی لوگ تھے اور قبر سے جی اوٹھنا اونکا کسی عیسائی نے بھی نہین

دیکھا چہ جاکہ اون لوگون نے جو معجزہ مانگتے تھے اور لاش کا قبر سے

مفقود ہو جانا مستلزم جی اوٹھنے کو نہین ہے اور حواریون کو

نہین ہے اور حواریونکو بہی نظر آتا ہی مستلزم اسبات کو نہین کہ
حضرت عیسی جی اوٹہے اسلیے کہ نفوس مفارقہ مین ایسی طاقت
ہوا کرتی ہے کہ دوسرے کو بشکل انسانی نظر آدین **از انجملہ**
اوسی انجیل کے چوبیسوین باب کا دوسرا ورس ۰ مین تمسے
سچ کہتا ہون کہ یہان ایک پتہر دوسرے پتہر پہ نرہیگا سب
گرایا جائیگا ۰ یہہ خبر اورشلیم اور ہیکل سلیمانی کے نسبت ہے سو
اسکی خبر اگلے انبیاے بنی اسرائیل دے گئے تہے یعنے اوسکی پہلی
خرابی جو بخت نصر کے ہاتہہ سے ہوئی اور دوسری آبادی
جو بادشاہ فارس کے ہاتہہ سے ہوی اور دوسری خرابی جو طیطوس
رومی کے ہاتہہ سے ہوي سب کی خبر اگلے انبیا دے گئے تہے ایسی
خبر تو ہم ہی دے سکتے ہین **از انجملہ** اوسی باب کا پانچوان ورس
۰ میرے نام سے بہتیرے آکے کہین گے مین مسیح ہون اور بہتیرونکو
گمراہ کرینگے + یہہ بات ظاہر ہے کہ جب اگلا نبی کسی اچہے شخص کے
آنے کی خبر دیتا ہے تو بعضے مزورین دعوا کرنے لگتے ہین کہ مین
اوس خبر کا مصداق ہون چنانکہ یہودی لوگ کہتے ہین عیسی مریم
کیطرح اور بہی لوگ پہلے اونسے گذرے کہ دعوا مسیحیت کا رکہتے
تہے اسیطرح بعد بہی اور بعضے بعضے لوگ اونکے دام مین پہنسے

جیسے عیسی مریم کے دام مین پہنسے اور بعد حضرت عیسی کے مدعی (قلبط فارقلیط)
بہی کئی شخص ہوے اور ہمارے حضرت کے بعد مدعی مہدویت
بہی بہت سے لوگ ہوے اور جہوٹہا مسیح ایک اور بہی آویگا ✤
بالجملہ ایسے مواقع مین جو اگلی کتابو لینے ماہر ہوگا وہ اسطرح
کی بات کہکر سچا ہو سکتا ہے **از انجملہ** اوسی باب کے چہٹہین درس
مین ہے • تم لڑائیان اور لڑائیون کی خبر سنو گے ✤ یہہ ہم بہی
کہہ سکتے ہین اور مخاطبین سے جسطرح طبقہ اولے والے مراد ہو سکتے
ہین اوسیطرح بعد والے بہی **از انجملہ** اوسی باب کا ساتوان
درس • ایک ملک دوسرے ملک اور ایک پادشاہت دوسری پادشاہت
کی دشمنی کرینگے اور بہت جگہون مین کال اور وبا اور زلزلے ہونگے
✤ ایسی بات ہر کوئی کہکر سچا ہو سکتا ہے اسلیے کہ یسے وقایع عادیات
زمانے سے ہین اکثر اوقات واقع ہوتے رہتے ہین **از انجملہ** اوسی
باب کا نوان درس • وے تمہین رنج مین ڈالین گے اور تمہین
قتل کرینگے اور میرے نام کے سبب سارے ملک کے لوگ تمسے دشمنی
رکہین گے ✤ دین جدید نکالنے والو نکا مخالفین کے ہاتہہ سے یہی
حال ہوا کرتا ہے یہہ بات ضروریات عادیہ سے ہے اور قطع نظر
اس سے کونسی قوم ہے کہ جسمین سے کچہہ لوگ ایسی بلا مین کبہی نہ کبہی

مبتلا نہین ہوتے پس ہم بہی ایسی بات کہکر سچے ہو سکتے ہین **ازانجملہ** اوسی باب کا گیارہوان ورس • بہت سے جہوٹہے نبی ظاہر ہونگے اور بہتونکو گمراہ کرینگے + حضرت موسی کے بعد سے تا اوایل قرون اسلامیہ متنبی لوگ برابر ہوا کیے ہین اور بنی اسرائیل مین تو یہہ بات رائج ہی تہی چنانکہ ارمیا وغیرہ انبیاے بنی اسرائیل کے رسالون اور بعضے رسائل انجیل مین لکہا ہے پس یہہ ہی گویا عادیات زمانے ہے خصوصا عہد عیسوی کے قریب زمانون مین **ازانجملہ** اوسی باب کا بارہوان ورس • اور بدکاری بہت ہونے کے سبب سے بہتونکی محبت ٹہنڈی ہو جایگی + یہہ ہی ہمیشہ ہوتا رہتا ہے ہر کوئی یہہ کہکر سچا ہو سکتا ہے **ازانجملہ** پہلی انجیل کے چوبیسوین اور دوسری انجیل کے تیرہوین اور تیسری انجیل کے ایکیسوین باب مین یہہ مضمون لکہا ہے واللفظ للثانی نسخہ ۱۸۱۶ ورس چوبیس ۲۴ دران روزہا خورشید تاریک خواہد شد و ماہ نور خود را باز خواہد گرفت و ستارہاے آسمان خواہند افتاد و قوت فلکی مضطرب خواہد شد ۲۵ آنگاہ فرزند انسان را در ابر بقوت عظیم و جلال خواہند دید کہ می آید الی قولہ ورس ۳۰ بہ راستی میگویم کہ تا تمامی این چیزہا واقع نگردد اہل این طبقہ منقرض نخواہند شد +

دیکھو یہہ خبر بالکل خلاف واقع ہے اسلیے کہ اگر مراد یہانسے وہ واقعہ ہے
جو قیصر روم کے ہاتھہ سے اورشلیم اور ہیکل سلیمانی کے نسبت بعد واقعہ
صلیب عیسوی کے واقع ہوا چنانکہ سیر المتقدمین عیسائیہ مین
لکھا ہے تو اوسوقت سورج کہان تاریک ہوا اور چاند بے نور کب
ہوا اور ستارے آسمانی کہان گرے اور حضرت عیسی کہان پہر کر
ائے اور اگر مراد یہانسے قیامت ہے تو اِس زمانے تک حضرت عیسی کے
زمانے کے لوگ نہین باقی رہے چہ جاکہ قیامت تک **از انجملہ** یوحنا انجیل
کے چہبیسوین باب کا ورس ۲۱ تا ۲۶ • جب وہ کہا رہے تہے اوسنے
کہا مین تمسے سچ کہتا ہون کہ ایک تم مین سے مجہے پکڑوائیگا الی قولہ جسنے
میرے ساتہہ رکابی مین ہاتہہ ڈالا وہی مجہے پکڑوائیگا * ایسی بات
تو آدمی کی چتون سے پہچان لی جاتی ہے اور اکثر دانشمندونکا
ایسا تفرس مطابق واقع کے ہوجاتا ہے چنانکہ بندے نے بہی ایسی
بات دیکہی **از انجملہ** اوسی باب کا ورس اکتیسوان • اوسوقت
یسوع نے اونہین کہا تم سب آج کی رات مجہسے بیزار ہوگے *
دیکہیے بیزار ہونے سے یہہ مراد نہین ہے کہ تم سب مجہہ تبرا کروگے
اور مرتد ہو جاوگے بلکہ یہہ معنی ہین کہ مجہے چہوڑ دوگے اور میرے
ساتہہ نرہسکوگے تو حضرت عیسی نے دریافت کرلیا ہوگا کہ آج کی رات

میری گرفتاری کی تدبیر ہے اور حواریوں کو بھی دیکھا تھا کہ یہہ
دلگیر بہت ہوے ہیں سو فرمایا کہ جب میری گرفتاری کیواسطے لوگ
آوینگے تم یقیناً مجھے چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے سو ایسا ہی ہمنے بہوتیرے
دانشمندونکو کہتے اور اونکو سچا ہوتے دیکھا ہے ازانجملہ
کلیتہً یہہ بات ہے کہ اکثر پیشین گوئیان انبیائے بنی اسرائیل اور حواریون
کی ایسی ہین جیسے خواب اور مجذوبونکی بڑ اور تصدیق میرے اس دعویکی
خود اون کتابونسے اور بطور تشتے نمونہ جابجا اس کتاب میں بھی
ظاہر ہوتی ہے پس اگر ایہین باتونکا نام پیشین گوئی ہے تو ہر ایک
آدمی کی خواب اور ہر دیوانے کی بات کو ہم پیشین گوئی ٹھہرا سکتے ہین یہہ
سب شبہے جو مینے انبیاؤنکی پیشین گوئیون پر کیے تو مینے اپنے دلسے نہین کیے
بلکہ مین ہزار دلسے بیزار ہون اسلیے کہ مین نہین جانتا ہون کہ اونہون
نے ایسا کہا ہے یا نہین اور اگر کہا ہے تو اونکا مطلب نہین معلوم
کیا ہوگا بلکہ یہہ شبہے صرف پادریونکی تقریرون پر مبنی ہین یعنے جس
بنیاد پر وے ناحق شبہات بیان کرکے لوگونکو گمراہ کیا کرتے ہین اوسی
بنیاد پر یہہ شبہے انبیاے بنی اسرائیل پر عائد ہوتے ہین + + +

چودہوان استفسار

ہمارے اصول مین واضح ہے کہ جسطرح ایک سچا مسیح ہو گیا ہے اور

اخر زمانے مین وہ پہر آویگا اسیطرح ایک جہوٹہا مسیح بہی اوسی زمانے
مین آویگا اور اوسکی بہی خبر پیغمبرون نے دی ہے اور وہ ایسا ہوگا
کہ اوسکا لقب بہی مسیح ہوگا مگر چونکہ جہوٹہا ہوگا اسواسطے اوسے
دجال کہتے ہین اور وہ دعوا الوہیت کا کریگا کہ مین خدا ہون
اور اوس سے بڑے بڑے خوارق عادات ظاہر ہونگے اور چونکہ وہ
غیب کی بات بتاویگا اوسپر نبی کا لفظ بہی لغوی معنونکی راہ
سے صادق آویگا اسواسطے کہ نبی کے معنے ہین غیب کی خبر دینے
والا مگر رسول اللہ کا اطلاق اوسپر صحیح نہین ہے کیونکہ وہ
خدا کا رسول نہین ہوگا اور اسی لیے یہہ بہی ہمارے اصول کی
کتابونمین لکہا ہے کہ پیغمبری کا جہوٹہا دعوا کرنیوالا معجزے نہین
دکہلا سکتا ورنہ قلب موضوع لازم آوے یعنے مابہ الامتیاز کہ
جس سے حق و باطل مین امتیاز ہوتا ہے وہی مابہ الالتباس ہو جاوے
کہ حق و باطل مین امتیاز نرہے اور اس فعل کا صادر ہونا حضرت
حکیم علی الاطلاق سے منجملہ محالات عقلیہ ہے اور عقل کے روسے
جسپر مدار تکلیف کا ہے حق و باطل شرعی مین تمیز کبہی نہ حاصل
ہو اور سارے تکالیف شرعیہ سب ملتونکے برہم ہو جاوین پس جو
شخص اظہار پیغمبری کا کرے اور کوئی بات ایسی جس سے اوسکا وہ

دعوا خود باطل ہوتا ہو نہ کہے یعنی مثلاً ممکن کو واجب اور ممتنع کو
جایز کہے یا مثلاً جیسا مسیلمہ کذاب نے کیا ویسا کچھہ کرے کہ اوسنے حضرت
خاتم النبیین کے وقت مین اپنے پیغمبری کے دعوے کے ساتھہ حضرت
کی پیغمبری کا باوجودیکہ آنحضرت اوسکی پیغمبری سے انکار کرتے تھے
اقرار کیا سو جو کوئی ایسا کچھہ نکرے اور دعوی نبوت کے ساتھہ مصدر
ہو خوارق عادات بینہ کا اسطرح پر کہ اوسکے کسی خرق عادت کا
کوئی معارضہ کرکے برابر نہ ہوسکے وہ بیشک خدا کا پیغمبر ہوگا اور
خدائی کے دعوے کرنے والے سے اگر بڑے بڑے خوارق عادات
بینہ صادر ہون تو ہوسکتے ہین اوس سے قلب موضوع فعل الہی
کے نسبت نہین لازم آتا اور خدا کی شریعت مین عقلاً کچھہ
خلل نہین واقع ہوتا ہے اسواسطے کہ خدا کی شریعت کی تکلیف
کا مدار عقل پر ہے اور عقل کے رو سے شخص محدود کا مبدأ
کل کائنات ہونا ایسا محال ہے جیسا زاویہ قایمہ کا نوے درجے
سے کم یا زیادہ ہونا جسکی تقریر ہم پہلے استفسار مین کر آئے

ہرگاہ یہہ بات ہمارے طور پر ٹھہر چکی تو پہلی انجیل
کے چوبیسوین باب مین جھوٹے مسیح کی خبر جو اسطرح لکھی ہے
نسخہ سنہ ٣٩ ورس ٢٣ اگر کوئی اوسوقت تمسے کہے کہ دیکھو

مسیح یہان یا وہان ہے یقین مت لائیو ۲۳ کیونکہ جہوٹے مسیح اور جہوٹے
نبی ظاہر ہونگے اور بڑے معجزے اور کرامتین دکہلاوینگے ۲۵ دیکہو مین
آگے سے کہہ چکا ہون ۲۶ اسلیے کہ اگر لوگ تمسے کہین کہ دیکہو وہ میدان
مین ہے تو باہر مت جائیو یا کہ دیکہو وہ خلوت مین ہے تو یقین مت لاؤ
۱ہ اوس خبر کی نسبت ہم پوچہتے ہین کہ آیندہ آنے والے مسیح کے جہوٹہا
جاننے کی کیا وجہ اگر وہی وجہ ہے جو ہمنے لکہے یعنے خدائی کا دعوا کرنا
تو چاہیے کہ آپ لوگ ہمارے اصول کو تسلیم کرین اور تثلیث کے عقیدے
سے ہاتہہ اوٹہا دین اور اگر کوئی اور وجہ ہے تو بیان کیجیے
اسلیے کہ ہر گاہ شخص گذشتہ اور آیندہ دونو مسیح ٹہہرے اور
دونو نے بڑے بڑے خوارق عادات ظاہر ہوے اور تقدم و
تاخر زمانی مابہ الفصل بین الحق و الباطل عقلاً نہین ہو سکتا
جایز ہے کہ پہلا ہی مسیح جہوٹہا ہو اور جو دوسرا آویگا وہی سچا ہو
جیسا یہودی لوگ کہتے ہین اور جہوٹے نبیونکا ہونا حضرت
موسی کے زمانے سے حضرت عیسی کے زمانے تک بالاتفاق ثابت ہے،

طرفہ یہہ ہے کہ بعضے عیسائی انجیل کے ایسے درسون سے حضرت
خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کرتے ہین اور نہین
سمجہتے ہین کہ اس جملے مین یعنے کہ میرے بعد جہوٹے دعوے کرنے

والے نبوت کے ہونگے اور اس جملے مین یعنے کہ میرے بعد کوئی سچا
نبی نہوگا زمین اور آسمان کا فرق ہے اور جھوٹھے نبی جسطرح
حضرت عیسی سے بہت پیشتر اور کچھہ آگے ہوے اوسی طرح اونکے
بعد اور قبل حضرت خاتم النبیین کے بہی ہوے ہین حضرت عیسی سے
بہت پیشتر ہونا تو ارمیا کی کتاب سے ظاہر ہے اور کچھہ آگے ہونا
اعمال کے رسالے کے پانچوین باب کے ورس ۳۶ سے لگا کر ورس
۳۸ تک سے ظاہر ہے اور اوس سے یہہ بہی نکلتا ہے کہ جھوٹھے نبی
پہلتے پہولتے نہین جیسے مسیلمہ کذاب کا حال گذرا اور بعد حضرت
عیسی اور قبل حضرت خاتم النبیین کے تنبیو نکا ہونا رسالہ اعمال کے
تیرہوین باب سے ظاہر ہے چنانکہ اوسمین لکھا ہے نسخہ ۱۸۳۹ ورس
۱۲ اور اوس جزیرے مین تمام سیر کر کے پافی تک پہونچکر اونہون
نے ایک یہودی جادوگر جھوٹھے نبی کو پایا جسکا نام بریسوع تہا
+ اور حضرت خاتم النبیین کے بعد بہی نبوت کے جھوٹھے دعوے
کرنیوالے کئی ایک ہوئی ہین اور وہ دوسرا جملہ یعنی میرے بعد
کوئی سچا نبی نہین ہوگا نکسی انجیل مین ہے اور نہ اعمال حوارئون
کے رسالے مین اور نہ کسی حواری کے خط مین بلکہ یہہ عیسائیونکے
اصولکے بہی خلاف ہے کیونکہ وے حواریون کو بہی نبی جانتے ہین

اور استثنا کے سترہوین باب مین ہے شـ۵ـتنہ ۱ اگر تم مین کوئی نبی
یا خواب کا دعوا کرنے والا ظاہر ہوا اور تمہین کوئی نشان یا معجزہ
دکھلاوے ۲ اور وہ نشان اور معجزہ سچا نکلے اور وہ تمہین کہے
آؤ ہم اور معبودونکی الی قولہ بندگی کرین ۳ تو ہرگز اس نبوت اور
خواب دیکھنے والے کی بات پر کان مت دہریو الی قولہ ۵ وہ نبی اور
خواب دیکھنے والا قتل کیا جائیگا ۞ پس درصورتیکہ حضرت عیسی
اپنے تئین معبود قرار دیتے تہے تو یہودیون نے جو اونکے قتل کا فتوی
دیا تو بجا کیا اور اگر یہہ کہیے کہ ہم عیسی کو وہی خدا جانتے ہین جسنے
زمین و اسمان پیدا کیا اور جو بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لایا
تو ہندو لوگ بہی کنہیا اور رام چندر کو بہین معنی خدا جانتے ہین کہ جو
کچہہ جہان مین ہوا اور ہوتا جاتا ہے سب اونہین کے حکم سے ہے اور اونکے
سوا جو کوئی جس کسیکو خدا جانتا ہے اونہین معنو پر جانتا ہے اور
بتایئے کہ آپکے یہان ہر ایک چیز پر احتمال خدا ہونیکا کرنا کفر و شرک
ہے یا نہین اگر نہین ہے تو ویسا لکہیے اور اگر ہے تو درصورت تسلیم
الوہیت عیسی یہہ کیا وجہ کہ ہر چیز پر خدا ہونیکا احتمال نہو سکے اور
اظہار علم و حیات اور ادعاے الوہیت یہہ سب اونکے اختیاری
امور ہین اوسنے چاہا ظاہر کیا چاہا نکیا فقط

پندرہوان استفسار

حضرت سرورِ کائنات صلعم کے معجزات بابرکات کے نسبت پادری لوگ عجیب وغریب تقریرین کیا کرتے ہین اور کئی طرح سے مغالطے دیا کرتے ہین سواے اونکے مغالطونکا مغالطہ ہونا بفضل اللہ یہان ظاہر ہوا جاتا ہے بس اونکو چاہیے کہ اس استفسار کا جواب معقول لکھین یا بمقتضاے غیرت پھر کبھی معجزات مصطفویہ کے نسبت کچھہ گفتگو نکیا کرین اور اگر عقل و دانش دستگیری کرے تو اون پر ایمان لاوین پہلا مغالطہ جیسے مثل مشہور ہے دروغ گویم بر روے تو پادری لوگ اکثر کہا کرتے ہین کہ معجزے کا صادر ہونا انحضرت سے ثابت نہین

جواب اگر انصاف کیا جاے اور مدار کار عقل و دانش پر رکہا جاے اور تعصب موروثی اور الف و عادت سے کنارہ کیا جاے تو آفتاب نیمروز کے طرح روشن ہو جاے یہہ بات کہ صرف انحضرت ہی کے معجزات ثابت ہین اور کسیکا کوئی معجزہ اسطرح ثابت نہین کہ بدون تصدیق نبوت مصطفوی کے کوئی سبیل عقلی اوسکے تصدیق کی ہو تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ جتنے انبیا گذر گئے اونکے حالات تقریری ہون یا تحریری یعنی کسینے زبانی کہے ہون یا کسی نے لکھے ہون منجملہ مسموعات کے ہین اسصورت مین پوچھا جاتا ہے

کہ سمعیات کے ثبوت عقلی کے لیے وہی ضابطہ عقلیہ درکار ہے جو
استفسار دوازدہم مین بیان کیا گیا یا کوئی اور ضابطہ عقلیہ ہے
ایسا کہ سمعیات کا ثبوت عقلی اوسپر منحصر ہو اگر کوئی اور ضابطہ
ویسا ہے تو بتایئے یا دیکھا جاے کہ آیا اوس ضابطے پر سمعیات کا ثبوت عقلی
منحصر ہے یا نہین اور اگر منحصر ہے تو دیکھا جاے کہ انحضرت کے معجزات
اوس ضابطے کے موافق ثابت ہین یا نہین اور اگر کوئی اور ضابطہ
نہین ہے بلکہ وہی ضابطہ درکار ہے جو استفسار دوازدہم مین بیان
کیا گیا تو بندہ یہہ کہتا ہے کہ انبیاے بنی اسرائیل سے کسی نبی کے
کسی معجزے کے لیے خواہ قولی یعنی پیشین گوئی ہو یا فعلی یعنی غیر
پیشین گوئی ہو ایک بہی سند متصل مرفوع صحیح کسیکے پاس نہین ہے
یعنے کوئی ذی علم نہین جانتا کہ فلانے نبی کی طرف جو اعجاز کی
فلانی بات منسوب ہے اوسکو فلانے شخص ہمعصر نے اوس نبی سے بذات
خود اوسکا ادراک کیا اور اوس ادراک کرنے والے نے فلانے
شخص سے کہا اور اوسنے فلانے سے یہان تک کہ وہ بات قلمبند
ہو کر ہمیں پڑہی یا بلا واسطہ ادراک کرنے والے نے لکہا اور اوسنے
اوسکے لکہے کو فلانے شخص نے پایا اور اوس سے فلانے نے یہان تک
کہ وہ لکہا ہوا ہمیں پڑا یا جیسے ادراک کرنے والے سے بلا واسطہ

یا بواسطہ سنا ویسے لکہا اسطرح پر کہ مینے فلانے سے سنا اور اوس
فلانے شخص نے بلا واسطہ ادراک کرنے والے سے سنا اور اوس
لکہنے والے سے اوسکے لکہے کو فلانے نے پایا اور اوس سے فلانے شخص
یہانتک کہ وہ تالیف پہیل پڑی اور جہانتک جتنے آدمیونکا اسی
سلسلے مین ذکر ہوا اون سب کا مولد اور منشا اور زمان ولادت
اور وفات اور وثاقت یعنی کہ حسن روش اور نیک وضعی اور
راست گوئی اور غیوری اور تمکین و وقار اور علم و دانش
اور ذہن اور حافظہ بہی اوسیطرح معلوم ہوا اور بیچ مین
کہین سے سلسلہ منقطع نہو اسیکو سند مرفوع متصل صحیح کہتے ہین
اسطرح کی سند سے کسی نبی کا کوئی معجزہ نہین ثابت ہے اور
اگر بالفرض محال دو ایک سندین کسیکے اعجاز کی کسیکے پاس ایسی ہون
بہی تو بہی بجز گمان غالب مفید یقین نہین ہو سکتین ہان اگر اسناد
متعدد و کثیرہ ہون یعنی ہر طبقے مین ایک جماعت ثقات کی ہو تو البتہ
کہین گے کہ اوس ضابطہ عقلیہ کے موافق فلانی بات ثابت ہے چاہے
کوئی مانے چاہے نہ مانے اور حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے معجزات اسیطرح یعنی باسناد صحیحہ متصلہ تخمیناً
دو ہزار ثابت ہین اور وے دو قسم مین ایک وہ کہ مخبر اونکا

اوسی زمانے مین شاہدین ماجرے کے ہاتھہ سے لکہا گیا اور اوسکے لکہے جانے کے
برابر سیکڑون گواہیان گذرتی چلی آئین جیسے معجزات منصوصۂ قرآنیہ
دوسرے وہ کہ اگرچہ محضر اونکا تفصیل وار اوس زمانے مین نہین
لکہا گیا مگر اونکی تصدیق اجمالی اوس محضر مین مندرج ہوی اور
تفصیل اونکی مدرکین اور شاہدین اول نے زبانی لوگون سے
بیان کی اور اونکے بیان پر برابر گواہیان گذرتی چلی آئین یہان
تک کہ وے سب گواہیان قلمبند ہوئین اور اوس قلمبند ہونے پر اور
اوس قلمبند کرنے والے اور اوسکے اسناد کے سب راویون کی
وثاقت پر بہی برابر بیسیون گواہیان گذرتی چلی آئین یہان تک
کہ سب تحریرین پہیل پڑین اور ان سب گواہون مین بیسیون لوگ
ایسے ہین جنکے حالات حسنہ حضرت عیسی کے حواریونکے حالات
حسنہ سے زیادہ تر ثابت ہین پس اس طمطراق اور عظم شان
سے کسی نبی کی کوئی بات تفصیلی نہین ثابت ہے **دوسرا**
مغالطہ انجیلونمین جس کثرت سے حضرت عیسی کے معجزات فعلی کا
ذکر ہے اوسطرح قران شریف مین معجزات مصطفویہ کا ذکر نہین
تو ثبوت معجزات عیسویہ کو ترجیح ہوی **جواب** یہہ محض غلطی ہے
اسلیئے کہ اخبار کے ثبوت کی ترجیح تعدد اسناد اور اون سب کی وثاقت

پر ہے سو انجیل کی ایک سند ہی نہین ہے اور صرف لکھا ہونا کچھہ کام نہین آتا
ورنہ حاتم کی ہفت سیر صحیح اور اوسکے ہمعصرونکی لکھی ہوئی ٹھہری
اور جو نوشتہ احد الطرفین عدالت مین واسطے الزام طرف ثانیکے
گذرا اسنے بلا وجہ ثبوت صرف اوس نوشتے کا لکھا ہونا کفایت
کر جاے حالانکہ ایسا نہین ہوتا علاوہ برین اگر انجیلونکی سندین
بہی مثل اسناد قران شریف بفرض محال ہون تو بہی وہ سخن باوریونکا
صرف مغالطہ اور سفسطہ ہے اسلیے کہ بالاتفاق ثابت اور مسلم الثبوت
ہے کہ حضرت عیسی از راہ جسمیت خدا نتھے اور یہہ بہی بالاتفاق
مسلم الثبوت ہے کہ جسمیت کی راہ سے وے نبی تھے اور اونکا
جو کلام تہا سو ویسہی تہا جیسا انبیاؤنکا کلام ہوتا ہے نہ کہ جسطرح
خود خدا اپنے منہ سے کہے ورنہ چاہیے تہا کہ جتنے سامعین تہے سب
مثل موسی کے نبی ٹہرتے اسلیے کہ مثل انکے خدا نے اونسے شریعت
کی باتین کہین اور جو بیسیون جگہہ اپنے تئین ابن آدم کہا ہے سو
سب لغو ہوجاے اور یہہ بہی مسلم الثبوت ہے کہ انبیاؤنکا ہرطرحکا
کلام وحی الہی نہین ہوتا مثلاً جیسے کہانا مانگنا یا سواری
طلب کرنا یا مشورہ کرنا یا مثلاً جیسے حضرت عیسی نے دنیا کی
تنگی سے شکایت کی کہ لومڑیون کے لیے گہر ہین اور میرے لیے....

کہین سمر رکھنے کی جگہہ نہین ہے اور بقول تمہارے صلیب پر چڑہائے جانے کے وقت باوجودیکہ کمال خوشنودی خلق کے لیے صلیب پر چڑہنا قبول کیا تہا عوام الناس کی طرح بکمال اضطراب خلاف واقع کلمہ مکرر زبان پر لائے یعنی کہا الہی الہی لم ترکتنی یعنی اے معبود میرے اے معبود میرے مجھے تو نے کیون ترک کیا پس حضرت عیسی کا کلام کلیتہً وحی الہی نہین ہو سکتا غایۃ الامر منجملہ کلام عیسوی جو بطور وعظ اور احکام اور پیشین گوئی کے ہے صرف وہی وحی الہی ہوگا سوا ونکے ضمن مین حضرت عیسی کے کسی معجزہ فعلی کا ذکر نہین ہان مگر حضرت عیسی کے اوس کلام مین جو بالاتفاق وحی الہی سے خارج ہے اور سمین البتہ بطور یاددہی کے بعضے معجزات کا ذکر ہے مثلاً پہلی انجیل کے سولہوین باب کے درس نہم اور دہم مین ہے اون پانچ ہزار کی پانچ روٹیان یاد نہین کرتے کہ تمنے کتنی توکریان اوٹھائین اور چار ہزار کی سات روٹیان اور تمنے کتنی توکریان اوٹھائین + اور ایک بار حضرت یحیی کے شاگردونسے حضرت عیسی نے بطور خبر کے کہا تہا کہ بیمار اچھے ہوتے اور اندہے انکہین پاتے ہین + سو دیکھیے یہان کسی مقام پر حضرت عیسی نے اپنے نسبت کسی فعل کی تصریح نہین کی بلکہ احتمال ہے کہ دوسرون کا ماجرا جو کسی جہت سے واقع ہوا تہا

صرف واسطے اظہار چارہ سازی حضرت بی نیاز کے کہا ہو نہ یہہ کہ بینا
فعل بیان کیا اور آنکھین کھولنے اور اچھے ہونے سے مراد یہہ ہے
کہ جس مذہب کو مین حق جانتا ہون اوسے بعضے لوگون نے اختیار کیا
یعنی بیماری کفر اور نابینائی ضلالت سے پاک ہوتے جاتے ہین الغرض
حضرت عیسی کے اوس کلام مین جو تمہارے نزدیک از قبیل وحی الہی
اونکے نسبت تہا کسی اونکے معجزہ فعلی کا ذکر نہین ہے پس اس صورت مین
یہہ کہنا یادر ہو نکا کہ قران مین جسے ہم بالکل بالفاظہ کلام اللہ جانتے
ہین کثرت ذکر معجزات مصطفویہ کا نہین ہے جتنا کہ انجیلون مین معجزات
فعلی عیسوی کا ذکر ہے صرف مغالطہ ہے اور انصاف کیجیے کہ ہر گاہ
وحی الہی عیسوی مین ذری بہی کسی معجزہ فعلی عیسوی کا ذکر نہین
ہے اور قران شریف مین تفصیلاً کئی معجزات مصطفویہ کا اور
اجمالاً سبکا ذکر ہے تو ترجیح کسکو ہوئی اور ثبوت کا پلہ کس جانب کا
بہاری ہوا اور رہا یہہ کہ سو لفین اناجیل نے معجزات کثیرہ کا ذکر
کیا سو ہمارے یہان ائمہ حدیث نے جتنے معجزات مصطفوی بیان
کیے ہین اونکے کسی بہی سے بروایات توریت اور انجیل نہین ثابت
ہین مگر فرق اتنا ہی ہے کہ سو لفین اناجیل نے انجیل مین خلط کر کے اون
روایتونکو لکھا ہے سو برا کیا اور ہمارے یہان کے علما نے قران مین خلط

کرکے نہین لکہا ہے اور دوسرا فرق یہہ ہے کہ مولفین اناجیل کے
لکہنے کی سند کسیکے پاس نہین ہے بخلاف روایات مستخرجہ بائمہ حدیث
مصطفوی کے کہ باسناد متعددہ مرفوعہ متصلہ صحیحہ ثابت ہین
اور تیسرا فرق یہہ ہے کہ مولفین اناجیل نے اجمالاً شاعرانہ مبالغہ
بہت کیا ہے یعنی لکہا ہے کہ عیسی کے معجزات اگر لکہے جاوین تو کتابین
سارے جہان مین نہ سما سکین اور تفصیلاً چند معجزات لکہے
اور ہمارے یہان نہ تو مرتبہ اجمال مین شاعرانہ ویسا مبالغہ
ہے اور نہ مرتبہ تفصیل مین اوتنی تقلیل معجزات کی ہے اور چوتہا
فرق یہہ ہے کہ اگلی اناجیل کے نسبت بہ سبب فقدان اسناد اور
اختلاف نسخون وغیرہ مراتب مندرجہ استفسارات سابقہ
اور لاحقہ کے گمان غالب بلکہ یقین قطعی ہے کہ مولفین اناجیل
نے جو کچھہ لکہا تہا سو وہ صحیح سالم باقی ہی نہین رہا بخلاف ہمارے
یہان کے کتب احادیث کے کہ اونکا ایسا حال نہین ہے اور اونکے
مولفین نے جو لکہا ہے اونکے اوس لکہنے مین کچھہ اشتباہ نہین اور
جسکو ذری بہی عقل ہوگی وہ یہہ بات خوب سمجہتا ہوگا کہ
شخص معصوم سے اگر ثقات روایت کرین اور اوسمین کسیکا دخل
ولتصرف معلوم نہو تو کہ باب لیاقت استدلال وہ روایت

عقلاً ترجیح رکہتی ہے معصوم کے خود اوس لکہے ہوے سے جسمین دخل
وتصرف اورونکا ہوا ہو **چوتہا مغالطہ** انجیلین تالیف
کی ہوئین اون لوگون کی ہین جنہون نے معجزات علیسویہ اپنی
انکہونسے دیکہے بخلاف کتب احادیث مصطفویہ کہ پیچہے لکہے گئے
جواب انجیلونکے نسبت یہہ جو تمنے دعوا کیا سو محض جہوٹہ
ہے اور اوسکا بیان استفسار یازدہم مین گذرا اور اگر اوس سے
قطع نظر کیجیے تو بہی ہر دانشمند جانتا ہے کہ مثلاً زید کے حالات
کو چند اہل مشاہدہ نے قلمبند کر کے ظاہر کیا ہو اور خالد کے
حالات کو چند اہل مشاہدہ نے زبانی نقل کیا ہو تو عقلاً صرف
وثاقت اور عدم وثاقت اور قلت اور کثرت کاتبین اور
ناقلین مذکور اور بہی وثاقت اور عدم وثاقت اور قلت اور کثرت
اون لوگونکی جو ہمارے اور اونکے درمیان مین واسطہ روایت
ہین دیکہی جاویگی اور مدار ترجیح صحت اور ثبوت روایات کا
اوسی پر ہوگا نہ یہہ کہ لکہنے کو ترجیح ہو زبانی کہنے پر یہہ ترجیح
درباب عقود معاملات ہوا کرتی ہے نہ کہ درباب نقل اخبار
ماضیہ کہ اسمین جہوٹہہ اور پیچ کا احتمال جیسا زبانی کہنے مین
ویسا ہی لکہنے مین بہی ہے **پانچواں مغالطہ** مولفین اناجیل

ممتلی بروح القدس اور صاحب کرامات اور خوارق عادات
تھی اور مولفین کتب احادیث مصطفویہ ایسے نہ تھے **جواب**
یہہ وجہ ترجیح تب قابل تسلیم ہوتی جب کسی دلیل سے یہہ ثابت ہوتا
کہ اناجیل تالیف کی ہوئین اون لوگونکی تھین جن پر روح القدس
اوترا اور جنکی کرامتین رسالہ اعمال مین لکھی ہین حالانکہ یہہ جھوٹ
ہے علاوہ برین روح القدس سے مستفیض ہونا مستلزم اوس
عصمت کو نہین جو ہمارے اصولکے موافق انبیاؤنکے لیئے واجب ہے
تا حواریون کی روایت کو ترجیح ہو اورون کی روایت پر اور
اصحاب عیسویکا صاحب کرامات ہونا از روے تنصیص انجیل کے
کچھ بھی موجب اونکی بزرگی کا نہین ہے چنانکہ ان سب مراتب کا
مذکور استفسار یازدہم مین گذرا اور قطع نظر اس سے آپ تو صرف
مولفین اناجیل کو صاحب کرامات جانتے ہین مگر اون کراماتونکا
ثبوت سنداً نہین ہے بخلاف راویان کتب احادیث مصطفویہ
اور اونکے تسلیم کرنیوالون کے کہ انمین اتنے صاحب کرامات
گذرے ہین کہ شمار مین نہین آسکتے اور اب بھی ہوتے جاتے
ہین جسکا جی چاہے اونمین در آوے اور دریافت کرے
سے آفتاب آمد دلیل آفتاب + گر دلیلے بایدت زو رو متاب

چھٹھان مغالطہ انا جیل کی روایتین چونکہ پہلے طبقے والون
نے لکھی ہین اُنمین بھول چوک کا احتمال نہین ہے اور کتب معجزات
مصطفویہ بہت دنونکے بعد تالیف ہوئین اوسمین بھول چوک کا
احتمال قوی ہے پس اس جہت سے معجزات عیسویہ کے ثبوت کو
ترجیح ہے **جواب** یہہ وہی جھوٹہا دعوا بار بار پیش کرتے ہو
یہہ کہانسے ثابت ہوا کہ یہے انجیلین اس حیثیت سے کہ اب ہین یعنے
کلام عیسویکے ساتھہ روایات معجزات عیسوی مخلوط ہین پہلے طبقے
والون کی تالیف ہین علاوہ برین اگر پہلے طبقے والون کا تالیف کرنا
موافق تمہارے دعویکے تسلیم بہی کیا جاے تو درباب وقوع اور عدم
وقوع سہو ونسیانکے اوسوقت ترجیح ہوتی جبکہ یہہ ثابت ہوتا
کہ بمجرد دیکہنے کے اوہنون نے قلمبند کیا حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ
تم کہتے ہو کہ سالہاے دراز کے بعد انجیلین تالیف ہوئی ہین
چنانکہ استفسار دوازدہم مین گذرا پس سالہاے درازکے بعد
جیسا اخبار ماضیہ کے زبانی بیان کرنے مین احتمال بھول چوک کا
ہے ویسیہی قلمبند کرنے مین بہی ہے اور اگر یہہ کہیے کہ اچھا ہمنے
تسلیم کیا کہ بھول چوک کا احتمال دونو صورت مین برابر ہے مگر
بعد قلمبند کر چکنے کے تو احتمال بھول چوک کا نہین ہے بخلاف اوسکے

کہ کئی درجے تک زبانی نقل در نقل ہوتی رہے کہ اسمین احتمال بہول
چوک کا زیادہ ہے تو ہم کہین گے کہ یہہ وجہ ترجیح کی اوسوقت
مسلم ہوتی جبکہ وے لوگ جنکے ہاتہون سے انجیلین آپ لوگونکو
پہونچین برابر صاحب وثاقت چلے آے ہون جسطرح رواۃ
ائمہ حدیث برابر صاحب وثاقت بلکہ بہوتیرے صاحب کرامت
ہوتے رہے اور ہرگاہ کہ ایسا نہین ہے بلکہ بقول تمہارے سیکڑون
برس تک نسخے انجیلونکے صرف اونہین لوگونکے دخل و تصرف مین
رہین جنسے زیادہ خاین اور بے دیانت کوئی نہین ہو سکتا یعنی
پوپ لوگ اور اونکی بے دیانتیان اور خیانتین تفصیل وار جیسی
آپکے نزدیک متحقق ہین ہمین اوتنی معلوم بہی نہین مگر تہوڑی سی
ڈاکٹر ٹیشلر صاحب کی تاریخ سے ہمین بہی معلوم ہوئی ہین اسصورت
مین اگر بفرض محال کہا جاے کہ انجیلین پہلے طبقے والونکی تابعی
ہین تب بہی روایات ائمہ حدیث مصطفویہ پر در صورت ثبوت
کسیطرح کی ترجیح نہین ہو سکتی معہذا بہول چوک کا احتمال نقل
عبارات مبسوطہ مین اور امور کثیر الوقوع مین ہوتا ہے نہ کہ
وقایع عجیبہ کے یاد مین اسلیے کہ ہم اپنے زمانے مین کہ کمال ضعف
حافظے کا زمانا ہے دیکہتے ہین کہ لوگونکو اگرچہ ایکدن پیشتر کی

روز مرہ کی باتین یاد نہین رہتی ہین مگر وقایع غریبہ بیسیون برس کے
یاد ہوتے ہین گو کہ خصوصیات زمانی یا مکانی مین کچھ تفاوت ہو
چنانکہ الہ آباد کے رہنے والون سے اگر کل کا کھانا پوچھیے تو نہ یاد
ہوگا مگر گنگا کا باندھ ٹوٹنا جسکو کئی برس ہو گئے بخوبی یاد ہے اگرچہ
تاریخ اور مہینا نہ یاد ہو علاوہ برین ایکی شرف بدیہی رواۃ
ائمہ احادیث مصطفویہ کا بہ نسبت مولفین اناجیل کے یہہ ہے
کہ باوجود اسبانکے کہ رواۃ موصوفین اگرچہ کئی طبقے تک صرف
زبانی حامل روایات حالات مصطفویہ ہوتے رہے اور مولفین
اناجیل بقول تمہارے پہلے طبقے والے تھے معہذا جیسا اختلاف نقل
رواۃ احادیث مصطفویہ مین ہے ویسیہی مولفین اناجیل کے نقل
مین بہی اختلاف ہے چنانکہ اسکا بیان بہی استفسار یازدہم مین گذرا
پس یہہ تمہارا جہوتہا دعوا بہی کہ اناجیل مین روایتین مخلوط
کی ہہئین پہلے طبقے والونکی ہین کچھ کام نہ آیا یعنے بعد تسلیم کے بہی مفید
ترجیح ثبوت معجزات عیسویہ بہ نسبت بہ ثبوت معجزات مصطفویہ نہ ہو سکا

ساتوان مغالطہ روایات معجزات فعلی اگرچہ خود صاحب
انجیل نے نہین لکہین مگر معجزات قولی یعنی پیشین گوئیان حضرت عیسی کی
تو بیشک وحی الہی ہے سو قرآن مین مطلوبہ پیشین گوئی نہین ہے اور

بہت ہے جواب یہہ جو آپنے فرمایا کہ قران شریف مین مطلق پیشین
گوئیان نہین ہین یہہ تو محض جہوٹہہ ہے اور یہہ جہوٹہہ آپکا اگے چلکر کہلا
جاتا ہے اور یہہ جو آپ انجیل کی پیشین گوئیونکا ذکر کرکے قران پر اونکی
ترجیح کا ارادہ رکہتے ہین یہہ محض سفسطہ اور ملمع ہے اسلیے کہ ہمارے حضرت
سرور کائنات علیہ الصلواۃ والسلام کا کلام بنوت النیام بموداے
ماینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی اگرچہ سبہی وحی الہی ہے مگر ہمارے
اصول مین دو قسم پر منقسم ہے ایک وہ جسکا نام قران ہے اور دوسرے
وہ جسے حدیث کہتے ہین اور قسم دوم درصورت ثبوت مفترض التسلیم
ہونے مین مثل قران شریف کے ہے مگر فرق اتنا ہی ہے کہ قران سے
انحضرت نے بلغاے عرب کی تحدی کی یعنی اونکو اوسکے معارضہ مین عاجز
کردیا اور وے باہمہ عصبیت اور حمیت جان و مال اور آبرو کہو بیٹہے اور
معارضہ نکرسکے اور قسم دوم ایسی نہین اور دوسرا فرق یہہ ہے
کہ قران شریف بالفاظہ حضرت سرور کائنات سے ماخوذ ہے اور
احادیث مین اکثر نقل بالمعنے بہی ہے یہہ دونو فرق تو اوس صورت
مین بہی ہین کہ احادیث قطعیہ ہون اور ایک فرق صرف باعتبار
قوت وضعف ثبوت کے ہے وہ یہہ کہ قران کے کسی جملے کی نسبت اسکا
شبہہ بہی نہین ہے کہ آیا پیغمبر خدا نے ایسا ہی فرمایا ہے یا نہین

بلکہ ہر ایک جملے کا آنحضرت سے ہونا اسطرح ثابت ہے کہ جہان مین
کسی معصوم کا کلام مبسوط کسیکے پاس ویسا نہین ہے اور احادیث
مین تقسیم ہے یعنی بعضی روایتین تو ثبوت مین ویسیہی ہین اور بعضی
رتبہ ثبوت مین قریب اوسکے ہین اور بعضی محض ظنی ہین
اور بعضی مشتبہ ہین سو اکثر روایات معجزات مصطفویہ قدر
اعجاز کے رتبہ ثبوت مین باشتراک معنوی مثل قران شریف کے
ہین اور بتفاصیل لفظیہ بعضی رتبہ ثبوت مین اوسکے قریب قریب
ہین اور بعضی ظنی ہین سو انہین تینون قسمو نسے چند روایتین
مین اس استفسار مین بیان کرونگا اور چوتہی قسم سے بحث نہین
القصہ آپکے یہان انبیاے بنی اسرائیل کا کلام نبوت اشتمال اسطرح
منقسم نہین ہے بلکہ سبہی از قسم ثانی ہے اسواسطے کہ نہ تو آپ اونکی
کسی عبارت کو معجز کہتے ہین اور نہ بلفظہ کلام الہی ہونا اونکی کسی
عبارت کا کہین بیبل سے ظاہر ہوتا ہے اور بقول اربانوس ٹامس
کے وے انبیا خود ہی پابند اسبابت کے نہ تہی کہ کلام الہی کو بالفاظ
تعلیم کرین پس انجیلو نمین جسقدر کلام عیسوی ہے وہ ازروے تقریر خود
کے بعد تسلیم صحت الفاظ و عدم تحریف باعتبار اپنی ذات کے مثل احادیث
مصطفویہ کے ہے نہ کہ مثل قران شریف کے ہر گاہ یہہ بات ٹہر چکی تو دیکھیے

حضرت سرور کائنات کی کتنی پیشین گوئیان ہین اور حضرت عیسی کی
کتنی ہین سچ کہتا ہون کہ توریت سے انجیل تک جتنی سب انبیاے بنی
اسرائیل کی پیشین گوئیان ہین اون سبکے مجموع سے زیادہ حضرت
سرور کائنات کی پیشین گوئیان ہین اور وے ایسی ہین کہ اونکا ثبوت
انحضرت سے اسطرحپر ہے کہ کوئی پیشین گوئی کسی نبی سے نہین ثابت ہے
اور انجیلون میں بحذف مکرر صرف سترہ پیشین گوئیان ہین ازانجملہ
تیرہ تو ایسی ہین کہ اونکی پیشین گوئی ہونے مین کمال اشتباہ ہے چنانکہ
استفسار سیزدہم مین اونکا بیان گذرا باقی رہین چار وہ یہہ ہین
اول پہلی انجیل کے چوبیسوین باب کا چودہوان ورس ۳۹
بادشاہت کی یہہ خوشخبری تمام دنیا مین دی جائیگی تاکہ سارے ملک کے
لوگون پر گواہی ہو اور تب اخر وقت ہوگا + چنانکہ نبی اخر الزمان
کے جہت سے یہہ پیشین گوئی ظہور مین آئی اور آپ لوگ جو اپنے تئین
مصداق اس پیشین گوئی کا سمجھتے ہین سو غلط ہے اسلیے کہ مسئلہ
تثلیث کا جو اصل الاصول آپکے مذہب کا ہے انجیل کے خلاف ہے
چنانکہ استفسار سیوم مین اوسکا بیان گذرا **دوم** چھبیسوین
باب کا ورس سی و چہارم یسوع نے اوس سے کہا مین سچ کہتا ہون
کہ تو آج مرغ کے بانگ دینے سے آگے تین بار میرا انکار کریگا چنانکہ اوسی

سیوم دسوین باب کا درس نوزدہم شب کی صبح کو یہہ امر واقع ہوا
لیکن جب وے تمہین پکڑوائین فکر نکریا کہ ہم کیونکر کہین یا کیا کہین
اسلیئے کہ اوسی گھڑی وہ بات جو تم کہوگے تمہین دی جایگی ❊ سو
اوسکا ظہور ہین انا نہ انا انجیلوںسے نہین معلوم ہوتا ہے چہارم
سترہوین بابکا درس لبت و ہفتم تو دریا پر جاکر بنسی ڈال
اور جو مچھلی کہ پہلے نکلے اوسے لے اور اوسکا مُنہ کہول تو ایک روپیہ
پاویگا ❊ پس انہین چار پیشین گوئیونکو حضرت سرور کائنات
کی پیشین گوئیونکے مقابلے مین رکہتے ہو کہان کوزہ اب کہان دریا ❊

اٹھوان مغالطہ روایات احادیث مین بعضی ضعیف
ہی ہوتی ہین اور اناجیل تو ایسے نہین ہین بلکہ اوسکا ثبوت
حضرت عیسی سے ایسا ہے جیسے قران کا حضرت مصطفے سے

جواب انجیلونکی ثبوت کے نسبت جو دعوا آپنے کیا محض
بیدلیل بلکہ خلاف واقع ہے ہان اگر ہمارے استفسار دوازدہم
کا جواب سرانجام ہوجاوے تو البتہ آپکا دعوا صحیح ہوسکتا ہے
ورنہ ان انجیلونکا رتبہ پایہ ثبوت مین مثل روایات ضعیفہ
مستخرجہ ائمہ حدیث بہی نہین ہوسکتا چہ جاکہ ہم رتبہ اونکے روایات
صحیحہ کے ہو اور قران کے برابر پایہ ثبوت مین پہنچا تو منجملہ

۱۹۷

محالات ہے اور حضرت سرور کائنات کی پیشین گوئیان منحصر
صرف روایات ضعیفہ مین نہین ہین بلکہ روایات صحیحہ سے ثابت
ہین اور بعضی متواتر المعنی ہین اور جو قران شریف مین ہین
سو علاوہ ہین اور جسقدر قران شریف مین ہین وہی اتنی
ہین کہ ہر ایک بنی اسرائیل کی پیشین گوئیون سے زیادہ ہین
مگر بعضی وقوع مین آچکین اور بعضی ابہی نہین واقع ہوئین
اور افادہ اعجاز مین تو اکثر انبیاے بنی اسرائیل کی پیشین
گوئیون سے زیادہ ہین اور جیسی انجیل مین وے تیرہ پیشین
گوئیان ہین جنکا ذکر استفسار سیزدہم مین گذرا ویسی پیشین
گوئیون سے تو سارا قران بہرا ہوا ہے **لوان مغالطہ**
روایات متخرجہ ائمہ احادیث مصطفویہ ایسے مختلف فیہ
ہین کہ سنی شیعونکی نہین مانتے اور شیعی سنیونکی نہین مانتے
جواب شیعہ اور سنی روایات معجزات فعلیہ مین اختلاف
نہین رکہتے اور کسیقدر جو اختلاف ہے تو اسانید مخصوصہ
مین ہے نہ کہ متن روایت مین رہین پیشین گوئیان او سنین بہی
بہتونکی نسبت اتفاق رکہتے ہین مگر بعضی پیشین گوئیون مین
البتہ اختلاف رکہتے ہین وہ دو قسم ہین ایک تو وہ جنکے

صحت الفاظ مین اختلاف نہین بلکہ صرف اوسکے مصداق مین
اختلاف ہے سو اونکا اختلاف اوسکے مصداق مین اوسکو مرتبہ
پیشین گوئی سے خارج نہین کرتا اور دوسری ایسی ہین کہ اونکے تسلیم
مین بہی اختلاف ہے سو اوسمین مقتضاے انصاف اور عاقبت
اندیشی یہہ ہے کہ برعایت اوس ضابطہ عقلیہ کے جو واسطے ثبوت
عقلی سمعیات کے درکار ہے اون روایتونکو ملاحظہ کیجیے اگر
ثابت ٹہرے تو حق بجانب سنیونکے ہے ورنہ اونسے قطع نظر
کیجیے اور بفصل اعدا وہین اکثر ایسی ہین کہ اوس ضابطے کے
موافق بخوبی ثابت ہین علاوہ برین اگر بالکل مختلف فیہا سے
قطع نظر کیجیے تاہم وے پیشین گوئیان جنکی تسلیم متفق علیہ ارباب
فن حدیث فریقین سے ہے وے اتنی ہین کہ مجموع بیبل کی پیشین
گوئیون سے زیادہ ہین اور جسقدر قران مین ہین صرف وہی
ہر ایک بنی اسرائیل کی پیشین گوئیوں سے کمیتہ اور کیفیتہ زیادہ
ہین گو کہ بعضونکا ظہور ابہی نہین ہوا اور اگر مجرد اختلاف
شیعہ و سنی کا موجب سقوط روایات متفق علیہا کا ٹہرایا
جاے تو بیبل سے بہی ہاتہہ دہو بیٹہیے اسلیے کہ اوسکے ماننے
والونمین تفرق مذاہب اسلامیہ سے بمراتب زیادہ تفرق

واقع ہے اور عقل سے بہی استعفاد کیجیے اسلیے کہ عقلاً اتفاق اہل
خلاف کا کسی خبر پر زیادہ تر موجب وثوق اوس خبر کا ہوتا ہے
بالجملہ حضرت سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتحیات کے اعجاز کا ثبوت
کئی وجہوں سے اعجاز عیسوی کے ثبوت سے عقلاً ترجیح رکہتا ہے
پہلی وجہ معجزات مصطفویہ کا ذکر اوس کلام مین بہی ہے
جو ہمارے نزدیک بلفظہ کلام الہی اور وہ بنفسہ معجزہ ہے
اور معجزات عیسویہ جس کلام مین مذکور ہین وہ کلام کسیکے
نزدیک معجزہ نہین ہے اور نہ عیسائیونکے اصول کے موافق
اوسکا بلفظہ کلام الہی ہونا ثابت ہوتا ہے **دوسری
وجہ** معجزات مصطفویہ کا ذکر اوس کتاب مین ہے کہ جسکی
طرف وہ کتاب باعتبار ظہور کے منسوب ہے اوس سے وہ اسطرح
ماخوذ ہے کہ جہان مین کسی نبی کا کوئی کلام رسالت اوسطرح
ماخوذ نہین بخلاف معجزات عیسویہ کے کہ وے ایسی کتاب مین
مذکور ہین جسکے انتساب مزعوم کی صحت کے لیے ایک سند مرفوع
متصل صحیح کسیکے پاس نہین ہے **تیسری وجہ** روایات
مستخرجہ ائمہ حدیث کے رو سے معجزات مصطفویہ معجزات
عیسویہ مندرجہ اناجیل سے باستثنا اونکے مبالغہ شاعرانہ کے

وہ چند زیادہ ثابت ہین اور روایات مستخرجہ ائمہ حدیث
کو کئی وجہون سے روایات مخلوطہ اناجیل پر رتبہ ثبوت ہین ترجیح ہے
پہلی وجہ مولفین اناجیل مجہول الحال ہین یا نہین معلوم کون تہے
اور کب اور کیسے تہے بخلاف ائمہ احادیث مصطفویہ کہ اونکی ذات
وضع اور رجال ان شان علمی مثل سلطنت غزنویہ اور تیموریہ کے
ثابت ہے دوسری وجہ انجیلون سے ظاہر ہے کہ اوسمین جو
روایتین لکہی گئی ہین سو دیکہنے والون اور حضرت عیسی سے
بلا واسطہ سننے والون نے نہین لکہین اور جب اونکی ٹہرین
تو معلوم ہوا کہ سمعی لکہی گئی ہین معہذا اونکے اسناد مذکور
نہین ہین تو روایات منقطعہ ٹہرین اور معجزات مصطفویہ
بروایات متصلہ ثابت ہین اور بموجب قاعدہ عقلیہ مندرجہ
استفسار دوازدہم کے روایات متصلہ کو روایات منقطعہ
ترجیح ہے بلکہ متصل کے مقابلے مین منقطع کان لم یکن سمجہا جاتا ہے
تیسری وجہ انجیلونکے تالیف ہوچکنے کے بعد اوسمین
دخل و تصرف غیر مولفین کا ہونا ثابت ہے بلکہ ابتک اپنی آنکہونسے
ہم مشاہدہ کرتے ہین پس نہین معلوم کہ اصل مین کیا لکہا تہا
اور اب کیا ہو گیا ہے بخلاف روایات معجزات مصطفویہ کے

کہ اوسکی تالیف مین دخل و تصرف دوسرے کا مظنون بھی نہین
چہ جاکہ ثابت ہو چوتھی وجہ روایات معجزات مصطفویہ
بعد تدوین ہونیکے جن لوگونکے واسطے سے ہم تک پہونچین منزلتین
اور کرامتین اکثر اونکی اونمین سے ایسی ثابت ہین کہ ویسا ثبوت
حواریون کی منزلت اور کرامت کے لیے نہین ہے اور دیانت اور
امانت والے تو برابر اکثر اسانید مین ایسے ہوتے رہے ہین کہ اونکے
امین اور متدین ہونے مین کسیکو کچھہ گفتگو نہین ہے بخلاف اناجیل
کے کہ صدہا برس اونکا پایا جانا منحصر رہتا چلا آیا ہے صرف
اونہین لوگونکے پاس سے جنسے بڑھکر کوئی بددیانت آدمی دنیا مین
نہوگا یعنی پوپ لوگ پس درحقیقت سلسلہ اسانید انجیل کا منقطع
ہے باینہمہ اقوال عیسویہ مندرجہ اناجیل کو پایہ ثبوت اور منزلت
مین قران شریف کی آیتون کے مقابلے مین لانا ہمان حکایت زر و
بوریا ہست وے آحاد بل عیسوی از روی اصول اتفاقیہ
کے اپنی مرتبہ ذات کے راہ سے برابر احادیث مصطفویہ کے ہین
نہ کہ مثل کلام اللہ یعنے بلفظہ کلام الٰہی ہین اور نہ معجز اور مرتبہ ثبوت
مین اونسے بھی کمتر چہ جاکہ ذاتاً قران شریف کے برابر ہون
اور ثبوتاً بھی یہ تو محض تحکم ہے اور اس مقام مین پادری لوگ

اگر یہہ کہین کہ معجزات عیسویہ کا ذکر قران شریف مین بہی ہے
پس معجزات مصطفویہ کے ثبوت کو قران مین ہونے سے ثبوت
معجزات عیسویہ پر کیونکر ترجیح ہوی تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ جسطرح
قران شریف ہم تک باسناد صحیحہ متواترہ متصلہ پہونچا ہے اوسیطرح
معجزات عیسویہ کی خبرین قران مین بر سبیل استخراج روایات مستندہ کے
بالاصالۃ مذکور اور مسلم ہوتین تو البتہ میری تقریر بابت ترجیحات سابقۃ الذکر
کے درست نہوتی اور ہرگاہ ایسا نہین ہے بلکہ خبر معجزات عیسویہ کی
قران مین بضمن دعوی نبوۃ بالتبع مذکور ہے کہ اوسکی تسلیم موقوف ہے
صدق نبوۃ پر صاحب قران کے پس جس مرتبے مین ہنوز معجزات مصطفویہ
کے ثبوت کی گفتگو ہے معجزات عیسویہ کا قران شریف مین مذکور ہونا
اور نہونا برابر ہے اسلیے کہ جبتک امر موقوف علیہ اور مسلم الثبوت بالاصالۃ
کے ثبوت مین شبہہ ہے تب تک وہ امر جسکا ثبوت موقوف علیہ کے
ثبوت پر اور وہ اوسکے ضمن مین بالتبع بطور شریک شکمی کے واقع ہے
قاعدہ مناظرہ قابل التفات کے نہین ہو سکتا برین تقدیر میرا مطلب
اون ترجیحات سابقۃ الذکر سے صرف یہی ہے کہ معجزات مصطفویہ
اس حیثیت سے کہ قران شریف مین مذکور ہین پایہ ثبوت مین ترجیح
رکہتے ہین معجزات عیسویہ پر اس حیثیت سے کہ انجیل مین مذکور ہین

کیونکہ قران سرتا سر کلام الہی ہے اور اوسکی سندین سیکڑون موجود
ہین اور اناجیل مین جو معجزات عیسویہ ہین وے باعتبار الفاظ کے بعضے
ہم جنس روایات ایمہ احادیث ہین اور بعضے ہم جنس احادیث مصطفویہ
ہین اور معہذا اونکے لیے ایک ہی سند صحیح مرفوع متصل کسیکے پاس
نہین ہے اور معلوم نہین کہ کسیکے تالیف کیے ہوے ہین اور اونمین
تحریف بہی واقع ہوی ہے فشتان منہما اور جسطرح زر قرضے
کے مقدمے مین مدعا علیہ جب اقبال دعوا داخل کریکے عذر وصول
دہی کا کرتا ہے تو مدعی کا دعوا بجای خود شرعًا اور عقلًا ثابت سمجہا جاتا ہے
اور کوئی حالت منتظرہ اوسکے ثبوت مین باقی نہین رہتی اسطرح
پر بہی قران مین مذکور ہونے سے معجزات عیسویہ ثابت نہین سمجہے
جاسکتے ہین اسلیے کہ نظیر مذکور مین دعوا مدعی کا از روی اقرار
مدعا علیہ کے جو ثابت ہوتا ہے سو اس جہت سے ہوتا ہے
کہ اقبال دعوی مین مدعا علیہ کا ضرر ہے اور اقرار ایسے امر کا جو صاحب
اقرار کے مضر ہو دلیل ہے اوسکے صداقت کی اوس امر خاص
مین کما ہو المشہور من انہ اقرار العقلاء مقبول علی انفسہم اور اس جہت
سے نہین ہوتا ہے کہ صاحب اقرار کی علی الاطلاق راست
گوئی پہلے اور وجہون سے ثابت ہوئی ہے تب اوسکا اقرار

واجب التسليم هوا هے كيونكه اگر ايسا هوتا تو وصول وحي كا بهي
اظهار اوسكا شرعاً يا عقلاً ضرور واجب التصديق هو جاتا بخلاف
معامله تصديق معجزات عيسويه كے ازروي اندراج قران كے
كه اوسكي تصديق اس جهت سے نهين هے كه صاحب قران
كا اوس اقرار مين ضرر تها اور معهذا جو اوسنے وه اقرار كيا
تو صرف اوس امر خاص مين وه سچا گنا گيا اور اوسكي
اور باتون كے ثبوت كے ليے كوي دوسري دليل چاهيے
بلكه پهلے معصوميت اوسكي كذب وافترا سے بنظر ثبوت لوازم
نبوة كے واجب التسليم هوي هے بعد اوسكے اور باتين اوسكي
ماني گئي هين پس مقدمه اقبالدعوي مين خود اقرار موجب تسليم
صداقت كا هوا اور اس معاملے مين ثبوت صداقت كا موجب
تصديق اقرار كا هوا هے ان دونون صورتون مين زمين و آسمان
كا فرق هے اور اگر كوئي كهے كه كسيكو نبي كركے ماننے مين ضرر
تو هے اسليے كه تكاليف شرعيه كا تحمل كرنا پڑتا هے تو هم كهين
گے اس ماننے سے ضرر تب متصور هوتا هے جبكه اون
احكام كو جو اوس نبي كے طرف منسوب هين صحيح اور واقع جانے
اقرار كرے اور هر گاه كه ايسا نهين هے تو اوس نبي كو نبي كهنے

سے فقط کچھہ ضرر عاید حال نہین ہوتا ہے تا کہ نظیر مقدمہ اقبالدعوی
کی یہان کام آوے بالفرض اگر یہہ تقریر مغالطے کی موجب ترجیح
ثبوت وصحت نبوۃ عیسویہ اور اسطرح کی ترجیح موجب تکذیب
اوس نبی کی ہو جسکی خبرین اگلی پچھلی دو کتابون مین صراحۃً مذکور
نہون تو چاہیے کہ نبوۃ موسویہ بہ نسبت نبوۃ عیسویہ کے صحیح
اور ثابت اور انکار یہودیونکی نبوۃ عیسویہ سے حق بجانب اونکے ہو
حالانکہ یہہ بالاتفاق باطل ہے اور حق صریح یہہ ہے کہ ہر گاہ آثار
موسویہ بسبب امتداد زمانہ فترت اور دخل و تصرف اہل خیانت
کے جسپر اشعیا اور ارمیا اور عیسیٰ علیہم السلام کی گواہیان گذرین
مندرس اور مختل ہو گئے سو بطفیل ثبوت نبوۃ عیسویہ از سر نو وے
ثابت ہوے تہے اسیطرح اب بسبب فقدان استاد اور ثبوت
تحریف بوجوہ عدیدہ جسکی خبر بطرس حواری نے دی تہی اور او نکے
آثار پولوس حواری نے اپنے ہی قرن سے عیسائیون مین مشاہدہ
کیے تہے ثبوت نبوۃ عیسویہ اور موسویہ موقوف ہے حضرت
خاتم النبیین کے نبوۃ کے ثبوت پر پس بفرض محال اگر نبوۃ مصطفو
معاذ اللہ ثابت نہ سمجہی جاے تو کوئی بات کسی اگلے نبی کی ثابت
نہین ہو سکتی اور پادری لوگ جو اگلے انبیاؤن کے معجزات

کو جنکا ذکر ذیل مین ہے حضرت عیسیٰ کے حقیت کے لیے
دلیل گردانتے ہین سو محض مغالطہ ہے اگلے نبیون کے معجزات
سے حضرت عیسیٰ کے معجزات نہین ثابت ہو سکتے ہین
چنانکہ یہودی لوگ جو معاصرین حضرت عیسیٰ کے تھے اونکی
اولاد بہ سلسلہ علمی اور نسبی اب تک موجود ہے وے سب باوجود
تسلیم معجزات انبیای سابقین کے حضرت عیسیٰ کے معجزات
کی روایتون کو جو انجیلون مین مخلوط ہین محض جھوٹھ جانتے ہین
ادھم برہم **مطلب** استیعاب صرف اون معجزات
مصطفویہ کا اور اونکی امت کے مشہور اولیاؤنکی صرف اون
کرامتونکا جو بضابطہ مندرجہ استفسار دوازدہم ثابت ہین میری
استطاعت علمی کی حد سے باہر ہے یہ جا کہ اونکے ساتھہ ان
معجزون اور کرامتونکا بھی لکھنا جو ہمارے یہان کی تاریخون مین
بطور روایات مخلوطہ اناجیل اور رسالہ اعمال حواریون کے
لکھے ہین یعنے بلا ذکر اسناد اور محض غیر مستند علاوہ برین اونکا
لکھنا یہان مقصود بھی نہین کیونکہ اونکے لیے بہت بڑی ضخیم کتابین
بنانا چاہیے اور جن کرامتونکو مین نے خود ادراک کیا اونکا لکھنا
بنظر میرے حال کے اس بحث مین مفید نہین لہذا منجملہ مستندات کے

بعضے معجزات مصطفویہ اور کتنی ایک کرامتین بعضے اگلے بزرگونکی
مین لکہتا ہون کہ درباب اتمام حجت عقلاء عاقبت اندیش کے لیے
کافی ہے جسطرح پیغمبر خدا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہونا
ثابت ہے اوسیطرح انحضرت کے حق مین بالاجمال یہہ بہی ثابت
ہے شہدوا ان الرسول حق وجاءہم البینات یعنی حقیقت پر اس
پیغمبر کے لوگون نے گواہی دی اور کہلی نشانیان انکے پاس
پہونچین فلما جاءہم بالبینات قالوا ہذا سحر مبین یعنی ہر گاہ وہ پیغمبر کہلی
نشانیان لایا تو اون لوگون نے کہا یہہ صریح جادو ہے اور اوسکی
تہوڑی سی تفصیل یہہ ہے ابو نعیم اپنی کتاب دلایل النبوۃ مین بسند
متصل صحیح نقل کرتا ہے کہ ابن عباس کہتے تہے کہ ایک بار رات کو
مکے کے بت پرست لوگ سردار سردار جیسے ابو جہل ابن ہشام اور
عاص ابن وایل اور اسود ابن مطلب وغیرہ جمع ہو کر پیغمبر خدا کے
پاس آئے اور کہا کہ اگر تو سچا پیغمبر ہے تو چاند کو دو ٹکڑے کر ہمین دکہا دے
پیغمبر خدا نے دعا مانگی چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور پہر مل گئے اور
اسی قصے کو بر سبیل اختصار محمد اسمعیل بخاری نے بسند صحیح
متصل بخاری مین اور ابو مسلم نیشاپوری نے دوسری سند
متصل سے اپنی کتاب صحیح مسلم مین لکہا کہ انس بن مالک کہتے

سیتہے کہ پیغمبر خدا سے لوگون نے کہا کہ اپنی پیغمبری کا نشان ہمین
دیکہلا سیے پیغمبر خدا نے چاند کو اشارے سے دو ٹکڑے کرکے دیکہا دیا
اور فرمایا کہ گواہ رہو اور بخاری اور مسلم عبد اللہ ابن مسعود سے
بسند متصل نقل کرتے ہن کہ پیغمبر خدا کے روبرو چاند دو ٹکڑے
ہوگیا اور احمد ابن حنبل اپنی کتاب مین دو صحابیون یعنی عبد اللہ
بن مسعود اور جبیر ابن مطعم سے باسناد متصلہ نقل کرتے ہین کہ پیغمبر
خدا کے سامنے چاند کے دو ٹکڑے ہوئے مکہ کے بت پرستون نے
دیکہا اور کہنے لگے کہ اس شخص نے اگر جادو کیا ہے تو ہمارے ہی
اوپر کیا ہوگا نہ کہ سارے جہان پر پس باہر سے جو مسافر لوگ
آدین اونسے پوچہنا چاہیے پہر جب مسافر لوگ آئے انہون نے
اس واقعہ کے دیکہنے کی گواہی دی اور بیہقی نے بہی بسند
متصل اپنی کتاب مین مسافرونکی گواہی کا قصہ نقل کیا اور
جامع ترمذی نے بسند متصل عبد اللہ بن عمر سے اور عبد الرزاق
نے بسند متصل عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ چاند پیغمبر خدا کے
روبرو دو ٹکڑے ہوگیا اور قاضی عیاض محدث نے اپنی کتاب
مین لکہا ہے کہ معجزہ شق القمر کے دیکہنے کی علی ابن ابیطالب اور حذیفہ
ابن الیمان نے بہی گواہی دی ہے بالجملہ آٹہہ صحابی جنکی صحابیت

ازروی ادمی ضابطہ عقلیہ کے سبب اہل علم کی نظرون مین ثابت
ہے یعنی عبداللہ بن عباس انس ابن مالک عبداللہ ابن مسعود جبیر
ابن مطعم حذیفہ ابن الیمان عبداللہ ابن عمر علی ابن ابی طالب رضی اللہ
عنہم اونسے سات آدمی جو فن روایت کے امام ہین یعنی ابو نعیم اور
بخاری اور مسلم اور احمد ابن حنبل اور بیہقی اور ترمذی اور عبد الرزاق
معجزہ شق القمر کی خبر کو ایسی سندونسے کہ اوس سند کے جتنے
راوی ہین اونکا حال بہی بخوبی مشہور ہے صرف اسم فرضی نہین
ہین ایسی کتابونمین کہ جن کتابونکا ہونا اون مولفین سے ایسا ہی
ثابت ہے جیسا اونکا ہونا اور کسی طرح نہین چہہ سات راویونسے
کم نہین لکہا اور اون کتابون کی تالیف کرنیوالونسے لگا کر
اون صحابیون تک کی سندین اور اون اسناد کے سب
آدمیونکا پتا اگر لکہون تو کتاب بڑہ جاے اور لینے زمانے سے
لگا کر اون کتابونکے مولفون تک کے چند اسناد اگر مین لکہا کرون
تو بہت بڑی کتاب بنانا پڑے اور اس واقعہ کی قران مین خبر
دی گئی ہے اون لوگونکے واسطے جنکے نزدیک قیامت کو آسمانی
اجرام کا خراب ہونا محال تہا حیث قال اللہ تعالی اقتربت الساعۃ و
انشق القمر یعنی قیامت قریب پہونچی اور دور اخر الزمان آیا اور

قیامت ہے اگر تم اس جہت سے منکر ہوتے ہو کہ وہ مستلزم
اجرام علویہ کے خرابی کی ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ چاند پھٹ
چکا یعنی چاند کا پھٹنا لوگوں نے انکھوں سے دیکھا اب کوئی استحالہ باقی
نرہا اور اسی جگہ اس آیت کے ساتھہ فرمایا وان یروا آیۃ یعرضو
ویقولوا سحر مستمر یعنی بے دینوں کا یہہ حال ہے کہ اگر کوئی نشانی
دیکھتے ہیں تو ٹال جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قدیم جادو ہے فقط
پس یہہ پتا زیادہ تر قوی ہے اوس پتے سے جو انجیل میں حضرت
عیسے نے اپنے بعضے معجزات کا پتا دیا اب رہے وہ استبعادات
وہمیہ جو عیسائی لوگ معجزہ شق القمر پر کیا کرتے ہیں اوسکا جواب
تحقیقی اور الزامی اس میرے سوال سے جو لکھتا ہون خودہی
ظاہر ہو جائیگا اور جو فنڈر صاحب نے اعتراض کیا ہے
اوسکا جواب اونکی کتاب کے بحث میں مذکور ہوگا سوال
بتلایئے کہ اسطرح کا ثبوت اوس ضابطہ عقلیہ کے موافق جو معیار
کے لیے درکار ہے یعنی سندون سے ثابت ہونا اوس
معجزے کے لیے جو یوشع کے کتاب کے دسوین باب مین ورس
دوازدہم سے سیزدہم تک لکھا ہے آپ کے پاس ہے یا نہین
اگر ہے تو اوسکی ایکہی سند حضرت یوشع سی لگا کر اون قرنون

تک کہ وہ کتاب پہیل پڑی یعنی مثلاً عہد بطلیموس تک کی مجہے
لکہہ دیجیے اور وہ معجزہ یہہ ہے نسخہ ۱۸۲۵ یہواہ نے جس دن
اموریون کو بنی اسرائیل کے قابو مین کردیا اوس دن یوشع نے
یہواہ کے حضور بنی اسرائیل کے آگے یون کہا کہ اے افتاب
تو جبعون پر ٹہہرا رہ اور اے مہتاب تو وادی ایالون کے
مقابل تب افتاب نے درنگ کی اور مہتاب کہڑا رہا یہان
تک کہ اون لوگون نے اپنے دشمنون سے انتقام لیا کیا یہہ یاشاہ کی
کتاب مین نہین لکہا کہ افتاب آسمان کے بیچو بیچ ٹہرا رہا اور سارے دن
مغرب کے سمت مایل نہوا * دیکہو یہہ کیسی بات ہے
کہ افتاب سارے دن مغرب کے طرف مایل نہوا سارا
دن نام ہے اوس زمانے کا جو افتاب کے نکلنے سے
مغرب مین جانے تک ہوتا ہے پہر وہ کس طرف زمان کا
نام دن ہے جسمین افتاب مغرب کے طرف نہ جہکا ظاہرا
مطلب یہہ ہے کہ بقدر ایکروز کے وسط اسمان مین افتاب
قایم رہا پس درحقیقت اٹہہ پہر کا دن ہوا چنانچہ رسالہ تحقیق
دین حق کے چوتہے باب اور ۲۱۸ صفحے مین لکہا ہے اور
یہہ سمجہنے کی بات ہے کہ چاند کے ہٹنے کو سوای اون لوگونکے

کہ جو اوس وقت چاند کے دیکھنے مین متوجہ تھے اور ون نے
اگر نہ دیکھا ہو تو بجا ہے اسواسطے کہ وہ رات کو ٹھا جا نرہے
کہ اوس وقت ٹھا ہو کہ خواص لوگ آرام مین ہون اور کسی
عامی مسافر نے اگر دیکھا بھی ہو تو اوسکے کہنے کو کون باور
کرتا ہے اور جن لوگون کے افق سے چاند اوس وقت متجاوز
ہو گیا یا جن پر ہنوز طلوع نہوا ہو وہ بھی اوسے نہین دیکھ سکتے
بخلاف افتاب کے آٹھہ پہر ٹھہرے رہنے کو کہ جہان رات ہو گئی
ہو گی اون لوگون کو بھی بسبب دنی ہو جانے رات کے بیشک
اطلاع ہوئی اور جن لوگون پر چاند طلوع ہوا ہو اور ہنوز غروب
نہوا ہو یہہ بھی احتمال ہے کہ اوسمین سے بہوتیرون کے نسبت
ابر غلیظ حایل ہو بخلاف افتاب کے ٹھہرے رہنے کے کہ ابر کی
غلظت بھی اوسکے توقف کے دریافت کو منع نہین کر سکتی
اسی طرح مین پوچھتا ہون کہ ویسیہی کوئی سند اشعیا
نبی کے اوس معجزے کی جو اونکے نام کی کتاب کے باب سی و ہشتم
مین ہے اگر ہو تو مجھے لکھہ بھیجئے اور وہ معجزہ یہہ ہے نسخہ ۱۸۳۹ سنہ
درس ہشتم اینک سایہ درجات را کہ بر ساعت شمس احاز بسبب
آمدہ است انرا تا دہ درجہ باز خواہم گردانید بنا بران ساعت

شمس تا وہ درجہ کہ نشیب امدہ بود باز گردید اسیطرح پہلی
انجیل کے تیسری باب کے سولہوین ورس مین جو لکھا ہے اوسکی
سند مجھے لکھہ دیجیے اور وہ یہہ ہے نسخہ سنہ ١٨٣٩ ایکایک اوسپر
آسمان کھل گیا اور اوسنے خدا کی روح کو کبوتر کے مانند
اوترتے اور اپنے اوپر آتے دیکھا سنہ ١٨١٤ ناگاہ اوسپر آسمان کے
دروازے کھل گئے * باقی مطابق اگلے کے سنہ ١٨١٦ ناگاہ
آسمان از بہر وی شگافتہ شد و روح خدا را دید کہ مانند
کبوتری نزول مینماید و در وی حلول میکند اور اسیطرح
سند اوسکی لکھہ دیجیے جو تیسری انجیل کے چوبیسوین باب
مین واقعہ صلیب کے ذکر مین یون ہے نسخہ عربیہ سنہ ١٨١٦ ورس
٤٤ و ٤٥ فعرضت على الارض كلها ظلمة واظلمت الشمس * یعنی ساری
روی زمین پر اندھیرا چھا گیا اور آفتاب تاریک ہو گیا چنانکہ
تحقیق دین حق کے چوتھے باب کے صفحہ ١٤٩ مین لکھا کہ دوپہر سے
تیسری پہر تک آفتاب تاریک رہا اور اسیطرح اوسکی یہہ سند
لکھہ دیجیے جو پہلی انجیل کے دوسری باب کے دوسری اور نوین
ورس مین لکھا ہے کہ مجوسیون نے عیسے کے پیدا ہونے کی
علامت کے تارے کو طلوع ہوتے دیکھا اور وہ اونکی روشنی کے

موافق اونکے ساتھہ چلا یہانتک کہ اوس گھر پر کہ جہان حضرت
عیسی پیدا ہوے تھے آکر ٹہر گیا اور یہہ بات بتایئے کہ آفتاب
کے توقف یکروزہ کو وسط السماءمین ہندؤن نے اپنی تاریخون
مین اور پارسیون اور چینیون نے کیون نہین لکھا اور اسیطرح
دس درجہ آفتاب کا پلٹ آنا ہی معجزہ شق القمر سے باعتبار ظہور کے
زیادہ ہے اوسکو کسینے کیون نلکھا اسیطرح آسمان کا پھٹنا اور
تارے کا لوگونکے ساتھہ چلنا اور رونے نے تو کیا جو حضرت عیسی کے
ہم وطن لوگ اور اونکا سلسلہ نسبی اور علمی اتبک باقی ہے یعنی
یہودیون نے اپنی کتابون مین کیون نہین لکھا اور اگر لکھا ہو
بتا دیجیے اور جب تک ان خبرونکا نشان ہندؤن اور چینیون
اور یہودیون اور پارسیون کی کتابون سے نہ لکھیے گا تو
مقتضای غیرت یہہ ہے کہ معجزہ شق القمر پر یہہ استبعاد کہ اور
جہان کے مورخون نے سوای اہل اسلام کے کیون نہین
اسکو لکھا نکیا کیجیے اسواسطے کہ بڑی شرم کی بات ہے کہ اپنی
آنکہہ کا شہتیر دیکھنا اور بیگانی آنکہہ کا تنکا دیکھنا اور اگر ہندو
اور چینی اور پارسی لوگ اعتراض اسیطرح کا ان سب معجزات
پر کرین تو اونکے لیے ہمارے پاس بھی اور ہی جواب الزامی

سے ہے اوسے کچھ لکھنا یہان ضرور نہین ہے **امر مہر مطلب**
صاحب مسلم نے عباس بن مطلب اور سلمہ بن الاکوع سے نقل
کیا کہ غزوہ حُنین مین جب بت پرست موذیونکا بہت اژدہام ہوا
ہجوم ہوا اور مسلمانون پر وے ٹوٹ پڑے اور ہزارون ہی
تہے تو پیغمبر خدا نے ایک مُٹھی خاک اُوٹہاکر اونکے لشکر کی طرف
جو پہینکی تو کوئی اونمین ایسا باقی نرہا کہ جسکی آنکہونمین خاک
نہ بہر ہوئی ہو اور اونہون نے ہزیمت فاش اوٹہائی اور
شکست کہائی اور قران شریف مین اوسکا بیان یون ہے
مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی یعنی جسوقت تو نے پہینک مارا
تو تو نے نہین پہینک مارا یعنی تیرے تعین شخصی کی حد سے باہر
بات تہی لیکن اللہ نے وہ پہینک مارا جیسے حضرت عیسی نے
فرمایا مین آپ سے کچھ نہین کر سکتا یہہ کام جو کرتا ہے سو باپ
کرتا ہے **اور** قران شریف مین ہے ان کنتم فی ریب مما نزلنا
علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ الی قولہ تعالی ولن تفعلوا یعنی اے
لوگو کہ زبان آوری مین تم اپنے مقابلے مین سارے جہانکو عجم یعنی
گونگا کہتے ہو اگر اس کلام کے خدا کے طرف سے ہونے مین
تمہین شک ہے تو تم ہی بقدر ایکسورۃ کے یعنی مثلاً اوس

قدر کلام جو تمہارے آپس مین ایک دوسرے کے طرز انشا کے
امتیاز کے لیے ضرور ہوتا ہے مثل اس کلام کے کہہ تو لاؤ
یعنی میرے معارضے کے لیے بغیر سرقہ مصطلحہ شعرا کے
اور پر ظاہر ہے کہ بیان خال وخط اور قد و بالا اور ناز و ادا
اور شادی و غم اور ہجر و وصل اور شراب و کباب اور بزم و رزم
اور باغ و صحرا وغیرہ مضامین جن مین فصاحت اور بلاغت
اور صنایع اور بدایع معانی و بیان کی گنجایش بہت ہوا کرتی ہے
او سمین نہین ہے بلکہ یہہ مبدا اور معاد کے صفات اور حالات
اور قوانین عبادات اور معاملات اور تمدن اور سیاسات سراپا
حکمت کی باتون کے بیان مین ہے اور معہذا معانی اور بیان
کے قواعد اور محسنات بدیع کے لطائف باحسن وجہ و احسن
مرعی ہین اور پہر فرمایا کہ قبل تمہارے ارادے کے مین
حکم ناطق دیتا ہون کہ تمسے زینہار زینہار کبھی ایسا نہ کہا جا یگا
اور اگر نہ کہہ لائے اور نہ بنا سکے تو میرا الزام تم پر تمام ہوا اور
میری تکذیب سے تمہین بڑا حذر اور خوف کرنا چاہیے دیکھو
لن تفعلوا کا دعوا علانیہ کیا کہ اوسوقت کے لوگون نے اوسکو
کتاب مین لکھا یہہ دلیل قاطع ہے اس بات پر کہ لن تفعلوا

سے کے مخاطبین نے اپنا جان و مال و آبرو برباد کرنا مذہب کے
حمیت کی راہ سے قبول کیا اور لن تفعلوا کے مضمون مین وے شبہہ
نڈال سکے اور ہمیشہ کہا کیے کہ لو نشاء لقلنا مثل ہذا اگر ہم چاہین
تو ایسا ہم بھی کہہ دین اور اس کہنے کو بھی اوسی زمانے کے
لوگون نے لکہا ہے پس پیغمبر خدا کے معاصرین کا لن تفعلوا
اور اوسکے ساتھہ کافرون کے قول کی حکایت کرنا یعنی یہہ بھی
لکہنا کہ وے سب کہا کرتے تھے کہ لو نشاء لقلنا مثل ہذا حجت
کاملہ ہے اسبات کی کہ مخالفین انحضرت کے اوسکا معارضہ کر سکے
اور ہمیشہ یہی کہا کیے کہ اگر ہم چاہین تو ہم بھی ایسا کہہ لائین یہہ ویسا ہی
کہنا ہے جیسے کسی کی مثل ہے کہ میری بکری شیر کو مار سکتی ہے
اگر اوسکے جی مین آوے اور اگر آپ لوگونکو کہین پہونچا ہو
کہ اوس وقت کے منکرون نے معارضۃً فلانا کلام ایسا کہا ہے
تو مجھے بتا دیجیے اور بعضے پادری لوگ کہتے ہین کہ یہہ تو اعجاز
صرف اوس زمانے کے عربون کے لیے ہوا نہ کہ اورون کے
لیے یہہ عجیب بات ہے انصاف کی آنکھہ بند کر لی گئی ہے
اتنا نہین سمجھتے کہ یہہ اعتراض تو جملہ معجزات موسویہ اور عیسویہ
پر ہوتا ہے کہ وہ معجزات حضرت اونہین دیکھنے والون کے

حق مین مفید تہی نہ کہ اور ونکے لیے پس جو وہان جواب دو گے
وہی یہان سمجہو **بالجملہ** یہہ تین معجزے جو مینے بیان کیے
تو اوس قسم کے ہین جسکی مثل ویسہی ہے جیسے ایک معاملہ ہو
کہ اوس معاملے کا اوسکے زمانے مین ایک محضر لکہا جاوے
اور اوسپر برابر گواہ گذرتے چلے آئے ہون **اب**
بعضے معجزے اور بیان کرتا ہون اس قسم کے کہ اگرچہ اونکا
محضر اوس زمانے مین نہین لکہا گیا مگر اوسکے معاینہ کے
گواہونکا اظہار برابر تصدیق ہوتا چلا آیا یہانتک کہ بعضے
دوسرے اور بعضے تیسرے قرن مین قلم بند ہوئے اور اوس
قلم بند کرنیوالے کے قلم بند کرنے پر بہی اوس سے لگا کر اتنک
ہزارون گواہیان گذرین اور قلم بند ہوتی چلی جاتی ہین
از انجملہ یہہ ہے کہ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور دارمی اور
طبرانی اور ابو نعیم اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی اور ابو یعلی اور
قاضی عیاض نے باسناد متصلہ اوسی ضابطہ عقلیہ کے موافق
جسکا ذکر کئی بار ہو چکا جابر ابن عبد اللہ اور انس ابن مالک
اور عبد الرحمن ابن بکر اور علی ابن ابیطالب اور سمرہ بن جندب
اور ابو ہریرہ اور عمر بن خطاب سے روایتین نقل کی ہین

که اون سبکا مضمون بقدر مشترک یهه هی که پیغمبر خدا نی کی بار
بوقت ضرورت بمقتضای شان حاجت روائی
سی کی بهت تهوڑی سی کهانی کی چیز کو یعنی ایک دو آدمیون
یا تین چار آدمیون کی خوراک سی کی موافق چیز کو بعضی دفعه بیسیون
اور بعضی دفعه سیکڑون اور بعضی دفعه هزار سی اوپر اور
کبهی بی گنتی آدمیون کو کهانی کی واسطی دی اور کبهی اپنی
ساتهه بٹهلا کر کهلائی اور سب نی سیر اور آسوده هو کر کهائی اور
وه چیز جتنی تهی اوتنی هی باقی رهی اور جن صحابیون نی ان قصونکو
نقل کیا اپنی سامنی کا ماجرا دیکها هوا بیان کیا اسیطرح پر که همنی
دیکها اور کهایا نه یهه که اناجیل والون کی طرح که کچهه معلوم نهین
هوتا که انهون نی کس سی سنا اور وی ماجری کسنی دیکهی
اور بخاری اور بیهقی اور احمد ابن حنبل اور ترمذی اور مسلم
اور نسائی اور دارمی اور ابو نعیم اور طبرانی اور ابن شاهین
اور ابن اسود نی جابر ابن عبد الله اور ابن مسعود اور انس
ابن مالک اور عبد الله ابن عباس اور ابو یعلی انصاری اور
مسوره بن مخرمه اور برا ابن عازب اور سلمة ابن الاکوع اور
ابو قتاده اور عمران ابن حصین صحابیون سی باسناد متصل

خبرین نقل کی ہین کہ اون سبکا مضمون بقدر مشترک یہہ ہے
کہ پیغمبر خدا نے بہت دفعہ ضرورت کے وقت بمقتضاے
شان دستگیری کی تہوڑے پانی یعنی کبہی ایک ڈونگی پانی
اور کبہی ایک مشکیزہ پانی اور کبہی ایک آبخورے پانی سے
کبہی سیکڑون آدمیون اور جانورون اور کبہی کئی ہزار
آدمی اور جانورون اور کبہی بے گنتی آدمیون کو سیراب کیا
اور وہ برتن ویسہی پانی سے بہرا رہا اور کبہی اندہے کوے
یا رِستے ہوے چشمے سے سیکڑون آدمی اور جانورونکو سیراب
کردیا اور پہر دیے کوے اور چشمے جاری رہے اور ترمذی
اور حاکم اور دارمی اور احمد بن حنبل اور ابو نعیم اور بزار اور
بغوی اور بیہقی اور بخاری اور ابن عساکر اور ابن سعد اور ابن جریر
اور طبرانی اور خرائطی نے اوسی طرح باسناد متصلہ ابو ہریرہ
اور ابو سعید خدری اور عبداللہ بن عمر اور انس بن مالک اور
جابر ابن عبداللہ اور علی ابن ابیطالب اور عبداللہ بن مسعود اور
عمر بن خطاب اور جبیر ابن مطعم اور مازن طائی اور عباس ابن
مرداس صحابیونسے خبرین نقل کین کہ اون سبکا مضمون بقدر
مشترک یہہ ہے کہ کبہی بعضے درخت اپنے جگہ سے چلکر اور کبہی

بعضے پتھر گویائی آدمیانہ علی الاعلان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق نبوت کے گواہ ہوئے * اور ان روایتوں میں سے جو ایکہی قصے کی دو تین روایتیں ہیں اگر کہیں کچھہ اونمیں تھوڑا سا راویوں کے بیان میں اختلاف ہے سو وہ اختلاف اوس اختلاف سے زیادہ نہیں جو انجیلوں کے تالیف کرنے والونکی روایتوں میں ہے اور بعضے قصونکی تطویل اور اختصار میں جو اختلاف ہے سو وہ اوس کمی بیشی سے جو انجیلونکے تالیف کرنے والونکے مرویات میں ہے بہت کم ہے جسکا جی چاہے اون کتابوں کو جنمیں سے میں نے نقل کیا اور اکثر دست یاب ہوتی ہیں منگا کر بمقابلہ اناجیل اربعہ دیکھہ لے الغرض ایک سند بھی حضرت موسی اور حضرت عیسی کے کسی معجزے کی اسطرح پر جسطرح میں نے معجزات مصطفویہ کی سندیں بیان کیں اگر مجھے لکھہ دیجیے تو باللہ العظیم میں آپ کا بڑا احسان مند ہونگا اور جانونگا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے علاوہ بھی حضرت موسی اور حضرت عیسی کی نبوت کی تصدیق کی راہ باقی ہے اور صرف کتاب میں لکھا ہوتا اگر کافی ہو تو حاتم کی ہفت سیر کو بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ حاتم کے دیکھنے والوں نے لکھی ہے یا اب ہم ایک کتاب بنا دیں اور کہیں

که حضرت موسی یا حضرت عیسی کی بہی کتاب ہے

بربیان پیشین گوئی ہرچند بیبل کے پڑہنے والون پر یہہ بات پوشیدہ
نہین ہے کہ بہو تیرے نبی گذرے ہین کہ انہون نے ایک پیشین
گوئی بہی نہین کی اس سے یہہ ثابت ہوا کہ پیشین گوئی لوازم
نبوۃ سے نہین ہے معہذا قران شریف مین اتنی پیشین گوئیان
ہین کہ شمار مین کسی نبی اسرائیلی کی صاف صاف پیشین گوئیون
سے کم نہین ہین اور بعضے نبیون کی پیشین گوئیون سے زیادہ
ہین اور کیفیت اعجاز مین اکثر پیشین گوئیون سے جو انبیاے بنی
اسرائیل سے نمودہ اور خصوصا حضرت عیسی سے کہین بہت زیادہ
ہین گو کہ بعضے واقع ہو چکی ہین اور بعضے ابہی نہین واقع ہوئین
اور جاننا چاہیے کہ قران شریف کا یہہ حال نہین ہے کہ چند پیشین
گوئیون کو بار بار ذکر کرکے کلام کو بڑہایا ہو جیسا کہ اشعیا نبی کی کتاب
کا حال ہے بلکہ اوسمین پیشین گوئیان اشعیا کی پیشین گوئیون سے
زیادہ ہین مگر بار بار اونکا ذکر نہین کیا اور بار بار جو ذکر کیا ہے
تو صفات اور افعال حضرت معبود جل و علی اور حالات معاد اور
احکام شرعی کا ذکر کیا ہے بالجملہ چند پیشین گوئیان قران شریف
کی جو مجہے سر دست یاد ہین اور افادہ اعجاز مین حضرت عیسی کی

سب پیشین گوئیون سے زیادہ قوی ہین اور اسیطرح چند پیشین گوئیا
حدیث کی جو قلمبند پہلے اور واقع بہت دنون کے بعد ہوئین بیان
کرتا ہون اور وہ جومین آگے لکھہ چکا ہون کہ حضرت عیسی کی تیرہ
پیشین گوئیان جسطرح کی ہین ویسی پیشین گوئیون سے قران بہرا ہے
اسکا مطلب یہہ نہ سمجھیے گا کہ بعینہ ویسیہی معاملون کی خبرین قران کے
ہر رکوع یا ہر سورہ مین لکھی ہین حاشا وکلا معاذ اللہ اسمین تو بعضے
ظاہری معنون سے غلط ہین اور بعضی مجذوبون کی بڑ کے طور
پر ہین بلکہ مطلب یہہ ہے کہ جسطرح بعضے جماعت کفار یا مومنین
کے حرکات یا حالات مستقبلہ کی خبر بلا تعیین اسما ریا بعضون کے
امور قلبی کی خبر حضرت عیسی نے دی معرض مناظرے مین
ان وجہ از قبیل غیب گوئی ہو سکتی ہے اور من وجہ نہین اسطرح
کی باتین قران مین فی نفسہ بہت ہین نہ یہہ کہ اور مضمونون سے
زیادہ تر ہین پس جاننا چاہیے کہ خداوند تعالی فرماتا ہے
وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض
کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم
من بعد خوفہم امنا یعنی اللہ تعالی نے وعدہ دے رکھا ہے
نیکو کار ایمان والونکو تم مین سے اے مسلمانون کہ اونکو خلیفہ

بادشاہ کردیگا جیسے بعضے اگلونکو بادشاہ کیا اور جما دیگا اس
دین کو جیسے اونکے لیے مقبول کیا اور خوانخواہ بدل دیگا اونکو
خوف کی جگہ امن وامان کو * اور اسیکا ضمیمہ ہے کہ بخاری
نے بسند خباب ابن الارت صحابی سے استخراج روایت
کیا کہ وے کہتے تھے کہ مینے ایکدن پیغمبر خدا کے حضور مین حاضر
ہوکر اونسے بت پرستون کی ایذاون کی جو مجھے دیتے تھے
شکایت کی آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور مجھسے صبر کی
نصیحت کرنے لگے اور اگلے مظلومون اور انکی صبرون کی
حکایتین بیان کرنے لگے اور فرمایا واللہ لیتمن ہذا الامر حتی یسیر
الراکب من صنعا الی حضرموت لایخاف الا اللہ ولکنکم تستعجلون
خدا کی قسم یہہ امر یعنی دین اسلام جسکی جہت سے تمکو ایذائین
پہونچی ہین مقرر مقرر اچھی طرح پورا جم جانے والا ہے یہانتک
کہ صنعا سے حضرموت تک مسلمان آدمی سفر کریگا
اور سوای خدا کے کسی کا ڈر اوسے نہو گا لیکن تم جلدی کرتے
ہو * مطلب یہہ کہ میری اور میرے ساتھیون کی بیکسی اور
مظلومی اور بیدینون موذیون کی نہایت اور جبروت پر دہیان
نکرو ایک دن ایسا آنیوالا ہے کہ کوہ و دشت مین تمہین کسیکا

ڈر ہو گا جہ جاکہ وطن مین اور اسي کے ضمیمے مین ہے جو بخاري
نے بسند متصل عدي بن حاتم طائي صحابي سے روایت کي ہے کہ عدي
کہتے ہین کہ مین پیغمبر خدا کے حضور مین بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے
آکر تنگدستي کي شکایت کي اسلام کے جہت سے اور پھر ایک
دوسرا شخص آیا اوسنے شکایت کي سفر کي راہین بند ہو جانیکي
یعني کہ اونہین سوداگر نا بازار مین اور خرید و فروخت کرنا اور
سفر کرنا تجارت کے لیے اور راستہ چلنا دشمنون کے ظلم سے
مشکل ہو گیا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر تیري زندگي باقي ہے
تو ایکدن تو دیکھیگا کہ عورت محمل نشین نے تن تنہا حیرہ سے
کوچ کیا اور کعبے مین باطمینان پہونچکر طواف کیا یعني اب اگرچہ
کافرون کے ظلم مین ہم گرفتار ہین تو کیا ہوا ایکدن ایسا بھي آنے
والا ہے کہ ہمارے لوگون سے اگر ایک عورت بھي منزلون
تنہا سفر کریگي تو اوسکے حال سے بھي کوئي متعرض نہو سکیگا
اور اوسي روایت مین ہے کہ عدي ابن حاتم کہتے ہین کہ
مینے دیکھي یہہ بات کہ ایک عورت تنہا حیرہ سے کعبے تک
باطمینان آئي یعني ہو ذي کافر ایسے مغلوب ہوئے کہ مسلمہ
مسافرہ سے بھي اونکو تعرض کرنیکي دستگاہ باقي نہین رہي

چہ جاکہ مردون سے یہان پہلے کئی باتون پر غور کرنا چاہیے **اول**
پیغمبر خدا کا فقر اور اوسوقت کے مسلمانونکی بے مایگی کہ سواے نان جوین اور
گزینہ چادر کے میسر نتہا اور اونکی بے سروسامانی کہ لڑائی کے ہتہیار بہی بہت
پاس نتہے اور اونکی اُمیّت اور ناواقفیت قواعد حرب اور ضوابط جہانگیری سے
اور اونکی قلت کہ صرف عرب کے کافرون کے مقابلے مین لاکھون حصہ نتہے
دوسرے مخالفونکی کثرت اور اونکی دولت اور اہل روم و ایران کی جاہ
و حشمت اور علم و حکمت اور قواعد حرب اور جہانگیری کی مہارت **تیسرے**
یہہ بات کہ بدون اسکے کہ پہلے بحیلہ سوداگری یا مستاجری یا نوکری
اور مدار المہامی کسی سرکار ذی اقتدار مین مداخلت کی ہو یا کوئی ریاست
بخدع اور فریب لی ہو لڑائیان سب سے شروع کردین اور صرف
مذہب کے لیے اور علانیہ مذہب ہی کے تعرض پر لڑائیون کی بنا
باندہی **چوتہے** اوس بغض و عداوت کو خیال کیجیے جو علانیہ
مذہب کے تعرض سے برپا ہوتا ہے کہ ایک چمار بہی جان دینے کو
اور گہر بار لوٹا دینے کو موجود ہو جاتی ہے چہ جاکہ ملوک اور شجعہ **بعد**
اوسکے دیکہیے کہ باینہمہ وے پیشین گوئیان کس طرح جلوہ ظہور مین آئین
کہ تئیس بتیس برس کے اندر عرض مین دس بارہ درجے سے کہین تیتالیس
چوالیس درجے تک جیسے باب المندب سے بلاد یونان اور حدود ملک اندلس تک

اور کہین پچاس درجے تک جیسے ترکستان کے حدود شمالی
تک اور طول مین نصف النہار لندن سے دس درجے غربی
لیکر کہیں ستر درجے تک جیسے حدود شرقیہ فارس تک اور
کہین بیاسی درجے تک جیسے حدود شرقیہ ترکستان تک حوزہ
اقتدار مین خلفاے راشدین کے اسطرح آگیا کہ اگلی حکومتون
کا نام و نشان بہی باقی نرہا اور باوجود لا اکراہ فی الدین کے
تمام توحید کا مذہب پہیل گیا دیکہو اون چار دہا تونکو اور
تیس بتیس برس کے مدت کو اور سیکڑون برس کے پایدار
تسلط کو لحاظ کرو ایسا تو بخت نصر کے وقت سے آج تک کسیکے
لیے نہین ہوا اور بخت نصر سے آگے تو صحیح تواریخون کے
روسے کسیکے لیے ریاست عظیمہ کا ہونا معلوم ہی نہین ہوتا ہے
چنانکہ آپہی لوگون کی تاریخ اور جغرافیہ سے یہہ سب باتین عقلی
دریافت کین ایضا قال اللہ تعالی ہو الذی ارسل رسولہ
بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون یعنی
خداوند تعالی نے اپنے پیغمبر کو راہ راست اور سچے دین تباینے
کو بہیجا تا کہ بالا دست کردے سچے دین کو سب دینون پر اگرچہ
مشرکون کو ناگوار ہو اور اوسکا ضمیمہ ہے وہ کہ مسلم اور ابو

داؤد اور ترمذی نے ثوبان وایل سے جنکی صحابیت مسلم الثبوت
ہے بسند متصل استخراج کیا کہ وے کہتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے تہے زویت لی الارض مشارقہا و مغاربہا و
سیبلغ ملک امتی ما زوی لی یعنی اکٹہا کر دکہلادی گئین مجہے
زمین کی پورب کی طرفین اور پچہم کی اور پہونچیگی حکومت میرے
امتیون کی جہان تک کہ وہ دکہلائی گئی یعنی پورب سے پچہم تک
دیکہو یہان بہی پہلے اونہین چار دو باتون کو پہر وہیان کرو اور
بعد اوسکے دہیان کرو اسبات کو کہ ملک فاس اور اندلس بلکہ
جزایر خالدات ہے کہ ربع مسکون کی حد غربی بہی ہے تا جزایر
شرقیہ چین کہ یہہ ربع مسکون کی حد شرقی ہے طول مین اور
سواحل جنوبیہ افریقہ اور جزایر جنوبیہ ہندوستان سے لیکر
کہین ۴۵ اور کہین ۵۰ اور کہین ۵۵ اور کہین ۶۰ درجے تک بلکہ
بعضی جگہہ کچہہ اوپر تک جیسے دیار بلغار تک عرض شمالی مین کمتر
بڑے صوبون کے موافق وہ ملک جو خوب آباد ہے باقی رہا
ہوگا جہان ہزار گیارہ سو برس کے اندر تک مسلمانون کی
حکومت نہین ہوئے اور ایسی نہین جیسی نادرشاہ اور بوناپارٹ
کی بلکہ کمتر کوئی مقام ہوگا جہان مسلمانون نے سو برس سے کم

حکومت کی ہوگی گو کہ کہین شعائر اسلامیہ جاری کیے ہون اور کہین
صرف جزیہ پر اکتفا کی ہو جیسے اکثر ولایات فرنگ مین چنانکہ یہہ
بات بہی آپہی لوگون کی تواریخ خصوصاً ڈاکتر ٹیلر صاحب کی تاریخ
اور آپہی کی جغرافیہ سے مینے دریافت کی اور ایک بات
یہان اور غور کرنے کے قابل ہے کہ جتنے مذہب والے ہین سبہی
اپنے اپنے دین کو سچا کہتے ہین مگر برہان عقلی کے رو سے جسطرح
لا الہ الا اللہ کا مضمون سچا ٹہرتا ہے اوس طرح نہ ثنویت کا عقیدہ
ہے اور نہ تثلیث کا اور نہ سگن اوپاشنے کا بلکہ برہان عقلی کی
رو سے یہہ تینون مسئلے باطل ٹہرتے ہین سو ہزارون برس
سے ثنویت زردشتیونکے یہان اور سگن اوپاشنا ہندوون اور
جینیون کے یہان اور تثلیث عیسائیون کے یہان ضروریات
التزامیہ ملت مین داخل ہے سو وہ سچی بات بدو فراوانی نوع
انسانی سے اب تک کیکے عہد مین دنیا مین مشرق سے مغرب
تک اس کیفیت اور کمیت کے ساتہہ نہین پہیلی جیسے کہ دین
محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام مین پہیلی اور اگر کہین پہیلی ہو
تو بتا دیجیے اور لطیفہ یہہ ہے کہ جسوقت ہمارے پیغمبر خدا کا
ظہور ہوا اوسوقت ان تینون اصول والونکے سوا اور کوئی

ربع مسکون مین برا صاحب حکومت نہ تہا اور حکومت کو ہی دین کہتے ہین پس کوئی حکومت ان تینون مذہب والونکی حکومت نہین باقی رہی جسپر مسلمان لوگ غالب نہ آئے ہون گوکہ بعضی جگہہ صرف جزیہ اور زر نعلبندی لینے پر قناعت کی ہو چنانکہ تمہاری تاریخین اور جغرافیہ شاہد ہین اور جب حضرت عیسے پہر آوینگے تو بادشاہت آسمانی کی رواج کی تکمیل ہو جاویگی **ایضاً** قال اللہ تعالی غلبت الروم فی ادنی الارض وہم من بعد غلبہم سیغلبون فی بضع سنین یعنی حدود ملحقہ عرب مین فرنگی مغلوب ہوگئے ہین حالانکہ وے پہر غالب آوینگے تہوڑے برسون مین یعنی کہ تین برس کے بعد سے دس برس کے اندر تک * پارسیون اور فرنگیون مین ایکبار لڑائی ہوئی تہی مسلمان لوگ آپمین خوش تہے کہ فرنگی غالب آوین اسواسطے کہ انبیای بنے اسرائیل پر ایمان لانے مین وے او ہم مذہب اور حق پر تہے اور بت پرست لوگ یکے کے خوش تہے آپمین کہ پارسی غالب آوین اسواسطے کہ انبیای بنے اسرائیل کی تکذیب اور بت پرستی مین شریک تہے ناگاہ خبر آئی کہ فرنگی مغلوب ہوئے بت پرستون کو بڑی خوشی اور مسلمانونکو بڑا رنج ہوا پیغمبر خدا نے بموجب وحی الہی کے فرمایا کہ بالفعل فرنگی مغلوب ہوگئے ہین

تو کیا ہوا تھوڑے سے مدت مین وہی غالب ہو جاینگے چنانکہ ویساہی ہوا
کہ سات آٹھہ برس کے بعد پہر فرنگی غالب ہوئے جیسا تاریخون مین
بہرا ہوا ہے دیکھو حضرت عیسا نے جو اپنی ایذائین اوٹھانے
کی خبر دی تہی وہ تو ایک ایسا امر تہا کہ ایسے لوگون کے لیے پیش آیا
ہوا کرتا ہے کچھہ اسمین اعجاز نہین ثابت ہوتا اور اورشلیم کی خرابی کی خبر
جو حضرت عیسی نے دی وہ دی تہی کہ اگلے انبیا بہی دیتے آئے تہے
اور اشعیا نے جو اورشلیم وغیرہ کی بار بار خبر دی اور وہ بہی مجدد بات
کہ بے تعبیر کے اوسکے کچھہ معنی اکثر جگہہ نہین معلوم ہوتے ہین اوسمین
بہی کچھہ اعجاز نہین ہے اسلیے کہ کون سے شہر ہین جو کبہی نہ کبہی
خراب نہین ہوتے بخلاف پارس اور فرنگ کی شاہنشاہون
کی لڑائی کہ مآل کار اوسکا خصوصاً بتعین مدت ہرگز کسیکی عقل
مین نہین آتا علی الخصوص اوس شخص کے جسنے کبہی کوئی معرکہ
اور کوئی دربار سرکار نہ دیکہی ہو اور اپنے گہر سے باہر نہ نکلا ہو
اور پر ظاہر ہے کہ جو دانشمند مستدعی اپنی عموم پیشوائی کا ہوگا
وہ ایسی بیفایدہ بات کہ درصورت وقوع کے کچھہ فایدہ متصور نہو اور
درصورت عدم وقوع کے بڑی مضرت عظیم الشان عاید ہو نہین
کہتا اور اپنے لوگون کو تسلی دینا تو بہت طرح سے ہو سکتا تہا ذرہ بہی

انصاف کیجیے کہ حضرت عیسی کی اون پیشین گوئیونکو جنکا بیچ
استفسار سیزدہم مین ذکر کیا پیشین گوئی کہنا اور اس پیشین گوئی
کو پیشین گوئی نکہنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے اور بخاری اور
مسلم نے جابر بن سمرہ سے کہ اونکی صحابیت بہی مسلم الثبوت ہے
باسناد متصلہ استخراج کیا کہ وے کہتے ہین کہ مینے پیغمبر خدا سے
سنا ہے آپ فرماتے تہے کہ لتفتحن کنوز قیصر یعنی مقرر تم کہولوگے
خزانے شاہنشاہ فرنگستان کے اور فرمایا اذا ہلک قیصر فلا قیصر
یعنی جبکہ شاہنشاہ فرنگستان میرے امتیون کے ہاتون سے
خراب ہوجایگا پہر نہ استوار ہوگا * دیکہو یہہ پیشین گوئی ابوبکر صدیق
کے وقت سے شروع ہوئی اور ترکون کے ہاتہون سے
کامل ہوگئی اور شاہنشاہی فرنگستان ایسی غارت گئی کہ کئی
سو برس سے اوسکا نام ونشان بہی نرہا اور ہاشیاے روم
اور ارض مقدس جو سارے فرنگستان کے بادشاہونکا معبد تہا
پہلے وہلے مین قیصر سے کیسا چہین لیا گیا اور بعد اوسکے سنہ ۱۲۰۰
و سنہ ۱۳۰۰ مسیحی مین سارے اہل حکومت فرنگستان کے اور بادشاہ
انگلستانکا بہی تین تین اور چار چار لاکہہ سپاہیون سے جمع ہوکر
مسلمانون کو فرنگستان اور ارض مقدس سے نکالنے کیلیے

لڑے اور آخر کار اون لڑائیون سے کچہہ اونہین فائدہ فتح
یابی کا نہوا اور چالیس لاکہہ فرنگی فلسطین مین دفن ہوا چنانکہ اس قصے
کو ڈاکٹر ٹیلر نے مفصل لکہا ہے اور اپنی اون لڑائیونکا نام جہاد مقدس
اور جنگ مقدس رکہا ہے اور لطف یہہ ہے کہ اسکے ساتہہ
باوجودیکہ شاہنشاہی فارس کی قیصر کی شاہنشاہی سے بہت مقدم
تہی اور سکندر کے ہاتہہ سے خراب ہوکر پہر استوار ہو گئی تہی پیغمبر خدا
یہہ بہی فرماتے تہے کہ پارس والے ایک ٹکر یا دو ٹکر کے ہین چنانکہ
خلیفہ دوم کے وقت سے خلیفہ سیوم کے زمانے تک وے ٹکرین
مارے گیے بعد اوسکے بے نام ونشان ہو گیے اور اہل فرنگ وے
قرون والے ہین ایک گروہ اگر خراب ہو گیا تو دوسرا استوار ہوتا
یعنی اگرچہ شاہنشاہی فرنگستان کی مٹ جائیگی جسطرح کسریٰ کی مٹ
جانے والی ہے مگر کسریٰ کے ولایت کی کوئی قوم ہم مذہب والی
برپا نہوگی بخلاف فرنگستان کے کہ اونمین سے اگر بعضی حکومتین
خراب ہوجائیگی تو پہر اور استوار ہوجایا کریگی اور اہل فرنگ تحمل
والے ہین اور آخر زمانے مین پہر عروج پکڑین گے اس حدیث کا
ماخذ یعنی وہ کتاب جس مین یہہ روایت باسناد متصلہ لکہی ہے
مجہے اسوقت یاد نہین پڑتا شاید جامع صغیر مین ہے ف یہہ

قاعدہ تہا خصوصًا عرب والون کا کہ جن ولایتون پہ کوئی بادشاہ
مسلط رہتا تہا تو اون ولایتونکو اوسی بادشاہ کی ولایت سے
طرف منسوب کیا کرتے تہے خصوصًا جبکہ اون ولایتون کے حدود
آپس مین ملحق اور اوضاع اور اطوار اونکے متشابہ اور متقارب
ہون اسلیے سارے فرنگستان کو عرب لوگ روم کہتے تہے اور
مسلم نے بسند متصل مستورد صحابی سے کہ اونکی صحابیت بہی مسلم
ہے استخراج کیا کہ وے کہتے تہے کہ مینے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا کہ قیامت نہین آویگی مگر یہ کہ اہل روم سب آدمیون سے
زیادہ ہولین گے اور مسلم نے بسند متصل ابو ہریرہ سے ایک
حدیث کا استخراج کیا کہ اوس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت
عیسی کے پہر آنیکے زمانے مین قسطنطنیہ فرنگیون کے پاس ہوگا
ان دونون پیشین گوئیون کی تکمیل اور ظہور ابتک نہین ہوا مگر مینے
اسواسطے اونکو نقل کیا کہ آثار اوسکے انگلسیون اور روسیون
کی حکومت سے ظاہر ہین شاید انہین سے یہ دونون پیشین
گوئیان پوری ہون یا فرنگستان کے اور دوسرے قوم سے
اور احمد ابن حنبل اور بزار اور طبرانی اور ابو نعیم اور حاکم نے
باسناد صحیحہ متصلہ عبد اللہ ابن مسعود اور ابی بکرہ اور بریدہ اسلمی سے

کہ اونکی صحابیت مسلم الثبوت ہے روایت کی کہ پیغمبر خدا نے
ترکون کے غلبے کی خبر دی ہے چنانکہ پانسو برس کے بعد اوسکا
ظہور ہوا اور ابو داؤد اور بیہقی نے باسناد متصلہ ثوبان والی
ہے کہ اونکی صحابیت بہی مسلم الثبوت ہے استخراج کیا وے
کہتے تہے کہ مین نے پیغمبر خدا سے سنا آپ ایکروز فرماتے تہے کہ ایک
دن آنیوالا ہے کہ تمہارے خلاف مذہب والے تم پر چڑہائیان
کرینگے اور غالب آوینگے اس مین ایک شخص نے عرض کیا کہ یہہ
غلبہ مخالفون کا ہوگا مگر اس جہت سے کہ مسلمان لوگ بہت کم
رہ جاینگے آپ نے فرمایا یہہ سبب نہین ہے اسواسطے کہ اون
دنون تم ان دنونسے کہین زیادہ ہوگے یعنی ان دنون تو تم ہزارون
ہو اور اون دنون کڑوڑون سے زیادہ ہوگے لیکن سبب یہہ ہے
کہ تم لوگ نکمے اور ناکارے ہو جاؤگے اور خداوند تعالے تمہارے
رعب کو تمہارے مخالفونکے دلسے نکال لیگا اور تمہارے دلون مین
وہن ڈال دیگا لوگون نے عرض کیا کہ وہن کیسا آپ نے
فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت سے کراہت * چنانکہ کچہہ اسکا
ظہور بعض ملوک فرنگ اور چنگیزیہ کے عہد مین ہوا اور بعد ہزار
برس کے پوری تکمیل اسکی اسپین کے فرنگیون سے شروع ہوئی

اور انگلسیہ اور روسیہ کے ہاتھون نہایت ظہور مین آئی جیسا
تاریخون سے ظاہر ہے اور بخاری اور مسلم نے باسناد متصلہ
اخراج کیا ابوہریرہ سے کہ مینے سنا پیغمبر خدا سے آپ فرماتے تھے
کہ ضرور ہونے والی ہے یہہ بات کہ سرزمین حجاز مین ایک
آگ بلند ہو جس سے بصری کے شترخانون تک روشنی پہونچے
چنانکہ اوایل جمادی الاخری سنہ آٹھہ سو چون ہجری مین واقع ہوا
کہ وہ آگ حجاز کے میدان کی سرزمین سے خودبخود بلند ہوئی
اور حدود یمن تک پہونچی اور اتنی بلند ہوئی تھی کہ چار چار پانچ
پانچ منزل سے معلوم ہوتی تھی اور قریب پچپن دن کے رہی
اور آخر رجب سنہ مذکور مین فرو ہوئی چنانکہ تواریخ عربستان سے
ظاہر ہے یہہ سب پیشین گوئیان یا وہ ہین جنکا محضر اوسیوقت
لکہا گیا جیسے قرآن والیان یا وہ کہ اونکے گواہونکا اظہار
اواخر قرن ثانی اور اواسط قرن ثالث مین قلم بند ہوا اور وقوع
مین بعدرت کے آئین اور جیسے پہلی انجیل کے ساتوین باب کے
پندرہوین ورس سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسی خدا کی مرضی پر
چلنے والون اور نہ چلنے والونکے علامات فرما کر ورس بستم مین
فرماتے ہین نسخہ ۱۹، ۱۶ تعرفونہم بثمراتہم یعنی اونکے پہلونسے اونہین

پہچانو گے اور سب انجیلون مین کئی جگہہ فرمایا کہ اگر تمہارا عقیدہ صحیح
ہوا ور ایمان کامل ہو تو پہاڑ کو اپنی جگہہ سے ہٹادو اور دریا پر برابر
چلے جاؤ اور دیو بہوت کو ڈانٹ کر نکال دو موافق اسکے امت مصطفوی
کے کامل ایمان والونکے حالات بعید اور بے پایان ہین مگر وے
کتابین جنمین بعضے اون حالتون کو لوگون نے اپنے چشم دیدہ
لکہا ہے میرے پاس نہیں اور نہ تفصیل وار مجھے یاد ہین مگر دو تین
باتین مجھے یاد ہین او نہین لکھتا ہون **ازانجملہ** محی الدین
ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ نے کہ اونکی وثاقت شان سارے
جہان کے نزدیک مسلم الثبوت ہے اپنی کتاب مین جسکا نام
فتوحات ہے اور اوسکی تالیف اونسے ویسہی ثابت ہے جیسے اونکا
اور اوس کتاب کا ہونا اپنی چشم دیدہ بہت سے معجزات اولیاء
محمدیہ کے لکہے ہین مگر کتاب میرے پاس نہین ہے لیکن اونمین
سے ایک مجھے یاد ہے شیخ لکھتے ہین کہ ایکدن ایک بے
دین نے کہا کہ یہہ جو قرآن مین لکہا ہے کہ ابراہیم کو آگ نے نہ جلایا
یہہ عقل کے رد سے غلط معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ جلانا آگ کے
لوازم ذاتی سے ہے شاید اوس آگ سے آتش غضب نمرودی
مراد ہوگی شیخ فرماتے ہین کہ ایک درویش نے میرے سامنے

اوس نے دین سے کہا کہ آگ خدا کی تابعدار ہے جب وہ جلانے
کو کہتا ہے جلاتی ہے اور نہیں تو نہیں جلاتی ہے اور خدا کے بندے
اب بھی ایسے ہین کہ اونکے لیے خدا آگ کو جلانے سے باز رکھہ
سکتا ہے مین کہتا ہون کہ اس انگیٹھی مین آگ دہک رہی ہے اپنے
ہاتھہ سے اوٹھا لے خدا اوسے جلانے نہ دیگا اوسنے انگیٹھی کے
طرف ہاتھہ بڑہا کر انگارہ اوٹھا لیا اور دیر تک اپنے ہاتھہ مین اور
اپنے کپڑون پر رکھا اور کچھہ صدمہ نہ پہونچا یہان تک کہ پھر انگیٹھی
مین اوس انگاریکو ڈالدیا بعد اوسکے اوس درویش نے کہا کہ پھر
تو اوٹھا اوسنے پھر ارادہ کیا دور ہی سے ہاتھہ پر آگ کی گرمی پہونچی
ہرگز اوٹھایا نگیا **ازانجملہ** شیخ سعدی رح ہے کہ اونکی ولایت بھی
تمام عالم پر روشن ہے اپنی بوستان مین کہ اونکی تالیف
ہی اوسمین ایسے ثابت ہے جیسے اوسکا ہونا لکہتے ہین کہ میرے
ساتہہ فاریاب کا ایک پیرمرد ایک دریا پر پہونچا ملاحون نے مجہہ
مزدوری پاکر مجھے تو کشتی پر بٹھالیا مگر اوس پیرمرد پاس کچھہ
کوڑی پیسا تہا اوسے نہ بٹھایا وہ پیرمرد پانی پر بے تکلف چلا یہان
تک کہ میرے سامنے پار ہوا مین بڑی حیرت مین رہا کہ یہہ خواب ہے
یا بیداریکا معاملہ ہے اوس پیرمرد نے میری حیرت کو دیکھہ کر

فرمایا که کچهه تعجب کی جگهه نهین خدا نے مجهے پانی پر لایا از انجمله خواجه
میر درد دهلوی که سارے هندوستان کے علما و شعرا اونهین کے بنائے
هین اور اونکی ثقاهت بهی اونکے نزدیک مسلم الثبوت هے اور اونکے
بعضے بعضے دیکهنے والے همارے زمانے تک موجود بهی تهے اپنی
کتاب مین جسکا نام هے شرح واردات اور اوس کتاب کی
تصنیف اونکے هاتون سے بهی اهل علم کے نزدیک جنهون نے
اوس کتاب کو پڑها هے مسلم الثبوت هے لکهتے هین که مین اپنے والد
بزرگوار کے حضور مین بیٹها تها یکایک دیکهتا کیا هون که اونکا بدن
کپڑون سمیت مانند عینک کے هے که اونکے پشت کی دیوار وغیره
صاف نظر آتی هے مجهے بڑی حیرت هوئی که یهه کیا ماجرا هے بڑی
دیر تک مین اونکے بدنکو ایسے هی دیکهتا رها یهان سے ثابت هوا که
وه صفت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم کی صحیح هے جو حکیم ترمذی نے
بسند متصل ذکوان سے که وه بهی مشهور صحابی هین استخراج
کیا هے که پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم کا سایا دهوپ اور چاندنی
مین نهین معلوم هوتا تها هے اگرچه یهه روایت اس نظر سے که مثل
شق القمر وغیره کے قرون اولے مین بکثرت طرق مروی نهین
هے مقتضی اثبات کو هے که انحضرت کا سایه نه پڑنا دایمی تها

درینشل اور معجزات کے سب سے زیادہ ائمہ حدیث کو اسکی خبرین
متواتر پہونچتین مگر یہ تو بیشک ثابت ہوتا ہے کہ کبھی کبھی تو ایسا
ہوا کیا ہے کہ سایہ پیغمبر خدا کا دہوپ وغیرہ مین نہین پڑا اسواسطے
انحضرت کے ادنی امتی سے ایسی کرامت ظاہر ہوئی اور
احیاے میت کا معجزہ حضرت عیسی سے انجیلون کے تفصیلی ذکرون
کے رو سے صرف دو ہی دفعہ ثابت ہوتا ہے ایک اوس
لڑکی کا جینا جسے آپ نے فرمایا تہا کہ مری نہین بلکہ سوتی ہے
اور اوسیوقت شاید اوسکی جان نکلی تہی کچہہ دیر بہی نہین گذری
تہی اور دوسری العاذار کا تیسرے دن خدا کے حضور مین بہت
ہی زاری اور تضرع کر کے قبر مین سے جلانا جسطرح سلاطین کی
پہلی کتاب کے سترہوین باب مین الیا کا معجزہ احیای میت کا دعا
مانگ کے لکہا ہے سو ہمارے پیغمبر خدا سے احیای میت کا
معجزہ بہی کئی دفعہ ہونا مروی ہے ایکبار ایک بکری ذبح ہوئی
اور اوسکا گوشت کہا لیا گیا مگر ہڈیان اوسکی یکجا تہین انحضرت نے
اون ہڈیون کو جمع کر کے اوسے زندہ کیا اور ایکدفعہ ایک شخص
کی ایک لڑکی مر گئی اوس شخص کے کہنے پر انحضرت اوسکے جنازے
پر تشریف فرما ہوئے اور پکار کے کہا کہ تجہے اوسی عالم مین ہنا

خوش آتا ہے یا پہر اس عالم مین آنا اوسنے کفن سے مونہہ کہولکے
کہا کہ مجہے دنیا مین پہر آنا قبول نہین چنانچہ یہہ دونون روائتین مواہب
لدنیہ مین بیہقی اور ابو نعیم کی کتابون سے نقل کی ہین اور بعضے
علمای امت مصطفویہ سے احیای میت کا معجزہ لوگون نے اپنی
انکہون دیکہا لکہا ہے مگر وہ کتابین میرے پاس نہین ہین اور نہ مجہے
یاد ہین **بالجملہ** اب بتائیے کہ کون سا عذر عیسائیون کو حضرت خاتم النبیین
کے معجزات کے ثبوت مین باقی رہا اگر کوئی ہو تو بیان کیجیے کہ اوسمین
بہی غور کیا جاے اور کوئی معجزہ کسی نبی کا انبیای نبی اسرائیل سے
اوس ضابطہ عقلیہ کے طور پر جو سمعیات کے ثبوت عقلی کے لیے درکار ہے
مجہے بتا دیجیے کہ بدون تصدیق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کے بہی اوسکی تصدیق لازم آوے اور نبی اسرائیل کے بہت سے
نبیونکا انجیل مین مذکور ہے اور اونسے معجزے صادر ہونے کا ذکر
نہین ہے اور انجیل مین ایک جگہہ تصریح سے لکہا ہے کہ یحیی نبی سے
کوئی معجزہ نہین ہوا اور انجیل چہارم کے بارہوین باب کے ورس سی و
ہفتم مین لکہا ہے کہ اگرچہ عیسی نے بہت معجزے دکہلائے پر وے
ایمان نہین لائے اسیطرح ہمارے پیغمبر خدا پر جو اوس زمانے کے
لوگ سبکے سب ایمان نہین لائے تو اس سے معجزات کی نفی نہین لازم آتی

سولھوان استفسار

اکثر آپ لوگون کے رسالون مین حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نسبت یہہ اعتراض لکھا دیکھا ہے کہ حضرت کا ذکر اگلے انبیاؤن نے نہین کیا سو پہلے مین پوچھتا ہون کہ حضرت موسے کا ذکر کس کتاب مین ہے جو اون سے پہلے کی ہو آپ ہی لوگون کے اظہار سے ثابت ہے کہ موسی سے پہلے کی کوئی کتاب دنیا مین نہین ہے پھر یہہ کہتا ہون کہ دوسرے نبی کی نبوت کے ثبوت کے لیے پہلے نبی کا کہہ جانا کس برہان عقلی کے رو سے ضرور سمجھا جاتا ہے اگر کوئی اوسکی ضرورت کی دلیل ہو تو بیان کیجیے بلکہ برہان تطبیق اس امکان کو باطل ٹھہراتی ہے اسلیے کہ اسمین تسلسل لازم آتا ہے بعد اوسکے مین کہتا ہون کہ پہلے نبی کو دوسرے نبی کی خبر دینا کس طرح سے چاہیے آیا اسطرح کہ تمام خصوصیات دوسرے نبی کی بیان کرے جسطرح قبالجات وغیرہ اور چہرہ نویسی مین لوگون کے لکھا جاتا ہے یا اسطرح کہ فہمیدہ آدمی اپنی الف اور عادت سے کنارے ہو کر جب غور کرے تو مطابق پاوے پس اگر پہلی طرح کا خبر دینا مراد ہے تو ہمارا یہہ سوال ہے کہ حضرت عیسی وغیرہ انبیا کے لیے ایسی خبرین اگر کہین سے نکلتی ہون تو ہمین بتا دیجیے اور اگر

دوسری طرح کی خبر مراد ہے تو ہے لیجیے مگر اون خبروں کے ذکر کرنے
سے پہلے دو مطلبونکا بیان کرنا ضرور ہے **پہلا مطلب**
اسباب کے بیان مین کہ ناموں کا ترجمہ کر ڈالنا اور اکثر جگہ کلمے بطور
ترجمے یا تفسیر کے لاحق کر دینا اہل کتاب کی عادات سے ہے
ازانجملہ کتاب پیدایش باب دوم ورس ۲۳ نسخہ سنہ ۱۸۱۱
تسمی امرءة لانہا من امرء اخذت سنہ ۱۸۲۵ یہہ ایشاہ یعنی عورت
کہلاوے گی کیونکہ ایش یعنی مرد سے نکلی ہے **دیکھو** ایش اور
ایشاہ شاید عبری مین مرد اور عورت کو کہتے ہین پس ترجمے مین چاہیے
تہا کہ صرف اوسکا ترجمہ کر دیتے یا صرف اصل کو نقل کرتے نہ کہ اوس
لفظ کو نقل کیا اور اوسکے ساتھہ اوسکی تفسیر اپنی طرف سے کتاب
مین بڑہا دی اور باب ۱۶ ورس ۱۴ سنہ ۱۸۲۵ لذلک دعت اسم البیر بیر
الحی الناظرنی سنہ ۱۸۲۵ اسواسطے اوس کنویے کا نام بیرحی ناظری یعنی بیر
دیکھنے والے زندیکا گوار کہا اس جگہہ دو طرح کی تبدیل ہوئی
ایک یہہ کہ کنویے کا نام جو عبرانی مین تہا اوسے عربی کیا وہ بہی غلط
دوسرے یہہ کہ اوسکے ساتھہ اوسکا ترجمہ بہی خدا کی کتاب مین
مخلوط کر دیا اور باب ۲۲ ورس ۱۴ سنہ ۱۸۱۱ اسمی ابراہیم اسم
ذلک الموضع مکان یرحم الله زائره سنہ ۱۸۲۵ ابراہیم نے اوس مقام کا

نام یہوواہ یری رکہا* دیکہو نام کی تبدیل اور اوسکا ترجمہ اور باب
۳۱ ورس ۴۲ سنہ ۱۶۴۵ انکتم یعقوب امرہ عن حمیہ سنہ ۱۸۲۵ یعقوب نے
ارمنی لابان سے دغا کی* حضرت یعقوب کے خسر کا نام لابان
تہا سنہ ۱۶۴۵ والے نے خسر کو حم کرکے ترجمہ کیا حالانکہ حم کہتے ہین
عورت کے رشتہ دار کو جو خاوند کے طرف سے ہو جیسے دیور اور
جیٹہہ اور اوسکے ساتہہ اوس نام کو بالکل اوڑا ہی دیا اور
باب ۴۹ ورس ۱۰ سنہ ۱۸۴۵ یہودا سے ریاست کی جریب
جدی نہوگی اور نہ حاکم اوسکی نسل سے جائیگا جب تک کہ شیلا
نآوے اور قومین اوسکے پاس جمع ہوں سنہ ۱۶۴۵ فلا یزول القضیب
من یہودا والمدبر من فخذہ حتی یجی الذی لہ الکل و ایاہ تنتظر الامم
یعنی یہودا سے جریب نجائیگی اور نہ حاکم اوسکے ران کا یہان تک
کہ آوے وہ شخص جسکے واسطے سب کچہہ ہے اور قومین اوسکی انتظار
کرینگی سنہ ۱۸۱۱ فلا یزول القضیب من یہودا والرسم من تحت امرہ الی
ان یجی الذی ہو لہ والیہ یجتمع الشعوب یعنی جریب یہودا سے جدی
نہوگی اور نہ حکومت مرسومہ اوس سے باہر ہوگی یہان تک کہ وہ
شخص جسکے واسطے وہ حکومت ہے آوے اور قومین اوسکے پاس
جمع ہون دیکہو یہہ حضرت یعقوب کی پیشین گوئی ہی اپنے ایک

بیٹے ہے کے حق مین جسکا نام یہودا ہے اوسکی حکومت مرسومہ ہے کے
زوال کا وقت ایک شخص موعود کے آنیکے وقت کو کہا جسکا نام شاید
شیلا نبایا دیکہو کیسا ترجمہ کیا اور اوسمین اختلاف بہی کیا اور شیلا کا نام
کیسا گہٹا بڑہا دیا اور اوسکی دوسری صفت یعنی تجتمع الیہ الشعوب
کو ایاہ تنتظر الامم سے بدل ڈالا **او** ر کتاب خروج باب سیوم درس
چہاردہم ۱۸۲۵ء ۱۸۱۶ء فقال اللہ لموسی آہیہ اشراہیہ ۱۸۱۱ء فقال لہ الازلی الذی
لایزال ۱۸۲۵ء ۱۸۱۹ء خدا نے موسی سے کہا مین وہ ہون جو ہون *اہیہ اشر اہیہ
شاید اسم ذات ہے اوسکا ترجمہ کیا اور ترجمے مین اختلاف بہی کیا اور
باب ہشتم درس ۱۸۲۵ء ۱۸۱۶ء تبقی فی النہر فقط ۱۸۱۱ء ۱۸۱۸ء تبقی فی النیل فقط
* نیل نام ہے ایک نہر کا اوسکو نہر کے لفظ کے ساتہہ بدل ڈالا
اسیطرح اگر محمد کے لفظ کو بلفظ آدمی بدل ڈالا ہو تو کیا تعجب **او** ر باب ہفدہم
درس ۱۵ ۱۸۲۵ء ۱۸۱۱ء فانبنی موسی مذبحا ودعا اسمہ الرب عظمتی ۱۸۱۱ء ۱۸۲۵ء وبنی مذبحا وسماہ اسمہ علمی
موسی نے ایک قربانگاہ بنائی اور یہواہ میرا نشان اوسکا نام رکہا
* یہان بہی علم کا ترجمہ کیا اور عربی دونون ترجمون مین اختلاف
بہی کیا **او** ر باب سی ام درس ۲۳ ۱۸۲۵ء ۱۸۱۶ء من میعۃ فائقۃ ۱۸۱۱ء ۱۸۱۹ء
من المسک الخالص ۱۸۲۵ء ۱۸۱۸ء اچہی خوشبو خالص مُر ل ہے دیکہو کہان میعہ اور کہان
مشک اور ۱۸۲۵ء ۱۸۱۸ء والا نہین معلوم کیا لکہتا ہے **او** ر کتاب استثنا

یے کے بارہوین باب کے پندرہوین درس مین تفسیر ظاہر اور غیر
ظاہر کی کمی بیشی جو ہم استفسار دہم مین لکھہ چکے ہین اوسے پہر
دیکھہ لو اور باب سی و چہارم درس ۵ سنہ ۱۸۲۵ فمات هناك موسے
عبد الرب سنہ ۱۸۱۱ فمات هناك موسى رسول الله * اگر محمد رسول
اللہ کے جگہ ایک بندہ خدا کر دین تو کچھہ تعجب نہین اور کتاب یوشع
کی باب ششم کے درس چہٹے مین جو الحاق تفسیر کا ہوا ہے اوسے
استفسار پنجم مین دیکھہ لو اور باب دہم درس ۱۳ نسخہ سنہ ۱۸۲۵ ایا شی

کتاب مین نہین لکہا ہے نسخہ سنہ ۱۸۱۱ الیس ہو مکتوب فی سفر المستقیم
* کہان صاحب کتاب کا نام اور کہان کتاب کا نام اور اوسکا بہی
ترجمہ نہ کہ اصل نام اور اشعیا کی کتاب باب ہشتم درس ۱ سنہ ۱۸۲۵
پہر یہواہ نے مجہے کہا کہ ایک بڑی تختی لے اور کاریگر کے قلم سے اوس پر
لکہہ کہ مہیر شلل حاش بز سنہ ۱۸۳۹ و خداوند مرا فرمود کہ لوحی بزرگ بگیر
و آن را بقلم کند کار در باب مہر شالال حاش بز بنویس سنہ ۱۸۱۱ وقال لي الرب
خذ لك مدرجا صحيحا صحيفة جديدة كبيرة واكتب فيها بكتابة انسان
حاو ليصنع نهب النايم لانه حضر مہر شالال حاش بز کسی کا نام ہے اوسکا
ترجمہ انسان جاو لیصنع نہب النایم لکہا گیا اور اوس تبدیل علم کے
سوا عربی نسخے مین اور لفظین کیسی بڑہائی ہین اور درس ۳ سنہ ۱۸۲۵

اوسکا نام مہرشلل حشبز رکہہ سنہ ۱۸۳۹ اور امہر شالال حشبز نام بہ سنہ ۱۸۱۱
ادع اسمہ اغنم بسرعۃ وانہبو بجدۃ * دیکہو نام کا بدلنا اگر محمد یا احمد کی
لفظ کو بدل ڈالا تو کیا بڑی بات کی اور باب چہل سیوم ورس ۲۸
سنہ ۱۸۲۵ یعقوب پر لعنت کی اور اسرائیل پر تف اور لعن کیا *
سب نسخون مین ایسیہی ہے یہان سے مراد اگرچہ بنی یعقوب اور بنی
اسرائیل ہین مگر خدانخواستہ اگر ایسی لفظ اوس شخص کے نام
کے ساتہہ ہوتی جسکی بزرگی متنازع فیہ ہے تو مخالفون کو بڑی
دستاویز ہاتہہ لگتی اور باب شصت و دوم ورس ۴ نسخہ سنہ ۱۸۲۵
توحفظیا کہلائیگا یعنی میری خوشی اسمین اور تیری زمین بعلا
ہوگی یعنی خاوند والی نسخہ سنہ ۱۸۱۱ لاتمک تدعین ارادتی وارضک
مسکونۃ * دیکہو نام کی تفسیر اور اوسکی کمی بیشی اور زبور دوم ورس ۱۲ سنہ ۱۸۱۱
الزموا الادب لئلا یغضب الرب علیکم سنہ ۱۸۲۵ بیٹے کو چومو تا نہووے
کہ وہ تمسے بیزار ہو نسخہ سنہ ۱۸۳۹ اسیکے موافق * کہتے ہین کہ بیٹے سے
مراد عیسی ہین دیکہو کیسی تبدیل ہوئی سچ کہتا ہون کہ سیکڑون
جگہہ بیبل مین اسی طرحکی تبدیل اور کمی بیشی واقع ہوئی مگر سبکو
ملا کر دیکہنے اور لکہنے کی فرصت کسکو ہے آمدم بر سر اناجیل وغیرہ
پہلی انجیل پہلا باب ورس ۲۱ نسخہ سنہ ۱۸۴۷ اور اوسکا نام عیسی رکہنا

اسواسطے کہ وہ اپنی امت کو اونکے گناہونسے بچاویگا * سب نسخے
اسیکے موافق ہین سنہ ۱۸۳۹ تو اوسکا نام یسوع یعنی نجات دینے والا
رکہا اسواسطے کہ وہ اپنے لوگونکو اونکے گناہونسے نجات دیگا * دیکھو
سیکڑون برس کے بعد یہہ عبارت نئی ملائی گئی یعنی نجات دینے والا
اسیطرح فارقلیط کی تفسیر سیکڑون برس پہلے موافق اپنے فہم
کے ملائی گئی ہے اور باب دہم ورس ۲۵ نسخہ سنہ ۱۸۱۶ خداوند
خانہ را بعلزبول مسمے نمودند * سب نسخے اسیکے موافق ہین
نسخہ سنہ ۱۸۳۹ جب اونہون نے صاحب خانہ کا نام بعلزبوب یعنی
دیوونکا سردار رکہا ہے * اسمین بعلزبول یا بعلزبوب کی تفسیر
کا الحاق سیکڑون برس کے بعد ہوا اور باب یازدہم ورس
۱۴ نسخہ سنہ ۱۸۱۱ قال ان اردتم ان تقبلوہ فہو ایلیا المزمع ان یاتی
سنہ ۱۸۱۶ فان اردتم ان تقبلوہ فہذا ہو المزمع بالاتیان * دیکھو ایلیا
کا نام کہ مراد اوس سے شاید حضرت یحیی ہین کیسا کم ہوگیا یا بڑہا دیا
گیا ہے اور باب شانزدہم ورس ۱۴ نسخہ سنہ ۱۸۱۶ گفتند کہ بعضے
یحیی تعمید دہندہ و بعضے الیاس و بعضے ارمیا نسخہ سنہ ۱۸۲۶ اونہون
نے کہا بعضے کہتے ہین کہ تو یحیی اصطباغی ہے اور بعضے الیاس
اور بعضے نبیا کا بیٹا * دیکھو ارمیا کا نام کیسا بدل گیا اور باب ہجدہم

برس ۴۴ ہم نسخہ ۱۴ سنہ ۸ ادیے ایک[۵۲] کو جسپر اوسکے دس ہزار توڑے
قرض تہے اوسکے سامنے لائے نسخہ ۱۹ سنہ ۱۶ شخصے را بنزد وی آوردند
کہ مبلغ دہ ہزار قنطار بدہ کار بود سنہ ۱۶ ۱۹ اتی الیہ بمدیون عشرۃ الاف
قنطار نسخہ ۳۹ سنہ ۱۸ ایک کو جسپر اوسکے دس ہزار یعنی قریب ۳۴۴
لک روپئے کے قرض میں تہے لائے * سوای اور اختلافات کے دیکھو
کہ سیکڑون برس کے بعد یہہ تفسیر یعنی ۲۴۴۳ لک روپیے بڑہائی گئی
اسیطرح سیکڑون برس پہلے فارقلیط کی تفسیر بڑہائی گئی چونکہ بہت
دنون سے تہی سب نسخون مین پہیل گئی اور عداوت اور حسد کا
بہی قدم درمیان مین تہا بخلاف اوس روپیے کی تفسیر کے کہ ابہی چند
سال ہوے بڑہائے ہوے بہت پہیلی نہین اور جو حسد اور عداوت
کی بات نہین ہے شاید نہ تہی پہلے اور باب بست و ہفتم ورس
۴۶ انسخہ ۱۱ سنہ ۱۵ ات قائلا الوی الوی لما صافختانی الذی تفسیرہ الہی الہی
لماذا ترکتنی ۳۹ سنہ ۱۵ ابلند آواز سے چلا کر کہا ایلی ایلی لما سبقتنی یعنی
اے میرے خدا اے میرے خدا کیون تو نے مجہے چہوڑ دیا * ہم الوی
کو ایلی سے اور صافختانی کو سبقتنی سے بدلنے کو تحریف نہین کہتے ہین
اسواسطے کہ شاید دونون عبری لغت ہون مگر ظاہر ہے کہ پہانسی
پانے کے وقت جو شخص اضطراب کا کلمہ اپنی زبان مین کہیگا

تو دوسري زبان مین اوسکي تفسیر نہین کریگا خصوصاً خدا سے مناجاة کرنے مین پس یہہ تفسیر نہین بڑہائي ہے مگر یوناني مترجم نے سو اسیطرح اوسي نے شاید بعد ترجمہ کرنے لفظ احمد کے بہ فارقلیط ہے اوسکي تفسیر موافق اپنے فہم ناقص کے یا کسي اور نے از روي عداوت کے محض غلط بڑہا دي ہے اور دیکہو یہانسے ثابت ہوا کہ حضرت عیسی اور اونکے وقت والے عبري بولتے تہے نہ کہ یوناني اور معلوم ہوا کہ حضرت عیسی معاذ اللہ مرتے وقت جہوٹہہ بولے یعني اگر خدا تہے تو الہي الہي کر کے کسکو پکارا اور اگر پیغمبر تہے اور خدا کي راہ مین اپني جان دي تو شہادت کے وقت اپني تئین متروک الہي کیون کہا وہ تو کمال مقبولیت کا وقت تہا اور لطف یہہ ہے کہ تیسري انجیل والا باب بست سیوم کے درس ۴۶ چہیالیسوین مین عیسی مصلوب کے صلیب پانے کے وقت یہہ جملہ نقل کرتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۹ ایسوع بلند اواز سے چلا کر بولا اے باپ مین اپني روح تیرے ہاتہہ مین سونپتا ہون یہہ کہکے جان دي* پس دونون انجیل والون مین سے ایک نے بیشک غلط کہا خواہ عمداً خواہ نسیاناً اور روح القدس عمداً یا نسیاناً غلطي نہین کرتا ہے بالاتفاق اور انجیل دوم باب سیوم درس ۲۷ نسخہ سنہ ۱۸۱۴

زبدی کے بیٹے یعقوب اور یعقوب کے بہائی یوحنا کو جنہین بون رجس کہکے
جسکا ترجمہ بادل کے بیٹے ہے خطاب دیا نسخہ ۱۸۳۹ مطابق اوسکے
مگر بادل کی جگہہ رعد ہے ۱۸۱۶ یعقوب الزبدی واخو یعقوب یوحنا
الذان لقبہما ببوان رجس یعنے ابنی الرعد * دیکہو حضرت عیسی نے
یعقوب اور یوحنا حواریون کو جو خطاب دیا تہا مولف انجیل نے
اول اوسکا ترجمہ یونانی مین کیا اور پہر عربی مین اور بعد اوسکے
اوسکی تفسیر بہی پیچہے سے اوسکے ساتہہ لگا دی اسلیئے کہ لقب مقرر
کرنے مین یہہ دستور نہین ہے کہ اوسکا ترجمہ بہی دوسری لغت
مین اوسکے ساتہہ لگا دین اور یہان سے بہی ثابت ہوا کہ
حضرت عیسی عبری بولتے تہے نہ کہ یونانی اور باب پنجم ورس
اتہ نسخہ ۱۸۱۱ قال لہا طالیثا کوم الذی تاویلہ یا صبیۃ لک اقول
قومی ۱۸۱۶ قال لہا طالیثا یعنی ایہا الصبیۃ قومی ۱۸۳۹ اوسنے
کہا طالیثا قومی جسکا ترجمہ ہے اے لڑکی اوٹہہ مین تجہسے بہی فرماتا
ہون * یہہ وہی لڑکی ہے جسکے مرنے پر حضرت عیسی اوسکے زندہ
کرنے کو گئے اور سردست اوسکے اولیاے کے تسلی کے لیئے بیہودہ
دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز فرمایا کہ مری نہین سوتی
ہے بعد اوسکے اوسکا ہاتہہ پکڑ کر وہ کلمہ کہا پس ظاہر ہے کہ

جو کوئی کسی سے موافق اپنے آپ کے محاورے کے خطاب کرتا ہے
تو اوسکا ترجمہ دوسری زبان مین نہین کرنا جاتا ہے یہہ ترجمہ پیچھے
سے بڑھایا گیا ہے اور یہانسے بھی عبری بولنا حضرت عیسی کا
ثابت ہوا **اور** باب ہفتم ورس ۳۴ نسخہ سنہ ۱۸۱۴ وہان ایک
بہرے کو جسکی زبان مین لکنت تھی اوس پاس لائے الی قولہ
۳۴ آسمان پر نظر کرکے ایک آہ کی اور اوس سے کہا افتح یعنی
کھل جا * ایسیہی نسخہ فارسی اور دوسرے اردو نسخے مین
بھی ہے نسخہ سنہ ۱۸۱۶ ورس ۳۴ ونظر الی السماء وتاوہ وقال
افتا یعنی انفتح سنہ ۱۸۱۱ ونظر الی السماء وتنہد وقال افاتا الذی ہو انفتح *
دیکھو افتا یا افاتا کا ترجمہ پیچھے سے زیادہ کیا گیا اور یہان سے بھی
عبری بولنا حضرت عیسی کا ثابت ہوا **اور** باب پانزدہم
ورس ۴۲ نسخہ رومیہ منطبعہ سنہ یکہزار و ششصد و ہفتاد و یک
لما کان المساء لانہا کانت الاستعداد یوم الجمعۃ التی ہی قبل السبت
نسخہ سنہ ۱۸۳۶ اور جب سبت کے آگے تیاری کرنے کے دن کی شام
ہوئی * باقی سب نسخے اسی نسخہ اردو کے موافق ہین دیکھو جمعہ
کا نام کیسا گھٹایا بڑھا دیا گیا اسی جگہہ سے نکلتا ہے کہ جمعے کے روز
حضرت عیسی کو صلیب دی اور اوسیدن شام کو دفن کیا اور

سب انجیلون کے اواخر ابواب سے ظاہر ہے کہ اتوار کے دن
صبح سے لاش قبر سے غایب تھی پس صرف ایک دن اور دو
رات حضرت عیسی قبر مین رہے حالانکہ انجیلون مین قول آپکا
یون نقل کیا کہ شخص مصلوب تین دن اور تین رات برابر قبر
مین رہیگا یہہ پیشین گوئی غلط ہو گئی اور انجیل چہارم باب
اول ورس ۳۸ نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء فقالا لہ ربی الذی تاویلہ یا معلم سنہ ۱۸۳۹ء
انہون نے اوس سے کہا اے ربی یعنے اے استاد * ایسہی سب
نسخون مین ہے پس ظاہر ہے کہ خطاب کرنے مین کسیکے کوئی
جو کلمہ تعظیم کا کہتا ہے اوسکے ساتھ اوسکا ترجمہ دوسری زبان مین
نہین کرتا ہے یہہ ترجمہ راوی نے ملایا ہے اور ورس ۴۱ نسخہ
سنہ ۱۸۱۱ء قد وجدنا مسیا الذی تاویلہ المسیح سنہ ۱۸۱۶ء ما مسیح را کہ ترجمہ ان
کرسطوس میباشد یافتیم سنہ ۱۸۱۴ء ہمنے مسیح کو جسکا ترجمہ کرسطوس ہے
پایا سنہ ۱۸۳۹ء ہمنے خرستہ یعنے مسیح کو پایا * دیکھو ایک نسخے مین
اصل نام مسیا کہا اور ترجمہ اوسکا مسیح سو یہہ ترجمہ تو بہلا قریب
اصل لفظ کے معلوم ہوتا ہے اور دو نسخون مین اصل نام مسیح کہا
اور ترجمہ اوسکا کرسطوس کیا اور ایک نسخے مین اصل نام خرستہ
کہا کہ شاید معنی کرسطوس ہو اور ترجمہ اوسکا مسیح کیا اور از روے

لغت یونانی کے بالاتفاق ثابت ہے کہ کرسطوس معبود حقیقی یعنے
اللہ کو کہتے ہین اور مسیح کا ترجمہ کسی زبان مین اللہ نہین ہے اور
نہ کرسطوس کے معنے یونانی مین مسیح ہین پس محض موافق اپنے
عقیدے کے یہہ ترجمہ بطور تفسیر کے بالکل جھوٹھہ پیچھے سے بڑہا
دیا ہے یہان سے صاف ثابت ہو گیا کہ انجیلون مین علاوہ
از ترجمہ تفسیر ابھی لفظ ملاتے رہے ہین اور وہ تفسیر غلط بھی ہوتی رہی
ہے اسی پر قیاس کرنا چاہیے کہ احمد کا یونانی زبان مین ترجمہ
فارقلیط کیا اور پیچھے سے اوسکی تفسیر غلط یعنی روح القدس کر کے بڑہا دی
اور ورس ۴۲ نسخہ ۱۸۱۱ء انت تدعی بطرس الذی تاویلہ
الصخرہ نسخہ ۱۸۱۶ء ستسمی انت بالصفا المفسر بطرس نسخہ ۱۸۱۶ء انت کیفاس
کہ ترجمان سنگست اند خواہند کرد نسخہ ۱۸۴۱ء تو یونا کا بیٹا شمعون ہے
تو کیفا کہلاے گا جسکا ترجمہ پتھر نسخہ ۱۸۳۹ء تو یونا کا بیٹا شمعون ہے تو کیفا
یا پتر یعنے پتھر کہلائیگا * یہان اصل نام اور اصل خطاب اور اوسکے
ترجمے کا اختلاف اور ترجمے کی زیادتی تماشا کرنے کے قابل ہے نہین
معلوم ہوتا کہ اصل نام کیا تہا اور خطاب کیا دیا گیا اور ظاہر ہے
کہ خطاب کے ساتھہ اوسکا ترجمہ دوسری زبان مین کوئی نہین ملا
دیتا ہے اور باب چہارم ورس ۱ نسخہ ۱۸۱۱ء لما علم یسوع نسخہ ۱۸۱۶ء

لما علم الرب * اور نسخون مین یہان خداوند کا لفظ ہی دیکہی یسوع
کا ترجمہ کسی زبان مین رب اور خداوند نہین ہی پس یہان سی
دو باتین معاً ثابت ہوئین ایک یہہ کہ حضرت عیسی کی نسبت رب
اور خدا کا لفظ محض جعلی ہی اور دوسری یہہ کہ ترجمہ جہوٹہا اور خلاف
واقع بہی انجیلون مین ہی پس یونانی ترجمی مین بہی ایسہی ہوتا
رہا ہی اور فارقلیط کی تفسیر اوسمین اسیطرح غلط اوپر سی ملائی گئی
ہی اور باب چہارم ورس ۲ نسخہ ۱۸۳۹ء اور یورشالم مین
ایک بہیڑ کے بازار کے نزدیک ایک حوض ہی جو عبرانی مین بیت
حسدا کہلاتا ہی * سب نسخے اسیکے موافق ہین مگر کسی مین صاد سی یعنی
حصدا ہی نسخہ ۱۸۳۱ء ایسمی بالعبرانیہ بیت حسدا ای بیت الرحمہ *
دیکہو بیت حسدا کی تفسیر نسخہ ۱۸۱۱ء مین کیسی غلط بڑہائی گئی
اسیطرح احمد کی تفسیر غلط ملائی گئی ہی مگر بیت حسدا کی تفسیر بہت
دنون کے بعد اور بیفایدہ بڑہی ہی اسلیی ابہی تک بہت نہین
پہیلی اور احمد کی تفسیر بہت دنون پیشتر اور اوسمین حسد اور عداوت
کا بہی قدم درمیان تہا بہت نسخون مین برابر پہیل پڑی اور
رسالہ اعمال باب نہم ورس ۳۶ نسخہ ۱۸۱۶ء در شہر یافو زنی از جملہ
شاگردان بود کہ نامش طبیثہ کہ ترجمہ آن آہو است بود نسخہ ۱۸۳۹ء العورت

تہي طابيتہا نام جسکا ترجمہ ڈرکا ہے يعني عبري نسخہ سنہ ١٨١٦ قسمي
طابيتہا التي ترجمتہ غزالہ * باقي نسخے اسيکے موافق ہين ديکہو کسيکے
نام کے ساتہہ اوسکا ترجمہ دوسري زبان مين نہين لگا ہوتا ہے اور
ايک نسخے مين ترجمہ در ترجمہ اب بڑہايا گيا ہے اور باب سيزدہم
ورس ٨ نسخہ سنہ ١٨١٦ اليماس ان جادوگر کہ ہمين است ترجمہ اسم
ان سنہ ١٨١٤ الماس ہے جسکا ترجمہ حکيم ہے سنہ ١٨٣٩ الماہ جسکا ترجمہ
جادوگر ہے * ديکہو يہان اصل نام کي تبديل بہي ہے اور الحاق
ترجمہ بہي اور نامہ اول پولوس بنام اہل قرنتس باب شانزدہم
ورس ٢٢ نسخہ سنہ ١٨١٦ الا و من لا يحب ربنا المسيح فليکن ملعونا مارن
اتي سنہ ١٨١٦ اگر کسي عيسى مسيح خداوند را دوست ندارد محروم ما
ماران آتا سنہ ١٨١٤ اگر کوئي خداوند مسيح کو دوست نہين رکہتا ہے
وہ ملعون مرن آتي ہوا سنہ ١٨١١ من لا يحب الرب يسوع المسيح فليکن
مفروزا مارن آتا اي الرب قد جاء سنہ ١٨٣٩ اگر خداوند يسوع مسيح کو
پيار نہين کرتا تو وہ ملعون ہو خداوند آتا ہے * ديکہو مارن اتا
کا ترجمہ پيچہے سے ملايا گيا ہے * ديکہيے ملانا تفاسير اور تراجم کا ناموں
اور عبري لفظون کے ساتہہ يوناني مترجم کا ثابت ہوا پس اب کيا
شبہہ باقي رہا اسبات مين کہ احمد کے لفظ کو بہي ادہسنے ترجمہ

کر ڈالا اور اوسینے یا اوسکے بعد کسینے تفسیر اوسکی اپنی طبیعت سے
یعنی روح القدس کر کے بڑہا دی دیکہیے بڑہا دینا تو ہین ہے ثابت
ہوا اور غلطی اوسکی ہم آگے چل کر انشاء اللہ تعالی ثابت کرینگے مین جانتا
ہون کہ اسی الحاق کے پردہ پوشی کے لیے اور جگہون مین کہ ظاہرا
بیفایدہ معلوم ہوتا ہے ناموںکے ترجمے اور تفسیرین ملا دی گئی ہین
تا حسد اور عداوت پر پردہ پڑا ہے فمن اظلم ممن افتری علی اللہ
کذبا **دوسرا مطلب** حضرت سرور کاینات علیہ الصلوۃ
والسلام کے حق مین جو خبرین توریت اور انجیل سے اس کتاب
مین نقل کیجاتی ہین تو لوگ جو بیبل کے طرز پیشین گوئیون سے مطلع
نہین ہین از راہ ناواقفیت اور جو مطلع ہین وہ ناواقفون کے
سامنے ہٹ دہرمی سے کہا کرتے ہین کہ دیکہو اگر اگلے نبیون کو
خبر دینا منظور ہوتا تو جملہ خصوصیات شخصیہ جسطرح قبالجات اور
حلیہ نویسی مین لکہے جاتے ہین شخص موعود کے حق مین بیان کرتے
لہذا مجہے ضرور ہوا کہ پہلے حضرت عیسی کے حق والی خبرین نقل
کرون تا معلوم ہو جاے کہ آیا خصوصیات شخصیہ عیسویہ اون خبرون
سے اچہی طرح ظاہر ہوتی ہین یا اون خبرون سے جو مین حضرت
خاتم النبیین کے حق مین نقل کرتا ہون خصوصیات شخصیہ انحضرت کے

بخوبی ظاہر ہوتے ہین اور دونون طرح کی خبرون سے کیسکے
خصوصیات ذاتیہ واضح ہین اور کیسکے غیر واضح ہین پس جاننا چاہیے
کہ حضرت عیسے کے حق مین جو خبرین عیسائی لوگ اگلی کتابون سے
بیان کرتے ہین وہ دو قسم کی ہین ایک تو وہ جو انجیلون سے
نکلتی ہین یعنی مولفین اناجیل نے اون خبرونکے طرف اشارہ کیا ہے
دوسرے وہ کہ علاوہ اوسکے اور عیسائی لوگ نکالتے
ہین سو مین اختصاراً صرف وہی جو پہلی انجیل والے نے جنکے
طرف اشارہ کیا ہے یہان بیان کرتا ہون اوس پر اورون کو
بہی قیاس کرلینا چاہیے اسلیے کہ اوس سے زیادہ تو بیترافادہ
مطلب مین اوسکے اور کوئی خبر نہین ہے باقی انجیلون مین تو وہی
خبرین مکرر ہین اور اوسکے سوا جو پادری لوگ نکالا کرتے ہین سو اونکی
تو کچہہ حقیقت ہی نہین ہے **ازانجملہ** پہلی انجیل نسخہ سنہ ۳۹ باب دوم
ورس ششم * نبی کی معرفت سے یون لکہا گیا ہے کہ ای یہودیہ
کی زمین بیت لحم تو یہودیہ کے بڑے شہرون مین ہرگز چہوٹا
نہین ہے کیونکہ تجہہ مین سے ایک بادشاہ نکلیگا جو میرے اسرائیل
لوگون کو پرورش کریگا * یہہ اشارہ ہے میخا نبی اور ارمیا نبی کی
کتابون کے طرف اسلیے کہ میخا نبی کی کتاب کے پانچوین باب مین لکہا ہے ورس

دوم نسخہ سنہ ١٨٣٩ اما تو ای بیت لحم افراتہ باوجودانکہ درمیان ہزاران یہودا
کوچکی لیکن از تو انکسی برای من خواہد برآمد کہ در اسرائیل حکومت ورزد
دیکھیے بیت لحم کے نسبت میخا فرماتے ہین کہ تو اگرچہ ہزارون شہرون
سے چھوٹا ہے اور مولف انجیل اوسکی تحریف کرتا ہے کہ نبی نے یہ
کہا ہے کہ تو بڑے شہرون مین ہرگز چھوٹا نہین ہے اور دیکھیے
کہ شخص موعود کے صرف دو وصف ایسے بتائے کہ بیت لحم کے ہر شخص
پر صادق نہین آتے ایک بادشاہت اور دوسرے حکومت کہنا سو
حضرت عیسی پر بظاہر ان دونون باتون مین سے ایک بات بہی
صادق نہین آتی اور باطنی بادشاہت اور واعظانہ حکومت تو
ولیون کے لیے بہی ہوتی ہے پس جائز ہے کہ کسی بڑے ولی کے
پیدا ہونے کی خبر دی ہو یا کسی حاکم کی غرضکہ خصوصیات ظاہریہ
عیسویہ کچہہ بہی یہان نہین مذکور ہین ظاہرا حق بجانب یہودیون
کے ہے جو عیسائیون کی تطبیق کو صحیح نہین جانتے اور ارمیا
نبی کی کتاب کے باب بست وسوم مین ہے نسخہ سنہ ١٨٣٩ درس ٥
اینک ایامی میرسد خداوند میفرماید کہ برای داؤد شاخی پر صداقت
را بوجود می آرم و بادشاہے جلوس نمودہ بختیار خواہد گردید وعدل
وانصاف بر زمین بظہور خواہد آمد ٦ در روزگار وی یہودا نجات

خواهد یافت و اسرائیل بسلامت خواهد زیست و نامی که بدان مسمی
خواهد گردید این است که خداوند نیکو کاری ما * دیکھیے کہ ایسی ہی
خبر حضرت سلیمان کے حق مین بھی بیبل مین اور جگہہ مذکور ہے۔
چنانکہ پہلی کتاب مین اخبار الایام کے بائیسوین باب مین حضرت
داؤد کے نسبت خطاب خداوندی یون نقل کیا ہے نسخہ مطبوعہ ۱۸۳۹
درس ۹ اینک پسری برای تو بوجود خواهد آمد که او صاحب رحمت
در خواهد بود و من او را از تمامی دشمنان رحمت خواهم بخشید
چه نام وی سلیمان خواهد بود الی قوله تخت سلطنتش را بر بنی اسرائیل
تا ابد الاباد پایدار خواهم کرد * اول دیکھیے کہ یہہ پیشین گوئی بظاہر
غلط ہو گئی اسلیے کہ نہ حضرت سلیمان کی سلطنت قایم رہی اور
نہ اونکی اولاد کی بعد اونکے دیکھیے کہ جسطرح یہان شخص موعود
مسمی بہ سلیمان کے لیے سلطنت کا وعدہ ہے اوسیطرح کی سلطنت
کا ارمیانبی کے قول مین شخص موعود غیر مسمی کے لیے وعدہ
کیا ہے پس ظاہر مضمون مقتضی ہے کہ ویسہی یعنے حضرت سلیمان
سا آدمی مصداق اوس خبر کا ہو جو ارمیانبی نے دی نہ کہ
حضرت عیسی سا کہ وے سلیمان کی سی تو کیا کچھہ بھی کسیطرح
کی ظاہری سلطنت کا لازمہ نہین رکھتے تھے اور نہ اونکے بدولت

بنی اسرائیل کو کچهه ارام و چین ملا بلکه ایسی ایسی مصیبتین پڑین که
کبهی ویسی مصیبتین کسی پر نهین پڑین چنانکه بیت المقدس والے عیسوی
مورخ نے لکها هے اور مصداق اوس قول عیسوی کا که آسمان
کے تارے گر پڑینگے اور نیرین بے نور هو جاینگے اوهی مصیبت
گردانا هے اور یهه مصیبتین صرف منکرین حضرت عیسے پر نهین پڑین
مومنین عیسے پر بهی پڑین اور دیکهیے که حضرت عیسے کا نام
حضرت مریم نے یسوع رکها تها اور یسوع کے معنی کسی زبان
مین خداوند نیکوکاری ما نهین هین پس ظاهر یهه معلوم هوتا هے
که غالباً حضرت ارمیا اس مقام پر حضرت سلیمان کی تعریف کرتے
هین اور جن لوگون کو حضرت سلیمان کے نسبت بیهوده شبهے
اونسے کهتے هین که یهه وهی شخص تهے جنکے لیے کها گیا تها که
برای داؤد شاخے پر صداقت بوجود می آرم الے آخره بالجمله حضرت
عیسی کی ذات خاص کا کوئی پتا یهان نهین هے بلکه وه مضمون هے
جس سے اونکا هونا مصداق اس خبر کا ظاهر هوتا هے اور
دیکهیے که ارمیا نبی اوس شخص کو خدا کا موجود ساخته فرماتے هین اور
تم کهتے هو که خدا نے خود هی مریم کے پیٹ مین جسم پکڑا اور مولف
انجیل بهی اوسکی تصدیق کرتا هے پس مجسم هونا خدا کا مریم کے

ہیٔت مین یہان سے قطعاً غلط ہو گیا **از انجملہ** ورس ۱۴ اور
۱۵ باب ۲ انجیل مزبور * تب وہ اوٹھکر لڑکے کو اور اوسکی ماکو
ساتھ لیکے راتون رات مصر کو چلا گیا اور ہیرود کے مرنے تک وہان
رہا اسیطرح وہ جو خداوند نے نبی کے معرفت سے کہا گیا تہا کہ مین
نے اپنے بیٹے کو مصر سے بولایا پورا ہوا * یہہ اشارہ ہے یہوشع نبی
کی کتاب کے طرف کہ اوسکے گیارہوین باب مین یون ہے نسخہ
لسنہ ۱۸۱۱ ورس ۱ آیۃ اسرائیل منذ کان طفلاً انا احببتہ ومن مصر دعوت
اولادہ * یعنی اسرائیل جب لڑکا تہا تب سے مین اوسے پیار کرتا
ہون اور مصر سے اوسکی اولاد کو مینے بولایا دیکھو صریح ظاہر ہے
کہ حضرت یہوشع اوس احسان الٰہی کا ذکر کرتے ہین جو حضرت موسیٰ
کے وقت مین بنی اسرائیل کے نسبت اللہ نے کیا تہا حضرت عیسیٰ سے
کچھہ علاقہ نہین ہے مولف انجیل محض بیجا اس خبر کو حضرت عیسیٰ پر جماتا ہے
مگر نسخہ ۱۸۳۹ والے نے البتہ اس جگہہ یہوشع کی کتاب مین تحریف کی کہ
فی الجملہ مولف انجیل کی بات بہی اوس سے درست ہوسکتی ہے یعنی
وہ لکھتا ہے * چون اسرائیل طفل بود اورا دوست داشتم و
فرزند خود را از مصر طلبیدم * دیکھو دو طرح کی تحریف سے مولف
انجیل کی باتکا بہی ٹہکانا لگ سکتا ہے ایک یہہ کہ جمع کو مفرد سے

بدل ڈالا دوسرے یہہ کہ ضمیر کو حذف کر دیا چاہیے کہ یون ترجمہ
کرتا کہ فرزندانش از مصر طلبیدم مگر ہوڈاسی انّ اللہ لا یہدی یکید الخائنین
جسطرح بعضی دستاویزون کی بعضے لفظون کی جعلیت اوسی دستاویز سے
اونکے اور لفظون سے ظاہر ہوجاتی ہے اسیطرح درس و ترجمہ
اوسی نسخے کی یہہ تحریف کہل جاتی ہے چنانکہ وہ یون ہے *
بوقت طلبیدن ایشان ہمچنین از پیش وی روگردان شدند و برای
بعلیم ذبایح گذرانیدند و برای اشکال تراشیدہ لوبان سوزانیدند *
دیکہو یہان ضمیر غایب کی جمع واقع ہوی ہے اوسکے افراد سے
مترجم کو غفلت ہوگئی اور بعد اوسکے دیکہیے کہ باتفاق مورخین
عیسائیہ ثابت ہے کہ بنی اسرائیل اگرچہ بعد حضرت موسیٰ کے کئی بار
مرتد اور بت پرست ہو ہو گئے اور بعل کی پرستش کرنے لگے مگر حضرت
عیسے کے زمانے سے کئی سو برس پہلے جو بت پرستی سے وے
تائب ہوئے تو پہر اوسمین نہین مبتلا ہوئے پس حضرت یوشع
او نہین اسرائیلونکا حال بیان کرتے ہین کچہہ آیندہ کی خبر نہین دیتے
دیتی مگر چونکہ مولف انجیل یعنی ملانے والا روایات کا انجیل عیسوی
کے پہلے طبقے والا اور ظاہرا منجملہ علمای حقانی بہی نہین ہے بلکہ
اسی قسم کے لوگون مین معلوم ہوتا ہے جیسے ہمارے یہان کٹہہ ملا

ہوتے ہیں اونہے کچھہ آگے پیچھے کی خبر نہی جس مضمون کو چاہا کہہ دیا
کہ حضرت عیسی کے حق میں ہے کہ روح القدس ایسی غلط بات
لکھنے کو نہیں کہتا ہے **ازانجملہ** پہلی انجیل کے اوسی دوسرے
باب کا درس سترہواں یہہ ہے * تب وہ جو یرمیا نبی نے کہا تہا
پورا ہوا کہ راماہ میں زاری اور رونے اور پیٹنے کی ایک آواز سنی جاتی
ہے کہ راحیل اپنے لڑکوں کے واسطے روتی ہے اور تسلی نہیں پاتی
اس لیے کہ وے نہیں ہیں * حضرت مریم موافق اپنی خواب کے
حضرت عیسی کو لیکر مخفی مصر میں چلی گئی تہیں اسلیے کہ ہیرودوس
بادشاہ ظالم فرعون کے طرح اطفال نوزائیدہ کو قتل کرتا تہا سو
مولف انجیل ارمیا کی خبر کو اسی واقعہ پر جماتا ہے حالانکہ یہہ اوسکا
جمانا محض غلط ہے کیونکہ ارمیا کی کتاب کے اکتیسوین ۳۱ باب کے پندرہویں
درس میں جو لکھا ہے اسطرح پر نسخہ ۱۸۳۹ ع آوازے در رامہ شنیدہ شد
زاری وگریہ سوزناک بود کہ راحیل بر فرزندان خود می گریست
واز تسلی دربارہ فرزندان کنارہ می جست چراکہ ناپدیدند * یہہ
اوسی زمانے یعنے ارمیا نبی کے زمانے کا واقعہ ہے کہ بخت نصر
ہزاروں بنی اسرائیل کو کہ اکثر اونمیں حضرت راحیل زوجہ یعقوب
کی اولاد سے تہے روز قتل کرتا تہا کچھہ آیندہ واقع ہونے کا بیان

اشارہ بہی نہین ہے مولف انجیل محض سوء فہمی اور کم علمی کے سبب سے
اس خبر کو واقعہ ہیرودوس پر جماتا ہے اور ایک فایدہ یہان حضرت
ارمیا کے کلام اور مولف انجیل کے تصدیق سے ظاہر ہوا کہ اموات
کو اپنی اولاد کا حال معلوم ہوا کرتا ہے اور اوس سے وے متاثر
ہوا کرتے ہین حالانکہ اس زمانے کے عیسائی لوگ اس بات سے
منکر ہین جیسے ہمارے یہان کے وہابیہ ازانجملہ وہی انجیل وہی
باب درس ۲۳ اور ایک شہر مین جسکا نام ناصرہ تہا اگر رہا اسیطرح
جو نبیون کی معرفت سے کہا گیا تہا کہ وہ ناصری کہلائیگا پورا ہوا
* مین اسنے یہہ مضمون یعنی کسی شخص موعود کا ناصری کہلایا جانا
بیبل کے کسی رسالے مین نہین پایا اور یہودی عالم نے کہا کہ
محض جہوٹہہ ہے اور کوئی عیسائی جس سے مین نے پوچہا نہ بتا سکا
سبحان اللہ روح القدس کیا جہوٹی باتین بتایا کرتی ہے اور اگر یہہ
کہیے کہ شاید کسی نے زبانی کہا ہو تو ہم یہہ کہتے ہین کہ تمہارے لوگ
جو کہتے ہین کہ انجیل مین اسطرح کی خبرونکا نشان جو لکہا گیا ہے تو
صرف مکلفین کے الزام کے لیے لکہا گیا پس ہرگاہ کہ اوسکا کہین
پتا نہین چلتا تو الزام کیونکر ہوگا اور ہم بہی کہہ سکتے ہین کہ حضرت
عیسے ہمارے واسطے کہہ گئے ہین کہ فلانا شخص جو بات کہے اوسے

مسیح جانیو پس چاہیے کہ ہم سے اسکی سند نہ پوچھو اسلیے کہ احتمال ہے
کہ ہم سچے ہون بالجملہ صرف احتمالات سے کچھہ کام نہین نکلتا اخبار مین
سند درکار ہے **ازانجملہ** اوس انجیل کے باب سیوم مین حضرت
یحیی علیہ السلام کا ذکر اور اونکا خبر دینا حضرت عیسی کی حقیقت کا بیان
کرکے حضرت یحیی کے طرف اشارہ کرکے لکھتا ہے درس ۳
یہہ وہ شخص ہے جسکا ذکر اشعیا نبی نے کیا کہ بیابان مین ایک پکارنے
والے کی آواز ہے کہ تم خدا کی راہ بناؤ اور اوسکی شاہراہون کو درست
کرو * یعنی کہ وہ خدا کی راہ یہی عیسی کی شریعت ہے سو یہہ جملہ
بعینہا یعنی بیابان مین الی آخرہ بیشک حضرت اشعیا کی کتاب کے
چالیسوین باب کا تیسرا درس ہے مگر اسکو انجیل والا محض بے وجہ
حضرت یحیی کے حق مین قرار دیتا ہے اشعیا کی کتاب مین اسمقام
پر کچھہ ذری بہی اشارہ ایسا نہیں ہے جس سے حضرت یحیی بوجھے
جاتے ہون بس ہرگاہ کہ اونکی ذات خاص کا پتا نہین ہے تو ہم کہتے
ہین کہ اشعیا نبی کی یہہ خبر حضرت عیسی کے نسبت ہے کہ وے ہمارے
پیغمبری خبر سبکو سناتے تہے اور بیابان مین وہ آواز دینا انہین کا
مراد ہے **ازانجملہ** وہی انجیل باب چہارم درس ۱۴ تا ۱۶ اسطرح
جو اشعیا نبی کی معرفت سے کہا گیا تہا پورا ہوا کہ زبولون اور نفتالی

کي زمين يعني جليل عوام جو دريا کے کنارے سے يردن پار سے اوسي
زمين کے لوگون نے جو اندهيرے مين بيٹهے تهے روشني ديکهي اور
اونپر جو موت کے ملک اور سايه مين بيٹهے روشني ظاهر هوي * يهه اشعيا
کي کتاب کے باب نهم ورس يکم کا اشاره هے اور وه يهه هے نسخه
فارسي ۱۸۳۹ اما من بعد از زمينے که زبون شد تاريکي نخواهد بود در ايام سابق
خطه زبولون و خطه نفتالي را زبون کرد اما ايام واپسين لب دريا کنار
يردن و جليل قبائل را سرفراز نموده است * اول تو مولف
انجيل کي نقل کو اس منقول عنه سے ملائيے ديکهيے کتني باتو نکا
فرق هے بعد اوسکے ديکهيے که يهه کلام مجذوبو نکا سا هے اسکے
معني جو کچهه چاهو ٹهرالو اور ترکيبي معني بهي خوب درست نهين هين
اور کچهه مطلق اشاره کسي شخص کے ظهور کا اسمين نهين هے جانيے
که حضرت اشعيا اوس مقام کا اگلا اور پچهلا حال بيان کرتے هون يعني
اگے يهان لوگ مبتلاے مصايب تهے اور پهر بعد عافيت هوے
اور اگر يهان سے آينده بزرگ لوگون کے وهان وارد هونے کي
خبر هے تو بعد حضرت اشعيا کے بهوتيرے بزرگ لوگ وهان گذرے
اور همارے پيغمبر کے اصحاب بهي وهان گئے اور ظلمت تکذيب عيسي
اور تثليث کے عوض نور تصديق عيسوي اور نور توحيد کا وهان پهيلا

ازانجملہ وہي انجيل باب ہشتم ورس ۱۷ آيس اس ہيے جو يشعيا نبي کي معرفت ہيے کہا گيا کہ اوسينے ہماري کم زوريان اوٹہالين پورا ہوا * يہہ اشارہ ہيے اشعيا کے باب پنجاہ سيوم کے طرف اور وہ يہہ ہيے نسخہ ۱۸۳۹ ورس ۱ کيست کہ خبر ما را باور کرد و کيست کہ بازوي خدا بروي منکشف شد ۲ زيرا کہ در پيش وي چون عسلج نازک و چون ريشہ از زمين خشک روئيدہ حسن و جمال نداشت کہ سوي وے التفات کنيم و نہ صورتي کہ مشتاق او گرديم ۳ حقير بود در ميان خلق حسابے نداشت مردے الم رسيدہ و با غم آشنا ۴ و ما از رو ي وے پوشيدہ بوديم حقير بود و قدرش را ندانستيم في الحقيقت او بيماريہاي ما را برداشت و غمہاي ما را حامل شد ما ندانستيم کہ معذب و زدہ شدہ خدا و مغضوب او است ۵ فاما او بسبب گناہان ما مجروح شد و براے خبائث ما عقوبت يافت سياستے کہ سلامتي ما از ان حاصل شد بر وے بار کردند و از جراحتہاي او ما شفا يافتيم ۶ ما ہمہ چون گوسفندان گمراہ شديم و ہر يک براہ خود ميل کرد و خداوند خبث ہمگي ما را بر وے نہاد آنرا مطالبہ کردند او فروتن است و دہان خود را نگشاد مانند گو نہ کہ براي ذبح مي برند و چون گوسفندي کہ در برد ہم برندگان گنگ است او نيز دہان خود را نگشاد ۸ بعد از تعدي و حکم مقبوض گشت

کدام کس طبقه او را بیان تواند کرد زیرا که از زمین زندگان برداشته
شد و بسبب گناهان قوم من عقوبت یافت ۹ گورش را با گنهگاران
مقرر کردند اما مقبره اش با توانگری بود با وجود انکه ظلم نکرده بود و در دهانش
مکر نبود ۱۰ اما خداوند بدل شکنی او راضی شد او را ابتلا ساخت بشرط انکه
جان او قربانی عوض گناه بگذارند نسل طویل العمر خواهد دید و مرضی خداوند
در دستش به نیک انجامی خواهد رسید ۱۱ ثمر رنج جان خود را خواهد دید خاطر
جمع خواهد گردید خادم نیکوکار من بسیاری را به بیگناهی منفر خواهد کرد و بار
خباثت ایشان را او خود خواهد برداشت ۱۲ انبا بران با توانایان قسمتی
خواهم داد و با ذو القدران غارت را تقسیم خواهد کرد بجزای انکه
تا بموت جان فشانی کرد و با بدکاران محسوب شد و گناه
بسیاری را برداشت و خطاکاران را شفاعت نمود * یہہ عبارت ایسی خبط
ہوگئی کہ بہت سے شبہے اوسمین پیدا ہوئے ہین **اول** یہہ کہ ہم
پوچہتے ہین یہہ کلام خدا کا ہے یا اشعیا نبی کا اگر خدا کا کلام ہے تو
اسکے معنی کیا کہ قدرش را اندانستیم اور اسکے کیا معنی کہ بیماریہاے ما را برداشت
اور اسکے کیا معنی کہ او بسبب گناہان ما مجروح شد اور اسکے کیا معنی کہ ما ہمہ
چون گوسفندان گمراہ شدیم اور اگر اشعیا کا کلام ہے تو اس جملے کے کیا معنی
ہین یعنی خادم نیکوکار من **دوسرا** شبہہ یہہ ہے جو بزرگ آدمی مقبول ہوا ہوا وسپر

پہہ صادق آتا ہے اور حضرت اشعیا کے زمانے سے اتنک
سیکڑون اولیا اور کئی انبیا مثل ذکریا وغیرہ کے صاحب شفاعت
تہے شہید ہوئے **تیسرا شبہ** یہہ ہے کہ یہہ کلام عیسائیون کے
اصول کے راہ سے حضرت عیسی پر کسیطرح صادق نہین آتا
اسواسطے کہ اوسمین ہے کہ خداوند بدل شکنی او راضی شد وا اورا
مبتلا ساخت اور عیسائی لوگ کہتے ہین کہ خدا خود ہی اپنے بندونکے
واسطے ملعون ہوا اور تین دن دوزخ مین رہا اور اوسمین ہے
کہ خادم نیکوکار ہین یہہ بات بہی حضرت عیسے پر صادق نہین آتی
اسواسطے کہ وہ تو خود ہی خدائے مجسم تہے اور حضرت اشعیا کے خادم
نہین تہے اور اوسمین لکہا ہے کہ خداوند خبث ہمگی مارا برو نہاد
اور عیسائی کہتے ہین کہ خدا خود ہی ہمارے لوگونکے گناہ اوٹہانے
کے لیے مجسم ہوکر ملعون ہوا **ازانجملہ** انجیل مزبور کے بارہوین
باب کے ورس ہفتدہم مین جو اشعیا نبی کے کلام کی طرف اشارہ
کیا وہ کلام حضرت عیسے پر ہرگز صادق نہین آتا بلکہ صرف ہمارے
پیغمبر خدا پر صادق آتا ہے اسطرح پر کہ صاحب انصاف کو چارہ
نہین ہے اوسکے تسلیم سے چنانکہ آگے ہم مذکور کرینگے **ازانجملہ**
باب سیزدہم ورس ۳۵ ۳۶ اوس سے وہ بات جو نبی کے معرفت

کہی گئی کہ مین تمثیلون مین بات کہونگا اور اون چیزونکو جو دنیا کی بنیاد
پوشیدہ ہین ظاہر کرونگا پوری ہوئی * یہہ اشارہ ہے حضرت
داوُد کے کلام کے طرف جو زبور ہفتادہشتم مین ہے نسخہ ۱۳۹ درس آ
ای قوم من شریعت مرا بشنوید وسخنان دہانم را گوش دہید تا دہن
خود را بہ تمثیل خواہم کشاد و معمّاہای قدیم را بر زبان خواہم آورد *
دیکہو اس کلام کو حضرت عیسے سے کیا علاقہ یہہ تو خود حضرت
داوُد اپنے حق مین کہتے ہین اور نہین تو ہر نبی پر جو اوسکے بعد
ہوا ہے صادق آویگا بلکہ ہمارے پیغمبر خدا پر زیادہ اسلیے کہ بہت
سی باتین جو موندی چلی آتی تہین وے آپکے عہد مین کہلین چنانکہ
حضرت مولوی روم کہ جنکی جلالت شان کا ثبوت حواریان عیسوی
کی جلالت شان کے ثبوت سے ازروی قاعدہ ثبوت سمعیات اور
تجربیات کے زیادہ ہے فرماتے ہین ؎ قفلہا کہ انبیا بگذاشتند
آن بدین احمدی برداشتند قفلہای ناکشودہ ماندہ بود کز دم
انا فتحنا بر کشود از انجملہ اوسی انجیل کے اکیسوین باب مین
حضرت عیسی کا اورشلیم مین داخل ہونا بسواری دراز گوش لکہہ
کر کہتا ہے تہہ جو نبی کے معرفت کہا گیا سو پورا ہوا * یہہ اشارہ ہے
اشعیا کے ایک کلام کے طرف اور وہ یہہ ہے باب ۶۲ درس ۱۱ نسخہ

سنہ ۱۸۳۸ دختر صیہون را بگوئید کہ اینک نجات دہندہ تو میرسد اینک
جزای او با او و مکافات افعالش پیش او موجود ۱۲ و ایشان قوم
مقدس و بازخریدہ خداوند خواندہ خواہند شد و تو مطلوبہ و شہر نامتروکہ
مسمی خواہی گشت * دختر صیہون سے بالاتفاق اورشلیم کی ہیکل ہے
جیسے حضرت سلیمان نے بنایا تہا یعنی بیت المقدس مراد ہے دیکہو
اوس ہیکل کی خرابی حضرت عیسے کے تہوڑے دنون کے بعد قیصر تیتس کے
ہاتہہ سے صرف بلحاظ عیسائیت پہیلنے کے ہوئی اور عیسائیون نے
اوس ہیکل کو بالکل متروک کیا اور حضرت عیسی خود ہی اوسے کوس
گئے تہے پس اوسکے نسبت توکسیطرح یہہ بات صادق نہین آتی کہ
حضرت عیسے کے جہت سے وہ نامتروکہ ہوگئی ہو پس یہہ خبر آنحضرت
پر کیونکر منطبق ہوگی بلکہ اوسپر ہوگی جسکے وقت سے پہر اوس مقام
کی کچہہ خرابی نہوئی بلکہ سارے جہان مین اوسکی تعظیم اور بزرگی
مشہور ہوئی اور اسیطرح ذکریا کی کتاب کے نوین باب مین بلاد
اسرائیلیہ کی خرابی اور فلسطینیون کی سربلندی کے محو ہونے کی خبر
دیکر لکہتا ہے ورس ۹ سنہ ۱۸۳۹ اے دختر صیہون بسیار خوشحالی
شو اے دختر اورشلیم نعرہ زن اینک بادشاہ تو نزد تو می آید عادل است
و نجات دہندہ فروتن بر الاغ بلکہ بر کرہ الاغ سوار شدہ * دیکہو یہہ

ساري باب بلاد اسرائيله كي مغلوبي كے بيان مين هے پس ورس نهم
اوس شخص كے حق مين هے جسكے وقت مين وه ملك مغلوب اور وه
شخص بادشاه بهي هوا هو اور عين بادشاهي مين كمال فروتني سے متصف هو
يهه باتين جيسي كه حضرت عمر خليفه ثاني پر صادق آتي هين حضرت عيسى پر
صادق نهين آتين نه اور كسي پر اسواسطے كه حضرت عيسى بادشاهت
وهانكي نهين ركهتے تهے اور باطني بادشاهت تو فوكريا اور يحيي كے واسطے
بهي تهي اور قياصره وغيره اوس زمانے مين بت پرست تهے نه يهودي
نه عيسائي اور بعد ساڑهے تين سو برس كے جب وه نصراني هوئے تو
فروتن نهين تهے بلكه اوسي تجمل بادشاهانه كے ساتهه رها كرتے تهے
بخلاف حضرت عمر كے كه شام اونكے هاتو سے مغلوب بهي هوا اور
اورشليم اونهين كے جانے پر فتح هوا اور آپ وهانكے بهي بادشاه هو گئے
اور بادشاهت كے زمانے مين آنحضرت كي گذران درويشانه اور
فروتني سے ايسي ثابت هے كه آپكے دشمن لوگ بهي قايل هين
ازانجمله باب بست هفتم مين يهودا حواري كا ارتداد اور گرفتار
كروا كر حضرت عيسى كو تيس روپئے كا لينا اور اوسكے بعد اوسے
پهينك كر مر جانا اور اون روپيون كا كمهار سے ايك قطعه زمين
بني اسرائيل كا مول لينا لكهه كر ورس نهم مين جو يرمياه نبي كي كتاب كے

طرف اشارہ ہے وہ اوسمین ہئی نہین یہہ غلطی سیکڑون برس سے
برابر چلی آتی ہے ہان مگر وہ بات ذکریا کی کتاب کے گیارہوین باب مین
ہے اسطرح پر سنہ ۱۸۳۹ ورس ۱۲ و ایشانرا گفتم کہ اگر شمارا پسند اید قیمت
مرا بمن بدہید والا خیر پس بقیمت من سی پارہ نقرہ سنجیدند ۱۳ وخداوند مرا
فرمود کہ انرا پیش کوزہ گر بافگن ان بہای گران کہ نسبت بمن مقرر کردند
وسی پارہ نقرہ را گرفتہ درخانہ خداوند پیش کوزہ گر انداختم * دیکھو اسمین
کچھہ بہی پتا حضرت عیسے کا نہین نکلتا اور نہ یہہ خبر واقعہ عیسوی کے
منطبق ہوتی ہے اسلیے کہ نہین معلوم کہ یہہ کون کہتا ہے کہ خداوند
مرا فرمود کہ انرا پیش کوزہ گر بافگن الی قولہ پیش کوزہ گر انداختم
ظاہرا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اوس روپے کے لینے والے بزرگ
ہون نہ کہ کفار **ازانجملہ** پہلی انجیل کے پہلے باب مین ہے سنہ ۱۸۳۹
ورس ۲۲ پس اسطرح ہوا کہہ خداوند نے نبی کے معرفت سے کہا تہا پورا
ہووے ۲۳ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور ایک بیٹا جنیگی اور
اوسکا نام عمانوئیل رکھا جائیگا جس کا ترجمہ یہہ ہے کہ ہمارے ساتہہ
ہے خدا * یہہ اشارہ اشعیا نبی کی کتاب کے ساتوین باب کے ورس
دوازدہم کی طرف ہے حالانکہ اوس کتاب مین جو لفظ جسکا ترجمہ
عذرا یا کنواری ہے اوسکے معنی مطلق جوان عورت کے ہین اور عذرا

کرکے ترجمہ محض جہوٹہہ ہے ایک بڑے عالم یہودی سے ایک عیسائی
کے ساتہہ گفتگو مین مینے سُنا وہ کہتا تہا کہ وہ لفظ جسکے معنی تمنے
اپنی طرفسے عزرا یعنی کنواری ٹہرائے ہین وہ اور جگہہ بہی انجیل
مین واقع ہے وہان تو کنواری کے معنی تمہارے نزدیک بہی نہین
ہین مگر مین اوس پتے کو بہول گیا اتنا یاد ہے کہ عیسائی نے اوسکے
جواب مین کہا تہا کہ اوس مقام مین اگرچہ کنواری کے معنی نہین ہین مگر
یہان بیشک کنواری کے معنی ہین ورنہ پیشین گوئی نہ ٹہرے یہودی نے
کہا اوس لفظ کے ہرگاہ لغت مین یہہ معنی نہین ہین بلکہ وہ لفظ عام ہے
کنواری اور غیر کنواری اور عفیفہ و غیر عفیفہ سے تو کیا وجہ کہ ہم اوسکے معنی
کنواری کے لین مگر بنظر اسکے کہ حضرت اشعیا نے کسی کے حق مین حکم
ناطق دیا ہے سو وہ معجزہ گنا جاتا ہے اسواسطے کہ جو تیری عورتین نہین
جنتی ہین یا جنتی ہین تو بیٹی جنتی ہین نہ بیٹا غرض اس گفتگو سے اتنا معلوم
ہوا کہ اوس لفظ کی تعمیم کو بنظر لغوی معنون کے اوس عیسائی نے بہی
قبول کیا اور اگر وہ جہوٹہا ترجمہ بہی مانا جاے تو بہی آپ لوگون کے
روایتون کی جہت سے حضرت مریم پر صادق آنے مین اوسکے بہت شبہے
ہین ایک یہہ کہ پہلی انجیل کے پہلے باب مین یون لکہا ہے ۱۸ اور
اور یسوع مسیح کی پیدائش اسطرح ہوئی کہ جب اوسکی ماں مریم یوسف سے

منسوب ہوئی اس سیتی پہلے کہ ویسے ہم بستر ہوویں وہ روح
القدس سیتی حاملہ پائی گئی * اگر منسوب سیتی اس زمانے کی
رسم کے موافق منگنی مراد ہے تو چاہئی تہا کہ راوی یون کہتا کہ
قبل اوسکے کہ اوسمین انعقاد نکاح کا ہووے روح القدس سیتی حاملہ پائی
گئی ہم بستری کا دفع دخل قبل نکاح سیکے یعنی جو آور اگر نکاح مراد ہے تو
کنواری ہونے مین بالکل شبہ پڑ گیا دوسرے یہہ کہ ورس نوزدہم
مین یون ہے * تب اوسکے شوہر سیتی جو نیک مرد تہا اوسکی رسوائی
نہ چاہ کر ارادہ کیا کہ اوسے چہوڑ دیوے * قبل نکاح کے چہوڑ دینے
کے کیا معنی ہین اور وہ شوہر کیون کہلایا تیسرے یہہ کہ اوسکے
بعد بدون ذکر نکاح کے لکہا ہے کہ یوسف مریم کو ساتہہ لیے پہرا
گیا اگر صرف منگیتر تہین تو نامحرم کے ساتہہ زن و شوہر کے مانند
پہرنا یعنی چہ چوتہے یہہ کہ اوس زمانے سے ابتک یہودی لوگ کہتے
چلے آتے ہین کہ حضرت عیسے یوسف نجار سیتی پیدا ہوئے چنانکہ پہلی
انجیل کے مولف نے باب سیزدہم ورس پنجاہ و پنجم مین قول یہودیونکا
نقل کیا ہے پانچوین یہہ کہ حضرت عیسے کا نام کسی قوم کے نزدیک
عمانوئیل نہین ہے چنانکہ یہودی سابق الذکر منجملہ اپنی حجتون کے
یہہ بہی کہتا تہا چہٹیں یہہ کہ خدا ابا ما است یہہ تو حضرت عیسی نے

کسي نام کا ترجمہ نہین ہے اور دیکھو کہ یہانسے بہي نام کا ترجمہ کرنا ثابت
ہوا اسواسطے کہ جو کوئي کسیکا کچہ نام رکہتا ہے تو اوسکے ساتہہ
اوس نام مین ترجمہ داخل نہین کرتا سوا تو ین یہہ کہ حضرت عیسے
نے کہین یہہ دعوا نہین کیا کہ مین بن باپ پیدا ہوا ہون اور یہہ
کہ میرا نام عمانوئیل بہي ہے پس بوجوہ سبعہ مذکورہ یہہ خبر کسیطرح
حضرت عیسے پر صادق نہین آتي اور سواي اسکے ہم یہہ کہتے ہین کہ
یہہ خبر اس قابل نہین کہ تم دوسرون کو اوسپر استدلال کرکے الزام
دے سکو اسواسطے کہ بڑي بزرگي اس خبر سے شخص موعود کي یہہ نکلتي
ہے کہ وہ شخص عذرا سے پیدا ہوگا اور عذرائیت عذرا کي امر مخفي اور
غیر محسوس ہے خصوصًا بہ نسبت دوسرون کے اور سواي عذرائیت
عذرا کے اور کوئي پتا حضرت عیسے کي ذات خاص کا اس خبر
مین ابتک تو نہین لکہا گیا **آمدم بر سر مطلب**
جس طرحکي خبرونکو انجیل کے تالیف کرنیوالون نے حضرت
عیسے کے کلام کے آگے پیچہے بیچ مین اگلي کتابون سے نکال نکالکر
لکہین ہین اور اوسکا پتا دیا ہے اگر ہم حضرت خاتم النبیین کے
واسطے نکالین تو ساري بیبل کي اچہي باتون کو حضرت خاتم النبیین
پہ ہم جما سکتے ہین بلکہ انجیل کي روایتون سے افادہ مطلب مین قوي تر

ہمارے سے بیبل مین موجود ہین اگر ہم سبکو لکہین تو کتاب بڑہ جاوے
اوسکا نمونہ چاہیے تو براہین ساباطیہ اور صولت الضیغم اور کتاب
مرغوب مین دیکہہ لیجیے مگر سات خبرین لکہتا ہون ایسی کہ انجیل کے
تالیف کرنیوالون کی روایتون سے درباب اونکے صادق آسکیے
حضرت عیسے پر بمراتب زیادہ دلالت واضح رکہتی ہین حضرت
خاتم النبیین کی حقیقت پر پس امیدوار انصاف کا ہون کہ جسطرح
بعضے از کیا حکام عدالت کے متخاصمین کی تقریرون کو میزان عقل
مین تولتے ہین اور جدہر قانون اور عقل کی راہ سے ترجیح پاتے
ہین اوسکے موافق حکم دیتے ہین اوسی طرح عقل کی ترازو مین ایکطرف
اون خبرونکو جو انجیل والون نے حضرت عیسے پر جمائی ہین رکہیے
اور دوسرے طرف اون خبرونکو جو مین حضرت خاتم النبیین کے
حق مین بیان کرتا ہون رکہہ کر تولیے دیکہیے کس کا پلہ بہاری
ہے ہے آشانہ کو شانہ سے ملا دیکہہ قد مین ہمین کچہہ بلند ہونگے شانہ

قد قال اللہ تعالی اولم تاتہم بینۃ ما فی الصحف الاولی وایضا قال جل شانہ
یجدونہ مکتوبا عندہم فی التورٰتہ والانجیل

خبر اول

کتاب استثنا کی دسوین باب کے بارہوین ورس سے حضرت
موسی کا خطاب یون نقل کیا ۲۵ اورس ۱۴ اب اے اسرائیل

یہواہ تیرا خدا تجہہ سے کیا چاہتا ہے فقط یہی کہ تو یہواہ اپنے خدا سے
ترسان رہے اور اوسکی سب راہون پر چلے * بعد اوسکے حضرت
موسیٰ کا کلام اسرائیل کے یعنی بنی اسرائیل کے ساتھہ درباب
بیان احکام الہی جو آگے ہو چکے تہے اور پند او روعظ نقل کیا ہے یہان
تک کہ اٹھارہوین باب مین لکہتا ہے کہ حضرت موسیٰ نے خدا کا کلام
یون نقل کیا سنہ ۱۸۲۵ ورس ۱۷ اور یہواہ نے مجہے کہا کہ انہون نے
جو کچہہ کہا سو اچہا کہا ۱۸ مین اونکے لیے اونکے بہائیون مین تجہسا
ایک پیغمبر قایم کرونگا اور اپنا کلام اوسکے موہنہ مین ڈالونگا اور جو کچہہ
مین اوس سے فرماؤنگا وہ ویسہی کہیگا ۱۹ اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی
اون باتونکو جنہین وہ میرا نام لیکر کہیگا نہ سنیگا تو مین اوس سے
مطالبہ کرونگا ۲۰ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات
جو مینے اوس سے نہین کہی میرے نام سے یا اور معبودون کے
نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے نسخہ قدیمہ سنہ ۱۶۲۵ ورس ۱۸
سوف اقیم لہم نبیاً مثلک من بین اخوتہم واجعل کلامی فی فیہ الخ
* یاد رکہو کہ یہہ سخن قال اللہ مین داخل ہے بضمن قال موسیٰ کے
یہودی لوگ کہتے ہین کہ جتنے انبیا بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے گذر چکے ہین بنی اسرائیل مین اونہین سے کوئی نبی مصداق

س خبر کا نہین ہے اس لیے کہ مثل موسی کے کوئی نہین ہے اور
وسی سب سے افضل ہے اور آپ لوگونکا بنظر چوتہی انجیل کے
نچوین باب کے آخیر کی عبارت کے یہہ دعوا ہے کہ یہہ خبر حضرت عیسے
لیہ السلام کے حق مین ہے اور بنظر آیہ کریمہ یجدونہ مکتوبا عندہم
فی التورتہ کے ہم لوگون کا یہہ دعوی ہے کہ یہہ خبر محمد مصطفے صلی اللہ
لیہ وسلم کے حق مین ہے سو مین آپ اپنے دعوی کی وجہ ثبوت
ذرانتا ہون اگر آپ کے پاس ہو کوئی وجہ ثبوت اپنے دعوی کی
یسی جو ہمارے وجہ ثبوت سے افادہ مطلب مین کم نہو تو گذرانئے
یل بیان اون وجوہات کے پہلے اپنے دعوی کرنیکی وجہ ترجیح
یان کرتا ہون یجدونہ مکتوبا عندہم فی التورتہ کا حضرت
تم النبین کے زبان مبارک سے نکلنا ازروی اوس ضابطہ
لیہ کے جو سمعیات مین درکار ہے ایسا ثابت ہے کہ کسی مخالف
ی انکار کی جگہہ نہین ہے اور چوتہی انجیل کے پانچوین باب کے
یے درس مین جو لکہا ہے اوسکے اوس طرحکے ثبوت مین
حضرت عیسے کا قول ہے بنظر استفسارات سابقہ کی جو
کی روائیون کے حال مین ہم لکہہ آئے ہین بالکل شک سے
ہمارے اصول کے موافق وجہ ترجیح کی ہو بہی اور آپ کے

اصول کے موافق تو بالکل ہمارے ہی دعوی کو یہان ترجیح ہے
کہ یہہ جو کہا کہ یدونہ مکتوبا عندہم فی التورتہ سو صاحب معجزات
خدا کے کلام کی تبلیغ کی ہے اور جو ہے انجیل کے پانچوین باب کے
آخر والے درسون مین حضرت عیسی کا یہہ اظہار نہین لکھا کہ انہون
نے کہا ہو کہ خدا یون فرماتا ہے کہ تیری خبر موسی نے دی ہے
بلکہ اتنا ہی کہا کہ میرے واسطے موسی نے کہا ہے تو بموجب
آپ کے اوس اصول کے جس اصول کی راہ سے حضرت ہارون
کے نسبت گوسالہ کو خدا کہنا درست سمجھا گیا ہے جائز ہے کہ
حضرت عیسی نے بھی اپنے تئین مصداق خبر موسوی ناحق فرمایا
العیاذ باللہ فی ذلک معہذا ہم کہتے ہین کہ اگر حضرت عیسی نے کہا ہے
تو اور کسی نبی کا نام لیا ہوگا موسی کا لفظ کاتبو کی سہو سے
لکھا گیا یا یہہ مراد ہوگی موسی نے زبانی کہا ہے یہہ تو وجہ ترجیح
صحت کی ہمارے دعوی کے لیے ہوئی اب اوسکی وجہ ثبوت کی
لیجیے **وجہ اول** کتاب پیدایش کے سولہوین باب مین خدا
کا خطاب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بنی اسمعیل کے
حق مین یون لکھا ہے شتہ ١٢ ١٤ ١٥ وہ اپنے سب بھائیون کے سامنے
بود و باش کریگا شتہ ١٠ ١١ بحضرت جمیع اخونیسکن * اور اوس

تصدیق کے لیے اوسی کتاب کے پچیسوین باب کے اٹھارہوین ورس مین بنی اسمٰعیل کے حق مین لکھا ہے ۱۸ ۱۱ اقام بحضرة جمیع اخوتہ ۲۵ ۱۸ اسودہ اپنے سب بہائیون کے سامہنے مرگیا

* لفظ اخوة اور بہائیون سے اس جگہہ بالاتفاق بنی عیص اور بنی اسرائیل مراد ہین پس ہرگاہ توریت مین دو جگہہ بنی اسمعیل کے بہائیون سے بنی عیص اور بنی اسرائیل مراد ہوئے سو اوسی پر جس جگہہ بنی اسرائیل کے ساتہہ بہائیون کا لفظ بولا گیا ہے وہانسے بنی عیص اور بنی اسمعیل مراد ہونگے چنانکہ ظاہر کلام اسی بات پر دلالت کرتا ہے اور جو کوئی خلاف ظاہر دعوی کرے اوسکا اثبات اوسکے ذمے ہے جب یہہ بات ٹہر چکی تب ہم کہتے ہین کہ بنظر اوس دعا کے جو حضرت اسحٰق نے اپنے آخر وقت اپنے دونون بیٹون یعنی عیص اور اسرائیل کے حق مین کی اور بہی از روے تواریخ کے بالاتفاق موسائیون اور عیسائیون اور محمدیون کے ثابت ہے کہ خالص بنی عیص مین کوئی صاحب نبوت نہین ہوا رہ گئے بنی اسماعیل اونمین بطور اجماع مرکب مصداق اس خبر کا کوئی نہین مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر بنی اسرائیل مراد ہون تو حضرت عیسی کی خصوصیت نرہیگی اسلیے

کہ بعد حضرت موسی کے بیسیون انبیا بنی اسرائیل مین گذرے ہین

وجہ دویم انبیای بنی اسرائیل جتنے کہ حضرت موسی کے بعد ہوے

اونکے سب اجداد حضرت موسی کے لشکر مین موجود تہے اور ضمیر جمع غایب

جو درس ہیجدہم مین واقع ہے یعنے ہُم یا اونکی وہ راجع ہے اونہیں

سب کی طرف اور وے سبکے سب اوس ضمیر کے مرجع واقع ہوے

ہین سو اگر خدا کو کسی اسرائیلی نبی کی خبر دینی منظور ہوتی تو منہم یا من

ولدہم یعنی اونمین سے یا اونکی اولاد مین سے فرماتا نہ یہہ کہ ایک لفظ

زیادہ ایسا بڑہا یا یعنی اخوتہ کا کہ وہ لفظ باواز بلند پکارتا ہے

کہ اوس نبی موعود کو علاقہ صلبی یا بطنی اون لوگونکے ساتہہ جو ضمیر

جمع غایب کے مرجع واقع ہین نہوگا ورنہ وہ لفظ بیکار اور لغو ہوا

جاتا ہے چنانکہ اسی وجہ کے ضعیف کرنے کے لیے نسخہ سنہ ١٨١١ والے

نے اپنے ترجمہ مین من بین اخوتہم کی جگہ جو نسخہ قدیمہ ارمانوسیہ مین

واقع ہے من بعض اخوتک لکہہ دیا ہے اور درس ہفتدہم سے پیشتر

اوسی باب مین جو حضرت موسی کا قول بنی اسرائیل کے خطاب

مین نقل کیا ہے سو یون لکہا درس ١٥ خدا تیرے ہی درمیان سے

تیرے ہی بہائیون مین سے تیرے مانند ایک پیغمبر قایم کریگا *

دیکہو تیرے ہی درمیان سے کا لفظ بیچ سے بڑہا دیا گیا ہے

اور اوسکے پیچھے سے بڑہا دینے کی تین دلیلین ہین ایک یہہ کہ جو تین
باب کے تیرہوین درس کے لگاکر جہان کلمہ خطاب کا حضرت موسی سے
فرمایا بالاتفاق از روی تنصیص موسوی کے بنی اسرائیل مراد ہین اور مخاطب
اون خطابات کا سارا گروہ بنی اسرائیل کا ہے بالاتفاق نہ ایک
دو شخص مخصوص نہیں ہر گاہ تیرے ہی درمیان سے کے مخاطب مجموع قوم
اسرائیلی ہوئی تو پہر تیرے ہی بہائیون مین سے کی عبارت محض
لغو اور فضول اور بے معنی ہو جائیگی حالانکہ تیرے ہی بہائیون سے
کا لفظ اور جگہہ بہی ہے سو وہی صحیح ہے اور تیرے درمیان سے
کا لفظ پیچھے سے بڑہا دیا گیا ہے اور دوسری دلیل یہہ ہے کہ
جو خود حضرت موسی نے اپنے اوس قول کے استدلال مین خدا
کا کلام نقل کیا اوسمین تیرے ہی درمیان سے کا لفظ نہین ہے سو خلاف
قال اللہ کے قال موسی تم کہو تو کہو ہم نہین کہہ سکتے ہین اور تیسری
دلیل یہہ ہے کہ حواریین عیسی نے جہان اس کلام کو نقل کیا ہے
وہان یہہ جملہ یعنی کہ تیرے ہی درمیان سے نہین ہے چنانکہ آگے مین بیان
کرونگا اور اگر کہیے کہ ملانے والے نے بالکل کیون نہ بدل ڈالا یہہ
بات تو جتنی باتین حذف اور تبدیل کی ہم اوپر لکھہ آئے ہین سب مین
لگ سکتی ہے حالانکہ وہانکی تبدیلین ہم ثابت کر چکے اصل حقیقت یہہ ہے

که هم عدالتون مین شبانه روز دیکهتے هین که اکثر دست آویزات کے
لفظون کی جعلیت اونهین دست اویزات کے دوسری جگهه سے
ثابت هوا کرتی هے اور بعضے جهوٹهے گواه خود اپنے اظهار سے
پکڑے جاتے هین پس جو وجه اوسکی هے وهی وجه یهان بهی عدم
تبدیل کُلّی کی هے علاوه اسکے عادة الله جاری هے که دین کے چور
کی چوری ظاهر کر دیا کرتا هے یهه اوسکی عنایت هے پس مقتضای اوس عادت
کے ضرور هے که بزدلی دُزدانه کی جهت سے کچهه نه کچهه کلام خیانت
آمیز مین ایسا هو جاتا هے که وه خیانت کهُل جاتی هے اور یهه بهی
هے کسی مذهب مین سبکے سب بے دیانت نهین هوتے هین سو جن لوگون نے جعل
مین خرابیان ڈالین اونکو حتی الوسع اپنے مذهب کے دیانت دارونکا بهی لحاظ رها کیا
اس جهت سے بالکل تبدیل نکر سکے **وجه سیوم** ظاهر هے که جن لوگون کو بات
کرنیکا سلیقه هوتا هے وے تقریر مین لغو و فضول بات نهین کهتے خصوصاً جو حکیمانه مزاج
رکهتے هین چه جا که وه جو حکیم مطلق هے مثلاً گورنر دانشمند اگر کسیکو لکهے گا که هم تمهارے
پاس ایک انگریز کو بهیجینگے تو یهه نه لکهے گا که وه ایسا انگریز هے که رنگ [illegible] گورا هے
اسواسطے که اس کلام سے مخاطب صاف یهی سمجهے گا که هر انگریز گورے رنگ کا نهین هوتا
اور اگر مخاطب کو انگریزونکا صنفی رنگ معلوم هوگا تو اس کلام پر بهت ٹهٹها کریگا هرگاه یهه بات
ٹهر چکی تو هم کهتے هین که اوس نبی موعود کی صفت مین یهه بهی فرمایا که جو اوسکی بات نه سنیگا اوس سے مواخذه

کیا جایگا اگر اس مواخذے سے مواخذہ تکوینی مثلاً جہنم مین جانا
یا دنیا مین بعقوبت غیبی گرفتار ہونا مراد لیا جایے تو وہی قباحت
لازم آویگی جو اگر بر خاص کے حق مین گو نبی ہونے کی صفت
لگاتے ہین لازم آتی ہے اسلیے کہ بالاتفاق ثابت ہے کہ
جس پیغمبر خدا کی بات جو کوئی نہ سنیگا اوس سے مواخذہ تکوینی
کیا جایگا خواہ دنیا مین خواہ آخرت مین خواہ دونو جگہہ اور جب
ایک نبی خاص کی صفت مین ایسا لفظ کہا تو معلوم ہوا کہ معاذ اللہ
اور انبیاؤن کا سخن چاہیے کوئی سنے چاہے نسنے کچہہ اون سے
مواخذہ نہوگا حالانکہ یہہ بالاتفاق باطل ہے سو ایسا کلام جو مفید
امر باطل ہو عموماً عقلا کے کلام مین نہین ہوتا ہے چہ جا کہ حکما کے
کلام مین ایسا سخن ہونا محال ہے پس ہرگاہ مواخذہ تکوینی مراد
نہین ہو سکتا تو مراد ہوگا مگر مواخذہ تشریعی یعنی اوس نبی کی
شریعت مین یہہ بہی ہوگا کہ جو شریعت کی بات سے انحراف
اور سرکشی کرے تو اوسکو قاضی سزا دیگا و در حدود و قصاص جاری
کریگا اور یہہ بات حضرت عیسے پر صادق نہین آتی بلکہ اونہین کے
کلام سے یہہ بات نکلتی ہے کہ یہہ منصب نبی آخر الزمان کا ہے
چنانکہ چوتہی انجیل کے بارہوین باب مین قول آنحضرت کا یہہ ہے

۱۹ اور مین ہے اور اگر کوئی شخص میری باتین سُنے اور ایمان نہ لاوے
تو مین اوسپر سزا کا حکم نہین دیتا کیونکہ مین دنیا پر سزا کا حکم دینے نہین
آیا ہون وہ جو مجھے حقیر جانتا ہے اور میری باتونکو نہین سنتا ہے
اوسپر سزا کا حکم دینے والا ایک ہے یعنی جو بات مینے کہی اوسی سے
اخیر روز مین اوسکی سزا کا حکم ہوگا * ہم کہتے ہین کہ وہ ایک
وہی ہے جسکے حق مین خدا نے موسے سے کہا کہ جو اوسکی بات
نہ سنیگا اوس سے مواخذہ کا حکم کیا جاویگا اور ویسا بطور اجماع
مرکب کوئی نہین سوای محمد رسول اللہ کے اور یعنی کرکے جو تفسیر انجیل
والون نے حضرت عیسے کے کلام مین بڑہائی وہ محض بے معنی
کلام ہے اور اگر کچھہ تاویل کیجاے تو ہمارے مطلب کے بھی منافی
نہین ہو سکتا **وجہ چہارم** مثلک اور تجہسا کے لفظ پر لحاظ
کیجیے کہ باواز بلند گواہی دیتا ہے کہ نبی موعود کو حضرت موسیٰ کے
ساتھہ مماثلت ہوگی سو لحاظ کیجیے کہ باعتبار احکام نبوت وغیرہ
حضرت عیسے کو حضرت موسیٰ سے مماثلت زیادہ ہے یا احمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کو مثلاً حضرت عیسے کو صرف اتنی ہی مماثلت
ہے کہ وے بھی نبی اسرائیل مین سے ہین اس مماثلت مین
سبھی انبیای بنی اسرائیل شریک ہین کچھہ حضرت علیسے کی خصوصیت

هين هيے اور همارے حضرت کو اتني وجهونسے مماثلت هيے ١ صاحب
والدين هونا ٢ صاحب زن و فرزند هونا ٣ صاحب سياسات مدنيه
هونا ٤ صاحب جهاد هونا ٥ عبادت کے وقت وضو کرنيکا حکم دينا
٦ جنابت اور حيض اور نفاس سے غسل کا واجب کرنا ٧ زنا
کارون کي سزا تجويز کرنا ٨ بدن اور کپڑيکو بول براز سے پاک
رکهنيکا حکم کرنا ٩ جان آفرين کے نام پر جو جانور بلا تکلف ذبح نه کيا
جايے بلکه اور طرح سے مارا جايے اوسکے کهانے سے منع کرنا
١٠ عبادات اور رياضات بدني کا مقرر کرنا ١١ فصل خصومات کے
ليے قاضي مقرر کرنا ١٢ بڑے کامون مين مشوريکي شريعت جاري
کرنا ١٣ سود کهانے سے منع کرنا ١٤ اپني چيزون يعني حادثات
کو معبود ٹهرانے پر معجزات دکهلانے والے کو سچا جاننے سے منع کرنا
١٥ دشمن کے هاتهه سے اکيلے مخفي نهونا بلکه يارون کو بهي بچانا
١٦ خدا کي عبادتگاه مقرر کرنا ١٧ بيماري سے مرنا ١٨ دار العمل سے
وفات پاکر پهر دار العمل مين نه آنا ١٩ آدميون کے نجات کے ليے
ملعون مشهور هونا اور نه تين دن دوزخ مين رهنے والا قرار پانا
٢٠ اپني امت مين عبدالله و رسوله کهلانا نه که الله و ابن الله * ديکهو
بيس بسوے مماثلت موسوي کسيکے ساتهه ثابت هے يهه تو همارے

اصول کے موافق اور توراۃ اور انجیل کی روسے مماثلت ہوئی
اور آپ لوگون کے اصول پر تو حضرت عیسے کو حضرت موسی سے
کچھ مناسبت ہی نتھی اس لیے کہ موسی عیسی کا بندہ اور عیسی موسے
کا خدا تھا اور موسی بندہ مجسم اور عیسی خدای مجسم موسی بندون کی
شفاعت کے لیے نہ ملعون ہوا اور نہ کوئی دن دوزخ مین رہا
بخلاف عیسی کے اور موسی امت کے لیے فدیہ نہین ہوا بخلاف عیسے
کے اسیواسطے ہمارے حضرت کی نسبت فرمایا انا ارسلنا الیکم رسولا
شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا کما کا لفظ شلک کے مضمون
کو ادا کرتا ہے **وجہ پنجم** بیسوین درس مین فرمایا کہ وہ
نبی اگر مجھہ پر جھوٹھہ باندہے تو مار ڈالا جایگا * اگر یہہ مطلق نبی کے
حق مین ہو تو معاذ اللہ حضرت ذکریا اور حضرت یحیی جھوٹھے نبی ٹھہرتے
ہین اور حضرت عیسی بھی کیونکہ باعتبار استطاعت بشری کے
وہ بھی شہادت کے مرتبے کو پہونچے اور دشمنون نے آپ کو
اوس استطاعت کے موافق جسپر مدار تکالیف شرعیہ کا ہے
بیشک مار ڈالا اور خون آپکا اپنی گردن پر لیا پس معلوم ہوا کہ یہہ خبر
اوسی نبی خاص کے لیے ہے جسکے لیے فرمایا و لو تقول علینا بعض
الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین یعنی خدا فرماتا ہے کہ پیغمبر

اگر کوئی بات ہم پر باندہ کر کہے تو مار ڈالا جاے اور بعد اوسکے
فرمایا واللہ یعصمک من الناس یعنی خداوند تعالی تجہے بچاویگا آدمیون
سے اور آپکے اصول کے موافق تو حقیقۃً حضرت عیسی مارے
ہی گئے تو یہودیون کا اعتراض درست ہوجایگا **وجہ بست و ششم**
حضرت عیسی کا قول پہلی انجیل کے پندرہوین باب کے ورس بست و چہارم
مین یون ہے نسخہ ۱۸۱۶ لم ارسل الا الی غنم بیت اسرائیل الضالہ
یعنی مین بہیجا نہین گیا ہون مگر اسرائیلیون پر اور آپ کے اصول
موضوعہ کے موافق خدا مجسم ہوکر مریم کے پیٹ سے جو پیدا ہوا تو پہلے
سے سب بندونکی نجات کے لیے پیدا ہوا یہہ نہین ہے کہ پہلے
بنی اسرائیل کے واسطے اپنی تئین مجسم کیا اور بعد اوسکے اپنی تئین
سارے جہان کی نجات کے لیے مقرر کیا ہرگاہ یہہ بات ٹہر چکی
یعنی حضرت عیسی صرف بنی اسرائیل کے لیے آئے یا سبکی
نجات کے لیے آئے تو پہلے ہی سے آئے تہے تو اب دیکہیے کہ
رسالہ اعمال کے تیسری باب مین بعضے حواریون کی تقریر وعظ
کی یون لکہی ہے نسخہ ۱۸۱۶ ورس ۱۹ آپس توبہ نمائید وباز گشت
کنید تاکہ گناہان شما محو شود وتاکہ زمان تازہ گیر از حضور خداوند
بیابید ۲۰ وعیسی مسیح راکہ ندا بشما میشود باز بفرستد ۲۱ زیراکہ

باید که آسمان او را نگاهدارد تا وقت ثبوت انچه خداوند بزبان
پیغمبران مقدس خود از ایام قدیم فرموده است ۲۲ که موسی به پدران
ما گفت که خدای شما پیغمبری را مثل من از برای شما از میان برادران
شما مبعوث خواهد کرد هرچه او بشما گوید شما راست که اطاعت او نمائید
الی قوله ۲۶ پس نخستین خدا پسر خود عیسی را خیزانیده نزد شما فرستاد

* سب نسخے عربی کے اسکے مطابق ہین پس خدا کے واسطے
انصاف کرو اور تعصب اور الف و عادت موروثی سے کنارے
ہوکر دیکھو کہ یہہ تقریر حواری کی کفایت کرتی ہے واسطے تصدیق
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلیئے کہ حواری کہتا ہے کہ عیسے
کا اسمان پر ٹھہرا رہنا اوس دم تک ضرور ہے جس دم تک وہ باتین
جو خدا نے پیغمبرون کے زبانی فرمائی ہے ثابت ہو جاوے اور
بعد اوسکے اوس باتونکا بیان کرتا ہے کہ پیغمبرون نے کہا ہے
کہ موسی نے ہمارے باپ دادون سے کہ لشکر موسوی مین
محصور تھے فرمایا ہے کہ ایک نبی مجھسا بنی اسرائیل کے بھائیون
مین سے مبعوث کریگا پس اسبات کا پورا ہونا ضرور ہے اور اوسکا
ظہور موقوف تھا حضرت عیسے کے چلے جانے پر چنانکہ خود
انہون نے کہا تھا کہ جب تک مین نہ جاؤنگا فارقلیط نہ آویگا اور

بلکہ عیسے کے حواری کہتا ہے کہ اوس شخص کے ظہور سے پہلے
خدا نے عیسے کو بھیجا یعنی اوسکے آنے تک وہ بات جو موسے نے
کہی تہی ظہور مین نہین آئی تہی اب دیکھیے کہ بطور اجماع
مرکب مصداق خبر موسوی کوئی نہین مگر عیسی یا محمد رسول
اللہ پس ہرگاہ احتمال عیسوی مرتفع ہوگیا ثابت ہوگیا کہ مصداق
اوس خبر کا نہین ہے مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
اور دیکھو کہ حواری بہی حضرت موسی کے قول کی نقل
کرتے ہین وہ جملہ یعنی تیرے ہی درمیان سے نہین نقل کیا
اس سے معلوم ہوا کہ اوس زمانے تک وہ جملہ حضرت عیسے کے
قول مین نہین بڑہایا گیا تہا اور اوسکا بڑہانے والا یہان اوسکے
بڑہانے سے غفلت کر گیا جیسے بعضے آدمی سچی دستاویز
مین بعضی بات اپنے موافق بڑہا دیتے ہین مگر بزدلی ذر دانہ سے
آگے پیچھے کی خبر نہین رکھتے کہ عند المعرکہ اوسی دستاویز کی اور
لفظون سے اوس لفظ جعلی کی جعلیت ثابت ہو جاتی ہے اسیکا
مینے وعدہ کیا تہا **بالجملہ** ہم اپنی بعضی وجہ ثبوت اپنے اس دعوی
کے لیے کہ خبر موسوی درحق حضرت مصطفوی ہے گذران چکے
اب آپکے پاس کوئی وجہ ثبوت اپنے دعوے کے لیے ہو تو گذرانیے

دوسری خبر زبور چہل و پنجم نسخہ مطبوعہ ۱۸۱۹ ورس ۲ تو حسن مین سب بنی آدم سے کہین زیادہ ہے تیرے ہونٹہون مین نعمت بہائی گئی ہے اسیلیے خدا نے تجہے ابد تک مبارک کیا * اس کلام داؤدی کو سب اہل کتاب بالاتفاق کہتے ہین کہ کسی نبی آیندہ کی خبر ہے اور یہودی لوگ جتنے انبیا حضرت داؤد کے بعد ابتک آئے اونمین سے کسیکو اس خبر کا مصداق نہین جانتے کیونکہ بعد موسی کے ابتک کوئی نبی ایسا نہین ہوا جو سارے بنی آدم سے افضل ہو ہان مگر عیسائیونکا دعوا ہے کہ یہہ خبر حضرت عیسے کے حق مین ہے اور ہم کہتے ہین کہ حضرت خاتم النبیین کے حق مین ہے اسیلیے کہ حضرت داؤد آگے فرماتے ہین ورس ۳ اے تو جاہ و جلال سے اپنے تلوار حمایل کر کے اپنی ران پر لٹکا تو راست بازی اور حکومت اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبالمندی سے سوار ہو کہ تیرا داہنا ہاتہہ تجہے ہیبت ناک کام دکہادیگا ۵ بادشاہون کے دلون مین تیرے تیر تیزی کرتے ہین لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہین الی قولہ ورس ۹ بادشاہونکی بیٹیان تیری عزت والی عورتون مین داخل ہوتی ہین الی قولہ ورس ۱۲ قوم کے دولتمند لوگ ہدیہ لیکر تیرے پاس حاضر ہونگے * یہہ جو مین نے ورس ۲ و ۳

...۱۰۰ وا اچهوڑ دیا صرف اختصار کے لیے چهوڑ دیا نه اسی جهت سے
که میرے خلاف اور عیسائیون کے موید تها جسکا جي چاہے اوس
نسخے کو جس سے مینے نقل کیا دیکهه لے اب ذرا انصاف کیجیے
که اس خبر کو حضرت عیسے کے حق مین ٹهرانا دن کو رات اور رات
کو دن کہنا ہے که نہین اسلیے که ہیبت ناک کام دیکهانا جیسا
ما رمیت اذ رمیت ولاکن الله رمی سے کے معجزے پر صادق آتا ہے
اوسطرح کسی معجزه عیسوی پر نہین صادق آتا اور تلوار لٹکانا اور
گهوڑے پر اقبالمندي سے سوار ہونا اور دشمنونکا ہیبت کهاکر
پس پا ہونا اور بادشاہونکے دلونمین محاربے کا خوف آنا کہان
حضرت عیسی پر صادق آتا ہے اور حضرت عیسے اہل بیت نہین رکهتے
تهے دوسرے کا اونمین داخل ہونا یعني چه اور کسي دولتمند کا
هدیه بهیجنا حضرت عیسی کو کہیں انجیل مین مذکور نہین ہے چه جاکه
ثابت ہو بخلاف ہمارے حضرت کے که نجاشي بادشاه
حبش جو عیسائی تها غایبانه حضرت پر ایمان لایا اور هدیے بهیجے
اور بادشاه مصر نے که وه بهي عیسائي تها ماریه قبطیه کو هدیه بهیجا
اور کیانیون وغیره بادشاہون کي بیٹیان آنحضرت کے طبقه اولی
مین اہل بیت کے اور اور طبقات مین اہل بیت کے داخل ہوئین

اور یہ سب باتین اسطرح ثابت ہین کہ میل کی کوئی بات نہین بن سکتی ہے یعنی باسناد متعددہ متصلہ مشہورہ ثابت ہین تیسری خبر
زبور یکصد و چہل و نہم نسخہ ۱۴۹ مشتہرہ ۱ درس آ سرود نو برای خداوند بسرائید در جماعت مقدسان سپاس بجا آرید ۲ اسرائیل در خالق
خود شادمان باشد اولاد صیہون در پادشاہ خود وجد نمایند ۳ اسم او را
در رقص بستایند با دف و بربط برای او بنوازند ۴ زیراکہ خداوند
از قوم خود راضی است متواضعان را بنجات فخر خواہد داد ۵ پر رحمت
یافتگان وجد خواہند کرد بر بسترہای خود ترنم خواہند نمود ۶ تسبیح خدا
در گلوی ایشان و شمشیر دو دم در دست ایشان باد ۷ تا انتقام از
قبیلہا بگیرند و طوائف را تنبیہ نمایند ۸ تا پادشاہان ایشانرا در زنجیرہا
و امرای ایشانرا در کندہای آہنی ببندازند ۹ تا فضای مرقوم را
بایشان برسانند این سرفرازی برای ہمہ رحمت یافتگانش می باشد
ہللویاہ * نسخہ مشتہرہ ۱۸۱۶ مین بجای در دست ایشان باد موضوعة
فی ایدیہم واقع ہے یعنی اونکے ہاتہون مین ہے یہ کہ جو
یہودی لوگ اس نظر سے کہ حضرت سلیمان سے ملک داؤدی سے
زیادہ ملک نہین بڑہا یا اور معاذ اللہ آخر زمانے مین جیسے بت پرست
ہوگئے تہے اونکو مصداق اس خبر کا نہین جانتے اور عیسائی لو

کہتے ہین کہ حضرت عیسی کے حق مین ہے ذری انصاف کیجیے
کہ ورسہای مزبورہ سرتاسر جہاد پر دلالت کرتے ہین پس حضرت
عیسے پر کیونکر صادق آوینگے اور باطنی بادشاہت تو ہر نبی کے
لیے ہوتی رہی ہے حضرت عیسے کی کیا خصوصیت ہے سو دیکھیے
زبور کی دونون خوشخبریون سے صاف ظاہر ہے کہ شخص موعود
شمشیرزنی کریگا اور اوسکی شمشیرزنی موافق خوشنودی حق اور
مقتضای غضب الہی کافرون کے حق مین ہوگی اور تسبیح درگلو
و شمشیر بدست انہین لوگون پر صادق آتا ہے جنکے نسبت سعدی
شیرازی فرماتے ہین ع بتکبیر مردان شمشیرزن * کہ مرد وغا را
شمارند زن * اور بچھونون پر لیٹتے وقت اذکار الہیہ مقرر کرنا
کہین انجیلون مین نہین ہے بخلاف قران شریف اور احادیث
مصطفویہ کے کہ اونمین خاص بچھونون پر لیٹتے وقت بھی ذکر
الہی کی تخصیص ترغیب واقع ہے **چوتھی خبر** اشعیا نبی کی
کتاب کے اکیسوین باب مین ایک کلام واقع ہے اوسے مین تین
نسخون سے لکھتا ہون اور اسطرح کے لکھنے سے چار باتین معا
ثابت کرتا ہون ایک یہہ کہ اشعیا نبی کی پیشین گوئیان اکثر ایسی ہی
ہین یعنی حضرات مجاذیب کا سا کلام دوسری یہہ کہ اوسمین بقول

مثل مشہور تحریف بھی واقع ہے تیسرے یہہ کہ بعضے اختلافات ترجمون
کے نسخون سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل نسخے عبرانی زبان والے
مختلف ہین صرف مترجمونکا قصور نہین ہے چوتھی یہہ کہ اشعیا نبی نے
جسطرح حضرت عیسی کے آنیکی بشارت دی ہے اوسی طرح حضرت
خاتم النبیین کے حق مین بھی بشارت دی ہے چنانکہ ہمارے اسلاف
بھی اسکی تصریح کرتے آئے ہین اور وہ کلام یہہ ہے نسخہ اردو سنہ ۱۸۴۵
درس ۶ آ مجھے یون فرمایا ہے یہواہ نے کہ جا اپنے مکان پر بٹھلا
نگہبان کہ جو کچھ دیکھے مجھے بتلاوے سنہ ۱۸۳۹ چہ خداوند مرا چنین فرمودہ
است کہ بیا و جارسے بر برج نشان تا ہرچہ بیند اطلاع دہد سنہ ۱۸۱۱
قال لی الرب امض اقم لک دیدبان والذی یراہ اخبر بہ *
دیکھو جا اور بیٹھا اور امض کا اختلاف اور نگہبان کا ترجمہ دیدبان
عربی مین ہے اور اوسنے ایک گاڑی دیکھی اور دو سوار ایک تو گدہے
پر سوار اور دوسرا اونٹ پر اوسنے بڑی فکر سے تاکا سنہ ۱۸۴۵
و او یک ارابہ و دو سوار دید کہ یکی بر خری سوار و دیگر بر شتر
و بفکر تمام مترصد است سنہ ۱۸۱۱ و نظرت فارسین راکبین احدہما راکب
حمار و الآخر راکب جمل لیسمعوا سماعا کثیرا * گاڑی اور ارابہ یہان
کہو گیا اور تاکا اور مترصد است اور لیسمعوا سماعا کثیرا کا اختلاف

دیکھئیے اور جو چوکی پر دیکھتا تھا چلایا میرے خداوند مین کھڑا رہا اپنی
چوکی پر تمام دن اور تمام شب مین اپنے مکان پر بٹھا رہا ۳۹ نسخہ ۱۸
وحارس فریاد برکشید وگفت ای خداوند بر حراست خود تمامی روز
استادم و تمامی شب در مکان خود قرار گرفتم ۱۸ نسخہ ۱۱ وادع اوریا
دیدبة الرب وقال وقفت کل حین ایام وعلی المعسکر وقفت انا اللیل
کلہ* دیکھو کہان چلایا اور فریاد برکشید اور کہان وادع اوریا اور
نگہبان کا ترجمہ دیدبة الرب اور مکان خود کا ترجمہ معسکر ۹ اور دیکھہ او ن
دو سوار وسے ایک آدمی آتا ہے اور کہتا ہے بابل گر گیا بابل گر گیا
اور اوسکے بتون کی ساری کھودی ہوئی مورتین زمین پر توڑی
گئین ۳۹ نسخہ ۱۸ او اینک سوار ارابہ با دو سوار در اینجا میرسند پس در جواب
میگوید کہ بابل افتاد و بابل افتاد و ہمہ اشکال تباتش بر زمین ریزہ ریزہ
شدند ۱۸ نسخہ ۱۱ واذا ہو اقبل راکب من الاثنین واجاب وقال سقطت
بابل العظمی وکل اصنامہا ومصنوعات الایدی التی انسحقت علی الارض
* دیکھو نسخہ اردو اور عربی اس ورس کے پہلے جملے مین مطابق ہین
فارسی والے نے اوسے صاف بدل ڈالا اور وجہ اوسکے بدلنے کی
آگے معلوم ہوگی اور عربی مین التی کے لفظ نے کلام کو محض بے
معنی کر دیا اور بابل کے گرنے کا مضمون جو مکرر تھا اوسمین سے

ایک حذف کر دیا آور اور جو کچھ اختلاف ہے وہ یہی سمجھ لیجے ۲۱ : ۱۰ اے
میرے کھلیان اور اے میرے انبار کے غلے جو کچھ مینے سنا ہو واہ
لشکروں کے خدا اسرائیل کے خدا سے تجھ سے کہدیا نسخہ ۱۸۳۹
اے خرمن گاہ من و اے غلہ انبار من ہر آنچہ من از خداوند خدای
افواج خدای اسرائیل شنیدہ ام بر شما آشکار کردم نسخہ ۱۸۱۱ اسمعوا ایہا
المتقون والمتوجعون اسمعوا ما سمعت من قبل رب الجیوش اله اسرائیل
اخبرکم * دیکھو اردو اور فارسی نسخہ یہان مطابق ہے اور عربی والے
نے اس درس کے پہلے جملے کو بالکل بدل ڈالا آور ظاہرا معلوم
ہوتا ہے کہ اصل عبرانی نسخے مین ایسہی اختلاف ہوگا اسلیے
کہ ظاہر مین اس تبدیل کا کچھ فایدہ نہین معلوم ہوتا ہے ۲۱ : ۱۱ ادوم کا
بوجھ وہ مجھے ساعیر سے بولتا ہے اے نگہبان رات کی کیا خبر ہے
پاسبان رات کا کیا ماجرا نسخہ ۱۸۳۶ آیت درباب دومہ * ندای
از سعیر بسوی من میرسد حارس ماجرای شب چیست ای
حارس ماجرای شب چیست نسخہ ۱۸۱۱ النبوة فی ادوم اہل ساعیر الذی
ہم نبوعیسی ادعونی من ساعیر احفظوا الشرایف * دیکھو یہان
تو تحریف کی قلعی ایسی کھل گئی جیسے دوپہر کا آفتاب اول دیکھیے
کہ النبوة فی ادوم کا ترجمہ اردو والے نے کیا کہ ادوم کا بوجھ کہان

نبوت کہان بوجہہ اور فارسی والے نے آیت درباب دومہ کیا آیت
کے معنی نشانی کی ہین یعنے یہہ آیت درباب دومہ کے ہیے
اس سے بوجہا جاتا ہیے کہ یہہ لفظ حضرت اشعیا کے اوس الہامی
کلام مین داخل نہین ہیے چنانکہ فارسی والے نے اوس لفظ کے
بعد یہہ شکل بنا دی ہیے تاکہ ثابت ہو کہ یہہ لفظ حضرت اشعیا کے
الہامی کلام مین داخل نہین اور اس تبدیل کی مثل ویسی ہیے
جیسے کہتے ہین کہ ع شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی ہا
گو مشت خاک منہم برباد رفتہ باشد ہا یعنی یہہ ورس نص قاطع
ہیے اس باب مین کہ اوپر جو حضرت اشعیا نے فرمایا ہیے اوسکی
تصریح خود کر دیتے ہین کہ یہہ خبر اہل سعیر کے حق مین ہیے جو مولد
اور موطن ہیے حضرت عیسی کا چنانکہ اسیواسطے ۱۸۱۹ والے نے
صراحۃً ہم بنو عیسے کا لفظ بڑہا دیا یا یہہ مراد ہیے کہ حضرت اشعیا
کو الہام ہوا کہ اہل سعیر مین بہی نبوت کا ظہور اور کوئی شخص صاحب
نبوت ہو گا چنانکہ حضرت عیسی ہوئے پس ہر گاہ اسیطرح آیندہ
کا ورس سیز دہم ہمارے حضرت سرور کائنات کے لیے تہا
اور اصل مین اوسکی خرابی منظور تہی فارسی والے نے اس
ورس یازدہم کو بہی خراب کر دیا اور اردو والے نے خراب تو کیا

مگر اچھی طرح خراب نکرسکا اور عربی والے نے اپنے مطلب کے ثابت کرنیکے
لیے اوس مثل کے موافق عمل نہین کیا نہین معلوم کیا خدا سے
ڈر اگر کم علمی یا اصل نسخون کے اختلاف کے جہت سے اوس
ورس یازدہم کے اخیر جملے کو بالکل بدل ڈالا ٣ پاسبان بولا
صبح ہوتی ہے اور رات بھی تم جو پوچھتے ہو پوچھو ١٨٣٩ احارس
در جواب میگوید کہ صبح میرسد و شب نیز اگر میپرسید بپرسید باز
بیائید ١٨٣٩ احتفظ بالغداة لتطلب الطلب * فارسی والے نے باز
بیائید کا لفظ نہین معلوم کسواسطے بڑہادیا یا اردو والے نے کم کردیا
یا اصل نسخون مین ایسی ہی کمی بیشی ہوگئی اور اس جگہہ کی بلاغت
عربی والے کی مین کیا تعریف کرون کہ سحبان وائل سے بھی
ایسا نہو سکتا مگر مترجم بیچارے کا قصور نہین ہے اصل عبرانی
مین ایسی ہی خرابیان ہونگی ١٣ عرب کا بوجھ اے سفر کرنے والو
ددانی فاطلوتم عرب کے بید ان مین رہو ١٨٣٩ آیت درباب عرب
* اے کاروانہای ددانی در بیابان بوقت شام منزل کنید
١٨٣١ النبوة فی العرب وبنی قیدار وعندی اسکن من الغاب
یصطجع مسائر امی طریق دادان * اسی ورس کے خراب کرنے
کے لیے ساری خرابیان اس باب مین کی گئین دیکھیے یہہ نص قاطع

ہے اس باب مین کہ حضرت اشعیا نے جس طرح حضرت عیسی و اون
کی خبر دی ہے اوسیطرح عرب اور بنی قیدار کے حق مین کہ اولاد حضرت
اسمعیل سے ہین خبر دی ہے یا جس طرح حضرت اشعیا نے فرمایا کہ
بنی ساعیر مین ایک شخص صاحب نبوت ہونے والا ہے اوسیطرح فرمایا
کہ بنی قیدار مین بہی ہوگا اسیواسطے دو نسخون سے بنی قیدار کا لفظ
اوڑا دیا گیا * پہلے یاد کیجیے اوس لغت کو کو جو یہودی اور عیسائی
کے آپس مین درباب اوس لفظ عبرانی کے جسکا ترجمہ آپ لوگ عزرا
یعنی کنواری کہتے ہین ہوئی کہ باوجود تسلیم اس بات کے کہ واقع مین ازروی
لغت عبرانی کے وہ لفظ عام ہے عذرا اور غیر عذرا سے معہذا اوس
مقام پر وہ عیسائی اور کچہہ حجت نہ لاسکا سوا اسکے کہ اگر یہان مطلق
جوان عورت مراد ہو تو یہہ پیشین گوئی کاہیکو ٹہریگی بلکہ وہ بہی
ٹہری کہ دندان تو جملہ در دہانند اسلیے کہ عورتین تو اکثر جنتی ہی
رہتی ہین اور کسی بانجہہ کے مقابلے مین تو فرمایا ہی نہین تا معجزہ
کہا جاے اسیطرح جتنے آدمی ہین سبہی اکثر خوابون مین خرسوار اور شتر
سوار دیکہا کرتے ہین اور باتین کیا کرتے ہین یہہ تو خوابہاے
باطلہ کہلاتی ہین اسکو الہام ہونے سے کیا علاقہ بعد اوسکے
لحاظ کیجیے کہ راکب حمار اور راکب جمل سے مطلق راکب حمار اور

راکب جمل مراد ہے یا ایسے اشخاص جو مشار الیہ ہون اور یہہ پتا اونکا زبان زد خلایق ہو پس ہر گاہ ایک جگہہ ہم بیان کر آیے کہ راکب حمار سے انجیل والے نے حضرت عیسے کو مراد لیا ہے پس ضرور ہوا کہ یہان بہی حضرت عیسی مراد ہون اور جب حضرت عیسی کے مقابلے مین راکب جمل بولا گیا تو وہ بہی چاہیے کہ ایسہی کوئی مشار الیہ شخص ہو پس نہین مراد ہو سکتا ہے مگر وہ شخص جسکے حق مین شعرا کہتے آیے ہین ع شتر سوار عرب میر حجرۂ کعبہ ٭ کہ حجرہ روب شتربان او اُویس قرن ٭ اور عرب کی خصوصیت اونٹ ساتہہ ایسی ہے کہ کسی ظریف نے کہا کہ مجہے آدہی قاموس ایکدم مین یاد ہو گئی تو لوگون نے کہا یہہ کسطرح ہو سکتا ہے اوسنے کہا جس لغت کو دیکہو اوسکے معنون سے اونٹ کا علاقہ نہین چہوٹنے پاتا پس جب اتنا ہمنے سمجہہ لیا تو گویا آدہی قاموس ہمین یاد ہو گئی اور بنی قیدار اور عرب کا بنی اسمعیل سے ہونا توریت وغیرہ تواریخ سے ثابت ہے اور عیسائی لوگ جو یہان سے پادشاہ فارس کی خبر جسنے بخت نصر کے ظلمون کا بدلا لیا مراد لیتے ہین یہہ بات اونکی اوسی قسم کی ہے کہ پرائی بدشگونی کے لیے اپنی ناک کٹانا اوس پادشاہ فارس کے وقت تک بنو عیسی کہان تہے جو حضرت اشعیا اہل سعیر کے لفظ کے ساتہہ ہم بنو عیسی کا لفظ

ملاکر پتا دیتے هین اور بابل بعد تخریب بادشاه فارس کے پهر بهی آباد رها
بالکل خرابی اوسکی مسلمانونکے هاتونسے هوئی اور پادشاه فارس کو
بتون کے توڑنے سے کیا غرض تهی اور فارسیون کی سواری دراز
گوش اور اونٹ کی سواری سے کیا خصوصیت نهی بلکه عموماً اور کلنبه
سواری اونکی گهوڑے پر هوتی تهی چنانکه فارس کا لفظ اسپ پر دلالت
کرتا هے اور آخر کے دو جملے اسباب کے کفره قریش کی مقهوری پر
دلالت کرتے هین اور سارے باب مین کهین کوئی لفظ ایسا نهین
هے جس سے کچهه بهی بو باس شاه فارس کی پائی جاوے
محض تعصباً عیسائی لوگ اسبات کو اوسپر جماتے هین **پانچوین**
خبر اوسی کتاب اشعیا کا بیالیسوان باب همارے پیغمبر خدا کے شان
مین هے اور آپ لوگ کهتے هین حضرت عیسی کی شان مین هے
مین اپنی وجه ثبوت گذرانتا هون آپ کے پاس جو کوئی وجه ثبوت
هو سو ایسا اوسکے جو اس باب مین تحریفاً لکها گیا هے گذرانے اور
اوسکی عبارت یهه هے سنه ۱۸۲۵ ورس آ دیکهو میرا بنده جسے مینے
برپا کیا میرا برگزیده جس سے میرا جی راضی هے مینے اپنی روح اوسپر
رکهی وه قومون پر عدالت کریگا سنه ۱۸۱۱ یعقوب فتای اعضده
واسرائیل مختاری قبلته نفسی اعطی روحی علیه یخرج الحکم للامم

نسخہ ۱۸۳۹ع موافق اردو کے ہے دیکھو عربی نسخے والے نے جو اپنے اصول
کے خلاف بندے کا لفظ حضرت عیسی کے حق مین دیکھا اور غرض یہہ
تہی کہ یہہ باب ساری حضرت عیسیٰ کے حق مین ٹہرائی جای تو پہلے
درس کو بالکل بدل ڈالا تحریف اسیکا نام ہے یا کسی اور چیز کا اسیکو مین نے
کہا کہ اپنی تحریفی درس کے سوا اور جو وجہ ثبوت ہو گذرا نیے درس ۲
وہ نہ چلائیگا اور اپنی صدا بلند نکریگا اور اپنی آواز بازارون مین نہ سنائیگا
۴ وہ جب تک زمین پر عدالت نکرلے نہ گہٹیگا اور جزیرے اوسکی شریعت
کی راہ تکینگے ۱۸۳۹ع عاجز و دل شکستہ نخواہد شد تا وقتیکہ عدل را بر زمین
قائم ننماید و جزایر منتظر شریعت او خواہند گردید ۱۸۱۱ع لا یسرق ولا یکسر
الی ان یضع الحکم علی الارض وعلی اسمہ تتکل الامم * دیکھو کہان نہ گہٹیگا
اور کہان عاجز و دلشکستہ نخواہد شد اور کہان لا یسرق نہین معلوم
کہ معروف کا صیغہ ہے یا مجہول کا اور دیکھو کہان عدل کرنا کہ یہہ ہر نبی
کی شان ہے اور کہان حکومت کرنا کہ یہہ ہر نبی کے لیے نہین ہے
بلکہ صرف بعضون کے واسطے ہوا جیسے موسیٰ اور داؤد اور مصطفی صلعم
کے واسطے اسی لیے اردو اور فارسی والے نے اوسکو بدل ڈالا اور
دیکھو کہان جزایر اور کہان امم ۶ مین نے جو یہواہ ہون تجکو راست
بازی سے بلایا ہے تیرا ہاتہہ پکڑون گا اور تیری حفاظت کرونگا

اور لوگون کے عہد اور قومون کی روشنی کے لیے تجہے دونگا۔ ۷ تو
اندہونکی انکہین کہولیگا اور بند ہوون کو قید سے اور اونکو جو اندہیرے مین
ہین وہان سے نکالیگا۔ ۸ یہواہ مین ہون یہہ میرا نام ہے اپنی شوکت دوسرے
کو ندونگا اور وہ ستایش جو میرے لیے ہوتی ہے سو بتون کے لیے
ہونے دونگا۔ ۱۰ یہواہ کی لیے نیا گیت گاؤ اے تم جو دریا مین گذرتے ہو
اور اوسمین ہے اور ٹاپو اور انکے بسنے والو تم زمین پر سر تا سر
اوسکی ستایش کرو ۱۱ صحرا اور وشت اور صحرائی اور دشتی گانو
اور یہہ جو قیدار مین ہین آوازین بلند کرین پہاڑیان گیت گاوین پہاڑ کی
چوٹیون پر للکارین ۱۰۔۱۱ اشعیاہ سے موافق ہے ۹۶ زبور ۱۱۔۱۲ افرحي ايتها البرية
وقراها يعطون لله مجدا يعني خوش ہو اے جنگل اور اوسکے دیہات
کہ وے خدا کی بڑائی کرتے ہین * کیا خوب اختصار کیا کیون نہو
شاباش اور قیدار کا لفظ کیا اچہے موقع سے حذف کیا واہ کیا کہنا
۱۲ وہ یہواہ کا جلال ظاہر کرین اور جزیرون مین اوسکی ثنا خوانی کرین
۱۳ یہواہ ایک بہادر کی طرح نکل کہڑا ہوگا وہ جنگی مرد کے مانند اپنی
غیرت کو اوکسائیگا وہ نعرے ماریگا وہ اپنے دشمنون پر بہادری کریگا
۱۶ اور اندہون کو اوس راہ سے کہ جسے وے نہین جانتے
ہین لے جائیگا مین اونہین اوس راستے سے چلونگا جس سے

وہ اگاہ نہین ہین تاریکی کو اونکے آگے روشنی کر دونگا اور بہوتیری
چیزونکو سیدہا مین اونسے یہہ یہہ سلوک کرونگا اور اونہین ترک
نکرونگا۔ آویے پہر لیئے جاینگے وے نپٹ پشیمان ہونگے جو کہودی
ہوئی مورتون پر بہروسا کرتے ہین اور ڈہالے ہوئے بتون کو کہتے
ہین کہ تم ہمارے خدا ہو* نسخہ ۱۳۹ مین پہر لیئے جانے کی جگہہ بہت
خواہند خور دلکہا ہے فقط یہہ جو مین نے درس ۳ و ۵ و ۹ و ۱۴ و ۱۵
کے ذکر کو نہین لکہا تو صرف اختصار کی لیئے نہین لکہا نہ کہ اپنے مطلب
مضر اور عیسائیون کے مفید سمجہہ کر چہوڑ دیا جسکا جی چاہے ان تینون
نسخون کو پڑہ کے دیکہہ لے آپ لوگونکا دعوا ہے کہ یہہ خبر اشعیا
نبی نے حضرت عیسی کے حق مین دی چنانکہ پہلی انجیل کے مولف
نے بہی باب دوازدہم کے درس ہفدہم مین اسکا اشارہ کیا
ہے مگر خیریت یہہ ہے کہ حضرت عیسی کے اقوال مین اوس اشارے
کو نہین داخل کیا خود اوس مولف نے اپنا گمان لکہا ہے اور ہمارا
دعوا یہہ ہے کہ یہہ خبر حضرت خاتم النبین کی لیئے ہے سو ہم اپنے
دعوے کی وجہ ثبوت گذرانتے ہین ذری دل لگا کر سنیئے **پہلی**
وجہ پہلی انجیل کے پندرہوین باب مین حضرت عیسی کا قول
یون نقل کیا نسخہ ۱۸۱۶ درس ۲۴ انی لم ارسل الا الی غنم بیت

اسرائیل الضالہ ۱۹۳۹ مین سواے اسرائیل کے گہرانے کے گمراہ بہیڑون کے اور کسیکے لیے بہیجا نہین گیا * ایسہی سب نسخون مین ہے یہہ نص جلی ہے اسبات پر کہ حضرت عیسی کی نبوت کی وضع صرف بنی اسرائیل کے لیے تہی گوکہ اور گمراہ لوگ بہی اگر اونکی باتین سنکر راہ پر آوین تو کچہہ مضایقہ نہین اور اسیطرح یہہ تخصیص آنحضرت کی بنی اسرائیل کے لیے انجیلون کی بہت جگہہ سے نکلتی ہے جیسا کہ اوسی انجیل کے دسوین باب کے ورس پنجم اور ششم سے کہ اون مین حضرت عیسی نے اپنے شاگردونکو صرف نبوت اسرائیلہ پر بہیجا: اور اونیسوین باب کے ورس بست ہشتم سے کہ اوسمین وزحیات کا حال بہ نسبت اپنے شاگردونکے فرمایا کہ تم بنی اسرائیل کے بارہ فرقون پر حکومت کروگے اور پولوس کے خط موسومہ عبرانیون کے آٹہوین باب کے ورس ہشتم اور دہم سے کہ اوسمین عہد جدید کو صرف خاندان اسرائیل کے لیے لکہا ظاہر ہے اور تمہارا اظہار کہ حضرت عیسی سارے جہان کے لیے آئے تہے محض غلط ہے غایت الامر حضرت عیسی کے بعضے اقوال سے یہہ بوجہا جاتا ہے کہ غیر بنی اسرائیل بہی اگر معتقد سلک شریعۃ عیسویہ ہو تو ہو سکتا ہے مگر بعثت آپکی صرف بنی اسرائیل کے لیے ہے جب یہہ بات ثابت ہو چکی تو دیکہیے

کہ یہہ اشعیا نبی کا کلام اول سے آخر تک پکارتا ہے کہ اوس شخص موعود
کو جو کہ خدا کا بندہ ہوگا عموم خلقت کی پیشوائی اور سارے جہان کے
لوگون کی رہنمائی کا منصب ملیگا پس حضرت عیسی کیونکر یہان نبی مراد
ہو سکتے ہین خصوصاً آپکے طور پر اسلیے کہ یہان اوس شخص موعود کو انبیا
بندہ کہا نہ کہ خود اپنی تئین سو یہہ خبر صادق نہین آسکتی ہے مگر اوس
شخص پر جس سے فرمایا ہو قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا
دوسری وجہ علی العموم نوید کے ساتھہ ایک قوم خاص کی
تصریح کی درس یازدہم مین کہ جس سے بنی اسرائیل کی تخصیص والا
پیغمبر صاف باہر ہو جاتا ہے اور بنی اسمعیل والا پیغمبر صاف ثابت
ہو جاتا ہے یعنے بنی قیدار کی قوم کو خاص کر کے نوید دی اور توریت
سے ثابت ہے کہ قیدار حضرت اسمعیل کے بیٹے کا نام ہے اور یہہ
بہی ثابت ہے کہ انہون نے عربستان مین بود و باش اختیار کی
اور سارا عرب بنی اسمعیل مین داخل ہے خصوصاً قریشی لوگ قطعاً
بنی اسمعیل ہین اسیواسطے تثلیث والے نے اولا سرے پر اس
خبر کی تغیر تبدیل کی اور بعد اسکے بنی قیدار کے لفظ کو حذف کر دیا
تیسری وجہ گیارہوین درس کو لحاظ کیجیے یعنی خدا فرماتا ہے
کہ بلند یون پر خدا کی بزرگی ظاہر کیجایگی یہہ بات آیا اوس شخص بیمعاد

آئي ہيے جسکے دين کے شعائر ضروريہ سے يہہ بات ہو کہ پانچون وقت
مناروں پر الله اکبر الله اکبر کہا جايے اور سفر حج مين ہر ٹيکريے اور ٹيلے
پر کوسون تلک پکارا جايے کہ اللهم لبيک لبيک لاشريک لک لبيک
ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشريک لک اور جسنے فرمايا ہو کہ جب راہ
چلنے مين نشيب سے بلندي پر چڑہو تو الله اکبر الله اکبر کہا کرو اور
جب بلندي سے اوترو تو کہا کرو سبحان الله سبحان الله اور جب سفر
مين کسي آبادي مين داخل ہونے لگو تو اسطرح خدا کو ياد کرو اور جب
منزل پر اوترو تو اسطرح خدا کو ياد کيا کرو اور جب منزل سے کوچ
کيا کرو تو يہہ پڑہا کرو يا اوس شخص پر صادق آتي ہيے جسنے ايسا
کچہہ نفرمايا ہو اور نہ اوسکي شريعت مين يہہ باتين داخل ہون اور
گہنٹہ يا ناقوس بجا کر نماز پڑہي جاتي ہو اور خدا کے ذکر کو اوسنے
کہا ہو کہ دروازہ بند کر کے کيا کرو جيسے آسي جگہ سے يہہ ثابت ہے
کہ کعب احبار نے جو اورشليم مين اوسوقت بڑے موسائي مذہب کے
عالم تہے اور صرف اپني خوشي سے مسلمان ہوئے گواہي دي
کہ ہماري توريت مين محمد رسول الله کي صفت يون لکہي ہيے امتہ
الحمادون يحمدون الله في کل منزل ويکبرونہ علي کل شرف الي قولہ
ينادي مناديہم في جو السماء يعني وہ وہ شخص ہو گا جسکے لوگ خدا کي

بڑی حمد کرینے والے ہین آسیے کہ ہر منزلین سفر کے خدا کی تعریف کرینگے
اور ہر بلندی پر خدا کی یاد کرینگے اور اونکا پکارنے والا جو سماءین یعنے
بلندی پر کہڑے ہو کر پکاریگا کہ آؤ خیر کی طرف اور آؤ نجات کی طرف
اور اسی واسطے ورس دوم کے مضمون کو کعب ابن احبار نے پیغمبر
خدا کے حق مین کہا اور وہ گواہی اونکی ایسے اسناد متصلہ سے ثابت
ہے کہ ایسا کوئی واقعہ انجیل کا نہین ثابت ہے **چوتہی وجہ**
اوس گیارہوین ورس کو بارہوین مین ملاکر پہر غور کیجئے خدا فرماتا
ہے کہ خدا کی ثناخوانی سب جزیرون مین پہیلے گی مین پوچہتا ہون
کہ خدا کی ثناخوانی کس طرح کی یہان مراد ہے آیا وہ ثناخوانی مراد
ہے جو شگن او پاشنا کی ضمن مین ہوتی ہے یعنے بعضے مصدورات
واجب کو جو صاحب فیضان کثیر ہین واجب ہیمان کرنا اور اسمین
اوس واجب کی ثناخوانی سمجہنا اور اوسکے بعضے مخلوقات کو بالکل
کارخانہ ایجاد و افنا کا مالک و مختار اعتقاد کرنا اور اوس مین واجب
کی قدرت کا تصور کرنا یا وہ ثناخوانی جسمین یہہ کچہہ نہو بلکہ اوسکو
بیحد اور بی پایان اور غنی مطلق سمجہنا اور اوسکی ذات کے سوا کسیکو
فی الجملہ بہی بڑائی کی بات مین بے نیاز نہ سمجہنا اور اوسکے سوا
اور کسی چیز کو فی الجملہ بہی بے نیاز سمجہنے کو سب گناہون سے بڑا

جانتا اگر پہلی ثنا خوانی مراد ہے تو حضرت عیسی سے آگے ہی
سارے جہان مین پہیلی ہوئی تہی کون فرقہ ایسا تہا جو خدا کو نہ جانتا
تہا اور اوسکی ویسی ثنا خوانی نکرتا تہا آپ لوگون کے ہاتہ سے کچہہ
نہین پہیلا سواے اسکے کہ باپ خدا بیٹا خدا روح القدس خدا اور
خدا نے مریم کی پیٹ مین جسم پکڑا اور بندونکی نجات کے لیے عالم
ظہور مین آکر آخر کار کچہہ اوس سے نہ بن پڑا سواے اسکے کہ
ملعون ہو کر تین دن دوزخ مین رہے ہندو لوگ رام چندر اور کرشن
کے نسبت یہی کہتے ہین کہ زمین کا بوجہہ ہلکا کرنیکے لیے ایکبار
کوشلیا کے پیٹ مین اور ایکبار دیوکی کے پیٹ سے خدا جسم پکڑکے
پیدا ہوا اور بعضے آپکے لوگ کہتے ہین کہ عیسی خدا سے صادر ہوا
اور خدا نے اوسکو بالکل سارے عالم کا مالک اور مختار کر دیا ایسے ہی
پارسی لوگ نفوس فلکیہ اور کوکبیہ کو سمجہتے ہین اور اگر دوسری
طرحکی ثنا خوانی مراد ہے تو دریاے مشرق سے مغرب تک طول
مین اور عرض مین کہین پینتالیس درجے سے کم نہین اور کہین ساٹہہ
پینسٹہہ درجے تک اور اور جزایر علاوہ اوسکے بڑا پہیلا حکم
شریعت کا یعنی لا الہ الا اللہ جس زمانے سے کہ آدمی دنیا مین
پہیل پڑے کسیکے ہاتہہ سے سواے محمد رسول اللہ والذین معہ کے

اگر پہیلا ہو تو مجہے از براے خدا بتا دیجیے باوجودیکہ بڑے بڑے گیتی ستان اور بڑے بڑے شمشیرزن مسلمانوں سے زیادہ ہندی اور پارسی اور یہودی مذہب والون مین بہی ہوتے چلے آئے ہین پس وہ خبر سواے اوس شخص کے جسکو خدا نے فرمایا ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ اور کس پر صادق آویگی **پانچوین وجہ** ورس چہارم کو لحاظ کیجیے خدا فرماتا ہے کہ وہ شخص درماندہ نہوگا یہان تک کہ اپنی حکومت اور عدالت کریگا یہہ مضمون باواز بلند پکارتا ہے کہ یہان سے محمد رسول اللہ مراد ہین جنکے حق مین فرمایا واللہ یعصمک من الناس نہ کہ عیسی ابن مریم کہ آخر درماندہ ہوکر دنیا سے اونہون نے وفات پائی اور حکومت کا صیغہ اونکی شریعت مین تہا ہی نہین **چہٹی وجہ** دیکہو چہٹا ورس خدا وعدہ کرتا ہے کہ اوس شخص ہو عو دگی مین حفاظت کرونگا اور حضرت عیسی دشمنوں کے ہاتہوں سے دنیا مین محفوظ نرہ سکے

ساتوین وجہ

تیرہوین ورس کو دیکہیے وہ جہاد کے مقدمہ کا شمشیر برہنہ گواہ ہے اور کس لطافت کے ساتہہ گواہی دیتا ہے کہ خدا دمیونکیطرح پر دشمنوں سے لڑیگا نہ یہہ کہ جسطرح اور اگلے بعضے پیغمبر دیکہے دشمنوں سے لڑا کے مضطر کرکے ہار ڈالا اور کمال بیکسی اور بیبسی سے ہلاک کیا یہی رحمۃ للعالمین کی

شان ہے کہ خدا کے دشمنوں سے جو لڑے ہیں تو اسطرح لڑے
کہ اونکے ہی دلکی ہوس بجھتی ہے نہ یہ کہ بس اور بے بس
ہو کر نہین مارے پڑے **آٹھوین وجہ** سولہوین ورس
کو غور کیجیے خدا فرماتا ہے کہ خدا کی شریعت سے ناواقفونکے رو
کے لیے اوس بندیکو ظاہر کرونگا اور ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل
جن کے واسطے حضرت عیسی آئے تہے وے تو خدا کی شریعت کے
بڑے عالم تہے خصوصا بہلا برا حکم شریعت کا کہ اونکے سوا کوئی
دنیا مین گویا جانتا ہی تہا اور حضرت عیسی نے خود اونکو فرمایا
کہ تم لوگ علم کی کنجی ہو پس یہہ بات صادق نہین آتی ہے
مگر نبی عربی پر جس سے عرب والے جو خدا کی صفتون سے بالکل
ناواقف تہے اور معاد کو تو جانتے ہی نتہے اور جاہل کرکے مشہور
تہے راہ یاب ہوئے اور ایسے ہوئے کہ اونکی ہدایت کا جلوہ
جہان مین اب تک پہیلا ہے جس جلوہ کی تمنا حضرت ابراہیم
اور حضرت موسی جی مین لے گئے مگر حضرت عیسی کی تمنا بر آنے والی ہے
یعنی اوسکے ترویج کی تکمیل آخر دنون مین اونکے ہاتھ سے ہوگی
نوین وجہ ورس ہشتم کو ملاحظہ کیجیے کہ اوسکے اخیر کی عبارت
اور ورس ہفتدہم سارا کیا کہتا ہے یعنی خدا فرماتا ہے کہ اوسوقت

سے بت پرستی کی موقوفی پہلے کی اور بت پرست لوگ ہزیمتین اوٹہائین سے کہ سیر المتقدمین اور بہی بیبل کے بعضے رسالونسے ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل بت پرستی سے چارسو کئی برس حضرت عیسی سے پہلے تائب ہوچکے تہے اور پہر کبہی بت پرستی مین نہ پڑے پس حضرت عیسی کے ہاتہہ سے کونسی بت پرستی موقوف ہوئی اور کن بت پرستون نے ہزیمتیں اوٹہائین تہہ تو آپ لوگون کے طور پر کہا گیا یعنے مورت تہر وغیرہ کی تصویر کے آگے سجدہ کرنیکو آپ لوگ غیر خدا پرستی سمجہتے ہین کہ یہہ البتہ تہوڑے دنون سے انگلستان سے موقوف ہوگئی ورنہ آگے انگلستان مین اور اب تک فرنگستان کے اور فرقون مین حضرت عیسی یا صلیب کی تصویر عبادت کے وقت آگے رکہی جاتی ہے اور اصول عقلیہ کے موافق جسکا نام بت پرستی ہے یعنی مصدور ات واجب مین سے کسیکو مبدء کل تصور کرنا یہہ تو اصل الاصول ملت عیسائیہ کا ہے اوسکا موقوف ہونا کیسا وہ کونسی بات ہے جسمین خدا کی ثنا خوانی اور غیر خدا پرستی کی نفی نکلے آپ لوگون کے ہاتہونسے ہوئی اور حضرت عیسی کے بدولت پہیلی ذری مجہے سمجہا دیجیے انتہی اب آپکے پاس کوئی وجہ اسبات کی کہ اس خبر اشعیا نبی سے حضرت عیسی مراد ہین اگر ہو تو

گذرا نیر ایسی کہ میری وجہ ثبوت سے معارضہ کرسکے غالب آجاے
مین جانتا ہون کہ ایک بہی نہ نکلے گی جو ان سب وجہونسے معارضہ کرسکے
یہ جا کہ غالب آوے اسطرح کی بشارتین حضرت اشعیا کی کتاب
مین کئی ایک ہین **امر بشارت انجیل** اب مین لکہتا ہون
اون خوش خبریون کو جنکی جہت سے حضرت عیسے صاحب الانجیل
کہلاتے اور تمنا کی کہ وہ انجیل جب ظہور مین آوے تو مین بہی اوسکا
خاتمہ اور تکملہ ٹہرون مگر قبل از بیان اون خوش خبریون کے دو باتین
اور دریافت کرلینا چاہیے **اول** یہہ کہ چوتہی انجیل کے
سب نسخون کے پہلے باب مین لکہا ہے ۱۹ سے ۲۳ ورس تک جیسی کی گواہی
یہہ ہے کہ جب یہودیون نے یورشلم سے اماموں اور لیویون کو
بہیجا کہ اوس سے پوچہین تو کون ہے ۲۰ اوسنے اقرار کیا اور
انکار نہ کیا بلکہ صاف کہا کہ مین مسیح نہین ۲۱ پہر اونہون نے اوس
سے پوچہا کہ تو کیا ایلیا ہے اوسنے کہا مین نہین ہون پہر اونہون
نے کہا کیا تو وہ نبی ہے اوسنے جواب دیا نہین * یہہ کلام دلیل
قاطع ہے دو باتون پر ایک یہہ کہ پوچہنے والون نے باوجودیکہ حضرت
یحیی پر آثار نبوت کے بجاے خود دیکہے اور جانا کہ نبی ہے معہذا جن
نبیون کی انتظار تہی اونمین سے ہر کسیکا شبہہ اونپر گیا اس سے

معلوم ہوا کہ حضرت مسیح کے خصوصیات شخصی اور اونکے ذاتی علامات
اگلی کتابون مین ایسے مصرح نتہے جسکی جہت سے حضرت یحیی پر
مسیح کا وے لوگ جو توریت کے امام تہے شبہ نکر سکتے پس صاف
ثابت ہوا کہ اگلے نبی جو پہلے نبی کی خبر دیتے ہین تو اس نظر سے کہ بعثت
کے معاملے کی بنا صرف امتحان پر ہے ایسا کچہہ نہین کہتے
کہ بادی النظر مین بہی دہوکا نہ پڑے بلکہ ایسا فرماتے ہین کہ صاحب
جربزہ اور بلادت کو خواہ نخواہ دہوکا ہو اور صاحب عقل مستقیم کو
زری بہی شبہ نہ پڑے دوسرے یہہ کہ اوس زمانے کے توریت
کے عالم لوگ سواے یحیی اور مسیح اور ایلیا کے کہ حضرت مسیح نے
اونہین یحیی کو ایلیا کہا ایک اور نبی کو بہی آنے والا جانتے تہے ورنہ
صرف مسیح پر حصر نہین تہا اور غالبا اس جگہہ اوس نبی کا بہی
نام ہوگا اسواسطے کہ یون مبہم کہ تو وہ فلانا نبی ہے ایسی جگہہ
کہ کوئی وجہ اخفا کی پائی نہین جاتی کسی سے کوئی نہین پوچہتا
مگر جبکہ لابان اور سیلو وغیرہ کے نام اور اور بہی نام بلاوجہ
بیبل کے بعضے نسخون سے حذف کر دئیے گئے تو جہان حسد کا
سبب ظاہر تہا جو نہوا ہو سو تہوڑا اور حضرت عیسی نے اپنے
پہلے آنے پر اپنی تئین خاتم النبیین نہین کہا اور نہ یہہ کہا کہ میرے

آسمان پر جانے کے بعد کوئی سچا نبی نہین ہوگا **دوسری**
بات یہہ کہ جتنے لوگ نبی اور نبوت کے قایل ہین ویسے اس
بات کو اپنے دل مین خوب سمجہتے ہین کہ انبیا لوگ جو پیشین گوئی
کرتے ہین تو واقعہ عظیمہ جو اونکے بعد ہونے والا ہوتا ہے
اوسکی پیشین گوئی ضرور کرتے ہین پس عقل سلیم کیونکر اس بات
کو قبول کرتی ہے کہ بخت نصر اور کورش اور سکندر اور طیطوس
رومی کی خبر حضرت اشعیا اور حضرت دانیال اور حضرت عیسے
دیتے اور اتنا بڑا واقعہ عظیم الشان یعنی عرب سے ایک
نیا دین برپا ہو اسطرح پر کہ پہلے وہ ایک کمزور گہاس کی طرح
ہوگا اور تہوڑے دنومین وہ ایک درخت عظیم الشان ہو گیا
اور بڑی بڑی سلطنتون کو اوسنے خراب کر ڈالا اور ایک
بڑی بزرگ معبدگاہ کو ایک بڑے عظیم الشان ولایات والے
بادشاہون سے چہین لیا اور مشرق سے مغرب تک وہ دین
پہیل گیا اور ہزارون علما اور حکما اور ارباب کرامات و ریاضات
اور ملوک و سلاطین اوسمین ہو گئے اتنے بڑے واقعے کی خبر حضرت
عیسے نہ دیتے ذری انصاف کیجیے ایسا ہرگز نہین ہو سکتا
بلکہ یہہ بات گویا محالات عادیہ سے ہے عقل سلیم کسیطرح اسکو

باور نہین کرتی آمدم بر سر مطلب پہلی خوشخبری

پہلی انجیل کے نوین باب مین یون لکھا ہے سنہ ۱۸۳۹ ورس ۳۵
یسوع اون سب شہرون اور گانوون مین اونکی عبادت گاہون
مین نصیحت کرتا اور اوس بادشاہت کی خوشخبری کا وعظ
کرتا اور اون لوگون کے ہر ایک آزار کو دور کرتا پھرا اور
اوسی انجیل کے چوتھے باب مین یون لکھا ہے سنہ ۱۸۳۹ ورس ۱۷
اوسی وقت سے یسوع نے وعظ کرنا اور یہہ کہنا شروع کیا
کہ توبہ کرو آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے سنہ ۱۸۱۶ من بعد
ذلک شرع عیسے یقول توبوا فان ملکوت السموات قد اقتربت اور
اوسی انجیل کے چھٹے باب مین حضرت عیسے نے اپنے شاگردون
کو نماز تعلیم کی اور فرمایا سنہ ۱۸۳۹ ورس ۹ تم اسطرح دعا مانگو اے
ہمارے باپ جو آسمان پر ہے تیرا نام مقدس اور مکرم ہووے
۱۰ آ تیری بادشاہت ہووے اور سب تیری مرضی کے مطابق
جیسا آسمان پر ہوتا ہے زمین پر ہو سنہ ۱۸۱۶ ورس ۱۰ آملکوت
تو یا یادشہ سنہ ۱۸۱۴ تیری بادشاہت آوے سنہ ۱۸۱۶ ولتات ملکوتک
اور اوسی انجیل کے آٹھوین باب مین ہے سنہ ۱۸۳۹ ورس ۱۱
مین تمسے کہتا ہون کہ بہتیرے پورب اور پچھم سے آوینگے اور

ابراہیم اور اسحق اور یعقوب کے ساتھہ آسمان کی بادشاہت
مین بیٹھینگے ۱۲ آپر اس بادشاہت کے لوگ باہر اندھیرے مین ڈالے
جائینگے وہان رونا اور دانت پیسنا ہوگا اور لوقا کی انجیل
کے دسوین باب مین ہے کہ حضرت عیسی نے اپنے شاگردونکو
دعوت کے واسطے اوس اطراف مین روانہ کیا اور اونکو یہہ حکم دیا
۱۸۳۹ ورس ۲ تم چلتے ہوئے راہ مین کہیو کہ آسمان کی
بادشاہت نزدیک ہے ۱۸۱۶ در اثنای راہ اعلام داده بگوئید
کہ ملکوت آسمان نزدیک است اور رسالہ اعمال کے پہلے
باب مین حضرت عیسی کا ظاہر ہونا اپنے خاص حواریون پر بعد
واقعہ صلیب کے لکھہ کر لکھتا ہے ۱۸۳۹ ورس ۶ انہون نے
اکٹھا ہوکے اوس سے سوال کیا کہ اے خداوند کیا تو اسی وقت
بادشاہت بنی اسرائیل پر مقرر کرتا ہے ۷ اوسنے اونہین کہا
جن وقتون اور موسمون کو باپ نے اپنے ہی اختیار مین رکھا ہے
اونہین جاننا تمہارا کام نہین ہے ۸ لیکن جب روح القدس تم پر
آویگی تم قوت پاؤگے * ہمنے بعضے ذی علم عیسائیونسے
سنا ہے کہ بالاتفاق سب عیسائیون کے نزدیک ملکوت
السموات سے نجات کی راہ مراد ہے جو آخر زمانے مین حضرت عیسی کے

ہاتھہ سے برپا ہوگی اور سارے جہان والے ایک مذہب حق پر
متفق ہو جاینگے اگیے ہم یہہ پوچھتے ہین کہ اوس راہ نجات کے آخر
زمانے مین محیط ہو جانے کی حالت اور کیفیت کا نام آسمانی بادشاہت
ہے یا خود اوس راہ نجاتکا نام ہے بدین حیثیت کہ آخر زمانے
مین وہ محیط ہو جاینگی ہین دعوا کرتا ہون کہ اوس سے خود وہ راہ
نجات مراد ہے مگر بدین حیثیت کہ آخر کار وہ محیط ہو جاینگی اور
صرف اسکے محیط ہو جانیکی کیفیت کا نام آسمانی بادشاہت نہین ہے
چنانکہ حضرت عیسی نے جو اوسکی تمثیلین دین ہین وے تمثیلین خود
گواہی دیتی ہین اسبات پر کہ ملکوت السموات سے راہ نجات مراد
ہے مگر باین حیثیت کہ آخر زمانے مین بوسیلہ حضرت عیسی کے
محیط ہو جاینگی اور وے تمثیلین انکار کرتی ہین اسبات سے کہ
ملکوت السموات نام ہو صرف اوسکے محیط ہو جانیکی کیفیت کا

پہلی تمثیل پہلی انجیل کے تیرہوین باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۱۰
درس ۳۱ آسمان کی بادشاہت رائی کے دانے کے مانند ہے
جسے ایک شخص نے لیکے اپنے کہیت مین بویا ۳۲ اور سب
بیجون سے چہوٹا ہے پر جب اوگا ہے سب ترکاریونسے بڑا ہوتا ہے
اور ایسا درخت ہوتا ہے کہ ہوا کے پرندے آکے اوسکی ڈالیون

پر بسیرا کرتے ہین * دیکھو بڑے درخت ہوینے کی حالت کو
آسمانی باوشاہت نہین کہا بلکہ اوس بیج کو کہا بدین حیثیت کہ
وہ بڑھ کر بڑا درخت ہوجایگا **دوسری تمثیل** ورس ۳۳
آسمان کی بادشاہت خمیر مایہ کے مانند ہے جیسے ایک عورت
نے لیکر آٹے کے تین پیمانون مین چھپا دیا یہان تک کہ وہ سب خمیر
ہوگیا * دیکھو یہان سارے آٹے کے خمیر ہوجانے کی حالت
کو آسمانی باوشاہت نہین کہا بلکہ اوس خمیر کو کہا بدین
حیثیت کہ اوس سے سارا آٹا خمیر ہوگیا **تیسری تمثیل** ورس
۲۴ آسمان کی باوشاہت اوس آدمی کے مانند ہے جسنے
اچھے بیجون کو اپنے کھیت مین بویا ۲۵ پر جب لوگ سوئے اوسکا
دشمن آیا اور اوسکے گیہون مین تلخ دانون کو بوکے چلا گیا
۲۶ اور جب اوگ آئے اور خوشے نکلے تو تلخ دانے بھی ظاہر
ہوئے ۲۷ تب اوس گھر والے کے نوکرون نے آکے اوس
سے کہا کہ صاحب کیا تو نے اپنے کھیت مین اچھے بیج نہ بوئے
تھے تو تلخ دانے کہان سے اوگے ۲۸ اوسنے اونہین کہا ایک
دشمن نے یہہ کام کیا ہے نوکرون نے اوس سے کہا کہ مرضی
ہو تو ہم جاکر اونہین اوکھاڑ ڈالین ۲۹ اوسنے کہا نہین تا ایسا نہو

که جب تلخ دانونکو اوکهیڑو تو اونکے ساتهه گیهون بهی اوکهاڑو
۳۰ فصل تک دونون کو اکٹهے هوسیته بڑهنے دو اور مین فصل کے
وقت فصل کاٹنے والونکو کهونگا که پهلے تلخ دانون کو اوکهاڑو
اور جلانیکے واسطے گٹهے باندهو پر گیهون میری کوٹهی مین
جمع کرو * بعد اوسکے انحضرت نے خود هی اوسکی شرح
بیان کی درس ۳۷ وه جو اچهے بیج بوتا هے ابن آدم هے ۳۸
اور وه کهیت دنیا هے اور اچهے بیج جو هین سو اس بادشاهت
کے فرزند هین اور تلخ دانے شیطان کے فرزند هین ۳۹ دشمن
جسنے اونهین بویا شیطان هے اور فصل کا وقت اس جهانکا
آخر هے اور فصل کاٹنے والے فرشتے هین * دیکهو یهان بهی آسمانکی
بادشاهت اوس آخر زمانے کی فصل کو نهین کها اور تلخ دانکے
درختون کے آگ مین جلانیکے زمانے کو نهین فرمایا بلکه صاحب
شریعت کو کها چوتهی تمثیل انجیل اول باب بست و یکم ۳۳ سے ۴۱ تک
درس ۳۳ اور ایک تمثیل سنو ایک صاحب خانه تها اوسنے
انگور کا باغ لگایا اور اوسکے چارون طرف گهیرا اور اوسکے
بیچ کهودکے کولهو گاڑا اور برج بنایا اور اوسنے مالیونکے سپرد
کرکے آپ سفر کو گیا ۳۴ اور جب میوےکا موسم نزدیک هوا اوسنے

اپنے نوکرون کو مالیونکے پاس بہیجا تاکہ وے اسکا میوہ لیوین ۳۵
اون مالیون نے اوسکے نوکرون کو پکڑکے ایک کو مارا اور ایک کو
سنگسار کیا اور ایک کو قتل کیا ۳۶ اوسنے پہر اور نوکرون کو
جو اگلون سے زیادہ تہے بہیجا اور اونہون نے اونسے وہی
سلوک کیا ۳۷ آخر کو اوسنے یہہ سمجہکے کہ وے میرے بیٹے
کی تعظیم کرینگے اپنے بیٹے کو اونکے پاس بہیجا ۳۸ پر مالیون
نے جب بیٹے کو دیکہا تو آپس میں کہا کہ وارث یہی ہے آؤ اسے
مار ڈالین اور اسکی میراث پر قبضہ کرین ۳۹ اور انہون نے اوسے
پکڑا اور انگور کے باغ سے باہر نکال کر مار ڈالا ۴۰ جب انگور کے
باغ کا صاحب آوے تو اون مالیون کو کیا کریگا ۴۱ وے بولے
کہ اون بدون کو بری طرح سے ہلاک کریگا اور انگور کے باغ کو اور
باغبانون کو جو میوہ اونکو موسم مین اوسے پہونچاوین سپرد کریگا
۴۲ یسوع نے اونہین کہا کیا تمنے کتابون مین نہین پڑہا کہ
جس پتہر کو راجون نے ناپسند کیا وہی پتہر کونے کا سرا ہو گیا یہہ
خداوند کا کام ہے اور ہماری نظرون مین عجیب ہے ۴۳ اسلیے
مین تمسے کہتا ہون کہ خدا کی بادشاہت تمسے چہین جائیگی اور
ایک قوم کو جو اوسکے میوون کو لاوے دی جائیگی ۴۴ اور جو کوئی

اوس پتهر پر گریگا کچل جاییگا اور جسپر وه گریگا اوسے پیس ڈالیگا
* اور اور نسخون مین ورس ۴۳ مین کو نون سے لفظ کی جگهه
مفرد یعنی کو سے نے کا لفظ ہے اور ہمارے سے کے لفظ کی جگهه تمہارے فارسیه
اور عربیه مین خطاب کا لفظ ہے یعنی تمہارے نظرون مین
اب اس تمثیل کی تاویل سنیے صاحب خانه خداوند تعالی ہے
اور تاکستان دنیا یا صرف خاندان اسرائیل جیسا اشعیا نبی نے
اپنی کتاب مین خاندان اسرائیلی کو خدا کا تاکستان کہا اور
احاطه گهیرنا حدود شرعی مقرر کرنا جیسا حضرت موسی کے ہاتهه سے
ہوا اور کولهو اور برج بنانا لذائذ ایمانی اور سربلندی دینی
اوسمیں رکهنا اور مالیون سے مراد شریعت کے رکهوالے
یعنی علما لوگ اور صاحب باغ کا سفر کرجانا جلوه گاه وحی
الہی کا چهپ جانا اور اس عالم سے چلا جانا اور میوے کے وقت
پهونچنا احکام الہی کو اونکے اپنے اوقات پر بجالانا جیسے فرمایا
ان الصلوة کانت علی المومنین کتابا موقوتا اور فرمایا العمل الصالح
یرفعه اور فرمایا که ینال التقوی منکم اور نوکرون سے مراد انبیای
بنی اسرائیل جو بعد حضرت موسی کے آئے اور مالیون کا اونہیں
تکلیف دینا اشاره ہے اوس معاملے کا جو حضرت ذکریا اور یحیی

وغیرہما علیہم السلام کے ساتہہ انہون نے کیا اور بیٹے سے
مراد وہ شخص ہے جو بن باپ صرف کلمۃ اللہ سے پیدا ہوا یعنے
عیسے بن مریم اور ناکسنان ہے کے احاطے سے باہر لیجاکر مار ڈالنا
یہہ کہ انحضرت کو معاذ اللہ حدود شرعیہ سے خارج اور کافر
ٹہرا کے جس طرح اونکو ایسا ٹہرایا اوس طرح مار ہی ڈالا فقط
اسپر تو گویا ہمارا اور عیسائیون کا اتفاق ہے پس دیکہیے کہ
چہین کر ایک سے دوسرے کو دینا یہہ گواہی دیتا ہے کہ آسمانی
بادشاہت سے خود راہ نجات مراد ہے کہ آخر دنون مین تو سیلہ
حضرت عیسے کے اوسکے پہیلنے کی تکمیل ہوگی اور صرف اوسکے
پہیل جانیکا نام آسمانی بادشاہت نہین ہے اسیلیے کہ محیط ہوجانے
کی حالت مین یہہ بات نہین بن سکتی کہ چہین کر دوسرے دن کو دیدی
جایگی اور ظاہر ہے کہ ایک کے پاس سے دوسرے کے
پاس جانے کی حالت جم جانے اور مستحکم ہونے کی حالت کے
ضد اور برخلاف ہے پس ملکوت السموات صرف جم جانے
اور قایم ہونے کا نام نہین ہے بلکہ ایسی چیز کا نام ہے جو ایک
سے چہین کر دوسریکو دیجاسکتی ہے اب اگر عیسائیونکے پاس
اس بات کی کوئی وجہ ثبوت ہو کہ ملکوت السموات سے خود راہ

مراد نہین ہے جو آخر کو بوسیلہ حضرت عیسی کے پہیلے گی بلکہ صرف
اوسکے پہیلنے کی حیثیت اور حالت کا نام ملکوت السموات ہے
تو امیدوار ہون کہ بیان ثابت کیجیے ہرگاہ ہم یہہ ثابت کر چکے کہ ملکوت
السموات سے خود راہ نجات مراد ہے بدین حیثیت جو آخر زمانے
مین حضرت عیسے کے ہاتہ سے اوسکا پہیلنا کمال تکمیل کو پہونچیگا اور
صرف اوسکے پہیل پڑنے کی حیثیت کا نام آسمانی بادشاہت ہے:
پس اب ہم دعوا کرتے ہین کہ اوس راہ نجات سے وہ راہ
مراد نہین ہے جسکو حضرت عیسی طیار کر کے پہلی بار لائے
تہے اور اوس دعوے کے دو گواہ عادل ہمارے پاس موجود
ہین ایک یہہ کہ ہم ثابت کر آئے حضرت عیسی پہلی بار جو آئے
اور شریعت لائے تو صرف بنی اسرائیل کے لیے لائے اور
عہد قدیم کی میعاد تمام ہو کر وہ عہد جدید جو مقرر کیا گیا تو صرف
بنی اسرائیل کے لیے مقرر کیا گیا اور ملکوت السموات بالاتفاق
سارے جہان کے لیے ہے سو شریعت عیسویہ پر جو پہلی بار دے
لائے کیونکر صادق آویگی دوسرا یہہ کہ رسالہ اعمال کے پہلے باب
کے ورس سے ظاہر ہے کہ ملکوت السموات اوس زمانے
تک بہی نہین آئے تہے جس زمانے تک کہ حواریون مین روح

القدس بیٹے بعد واقعہ صلیب کے حلول کیا اور دوسرا دعوا ہم یہہ کرتے
ہین کہ ملکوت السموات سیے وہ راہ بہی مراد نہین ہیے جسکو اب
عیسائی لوگ عیسائیت کہتے ہین اور اس دعوے کے چار گواہ
ہین دو تو وہی جو ہم بیان کر چکے اور باقی تیسرا یہہ کہ پہلی انجیل کے اٹہوین
باب کے گیارہوین اور بارہوین ورس مین حضرت عیسی فرماتے
ہین کہ ہوتیرے پورب اور پچہم سیے آوینگے اور ابراہیم اور
اسحق اور یعقوب کے ساتہہ آسمان کی بادشاہت مین بیٹہینگے
پر اس بادشاہت کے لوگ باہر اندہیرے مین ڈالے جاینگے
وہان رونا اور دانت پیسنا ہوگا * دیکہو اوسکا یہہ اشارہ اسی
امت کی طرف ہیے اور اوس انجیل کے ساتوین باب مین ہیے
۲۱ ورس آتا نہ ہر ایک کہ مجہے خداوند خداوند کہتا ہیے
آسمان کی بادشاہت مین داخل ہوگا مگر وہی جو میرے باپ کی مرضی
پر جو آسمان پر ہیے عمل کرتا ہیے یعنی صرف میرا ماننا اور فقط مجہپر
ایمان لانا نجات کے لیے کفایت نہین کرتا جو میرے بعد وہ آویگا
اوسکا ماننا اور اوسپر بہی ایمان لانا شرط ہیے اسلیے کہ خدا کی
مرضی یہی ہیے اور اگر مجہے خداوند جانا اور میری بات نمانی تو صرف
مجہے خداوند جاننا کام نہین آویگا چوتہا یہہ کہ اکیسوین باب کے تمثیل

مین حضرت عیسی فرماتے ہین کہ اسیطرح تمسیے بادشاہت آسمانی
چہین کر دوسرون کو دیجایگی یہہ اشارہ بہی آپکا صریح اپنی امت کی
طرف ہے اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ یہانسے پہلے طبقے والے عیسائی
مراد نہین ہوسکتے اسواسطے کہ وے تو بالاتفاق بادشاہت
آسمانی کے فرزندون مین تہے پس یہان مخاطبین سے نہین مراد
ہین مگر پچہلے طبقے والے عیسائی جو مثل تلخ دانونکے گیہون کے ساتہ
بڑہتے چلے جاتے ہین اور سواے اوس زمانیکے کہ حضرت عیسے
تشریف لاوینگے اونکے اوکہڑنیکی کوئی سبیل نظر نہین آتی ہرگاہ دونون
باتین ثابت ہولین یعنی ایک یہہ کہ ملکوت السموات سے راہ
نجات مراد ہے بدین حیثیت کہ آخر خوب پہیل کر قایم ہوگی نہ
صرف اوسکا پہیل جانا اور دوسرے یہہ کہ اوس راہ نجات
سے وہ راہ نجات مراد نہین ہوسکتی جو حضرت عیسی پہلی
بار لائے تہے جسمین انہون نے شہادت کا مرتبہ پایا تو
نہ وہ مراد ہوسکتی ہے جسکا نام اب عیسائیت ٹہر گیا ہے
پس بطریق اجماع مرکب اوس ملکوت السموات اور آسمانی
بادشاہت سے نہین مراد ہوسکتی مگر وہ راہ نجات جسکی یہہ
صفتین ہین آ جسکو حضرت عیسے نے بطور تخم کے بویا تہا یعنی

پیشین گوئی اور خوشخبری ہی دی تہی اور طیار کی کرائی نہیں لاتے تہے
۲ وہ ایسی ہو کہ حضرت عیسی اور جگہہ سے چہینے جائین اور اوسے
دیئے جائین نہ ایسی کہ اوسمین سے چہنیے جائین ۳ ایسی راہ نجات ہو
جو بصورت بادشاہت کے ظہور مین آوے تم ایسی بادشاہت
ہو جسکی بنا اسمانی بادشاہ کی راستی درست ثناخوانی کے لیے
پڑی ہو اور جنگ و جدال بادشاہانہ اوسمین صرف اوسی بابت یعنے
آسمانی بادشاہ کے لیے ہو ۵ اوس بادشاہت کے قوانین کا
ماخذ اسمانی کتاب ٹہرائی جای ۶ ایسی راہ ہو کہ جسکے برپا ہونے
سے یہہ اعتقاد کیا جای کہ بنی اسرائیل کے خاندانسے سلسلہ تقرر
نجات کا منقطع ہوگیا ہے اور وہ اونسی چہین لیگئی اور حضرت
عیسے اوس سے نکال لیے گئے ۷ اور وہ ایسی ہو کہ اوسمین
داخل ہونے والے امت عیسویہ نہ کہلاوین کیونکہ اونکو فرمایا ہے
کہ تم اسمین داخل نہونے پاؤگے ۸ اور وہ ایسی ہو کہ بسبب اوسکی
بے سروسامانیکے اوسکے برپا ہونے کو سب لوگ یہی کہین کہ یہہ
صرف آسمانی قدرت سے ہے چنانکہ پارسیون کا قول فردوسی نے
نقل کیا * پس ایسی بادشاہت کوئی نہین ہے سوا ہے بادشاہت
محمد رسول اللہ والذین معہ کے جسکے حق مین فرمایا گیا مثلهم فی الانجیل کزرع اخرج

شطاءه فآزره فاستغلظ فاستوى على سوقه يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار
دیکھو یہہ وہی مثل انجیل کی ہے جو پہلے مین بیان کی اور حضرت
عیسے کے ہاتونسے آخر زمانے مین اوسکے ترویج کی تکمیل ہوجاویگی
کیونکہ حضرت عیسے بعثت اسرائیلیہ سے نکال لیئے گئے اور اوسی
بادشاہت کی حمایت کے لیئے متعین ہوئے ہیں اور ليغيظ بهم الكفار
کا مضمون کیسا چسپان ہوتا ہے اوس مضمونسے جو حضرت عیسے نے فرمایا کہ
کہ وہ موجب درد و الم کا اپنے مخالفونکے لیے ہوگا اور یہہ جو حضرت عیسے نے فرمایا
کہ تمہاری نظرون مین عجیب ہی مطلب یہہ کہ اکثر تم باور نکروگے
اور کہوگے یہہ کیسی بات ہوئی کہ خاندان اسرائیلیہ سے سلسلہ نبوۃ
کا منقطع ہوگیا اور یہہ جو فرمایا کہ وہ پتھر سر زاویہ ہوگیا اوسکے معنے
یہہ کہ جو کونا عمارت کا بلندی کی طرف خالی تہا سو اوس سے بہرجاتا ہے یہہ
وہی بات ہے جو پیغمبر خدا سے بخاری و مسلم وغیرہ نے باسناد
متصلہ استخراج کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مین عمارت نبوت کا
تکملہ ہون اور مین وہ اینٹ ہون جس سے عمارت نبوت کا خالی
کونا بہر گیا * **اب** دیکھو یہانسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ
وسلم کی کتنی بڑی بزرگی ثابت ہوتی ہے یعنی حضرت عیسے کا
قول پہلی انجیل کے تیرہوین باب کے ستر ہوین ورس مین یہہ

مذکور ہے کہ آنحضرت کے عہد سعادت مہد کے ادراک کی تمنا اگلے انبیاؤن
کو تھی سوا و سیطرح حضرت عیسے کو اوس ملکوت السموات کے اجرا کی
اپنے ہاتھونسے تمنا تھی خدا نے قبول کی کہ آخر زمانے مین حضرت
عیسے کے ہاتونسے ملکوت السموات کا رواج تکمیل کو پہنچیگا اور
اسباتکی آنحضرت کو ایسی تمنا تھی کہ نماز مین اوسکے آنے کی
دعا کو داخل کیا جیسے ہمارے پیغمبر خدا نے اپنے واسطے مقام محمود
کی دعا کرنیکا حکم دیا* **دوسری خوشخبری** جسکا ذکر
قرآن شریف مین یون ہے اذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل
انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التورٰیۃ و مبشرا برسول
یاتی من بعد اسمہ احمد یعنی کہا عیسے بن مریم نے کہ ای بنی اسرائیل
مین مقرر خدا کا رسول ہون تمہاری طرف تصدیق کرنیوالا ہون
اوس بات کو جو توریت مین ہے اور خوشخبری دینے والا ہون ایک
پیغمبر کی جو میرے بعد آویگا اور اوسکا نام احمد ہے* اس آیت
کا مصداق چوتھی انجیل مین ہے مگر عیسائیون کے ہاتھ سے جسطرح
انجیل کے اور مقامون مین اور توریت مین بھی خرابیان واقع
ہوئی ہین جیسا اگلے استفسارون مین ہم بیان کر آئے اسیطرح
اس جگہہ بھی کئی طرح کی خرابیان واقع ہوئین **پہلی خرابی**

وہ تو وہی ہے جیسے ساری انجیل کو گھیر لیا یعنی حضرت عیسے کا کلام
بعبارتہ و بلفظہ کہ عبری تہا باقی ہی نرہا صرف اوسکا ترجمہ یونانی زبان
مین اصل قرار پایا ہے اس جہت سے یہان بہی احمد کا ترجمہ یونانی
کرڈالا بلفظ فارقلیط اور نامونکا ترجمہ کرڈالنا انجیل والونکا ہتکنڈا پڑ
گیا ہے چنانچہ اس استفسار کے آغاز مین اسی دن کے سبب اوسکا بیان
ہوا مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہہ ترجمہ بنیت فاسد نہین کیا گیا بلکہ بموجب
عادت کے کیا گیا اسواسطے کہ یہہ لفظ یونانی کیئی معنون مین مشترک ہے
کہ وے سب معنی احمد مصطفے پر صادق آتے ہین بعضے لفظاً اور
معناً دونون اور بعضے صرف معناً کیونکہ اوسکے اتنے معنی ہین ١
تسلی دینے والا ٢ شفاعت کرنیوالا ٣ وکالت کرنیوالا ٤ بڑا سراہنے
والا ٥ بڑا سراہا گیا کہ اسم تفضیل بمعنی فاعل اور مفعول دونون آتا ہے
چنانچہ بعضے یونانی کے واقف کارون نے اور فخرالدین رازی علیہ
الرحمہ نے تفسیر کبیر مین لکھا ہے **دوسری خرابی** ترجمے
انجیل کے جو اور زبانون مین ہوئے تو اکثرون مین فارقلیط ہی کے لفظ
کا ہی ترجمہ کرڈالا مگر بعضون مین باقی ہے چنانچہ بندے کے پاس
جتنے نسخے ہین اونمین سے حرف عربیہ قدیمہ رومیہ مترجمہ سنہ ١٦٧١
والے مین وہ لفظ بعینہ لکھا ہے اور باقیون مین اوسکا ترجمہ ہے

کسی مین تسلی دہند اور کسیمین شافع اور کسیمین وکیل اور بعضے ثقہ
آدمیونسیے مین نے سنا ہے کہ بعضے ترجمے مین امید گاہ عوام
اور بعضے نسخون مین رسول بہی ہے * **تیسری**
خرابی اون ترجمون مین سے وہ ترجمہ جو اسماؔ اور رسماؔ
دونو طرح آنحضرت پر صادق آوے یعنی بڑا اسرا بینے والا
یا سراہا گیا ہہین لکہتے ہین **چوتہی خرابی** وہ بڑی
خرابی ہے یعنے کہ حضرت عیسے نے شاید حوارِیون سے
وعدہ کیا تہا کہ تم پہر روح القدس کے فیض سے تازہ
دم ہوگے اور اوسکے ساتہہ شاید یہہ بہی فرمایا ہوگا کہ
احمد موعود روح راستی ہے سو عیسائیون نے فارقلیط
کا مصداق اوس روح القدس کو جس سے بعد واقعہ
صلیب کے حواری لوگ تازہ دم ہوئے سمجہہ کر جہان کہین فارقلیط
کا لفظ وارد ہے وہان بطور تفسیر کے روح القدس کے لفظ کو
بہی مقارن اوسکے لاحق کر دیا **اور** الحاق تفسیرات کو
بہی مین اسی دن کے واسطے اس استفسار کے آغاز مین ثابت
کر چکا ہون **پس** جس جگہہ الحاق تفسیر کے لیے کوئی سبب
ظاہری نہین بوجہا جاتا وہان ہر گاہ الحاق ثابت ہو لیا تو جہان

کہین کہ حسد اور عداوت کا سبب ظاہر ہے وہان تو خواہ نخواہ
الحاق بالیقین کیا جایگا بلکہ ایسا گمان کیا جاتا ہے کہ ایسے مقامات
کو خراب کر دینے کے لیے اور مقامونکو جہان تخریب سے کچہہ فایدہ
نتہا خراب کر ڈالا تاکہ حسد اور عداوت پر پردہ پڑا رہے اور
ایک احتمال یہہ بہی ہے کہ قبل از بعثت حضرت سرور کائنات
کے بعضے لوگون نے دعوا کیا تہا کہ ہم فارقلیط ہین سو اگلے
عیسائیون نے اونکو اوسکا مصداق نہ سمجہہ کر ایک تفسیر اپنی
سمجہہ کے موافق اوسکے ساتہہ لاحق کر دی پچہلے لوگ یہہ سمجہے
کہ تفسیر مفسر کی علی الاطلاق قابل حجت اور ہر جگہہ واجب التسلیم
نہین ہوسکتی اور اوسکی سند نہ ڈہونڈ ہے کہ یہہ تفسیر حضرت
عیسے کے شاگردون کی ہے یا یونانی ترجیے والے نے یہہ تفسیر
اپنی سمجہہ کے موافق لگا دی ہے یا بعد اوسکے اور کسی نے

پانچوین خرابی شخص موعود کے بعضے آثار اور لوازم
حضرت عیسے نے ایسے فرمائے ہین کہ وہ بتاویل بعیدہ اور
توجیہ دور از کار سے بہی اوس روح القدس پر جنے حواریون
مین بعد واقعہ صلیب کے پہر حلول کیا تہا صادق نہین آتے
تو عیسائی اوسکے معنی اپنے ذہن سے اسطرح پر کہ مثلا انبہ

بولین اور اپنی مراد لین اور ہی کچھ بیہودہ ناحق مراد دینے لگے
مگر غنیمت ہے کہ یہہ مراد لینا اونکا صرف زبانی ہے اوس
انجیل مین وے معنی اونہون نے ابتک مندرج نہین کیے مگر بعضے
بعضے نسخون کے حاشیون پر چہاپنا شروع کیا چنانچہ نسخے ۱۸۳۹ء
مین کیا شاید ایندہ رفتہ رفتہ کتاب کے متن مین داخل ہوجاویگا
پس اس مقام پر تین باتین قابل غور کے ہین اول یہہ کہ اوس
شخص موعود کے نام کا انہون نے ترجمہ فارقلیط کیا ہے یا اصلی
نام اوسکا فارقلیط حضرت عیسے نے فرمایا تہا سو یہہ بات تو حل ہو
چکی کہ اصل عبری کلام کہ حضرت عیسے اور یوحنا اور متی وغیرہ
مخصوص حواریون کی بولی تہی باقی ہی نرہا اور فارقلیط لفظ یونانی
ہے نہ عبری تو ترجمہ ہونا اوسکا ثابت ہو لیا اور یہہ بات بہی
کہ میل والونکی عادت ہے کہ نام کا ترجمہ کرڈالتے ہین ثابت
ہوچکی دوسری یہہ کہ روح القدس پر جسنے حواریون مین حلول
کیا تہا لوازم اور آثار فارقلیط کے جو حضرت عیسے نے فرمائے
منطبق ہوسکتے ہیں یا نہین تیسری یہہ کہ وے لوازم اور آثار
جو شخص موعود کے لیے حضرت عیسے نے فرمائے ہین وے
محمد رسول اللہ پر صادق آتے ہین یا نہین سو مین اون دونو

کو جو چوتھی انجیل کے مولف نے حضرت عیسے سے نقل کی ہین
بیان کرتا ہون اوسکی ضمن مین دوسری بات کی تحقیقات
بخوبی ہو جاویگی اور تیسری بات کچھ تحقیقات طلب نہین ہے
بلکہ آفتاب نیمروز سے زیادہ روشن ہے انجیل چہارم باب
شانزدہم ۱۶ ورس ۷ لیکن بشما راست میگویم شمارا مفید است
کہ من بروم کہ اگر من نروم آن تسلی دہندہ بنزد شما نخواہد آمد
اما اگر بروم اورا بنزد شما خواہم فرستاد ۸ و او چون بیاید
جہانیان را گناہ و صدق و انصاف ملزم خواہد ساخت ۹
بگناہ زیرا کہ بر من ایمان نمی آرند ۱۰ بصدق زیرا کہ بنزد پدر
خود میروم و شما مرا دیگر نمی بینید ۱۱ بانصاف زیرا کہ بر رئیس
اینجہان حکم جاری شدہ است ۱۲ و دیگر خبرہا بسیار دارم کہ
بشما بگویم حالا نتوانید متحمل شد ۱۳ اما چون او یعنی روح راستی
بیاید او شمارا بتمامی راستی ارشاد خواہد نمود کہ او از پیش
خود سخن نخواہد گفت بلکہ ہر انچہ کہ می شنود خواہد گفت و شما
را از آیندہ خبر خواہد داد ۱۴ او مرا اجلال خواہد داد کہ او انچہ
را از آن من است خواہد یافت و شمارا خبر خواہد داد ۱۵ ہر
انچہ پدر دارد از آن من است ازہمین سبب گفتم کہ انچہ

ازان من است خواهد یافت. وشمارا خبر خواهد داد نسخه
۱۸۱۶ء ورس ۷ لكني اقول لكم انه خير لكم ان انطلق لاني
ان لم انطلق لم یاتکم الفارقليط فان انطلقت ارسلته اليكم
۸ فاذا جاء ذک یوبخ العالم علی خطیئة وعلی بر وعلی حکم الخ نسخه
۱۸۱۶ء ورس ۷ اقول لكم الصدق وهو ان الضرا
وبی لكم لاني ان لم انصرف لن یاتیکم الشافع ۸ فاذا
سرت ارسلته اليكم وهو اذا جاء الزم الدنيا بالذنب و
العدالة والدینونة ۹ اما الزامه بالذنب فانهم لم یومنو
۱۰ واما بالعدالة فلانی منطلق الی ابی ولن ترونی بعد ذلک
۱۱ واما بالدینونة فلان ملک هذه الدنیا دان نسخه ۱۸۱۱ء
ورس ۱۱ فاما علی الحکم فان رئیس العالم دان* اور ا
نسخے مین بجای فارقلیط تسلی ہے یعنی تسلی دہندہ اور
بعضی انہین معنون پر ہے تعزیت سے اور نسخہ ۱۸۱۴ء
مین وکیل کا لفظ ہے اور نسخہ ۱۸۳۹ء مین تسلی دینے والا
لکہا ہے اور اس نسخے والے نے یہان عجب کام کیا ہے
کہ جہان کہین ضمیر مذکر کی فارقلیط کے طرف راجع ہے اوسکو
مؤنث کی ضمیر کر ڈالی ہے تاکہ روح پر از روی محاورے

هندی کے جیے * اب یہان مترجمون کی نحوی خطاؤن
اور اختلاف الفاظ سے جو انہون نے کیا ہے یعنی صدق
کی جگہہ عدالت اور دینونۃ کی جگہہ انصاف اور رئیس العالم
کی جگہہ ملک ہذا الدنیا لکہا اور ہر عربی اور فارسی دان
جانتا ہے کہ یہہ لفظین آپسمین مترادف نہین ہین اور حکم جاری
شدہ است مدان کا مترادف نہین ہے قطع نظر کرکے اصل
مطلب کے رو سے غور کیجیے کئی باتون پر اول یہہ کہ
از روی بیبل کے بالاتفاق ثابت اور بالبداہۃ ظاہر ہے
کہ روح القدس سیکڑون دفعہ حضرت عیسے سے پہلے بنی
اسرائیل کے انبیا کے پاس اور اونکے توسط سے سب بنی
اسرائیل کے پاس آتا تہا اور ہمارے اصول پر حضرت عیسے
کے ساتہہ برابر رہا کرتا تہا اور عیسائیون کے اصول پر
روح القدس اور حضرت عیسے ایکہی تہے اور اونکا تمدیکہ
اتحاد ازلی تہا پس بہر حال حضرت عیسے کا بنی اسرائیل
کے پاس ہونا اور روح القدس کا ہونا ایکہی بات تہی
اور استفسار یازدہم کو دیکہو اوسمین ہم ثابت کر آئے
ہین کہ ایکبار حضرت عیسے کے سامنے بہی روح القدس

سے حواري لوگ ممتلي ہوئے تہے تس پہ فرمانا حضرت

عیسے کا کہ جبتک مین نجاؤنگا فارقلیط تم پاس نہ آویگا ہزار

زبان سے گواہي دیتا ہے کہ مصداق فارقلیط کا وہ شخص

ہے جو قبل حضرت عیسے کے مرتفع ہوجانیکے کبہی کسیکے

پاس دنیا مین نہین آیا تہا اور نہ کوئي حواري اوس سے

کبہي ممتلي ہوا تہا بلکہ اوسکا آنا موقوف تہا حضرت عیسي کے

جانے پر دوسري یہہ کہ فرمایا کہ مجہپر ایمان نہ لانے

پر لوگون کو الزام دیگا یہہ کلام صاف گواہي دیتا ہے کہ فارقلیط

حضرت عیسے کے منکرون پر بہي ظاہر ہوگا حالانکہ استفسار

یازدہم مین ہم بیان کر آئے کہ روح القدس نے جو حلول

کیا تہا تو صرف حواریون مین حلول کیا تہا وہ بہي ایک گوشہ

مکان مین جسطرح جن کا حلول کسي آدمي مین ہوتا ہے

تیسري یہہ کہ فرمایا یوبخ العالم علی حکم والزم الدیانۃ

بالدینونۃ یعني تحکومت لوگون کي توبیخ اور سرزنش کریگا یہہ

مضمون اہل انصاف کے نظر مین نصّ جلي ہے اسبات

پر کہ وہ روح القدس جسنے حواریون مین حلول کیا تہا

مصداق فارقلیط کا نہین اسلیے کہ روح القدس کا عموما

آدمیون پر ظاہر ہو کر حکومت کرنا کسیکے اصول کے رو سے
کہیں ثابت نہیں اور حواریون کا بہی منصب حکومت نتہا اور
نہ انہوں نے حکومت کے طور پر کسیکے توبیخ کی بلکہ صرف
واعظانہ لوگون کو سمجہاتے تہے کچہہ حکومت کا میل اوسمین
ذرہ بہی نتہا چوتہی یہہ کہ جو لوگ روح القدس کے
فیض سے مستفیض ہوتے اوسکی کیفیت سے مطلع ہو چکے ہین
اور نیسے یہہ کہنا کہ مین تمسے قبل از وقوع واقعہ کہے رکہتا ہون
تا کہ بروقت وقوع واقعہ تمکو شبہہ نہ پڑے کہ روح القدس
جہوٹہہ بولتا ہے کوئی شخص جسکو ذرہ بہی بات کرنیکا
سلیقہ ہوگا نہ کہیگا پانچواں کہ پیغمبر خدا جسکو تم خدا کہتے ہو اوس
صورتمین فارقلیط کی نسبت دفع دخل کرنا حضرت عیسے کا
اسطرح پر کہ وہ اپنے جی سے کچہہ بنا کر نہیں کہیگا جو کچہہ
سو خدا سے سنکر کہیگا ہر ذی عقل کے نزدیک گواہی
دیتا ہے اسبات پر کہ فارقلیط وہ شخص ہے جسپر احتمال
کذب کا بنی اسرائیل کرینگے چنانکہ خود اپنے حق مین حضرت
عیسے نے اپنے منکروں سے فرمایا کہ مین آپ سے کچہہ نہین
کہتا ہون جو باپ سے سنتا ہون سو کہتا ہون اور اس

مقام پر دو باتین باریک اور بہی ہین ایک یہہ کہ روح القدس
کے نازل ہونیکے قصہ کو رسالہ اعمال کے پہلی باب مین دیکہو
کہ اوس سے صاف ظاہر ہے کہ اول ایک طوفان سا چلا
اور بعد اوسکے آگ کی سے آچین حواریون پر نمود ہوئین
اور وے ہر طرح کی زبانین بولنے لگے اسکے سوا اور کچہہ نہین
واقع ہوا پس دیکہیے کہ یہانسے کہان ثابت ہوتا ہے کہ اوس
روح نازلہ نے مانند حضرت عیسے کے جسم پکڑ کر حواریون سے
کلام کیا کہ اوسپر وے شبہ کذب کا کرتے تاکہ دفع دخل
حضرت عیسے کا مقتضاے حال کے موافق ٹہرے دوسری
یہہ کہ روح القدس اسطرح جسپر آتا ہے اوسے اوسکی بابکا
خود بخود یقین ہو جاتا ہے اور اوسکی آنا بالخاصہ مفید یقین کا
ہوتا ہے اور اگر نہو تو انبیا کو اپنی نبوت کا کیونکر یقین ہو پس
اوسکی نسبت اون لوگون سے جن پر وہ جن کے طرح آنے
والا تہا یہہ دفع دخل کرنا کہ وہ اپنے طرفسے کچہہ نہین کہیگا وہ
جب وہ آویگا تو اوسے باور کرنا محض بیہودہ اور بے معنے
بات ہے پانچوین یہہ کہ حضرت عیسے فرماتے ہین کہ
او آنچہ از آن من است خواہد یافت یعنی میرا سا منصب

وہ پاویگا یہہ جملہ بہی عیسائیون کے سب تاویلون کو بیخ و بن سے
برکندہ کرتا ہے اور تہوڑے سی عقل والون کے نزدیک بہی یہہ
جملہ نص جلی مفسر ہے اسبات کے لیے کہ روح القدس اور ہے
اور مصداق فارقلیط کا اور ہے اسلیے کہ جہان مین جتنے لوگ
روح القدس کو مانتے ہین اور مانتے تہے سب کے اتفاق
سے ثابت ہے اور جس دلیل سے عقلاً روح القدس کا ثبوت
ہے وہ دلیل بہی یہی کہتی ہے کہ روح القدس کا جو کمال ہے
سو اوسکے آغاز پیدایش سے ہے اوسکو اپنے کسی کمال کے
لیے حالت منتظرہ نہین ہے بلکہ اوسکا ہر کمال جو اوسکے موافق
ہے ہمیشہ سے بالفعل ہے نہ بالقوہ اور حضرت عیسے کے
بعد کسی کمال کا پانا اوسکے نسبت عقلاً بہی نہین صحیح ہے چہ جا
کہ شرعاً یہہ تو ہمارے اصول پر ہوا اور عیسائیونکے اصول پر
روح القدس قدیم اور غیر مخلوق اور غیر محاط القیاس اور قادر مطلق اور خدا
ہے اسکے لیے حالت منتظرہ واسطے حصول کمال کے زمانہ
آیندہ مین کیونکر جایز سمجہی جا سکتی ہے قربان حضرت عیسے
کے کس کسطرح سے فارقلیط کے پتے دیئے کہ پردہ امتحان
کا بہی باقی رہے اور تامل کے وقت کوئی جگہہ عذر کی بہی نرہے

علاوہ اسکے حضرت عیسے کے منصبون مین سے ایک بات یہہ
بہی تہی کہ وے آدمی تہے اور لباس انسانی مین انہون نے
ظہور کیا اور روح نازلہ اسطرح پر نہین آئی تہی بلکہ صرف
جن کی طرح اوسنے کواریون مین حلول کیا تہا پس حضرت
عیسے کا مطلب یہہ ہے کہ میری طرح وہ بہی بہ پیکر انسانی دعوت
اور تسلی کے لیے آویگا اور اسکا مصداق اوس روح راستی
کو نہ سمجہنا جو جن کی طرح تم مین حلول کریگی اور حضرت عیسے
نے اس مقام پر ایک اور کرامات کی یعنی اگر کوئی شبہہ کرے
کہ حضرت خاتم النبین کو تو کافہ اہل عالم کے لیے مبعوث کیا
اور یہان حضرت عیسے فرماتے ہین کہ وہ میرا منصب پاویگا
اس سے معلوم ہوا کہ صرف بنی اسرائیل کا ہوگا یا
کوئی یہہ شبہہ کرے کہ حضرت خاتم النبین سے انجیل کے
بعضے ظاہری حکمون کی میعاد تمام ہوگئی یعنی وہ احکام منسوخ
ہوگئے ہین اور یہان حضرت عیسے فرماتے ہین کہ جو میرا منصب ہے
سو وہ پاویگا تو چاہیے کہ ایک حکم ظاہری بہی شریعت
عیسویہ کا منسوخ نہوتا یا کوئی شبہہ کرے کہ حضرت عیسے
بنی اسرائیل مین سے تہے اور بن باپ پیدا ہوئے اور

حضرت خاتم النبیین ایسے نتہے سو ان سب شبہون کو خود
حضرت عیسے سے نے ایک جملے مین رفع کردیا یعنی کہ فرمایا کہ یہہ جو
مین سے نے کہا کہ انچہ از ان من است خواہد یافت سو اسواسطے
کہا کہ انچہ نزد پدر من است از ان من است یعنی جو خدا کے
پاس ہے سو میرا ہے اس صورتمین فارقلیط کو جو کچھہ خدا سے
ملیگا سو میرا ہی ہے چنانکہ مشہور ہے من کان للہ کان اللہ
یعنی جو اللہ کا ہو رہتا ہے اللہ اوسکا ہو جاتا ہے پس غرض
انحضرت کی یہہ ہے کہ اون شبہون مین سے کوئی شبہہ فارقلیط
پر نکرنا اور اس کہنے سے میرے کہ وہ میرا منصب پاویگا
دہوکہا نکہانا چھٹی یہہ کہ حضرت عیسے سے نے اس جگہہ ورس
ہشتم مین فرمایا کہ فارقلیط جو میرے بعد تم پاس آویگا تو بکناہ
اور بصدق اور بحکومت اہل دنیا کو الزام دیگا اور سرزنش
کریگا بعد اوسکے بطور لف نشر مرتب کے اوسکی تفصیل کی
کہ وہ کناہ جسپر وہ الزام دیگا مجہکو نہ ماننا ہے اور وہ سچی بات
جسکا وہ الزام دیگا میرا جانا ہے آسمان پر بعد اوسکے ورس
یازدہم مین اوس تیسری بات یعنی بحکومت الزام دینے کی
وجہ بیان کی پس اس طرز بیان اور اس کلام کے سیاق و

سباق سے ظاہر ہے کہ رئیس العالم سے وہی شخص مراد ہے
جسکی حکومت سابقۃ الذکر کی وجہ بیان کرنی مقصود ہے اور جو
ضمیر کی جگہہ اسم ظاہر کو لانا خلاف محاورہ اہل بلاغت کے نہین ہے
اسلیے اوس مضمر کو یہان برئیس العالم تعبیر کیا پس اوسکے
حق مین جو فرمایا کہ بروے حکم جاری شدہ است یا فرمایا رئیس العالم
مدان تو بالیقین یہہ مترجم کی غلطی ہے غالبًا عبرانی بلکہ یونانی مین
بھی یہہ جملہ اسطرح پر ہوگا جسکا ترجمہ یہہ ہو کہ اوسکو سزا دینے کا
حکم ہو چکا ہے چنانکہ نسخہ سنہ ۱۸۳۹ والے نے اوسکا ترجمہ یون کیا
کہ اوسپر سزا کا حکم ہو چکا ہے پس اوسپر کا لفظ مترجم نے بے
سلیقگی کے جہت سے لکہا اصل مطلب وہی ہے جو مین نے کہا
کہ اسکو سزا کا حکم ہو چکا ہے یعنی حضرت عیسے فرماتے ہین کہ مجھے
سزا دینے کا منصب نہین ہے چنانکہ اوپر گذرا اور وہ شخص
موعود جو آویگا تو اہل عالم کو بحکومت الزام دیگا اسلیے کہ سزا
دینے کا حکم اوسی کے نام نکل چکا ہے اور وہ جو عیسائی
لوگ بعضی وجہ فاسد سے جسکی بحث آگے اویگی ازروی تبدیل
اور تحریف معنوی کے جسکی خبر پطرس حواری نے دی تہی
اور اوسکے آثار پولوس نے قرن اول کے بعضے عیسائیون

مین پائیے تہیے رئیس العالم سے شیطان مراد لیتے ہین تو یہہ محض
سرکشی کی بات ہے اسلیے کہ کوئی قرینہ ان معنون کے قرار
دینے کا یہان نہین ہے اور نہ رئیس العالم شیطان کا مترادف
ہے اور بحکومت الزام دینا تو فارقلیط کے لیے درس ہشتم مین
حضرت عیسے فرما ہی چکے اور بڑی دلیل بطلان عیسائیون
کی اس تحریف معنوی کی یہہ ہے کہ یہان حضرت عیسے فارقلیط
کے لیے بحکومت عام الزام دینے کی تعلیل بیان کرتے ہین
پس شیطان کو کہ جسپر سزا کا حکم حضرت آدم کے وقت سے
ہو چکا ہے اور بالاتفاق اوسکا ظہور قیامت کو ہونے والا ہے
فارقلیط کے ہاتہون سے کون سی سزا بحکومت دنیا مین
دی گئی جسکی جہت سے وہ تعلیل حکومت عامہ کی صحیح ہو بالجملہ
درس یازدہم مین اوسی فارقلیط کو رئیس العالم کہا ہے اور
شیطانی مراد محض از راہ جہالت ہے ہرگاہ یہہ بات ٹہر چکی
تو اب درس سیزدہم کے آغاز کو دیکہیے کہ ضمیر غایب کی
یعنی آو فارسی مین اور وہ اردو مین اور ضمیر مستتر جا کی بعضے
عربی ترجمون مین اور ذلک جو اور بعضے نسخون مین ہے کدہر
پہرتی ہے درس دوازدہم مین کوئی شخص مذکور نہین ہے جدہر

وہ ضمیر پہر اسکے پس یہہ نہین پہرتی ہے مگر اوسی رئیس جہانکی
طرف جسکا ذکر درس یازدہم مین ہے لیکن جب دیکہا عیسائیون
نے کہ اوس ضمیر غایب کے بعد کا مضمون اوس شخص پر نہین
صادق آتا ہے جسے وے اپنے گمان فاسد مین ازراہ نافہمی
مصداق رئیس العالم ٹہراتے ہین تو لاچار اوسکی تفسیر بڑہادی
بدین عبارت یعنی کہ روح القدس اور یہہ نہ سمجہے کہ ہرگاہ روح
القدس کو کہنا منظور تہا تو ضمیر کو کیون لائے مگر اعجاز عیسوی
اس کلام سے ظاہر ہے کہ جسطرح بعضے گواہ خود اپنے اظہار سے
متہم ہوجاتے ہین اور بعضے دست آویز گے بعضے لفظون کی
جعلیت خود اوسکی عبارت سے ثابت ہوجاتی ہے اسیطرح
دیونت کا مضمون اور آنچہ از آن من است خواہد یافت اور یہہ
مضمون کہ تا من نخواہم رفت او نخواہد آمد اور آغاز درس سیزدہم
کی ضمیر اور حصول منصب دیونت کی تعلیل یہہ پانچو باتین فارقلیط
کی تفسیر کو جو بروح القدس کیا ہے باطل ٹہراتی ہین **انجیل**
چوتہی باب پندرہوان شمارہ ۱۹ درس ۲۴ اگر من در میان ایشان
آن کارہا نکہ ہیچکس نکردہ است نکردہ بودی گناہی نمیداشتند و حال کہ دیدند
هم مرا و هم پدر مرا دشمن داشتند ۲۵ و این چنین میشود تا کہ

آن سخن که در آئین آنها نوشته شده است کامل گردد که مرا بے
سبب دشمن کرده اند ۲۶ چون آن تسلی دهنده که من از جانب
پدر شما خواهم فرستاد یعنی روح راستی که از طرف پدری آید
او در بارهٔ من شهادت خواهد داد ۲۷ و شما نیز شهادت خواهید داد
زیرا که از آغاز شما با من بوده اید ۱۶ ورس ۲۶ فاذا جاء فارقلیط الخ
سنہ ۱۸۱۶ ورس ۲۶ فاذا جاء الشافع الذي انا ارسله اليكم من الاب
اعني روح الصدق الصادر من الاب فانه يشهد لي ۲۷ و تشهدون
انتم ايضا لانكم كنتم معي من الابتداء سنہ ۱۸۴۴ ورس ۲۶ پہر جبکہ وہ وکیل جسے
مین تمہارے باپ کی طرفسے بہیجونگا یعنی روح صدق جو باپ سے
نکلتا ہی آوے تو میرے لیے گواہی دیگا ۲۷ اور تم بہی گواہی
دوگے کیونکہ تم ابتدا سے میرے ساتھہ ہو * یہان دو باتون سے
ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تفسیر الحاقی غلط ہے اور محض جعلی ہے
جیسا کہ بعضی دست آویز کے بعضے لفظون سے بنظر دیکھنے مضمون
کے بعضے اور لفظونکی جعلیت ثابت ہوا کرتی ہے اور وہ
دو باتین یہہ ہین اول سیاق اور سباق کلام عیسوی صاف
گواہی دیتا ہے کہ وہ شخص حضرت عیسے کے دشمنون پر
ہی ظاہر ہوگا اور روح القدس صرف انحضرت کے

حواریون پر ظاہر ہوا تہا دوسرے یہہ کہ سب لوگ جانتے ہین
کہ حواریون کے ہاتہہ سے جو گواہی حضرت عیسے کے حق مین ظاہر
ہوئی تہی سو وہی گواہی روح القدس کی جس طرح جس شخص
پر جن متسلط ہوتا ہے سو جن کی باتین وہی ہوتی ہین جو اوس
شخص کے موہنہ سے نکلتی ہین اور روح القدس نے علیحدہ شخصہ کی
صورت پکڑ کے حضرت عیسے کے حق مین گواہی نہین دی چنانچہ
سب عیسائیون کا اسپر اتفاق ہے اور عہد جدید کے کسی رسالے
سے بہی ثابت نہین ہوتا کہ روح القدس نے علیحدہ حواریون سے
کسیکے سامنے گواہی دی ہو جب یہہ بات ٹہر چکی تو اب دیکہیے
ایک لفظ جو ورس بست وہفتم مین واقع ہے یعنی بہی اور نیز
اور ایضاً جسکو ۱۸۱۶ والے نے حذف کر دیا مگر ابہین تک
الحمد للہ وہ لفظ حضرت عیسے کی کرامات سے بعضے نسخون
مین باقی ہے کہ علانیہ قطعی گواہی دیتی ہے کہ روح القدس اور
شخص ہے جسکی گواہی وہی ہے جو حواریون کے ہاتہہ سے
ظاہر ہوئی اور فارقلیط اور شخص ہے کہ اوسکی گواہی بہ نسبت
حواریون کی گواہی کے دوسری گواہی ہوئی اور ایک اعجاز
عیسوی یہان یہہ دیکہیے کہ اوسے گواہ قرار دیا اور اوسکی

بات کو اپنے حق مین گواہي کہا اور یہہ بات ہر کوئي جانتا ہے
کہ گواہي اوسي بات کو کہتے ہین جس سے اصل معاملہ کہل جاي
پس عیسائیون کے اصول موضوعہ کے راہ سے حضرت
عیسے کے حق مین تو حواریون سے کوئي بات گواہي نہین
ٹہرتي اسلیے کہ اونہون نے تثلیث کي حقیت کي تعلیم کي اور
تثلیث کو خود عیسائي لوگ کہتے ہین کہ ہماري سمجہہ سے باہر ہے
سو یہہ گواہي کاہیکو ٹہري بلکہ معما کہنا ٹہرا جسکے معني ابتک
نہین کہلتے یہانسے ثابت ہوگیا کہ تثلیث کا انتساب حواریون
کے طرف جہوٹہہ ہے اور حواریون نے بہي وہي گواہي دي
جو فارقلیط نے دي یعنے کہا کہ عیسے خدا کا بندہ اور پیغمبر ہے
کہ اس سے اونکي حقیت کہلتي ہے اور معما نہین ٹہرتا کہ سمجہہ مین
نہ آوے انجیل مذکور باب چہاردہم ۱۶ شُشتہ ۲۵ من این
سخنہارا چونکہ نزدیک شما بودم بشما گفتہ ام ۲۶ لیکن ان تسلي
دہندہ یعنے روح القدس کہ پدر اورا باسم من خواہد فرستاد
شمارا ہر چیز خواہد آموخت وہر چہ من شمارا گفتم بیاد شما
خواہد آورد الي قولہ ۲۸ ازانجا کہ گفتم کہ من نزد پدر میروم زیرا کہ
پدر من از من بزرگتر اسست ۲۹ وحالا قبل از وقوع بشما

خبر دادم تا که چون وقوع یابد باور کنید ۳۰ دیگر بسیار با شما گفت گو نخواهم کرد زیرا که رئیس اینجهان می آید و در من حصه ندارد *

یہان بہی نسخہ ۱۷ مین فارقلیط اور نسخہ ۱۶ مین شافع اور نسخہ ۱۸ مین وکیل ہے مگر نسخہ ۱۸ والے نے یہان تہوڑی کاریگری کی یعنی کہتا ہے ۲۶ اذا جاء روح القدس المعزی سب کہین وہ اور اور یہی مترجم معزی کے لفظ کو کہ مرادف تسلی دہندہ کا ہے اور اور لفظون کو جو اوسکی جگہہ پر لایا کرتے ہین یعنی شافع اور وکیل سبکو پہلے لکہتے ہین اور اوسکے بعد اوسکی الحاقی تفسیر لگاتے ہین نسخہ ۱۸ والے نے یہان روح القدس کے لفظ کو اصل فارقلیط کی جگہہ لکہہ دیا اور معزی کے لفظ کو اوسکی صفت کا شفہ ڈال دی شاباش بڑا کام کیا ایسا کسی سے کا ہیکو ہوسکتا دیکہیے یہان بہی تین چار باتونسے ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ تفسیر محض جعلی ہے جیسا بعضے گواہ کے اظہار سے اوسکا جہوٹہہ پکڑا جاتا ہے اور بعضی دستاویز کے بعضے لفظون کی جعلیت اوسی دستاویز کے دوسرے لفظونسے ثابت ہو جاتی ہے اول یہہ کہ جو لوگ روح القدس کے فیض سے پہلے ایکبار مستفیض اور حضرت عیسے کی برکت صحبت سے اوسکی حقیقت سے خوب مطلع ہو چکے تہے اور علاوہ

اسکے روح القدس کا حلول بالخاصہ مفید یقین کا ہوتا ہے اونکے
مقابلہ مین یہہ کلام کہنا کہ مین تمکو پہلے سے کہے جاتا ہون کہ تا
اوسکے آنے کے وقت باور کرو کوئی شخص جسے ذری بہی بات
کرنیکا سلیقہ ہوگا نہین کہیگا چہ جاکہ پیغمبر خدا جسے ہم خدا جانتے
ہو پس معلوم ہوا کہ فارقلیط وہ شخص ہے جسکا آنا بالخاصہ مفید
یقین کا ہو اور جنکے پاس وہ آوے وے لوگ پیشتر سے
اوسکی حقیقت کو بطور عین الیقین اور حق الیقین کے نہ جان چکے
ہون بلکہ وے ایسے لوگ ہون کہ اوسکے باور کرنے مین شبہہ
کرین **دوسری** یہہ کہ یہہ کلام سر تا سر دلالت کرتا ہے
اسبات پر کہ جب حضرت عیسے بنی اسرائیل کے پاس تہے
تو وہ شخص موعود اونکے پاس نتہا پس معلوم ہوا کہ روح القدس
مراد نہیں ہے اسلیے کہ حضرت عیسے کا بنی اسرائیل کے پاس
ہونا اور روح القدس کا ہونا ایکہی بات ہے خصوصاً عیسائیون
کے اصول پر **تیسری** یہہ کہ وہ کونسے بات تہی جسے
حواری لوگ بہول گئے تہے اور روح القدس نے اونپر اوتر
کے اونہین یاد دلائی عہد جدید کے کسی رسالہ سے کوئی
بات ایسی نہین معلوم ہوتی ہان مگر ایک بات یعنی حضرت عیسے کا

زندہ آسمان پر اوٹھہ جانا اسمین البتہ اونہین شبہ پڑا تھا اسلیے
کہ وقت گرفتاری حضرت عیسے کے حواری لوگ آپکے پاس سے
ہٹ گئے تھے اور پہر جو بعضون نے پہر کر دیکھا تو انحضرت
ہی کی صورت کا آدمی دیکھا سو وہ شبہ بعد واقعہ صلیب اور قبل
نزول روح القدس کے حضرت عیسے نے آپ ہی ظاہر ہو کر رفع
کر دیا تھا پس معلوم ہوا کہ یہانسے طبقہ اولے والے عیسائی مراد
نہین بلکہ مخاطبین کے اخلاف مراد ہین جو حضرت عیسے کی توحید
بہول گئے اور تثلیث کی تہمت اونپر لگانے لگے سو اونکے پاس
روح القدس نہین آیا اس سے ثابت ہو گیا کہ فارقلیط وہ شخص
ہے جو حضرت عیسی کی باتونکے بہولجانے والون پر علانیہ ظاہر
ہوگا نہ وہ کہ جو حواریون پر نازل ہوا یعنے روح القدس

چوتہی بہہ کہ کہ فرمایا رئیس اینجہان می آید ودر من
حصہ ندارد اور بعضے نسخون مین حاکم دنیا کا لفظ ہے اور نسخہ
۱۸۲۱ مین رئیس العالم کا لفظ ہے * **دیکہو** یہہ دہی
لفظ ہے جو اسی انجیل کی سولہوین باب کے گیارہوین درس
مین ہے یعنی برئیس اینجہان حکم جاری شدہ است اور
اوسیکی طرف پہرتی ہے ضمیر غایب کی جو اوس باب کی تیرہوین

ورس مین واقع ہے یعنی داو چون باید او شمار ابتامی راستی ارشاد خواہد نمود اور یہہ وہی لفظ ہے جو اس انجیل کے بارہوین باب کے ورس سے دیکم مین یون ہے ۱۴ ۱۸ ۱۶ اب اس جہان کا انفصال ہے اب اس جہان کا حاکم نکالا جایگا یعنی ظاہر کیا جایگا اور یہان فرمایا کہ وہ مجہہ مین کچہہ حصّہ نہین رکہتا مطلب حضرت کا یہہ ہے کہ وہ شخص موعود وہ نہین ہے جسکے جہت سے میری ہستی ہوئی اور ہر وقت میرے ساتہہ رہتا ہے یعنی روح القدس یہہ خدا کی قدرت ہے کہ ایسا لفظ ابتک اس مقام پر دست برد اہل تصرف سے ازراہ غفلت محفوظ رہتا چلا آیا اب یہان ایک بحث بہت ضروری وہ یہہ کہ جب عیسائیون نے دیکہا کہ یہہ لفظ یعنی در من حصہ ندارد خدا کی قدرت سے ابتک محفوظ رہتا چلا آتا ہے اور نسخے لاکہون پہیل پڑے اب اسکو بالکل نکال ڈالنا گویا محال ہو گیا ہے اور کہین کہین سے نکال ڈالنے مین رسوائی ہوگی تو جسطرح کوئی آنبہ بوئے اور انبلی مراد لے اور زمین بوئے اور آسمان مراد لے یا کوئی دشمن حضرت عیسی کا اشعیا کی کتاب مین جہان عزرا کا لفظ بنایا گیا ہے وہان سے بن نر کی کبوتری مراد لے اور عمانوئیل سے

معاذ الله اوسکا انڈا مراد لے اسیطرح عیسائیون نے ازراہ
عداوت اور حسد موروثی کے یہہ قرار دیا کہ رئیس العالم
اور حاکم جہان سے شیطان مراد ہے چنانچہ نسخہ ۱۸۳۹ کے حاشیون
پر لکھا ہے مگر ہنوز متن مین نہین ملایا آیندہ دیکھا چاہیے **مگر**
اونکی یاوہ گوئی کا مرتبہ یہان تک پہونچا تو اونکے الزام دینے
کے لیے اس مقام پر کئی باتونکی تحقیقات ضرور ہے تاکہ عقلاً
فیصلہ ہو جاوے وے مانین خواہ نمانین **اول** یہہ کہ بیبل
مین کہین شیطان کو رئیس العالم اور حاکم جہان اسطرح پر بہی
کہا ہے کہ سوا شیطان کے اور کوئی احتمال وہان نہو سکے
دوسری یہہ کہ بیبل مین کہین رئیس العالم
اور حاکم دنیا ایسے کسیکو بہی کہا ہے کہ جو بالاتفاق بزرگ اور
واجب التعظیم ہے **تیسری** یہہ کہ اس مقام پر
رئیس العالم سے شیطان مراد ہو سکتا ہے یا نہین **چوتھی**
یہہ کہ فارقلیط کے حق مین بہی ایسی صفت کہین بیان کی
ہے جسکی جہت سے حاکم دنیا کا لفظ اوسکی صفت مین واقع
ہو سکے **پہلی بات کی تحقیق** مین نے جو بیبل بنظر
سرسری دیکہی اوسمین تو کہین ایسا نہین پایا کہ رئیس العالم

کا لفظ وارد ہوا اور وہان شیطان مراد لینا مستحسن ہو چہ جا کہ
واجب کہ دوسرا احتمال قائم نہو سکے **مگر** نسخہ اردو سنہ ۱۸۳۹
والے نے حسب عادت ملتزمہ اپنی کے حاشیہ پر ایسے مقام
مین بتا دیا ہے کہ فلانی فلانی جگہہ یہہ لفظ آیا اور وہان بہی
شیطان مراد ہے اور اوسیکے مطابق ایک عیسائی ذی علم
نے مجہے کئی پتے لکہوا دیے کہ فلانی فلانی جگہہ شیطان کو حاکم
جہان بلکہ بعضے جگہہ خدای جہان کہا ہے **اب** مجہے ضرور
ہوا کہ اون مقامونکو نقل کرون تا دانشمند دیکہے سامنے
اونکے استدلال کی صحت اور غلطی ظاہر ہو جاے **نشان**
اول انجیل یوحنا باب دوازہم ورس سی ویکم سنہ ۱۸۱۴ اب
اس جہان کا انفصال ہے اب اس جہان کا حاکم نکالا جائیگا
سنہ ۱۸۱۶ اکنون بر ینجہان حکم میشود و اکنون رئیس اینجہان افگندہ
خواہد شد سنہ ۱۸۳۹ اب اس دنیا کا انصاف ہوگا اب اس دنیا کا
حاکم نکال دیا جائیگا * ہم نہین سمجہتے ہین کہ یہانسے شیطان
مراد ہونیکی کیا وجہ مگر یہہ کہ ترجمون مین تحقیرا خود مترجمین یہہ
لفظین لائے ہین کہ نکال دیا جائیگا اور افگندہ خواہد شد مین
کہتا ہون کہ ذری انصاف کیجیے کہ آیا شیطان کہین مقید تہا

جو نکالا جایگا یا کسی مرتبہ بلند پر اوس وقت تک تہا جو بعد حضرت
عیسے کے اوس مرتبہ سے گرا دیا جایگا ہرگز ایسا کچھہ نہین
ہے تو یہان سے یہہ شیطان مراد لینا صرف واسطے رفع
الزام اونہی جملے کے ہے جو باب چہاردہم کے ورس
سی ام مین وارد ہے یعنی کہ در من حصہ ندارد اور یہان
اصل مطلب حضرت عیسے کا یہہ ہے کہ رئیس العالم بزودہ غیب
سے ظہور مین آویگا مترجمون نے از راہ عداوت یا بلادت کے
ترجمہ خراب کر ڈالا اور یہہ جو حضرت عیسے نے فرمایا روز انفصال
آپہونچا یہہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ دور حضرت آخر الزمان
آپہونچا چنانکہ حضرت سرور کائنات نے فرمایا کہ بعثت انا
والساعة کہاتین یعنی مین اور قیامت ایسا ساتہہ ہون جیسے واسطے
اور سبابہ اس مقام پر ایک لطیفہ یہہ ہے کہ افگندہ خواہد شد کے
لفظ کو مترجمین از راہ تحقیر کے خود ہی لکہہ کر استدلال کرتے ہین
اپنے اوس مطلب باطل پر حالانکہ اعمال کے رسالے کے دوسرے
باب مین بہ نسبت روح القدس کے بہی اس مضمون کا لفظ وارد ہے
چنانکہ اوسکے نسخہ ١٨١٦ ورس ٣٣ مین ہے روح القدس
معہود را از پدر یافتہ ریختہ است * دیکھو افگندہ شدن اور ریختہ

شدن دونون متقارب المعنی ہین پس جیسا یہان ریختہ شدن
سے ظاہر اور نازل ہونا مقصود ہے ویسیہی وہان نکالے
جانے سے ظاہر ہونا مقصود ہے ورنہ جہوٹہہ ہوجائیگا اسلیے
کہ شیطان حضرت عیسے کے زمانے سے بالاتفاق ہزاروں
برس پیشتر سے نکالا ہوا ہے **بالجملہ** کوئی قرینہ شیطان
مراد لینے کا یہان بہی نہین بلکہ درصورت مراد لینے شیطان
کے حضرت عیسے کی نسبت معاذاللہ کذب لازم آتا ہے پس
یہان بہی رئیس العالم سے فارقلیط مراد ہے **دوسرا**
نشان اسی انجیل کے باب شانزدہم کا ورس یازدہم
سو اوسکی بحث ہوچکی اور ثابت ہوچکا کہ وہان رئیس العالم سے
فارقلیط مراد ہے **تیسرا نشان** پولوس کا دوسرا خط
قرنتس کے نام کا جو ہے اوسکے چوتہے باب کا چوتہا ورس
نسخہ ۱۶ خداےفہما ہے سنیے ایمان نشانرا کور کردہ است نسخہ ۱۶ ۱۸
طمس اللہ العالم علی افئدتہم * یعنی جہانکے معبود نے اونکو
اندہا کردیا دیکہو کیا غضب خدا کا ہے کہ اپنے اصول فاسدہ
کے راہ سے الہ العالم سے بہی شیطان مراد لیتے ہین
اور کچہہ خدا کا خوف نہین کرتے اسکی وجہ جو بعضے عیسائیو نسے

مین نے پوچھی ادنہون نے کہاکہ یہان برائی کی نسبت الہ العالم
کے طرف ہے اس سے معلوم ہواکہ اللہ مراد نہین ہے مین
نے کہا برائی کی نسبت بیبل مین کئی جگہہ اللہ کی طرف ہے
چنانکہ کتاب خروج کے ساتوین باب کے درس سیوم اور چہارم
سے ظاہر ہے کہ خداوند تعالے فرماتا ہے کہ مین فرعون کے
دلکو سخت کرونگا وہ تمہارا شنوا نہوگا * اور اشعیا نبی کی
کتاب کے پینتالیسوین باب کے درس ہفتم مین یون لکہا ہے
۴۵ مین یہوا ہون میرے سوا کوئی نہین مین روشنی بناتا ہون
اور تاریکی پیدا کرتا ہون اور سلامتی بناتا ہون اور شر پیدا کرتا
ہون * اور پہلی انجیل کے باب یازدہم کے درس ۲۵
و ۲۶ سے ظاہر ہے کہ اچہی بات خدا اپنے حکیمون سے چہپائی
اور لڑکون پر کہولی خدا کی یہی مرضی تہی اسکے جواب مین عیسائی
صاحب ساکت ہوگئے **چوتہا نشان** پولوس کا خط
جو افسس کے نام ہے اوسکے چہٹے باب کا بارہوان درس
۳۹ ہمین صرف آدمیونسے کشتی نہین بلکہ سرداراور زور
آورون سے اور اس دنیا کی تاریکی کے بادشاہونسے اور ہوا
کی بری روحونسے * دیکہو یہان تاریکی کے بادشاہ اور ہوا کی

بُری روحین بولاہیہ تو البتہ شیاطین پر صادق آتاہے سواس
عبارت سے یہہ استدلال کرنا کہ جہان انجیل مین رئیس العالم
کہاہے وہان سے شیطان مراد ہے دعوی بے دلیل ہے اسلیے
کہ رئیس العالم کا لفظ کچھہ مترادف بادشاہ تاریکی کے نہین ہے
اور زری غور کیجیے کہ اس استدلال کے ناتمام ہونے سے
قطع نظر کرکے اوسکے بطلان پر بہی ایک دلیل قائم ہے
وہ یہہ کہ تاریکی کے بادشاہ اور ہوا کی بُری روحین تو ہمیشہ
سے چلی آتی ہین اور حضرت عیسے نے جہان رئیس العالم
کا ذکر کیا وہان فرمایا کہ آیندہ ظاہر ہوگا پس لفظاً اور معناً
دونون طرح سے یہہ درس پولوس کے خط کا کسی طرح رئیس
العالم ہوعود سے شیطان مراد لینے کی دلیل نہین ہوسکتا

پانچوان نشان اوسی خط کے دوسرے باب کا

آغاز ۱۶ درس آشمارا کہ در خطایا وگناہان مردہ بودید
بر خیزانیدہ است ۲ کہ در انہا بر حسب دور روزگار بحسب
رئیس قدرت ہوا یعنی ازین رفتار میکردید کہ آن روحی است
کہ حال در ابنای بغاوت تاثیر میکند * اس عبارت کا تخبط
جو ہے اوس سے قطع نظر کرکے مین کہتا ہون کہ یہان بھی وہی

دونون باتین لحاظ کیجیے یعنی ایک یہہ کہ رئیس قدرت ہوا مترادف
رئیس العالم کا نہین ہے دوسری یہہ کہ رئیس قدرت ہوا
تو حضرت عیسے کے پیشتر سے موجود ہے نہ یہہ کہ بعد حضرت
عیسے کے آنے والا تہا پس درحقیقت پولوس کا مطلب یہہ ہے
کہ تم حضرت عیسے کی دعوت سے پیشتر حرص و ہوا مین
مبتلا تہے اور خبیث روحین رکہتے تہے اوسنے تمکو زندہ
کیا یعنی حرص و ہوا سے نکالا سو یہان سے صاف ظاہر
ہے کہ وہ خبیث روحین پیشتر سے آدمیون مین اختلاط
رکہتی تہین اور رئیس العالم کو حضرت عیسے فرماتے ہین کہ
زمانہ مستقبل مین آویگا اور ظاہر کیا جاویگا پس یہہ کلام بہی
لفظاً اور معناً دونون طرح سے عیسائیون کے استدلال
کو باطل ٹہراتا ہے **چہٹہان نشان** یوحنا کے پہلے خط کے
پانچوین باب کا انیسوان درس سنہ ۱۸۳۹ ہم جانتے ہین کہ ہم خدا
سے ہین اور ساری دنیا اوس خبیث کے قبضے مین ہے
نسخہ عربیہ سنہ ۱۸۱۱ اوسیکے موافق * یہانسے البتہ یوحنا نے
شیطان کو دنیا کا قابض کہا مگر یہہ درس تحریفی ہے کیونکہ
دو نسخون مین تو یہہ ہے جو لکہا گیا اور باقی نسخون مین ایسا نہین ہے

نسخہ فارسیہ سنہ ۱۸۱۶ امیدانم کہ از خدا میباشیم و تمام خلق در معصیت خوابیدہ است نسخہ عربیہ سنہ ۱۸۱۶ تعلم انا ننتسب الی اللہ وان العالم کلہ ملقیٰ فی الشرارۃ * یعنی ہم جانتے ہیں کہ ہم منسوب الی اللہ ہین اور سارا عالم شرارت مین گرایا گیا ہے سنہ ۱۸۱۴ ہم جانتے ہین خدا سے ہین ساری دنیا برائی مین پڑی ہے * دیکھو دو نسخے ایکطرف اور تین نسخے ایکطرف ترجیح کسکو ہے اور دیکھو کہ یہانسے تحریف کیسی ثابت ہوتی ہے اسیکو ہم تحریف کہتے ہین انتہی ان مقامو کے سوا نہ کوئی نشان نسخہ سنہ ۱۸۳۹ والے نے لکہا ہے اور نہ ادن عیسائی صاحب نے مجھے بتایا اب انصاف دانشمندو نکے اختیار مین ہے کہ ہرگاہ بیبل بہر مین کہین یہہ محاورہ نہین ہے کہ رئیس العالم اور حاکم جہان بولے ہون اور مراد لیا ہو شیطان تو اس مقام خاص مین جہان حضرت عیسی نے فرمایا کہ رئیس العالم آتا ہے یا آنے والا ہے شیطان مراد لینا بجز گالی گلوج کرنیکے اور کیا ہے یون تو حضرت عیسے کے سب دشمن کہہ سکتے ہین کہ عمانوئیل سے معاذ اللہ شیطان مراد ہے اور عزرا سے معاذ اللہ

شیطان کی مادو سری بات کی تحقیقات

یعنی دیکہا چاہیے کہ بیبل مین کہین ایسا بہی ہے کہ حاکم دنیا کسی

ایسے کو کہا ہو کہ وہ بالاتفاق اچھا ہو سو دیکھیے کہ زبور مین بہت بیسیون
جگہہ اسطرح کے الفاظ وارد ہین اور بالاتفاق وہانسے خدا مراد
ہے مگر یہہ دعوا میرا بنظر ان ترجمونکے ہے جو میرے پاس
ہین اور آیندہ کی خبر خدا جانے کہ کچھہ اور نہ لکھا جاے سو
اونمین سے جو بعضے مقامات بنظر سرسری مجھے معلوم ہوئے
مین اونہین نسخہ ۱۸۳۹ سے لکھتا ہون **ازانجملہ** زبور بست
ودویم ورس ۲۷ تمام اقصای زمین یاد خواہند کرد و بسوی
خداوند خواہند برگشت و تمامی خاندانہاے قبائل ویرا سجدہ خواہند
نمود ۲۸ زیرا کہ سلطنت ازانِ خداوندست و او درمیان مردم
حاکم است **ازانجملہ** زبور بست وچہارم ورس ۱ زمین و
معموری آن ازانِ خداست الی قولہ ۹ ای درہا سرہای
خودرا بالا کنید تا بادشاہ ذو الجلال داخل شود **ازانجملہ** زبور
چہل وہفتم ورس ۲ خداوند تعالی سہمگین است و بادشاہ
عظیم بر تمامی روی زمین الی قولہ ۷ خدا بادشاہ تمام زمین است
ازانجملہ زبور پنجاہ وہشتم ورس ۱۱ فی الحقیقت خدائیست
کہ بر زمین حکمرانی میکند **ازانجملہ** زبور شصت وششم ورس
۷ او بہ نیروی خود بادشاہ عالم است تا ابد **ازانجملہ** زبور

نود و چهارم ورس ۲ اي خداي انتقام گیرنده هویدا شو ۲ اي حاکم زمین بلند شو متکبران را مکافات بده **ازانجمله** زبور نود و ششم ورس ۱۰ در میان قبائل ندا کنید خداوند پادشاه است الی قوله ۱۳ آمیرسد تا بر زمین حکم رانی کند **ازانجمله** زبور نود و هشتم ورس ۹ در حضور خداوند که او میرسد تا بر زمین حکم رانی کند **ازانجمله** زبور یکصد و سیوم ورس ۱۹ خداوند تخت خود را در آسمان قرار داده است ملکوتش بر همه تسلط دارد الی قوله ۲۳ ای خداوند آفرین بخوانید اي همه مصنوعاتش در هر مکان است سلطنتش **انتهی** دیکهیے که ان سب مقاموں سے ظاہر ہے که خدا دنیا کا حاکم کہلاتا ہے اور ان مقاموں سے کسی جگہه شیطان مراد نہین ہو سکتا پس ثابت ہو گیا که رئیس العالم سے شیطان مراد لینا صرف تعصب کے راہ سے ہے اسلیے که بیبل بہر مین شیطان کو رئیس العالم کہیں نہیں کہا اسطرح پر که قطعاً دیا سے شیطان مراد ہو اور جہان کہین کہا وہان خدا کو کہا پس مثلاً قانون سرکار مین اپیل خاص مرافعه ثالث کو کہتے ہین اگر کوئی شخص قانون کے ان چند مقامون مین سے ایک مقام پر اپیل خاص سے مرافعه ثانی مراد لے تو وہ شخص یا تو بیوقوف ہے یا سرکس ہے که

قانون سے بحیلہ سرتابی کرتا ہے **سخن لطیف** جس لفظ کو اگلے انبیاے
بنی اسرائیل خدا پر بولتے تھے حضرت عیسی علیہ السلام وہ لفظ
فارقلیط کے حق مین بولے یعنی کہ حاکم جہان رئیس العالم فرمان
فرماے جہانیان سو اس سے ایک ہمارا بڑا عقیدہ ثابت ہوتا ہے
یعنی کہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اتم حضرت حق
جل وعلی کے ہین **تیسری بات کی تحقیقات** یعنی
دیکہا چاہیے کہ اس مقام خاص پر رئیس العالم سے شیطان
مراد ہو سکتا ہے یا نہین ہر چند اس نظر سے کہ رئیس العالم
بیبل بہر مین کہیں شیطان کو نہین کہا اسطرح پر کہ قطعاً وہان سے
شیطان مراد ہو اور بیسیون جگہہ جو کہا تو حضرت حق جل وعلی
کو کہا ہے اس مقام خاص میں جہان حضرت عیسی نے فرمایا
کہ رئیس العالم آتا ہے اگرچہ احتمال شیطانی مراد کا ممکن ہوتا
تو بہی وہ احتمال واجب الرد اور بطلان اوسکا ضروری التسلیم
ہوتا مگر فضل الہی یہہ ہے کہ اس مقام خاص مین بہی شیطانی
مراد کا احتمال نہین ہو سکتا اسواسطے کہ رئیس العالم کا لفظ
اس مقام پر مبتدا ہے اور اوسکی خبر مین نسخہ عربیہ سنہ ۱۸۱۶ اور سنہ ۱۸۳۱
مین آت کا لفظ ہے یعنی آنے والا ہے اور اور اکثر نسخون مین

لفظ آتا ہے یا لفظ می آید ہے اور ہر آدمی بخوبی سمجھتا ہے کہ ان دونو
لفظون سے لازم آتا ہے کہ جسوقت حضرت عیسے نے یہہ کلام
فرمایا اوس سے پیشتر وہ شخص دنیا مین آیا ہوا نہین تہا اور
از روی بیبل کے باتفاق یہودیون اور عیسائیون بلکہ تمام ملتین
کے ثابت ہے کہ شیطان بدو آفرینش افراد بشری سے اونکے
درمیان مین مختلط ہے ہرگاہ یہہ دونون باتین بالبداہتہ ثابت
ہو چکین تو زری للہ انصاف کیجیے کہ اس مقام مین کہ آیندہ
آنے کی خبر ہے رئیس العالم سے شیطان کیونکر مراد ہو سکتا
مگر اوسیطرح کہ کوئی یہودی کہے کہ عزرا سے کبوتری بن نرد الی
اور عمانوئیل سے اوسکا انڈا مراد ہے چوتہی بات کی
تحقیقات یعنی دیکہا جاہیے کہ فارقلیط کے نسبت اور
کہین ایسی صفت کہی ہے جس سے بطور عیسائیون کے
بہی اوسپر حاکم دنیا ہونے کا اطلاق صحیح ہو سکے سو اسی
انجیل کے سولہوین باب کے آٹہوین درس مین فارقلیط
کے حق مین یون ہے نسخہ ۱۶ء فرنج العالم علی حکم ۱۹ الزم
الدنیا بالدینونتہ * جیسا اوپر ذکر اوسکا ہو چکا پس ہر کوئی
جانتا ہے کہ دینونتہ کے معنی ہین حکومت اور توبیخ بحکم کے بہی

یہی معنی ہین اور یہہ ظاہر ہے کہ جو کوئی دنیا پر حکومت
کریگا وہ دنیا کا حاکم کہلائیگا جب یہہ بات ٹہر چکی تو کیا وجہ
کہ ایک جگہہ فارقلیط کو حاکم دنیا کہا اور دوسری جگہہ جو کہا کہ
حاکم دنیا در من حصہ ندارد تو وہانسے شیطان مراد ہو بالجملہ
ہرگاہ رئیس العالم سے اس مقام مین شیطان مراد لینا
غلط ٹہرا تو مراد نہین ہوسکتا مگر وہی فارقلیط جسکو فرمایا
یوبخ العالم بالدینونۃ یعنی عالم کی توبیخ بحکومت کریگا اور
جب فارقلیط مراد ہوا تو جملہ آیندہ یعنی در من حصہ ندارد بالبداہت
دلالت کرتا ہے کہ روح القدس مصداق اوسکا نہین ہوسکتا
اسلیے کہ وہ تو حضرت عیسی کے ساتہہ تہا اور تار پود ہی آپکی
ہستی کا اوسی سے تہا الحاصل اتنی صفتین جو اوس شخص
موعود کے حق مین حضرت عیسی نے فرمائین یعنی آمت
کی وکالت کرنیوالا ہے گناہگارونکی شفاعت کرنیوالا ہے اور اوسکا
آنا موقوف ہے میرے جانے پر تہہ جب حضرت عیسی دنیو ان
کے پاس تہے تو وہ تہا ہ حضرت عیسی کا سا منصب انحضرت
کے زمانے تک اوس شخص کو نہ ملا تہا اور بعد انحضرت کے
جب وہ آویگا تو وہ منصب عالم شہادت مین اوسے عنایت

ہوگا ۶ جسطرح حضرت عیسی بہ پیکر انسانی آئے تہے اوسیطرح
وہ بہی آویگا ۷ جب آویگا تو حضرت عیسے کے نہ ماننے والون
پر بہی آویگا صرف خاص حواریون پر نہین آویگا ۸ حضرت عیسے
کے ایمان نہ لانے والون اور اونکے آسمان پر جانے کے نہ ماننے
والون کو بحکومت توبیخ کریگا اور بحکومت اسلیے توبیخ کریگا کہ دنیا
کی حکومت کرنیکا حکم اوسکی نسبت جاری ہوچکا ہے اور وہ عالم
کا حاکم ہوگا ۹ اور وہ ایسا ہوگا کہ جن کے پاس وہ آویگا وے
لوگ اوسپر شبہ کذب کا کرینگے ۱۰ اور وہ ایسا ہوگا کہ جو لوگ
عیسائی کہلا کر حضرت عیسے کے احکام کو بہول گئے تہے وہ اونہین
وے باتین یاد دلائیگا ۱۱ اوسکی گواہی حضرت عیسی کے حق مین
دوسری گواہی ہوگی بہ نسبت اوس گواہی کے جو حواری
لوگ دیتے تہے ۱۲ اور اوسکو حلول یا اتحاد کا علاقہ کچھہ حضرت
عیسے کے ذات سے نہین ہے * یہہ بارہو باتین اوس
روح القدس پر جو بارہو حواریون پر اوترا تہا کیونکر صادق
آتی ہین تا وہ تفسیر الحاقی درست سمجہی جاے بلکہ انمین سے
ایک بہی اوسپر درست نہین آتی اور صاحب انصاف کو
اوس تفسیر الحاقی کے غلط جاننے کے لیے صرف اتنی ہی بات

کفایت کرتي ہے کہ بیس مین بیسیون جگہہ روح القدس کا مذکور ہے اور کہین کسي ترجمہ یوناني وغیرہ مین کسي مقام پر سوا اس جگہہ کے کہ حضرت عیسے نے اپنے بعد ایک شخص کے آنے کا ذکر کیا ہے فارقلیط کا لفظ نہین لکہا ہے یہان تک کہ رسالہ اعمال مین جہان روح القدس کا حواریون مین حلول کرنیکا ذکر ہے جسکو عیسائي لوگ ناحق مصداق ظہور فارقلیط کا ٹہراتے ہین وہان بہي فارقلیط کا لفظ نہین ہے پس معلوم ہوا کہ وہ تفسیر الحاقي محض بیجا اور غلط ہے **مین** مباہلہ کرنیکو موجود ہون اسبات پر کہ یہہ تفسیر الحاقي غلط اور فارقلیط احمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا ترجمہ ہے **اما مہر اینکہ** اس مقام پر عیسائیون کا صرف ایک عذر اور باقي ہے وہ یہہ کہ اوسي چوتہي انجیل کے چودہوین باب مین پہلے جہان ذکر فارقلیط کا ہے وہان یون ہے ۱۶ شتہ درس ۱۶ وانا اطلب من الاب فیعطیکم فارقلیط آخر لیثبت معکم الی الابد ۱۷ روح الحق الذي لن یطیق العالم ان یقبلہ لانہ لیس یراہ و لایعرفہ وانتم تعرفونہ لانہ مقیم معکم وہو ثابت فیکم ۱۶ شتہ ۱۵ درس ۱۶ وانا التمس الاب لکم شافعًا آخر لیمکث معکم الی الابد ۱۷ اعني روح الصدق الذي لایستطیع

الذنیا ان تقبله لانها لاتراه ولا تعرفه لکنکم انتم تعرفونه لانه مستقر
معکم وسیکون فیکم انجیل ۱۴ درس ۱۶ آ انا اسئل ابی فیعطیکم مسلیاً
آخر لیمکث معکم الی الابد ۱۷ آ روح الحق الذی لن یطیق العالم ان
یقبلوه لانهم لم یروه ولم یعرفوه وانتم تعرفونه لانه مقیم معکم وهو ثابت
فیکم انجیل ۱۴ درس ۱۶ آ من از پدر خود خواهم خواست واو تسلی
دهنده دیگر بشما خواهد داد که تا ابد با شما خواهد بود ۱۷ آ روح راستی
که او را جهان نمیتواند پذیرفت زیرا که او را نمی بینند و نمی شناسند
اما شما او را می شناسید زیرا که نزد شما میماند و در شما خواهد بود انجیل ۱۴
درس ۱۶ آ اور مین اپنے باپ سے درخواست کرونگا اور وہ
تمہین دوسرا وکیل دیگا جو ابد تک تمہارے ساتھہ رہے ۱۷ آ
یعنی روح قدس جسے خلق قبول نہین کرسکتی کیونکہ اوسے
دیکھتی نہین اور نہ اوسے جانتی ہے لیکن تم اوسے جانتے ہو
کیونکہ وہ تمہارے پاس رہتا ہے اور تم مین ہو دیگا انجیل ۱۴
درس ۱۶ آ اور مین اپنے باپ سے درخواست کرونگا اور
وہ تمہین دوسرے تسلی دینے والے کو بخشیگا جو ہمیشہ تمہارے
ساتھہ رہیگا ۱۷ آ یعنی روح حق جسے دنیا قبول نہین کرسکتی
کیونکہ اوسے دیکھتی نہین اور اوسے جانتی نہین لیکن تم

اوسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھہ رہتی ہے اور تم مین
رہیگی * پس اس مقام پر اوسکے دو عذر ہین ایک یہہ کہ یہان
فارقلیط کے شانمین وارد ہے کہ دنیا اوسے نہین دیکہتی ہے
سو یہہ بات محمد رسول الله پر صادق نہین آتی دوسرا یہہ کہ
اوسی فارقلیط کے نسبت حواریون سے فرمایا کہ وہ تمہارے
ساتھہ ہے اور تمہارے ساتھہ رہیگا یہہ بہی محمد رسول الله
پر صادق نہین آتا سو یہان پہلے ترجمونکے لفظون کا اختلاف
دیکہنا چاہیے آ نسخہ سنہ ۱۶۷۱ اور سنہ ۱۸۱۱ عربی مین أب کا لفظ بدون
الحاق یای متکلم کے ہے کہ اوس سے سبکا باپ بہی مراد ہو سکتا
ہے اور یہہ معنی تثلیث کے مسئلے کو باطل ٹہراتے ہین اور نسخہ
سنہ ۱۸۱۱ مین یای متکلم اوسکے ساتھہ لگائی گئی اور اسیطرح
باقی سب نسخون مین ہے کہ یہہ الحاق من وجہ تثلیث کے مسئلے
کو ثابت کرتا ہے ۲ جتنے نسخے عربی کے ہین اور نسخہ سنہ ۱۸۴۱
والا اردو کا گواہی دیتا ہے کہ فارقلیط کے لفظ کے طرف جتنی
ضمیرین غایب کی پہرتیاں ہین سب مذکر کی ہین اور سنہ ۱۸۳۹
والے نے اونہین کو مونث کر ڈالا تاکہ ثابت ہو جاے کہ یہان
وہ چیز مراد ہے جو مونث سماعی ہے یعنی روح القدس

۳۷۴

ہفتدہم ہے کے سری پر نسخہ ۱۶ ۱۸ والے عربی اور نسخہ ۱۴ ۱۸

اور نسخہ ۳۹ ۱۸ مین یعنی اور راعنی کا لفظ دلالت کرتا ہے اسبات پر کہ

وہ ورس تفسیر ہے ورس شانزدہم کی اور باقی نسخون مین

وہ لفظ نہین ہے ہم نسخہ ۱۶ اور نسخہ ۱۸ اور نسخہ فارسی

۱۶ ۱۸ اور نسخہ ۱۴ ۱۸ مین عالم اور جہان اور خلق کا لفظ ہے

اور نسخہ عربیہ ۱۶ ۱۸ اور نسخہ ۳۹ ۱۸ مین اوسکی جگہ دنیا کا

لفظ ہے جو ملاء اعلی کو شامل نہین ہو سکتا ۵ نسخہ ۱۸ اور

نسخہ ۱۶ ۱۸ فارسی کے ورس ہفتدہم مین جو ضمیر غایب کی

راجع عالم یا جہان کی طرف ہے سو جمع کی ہے اور باقی سب

مین مفرد کی اس اختلاف مین اگرچہ کچھہ ہمارا ضرر اور عیسائیونکا

فائدہ نہین ہے مگر غرض ہماری اسکے لکھنے سے یہہ ہے کہ

اسطرح کے اختلاف سے بھی بعضی جگہہ بڑے حکم مین اختلاف

پڑ جاتا ہے ۶ ورس ہفتدہم کے اخیر جملے مین جو اختلاف

واقع ہے وہ ایک بڑے مطلب کو بگاڑتا ہے اور وہ یہہ ہے

کہ ۱۶ اور ۱۸ مین وارد ہے کہ ہو ثابت قیم یعنی وہ تم

مین ٹھہرا ہوا ہے مطلب یہہ کہ تاکید ہے پہلے جملے یعنی ہو مقیم

متکلم کی اور ۱۶ ۱۸ والے عربی نے اور جگہہ پر لکھہ دیا ہے کیونکہ قیم

کہان جملہ اسمیہ اور کہان جملہ فعلیہ اور اوسکے ساتھہ سین استقبال
کا اور باقی سبحہ گویا اسکے ترجمے ہین ہرچند ایسے اختلافون پر
[illegible] کرتے ورنہ بہیل سی بچگنی کتاب ہمکو اسکے بیان
مین بنانا پڑے لیکن یہان ہمنے اسواسطے یہ اختلاف لکہے کہ
قطع نظر اگلی کمی اور بیشیونکے جو ہم اوپر سے سے بیان
کرتے چلے آتے ہین اس مقام خاص مین ہی اتنا کچہہ اختلاف
ہے کہ صرف یہی اختلاف کفایت کرتا ہے واسطے عدم صحت
ان لفظون کے جنہین عیسائی لوگ اس مقام مین ہمارے
مطلب کے مضر سمجہتے ہین خصوصاً بمقابلہ کریمہ مبشراً برسول یاتی
من بعدی اسمہ احمد اور قطع نظر اس اختلاف کے یہان کئی
باتون کی تجویز چاہیے **اول بات** یہہ کہ عیسائیون کا
عندیہ اگر مسلم رکہا جاے تو اس مقام خاص کے کسی جملے سے
اور اگلے ورسون کے کسی جملے سے تعارض ہوتا ہے یا نہین
سو دیکہیے کہ باب شانزدہم کے ورس ہفتم مین فارقلیط کے نسبت
فرمایا کہ اگر مین نجاؤنگا وہ تمہارے پاس نہ آویگا یعنی وہ اوس وقت
مین حواریونکے پاس نتہا اور یہان ورس ہفتدہم کے اخیر جملے
کے ماقبل فرمایا نسخہ ۱۶۷۱ و نسخہ ۱۸۱۱ مقیم معکم اور نسخہ ۱۸۱۶

مستقر معلّم اور نسخه ۱۶ آیت ۱۶ انز د شما می ماند اور نسخه ۱۶ آیت ۱۶ تمهارے

پاس رهتا هے اور نسخه ۳۹ آیت ۱۶ وه تمهارے ساتهه رهتي هے

پس ناگزیر احد الورسین کو اپنے ظاهري معنون سے باهر

پڑیگا **دوسري بات** یهه که ان دونو یعني ۱۶

اور ۲۶ آور سویکے لفظون کے معني حقیقي بلا تاویل عیسائیون کے

عندیه کے موافق درست هوتے هین یا اونکو تاویل کي حاجت

پڑتي هے سو اوسکا حال یهه هے که ان دونون خاص درسون

کے الفاظ بهي اگر مدلولات حقیقیه پر رکهے جائین اور مجاز او نهین

نمانا جاوے تو کئي وجهون سے سراسر جهوٹهه هو جاتے هین ازانجمله

یهه هے که یهان فرمایا که دوسرا فارقلیط اور دوسرے کے

حقیقي معني وهي هین جیسے بولتے هین معلّم اول معلّم ثاني صاحب

قران اول صاحب قران ثاني جارج اول جارج چهارم حالانکه بالاتفاق

ثابت هے که روح القدس دو شخص نهین هین بلکه ایک هي شخص

هے پس ضرور هوا که اس مقام پر تاویل کیجاوے ازانجمله یهه

که جو کوئي کسیکے نسبت کهیگا که وه همارے ساتهه قیامت

تک رهیگا تو اس کلام کا مفاد حقیقي مقتضي هے اسبات کو که

که دونون تا قیامت باقي رهینگے پس یهان دورش تردیه

مین جو فرمایا لیثبت معکم الی الابد یعنی ابد تک تمہارے ساتھ رہے
یہہ [illegible] حقیقی کے روسے مقتضی ہے کہ مخاطبین اس کلام کے
ابد تک باقی رہینگے سو حواری لوگ تو ابتک باقی نہین رہے
چہ جاکہ ابد تک اور اگر مخاطبین سے مطلق عیسائی لوگ مراد لیجیے
تو یہہ بہی مجاز ٹہرا اسواسطے کہ مدلول حقیقی خطاب کا وہی ٹہبہ
اور لے سے بہ ہذا یہہ درست بہی نہین ہوتا اسواسطے کہ روح
القدس کی معیت تو مقتضی ہے کمال ایمان کو اور کمال ایمان کے
اثار وہ ہین جو حضرت عیسے نے فرمایٔے کہ چاہو تو دریا پر چلے
جاؤ اور چاہو تو پہاڑ کو اپنی جگہہ سے ٹال دو سو یہہ بات
کسی عیسائی مین نہین پائی جاتی اور اگر کہیے کہ مخاطب حواریون
کی روحین ہین تو یہہ بہی تاویل ٹہری کہ بشر اگر بشر سے خطاب
کرتا ہے تو مخاطب اوس خطاب کا حقیقۃً وہی بشر ہوتا ہے
نہ کہ روح مجرد اوسکی اسلیے کہ روح مجرد ادراک بشر سے خارج
ہے اور بشر عبارت ہے مجموع جسم وجان سے پس ضمیر خطاب
بشری کا موضوع لہ حقیقی مجموع جسم وجان ٹہرتا ہے نہ روح مجرد
تیسری بات یہہ کہ ہم بہی اگر تہوڑیسی تاویل کرین
تو ہمارا بہی مطلب بن سکتا ہے کہ نہین سو اوسکا حال یہہ ہے

کہ ورس شانزدہم مین جو آخر اور دیگر اور دوسرے کا لفظ وارد ہے
اوسکے معنی یہہ ہین کہ حضرت عیسے فرماتے ہین کہ جسطرح مین تمہارا
شافع اور وکیل اور تسلی دہندہ اور ستودہ اور ستائندہ خدا
اسیطرح دوسرا بہی آویگا کہ اسم بامسمّٰی ہوگا اور ادس درس کا جو جملہ
اخیرہ ہے یعنی تا ابد باشما خواہد بود وہ اس محاورے پر ہے جیسے
مثلاً دو شخصون مین جب تنازع ہوتا ہے اور تہوڑے تہوڑے
لوگ ہر ایک طرف ہو جاتے ہین تو ہر طرف والے کے لوگون
کو کہتے ہین کہ یہ اوسکے ساتہی ہین یعنی اوسکے حامی اور مددگار
ہین نہ یہہ کہ اوسکے ساتہہ لگے پہرا کرتے ہین سو ویسیہی حضرت
عیسے نے فرمایا کہ فارقلیط ہمیشہ کے لیے تمہارا ساتہی ہوگا یعنی
تمہارے موافق اور تمہارا حامی ہوگا جس طرح کہ مین ہون
اور ورس ہفتدہم کی ایک توجیہ یہہ ہے کہ یعنی کا لفظ اوسکے
اوپر غلط ہے چنانکہ بعضے نسخون مین نہین ہے غالبکہ وہان حرف
عطف کا ہوگا تو مطلب یہہ ٹہرا کہ حضرت عیسے فرماتے ہین کہ
فارقلیط آویگا اور روح القدس یعنی دونون باتین ہونگی
چنانکہ ویسا ہی ہوا کہ روح القدس حواریون پر اوترا اور فارقلیط
بہی ظاہر ہوا اور فارقلیط کے ذکر کو روح القدس کے ذکر پر

باوجودیکه وہ اس سے بعد آیا بمقتضای حال مقدم کیا یعنی
فارقلیط مین تردد پڑنے والا تہا اسواسطے اوسکو مہتم بالشان
سمجہکر پہلے ذکر کیا کہ یہی قاعدہ ہے بلاغت کا اور دوسری
توجیہ یہہ ہے کہ وہ فارقلیط روح صدق اور روح راستی
اور روح حق ہے یعنی روح خبیث نہین ہے اور جہوٹہہ
نہین بولیگا اور اوسمین کوئی دیو بہوت نہین ہوگا اور
یہہ جو فرمایا کہ اوسکو دنیا کے لوگ دیکہتے نہین اور پہچانتے
نہین ہین اسمیں تو ہمین کچہہ توجیہ کی حاجت نہیں اسلیے کہ
یہہ ویسیہی کلام ہے جیسا حضرت عیسے نے اپنے حق مین اپنے
زمانے کے لوگون کے نسبت پہلی انجیل کے باب
سیزدہم کے ورس تیرہوین اور چودہوین مین فرمایا ہے:
نسخہ سنہ ۱۸۱۶ ع بآنہا در مثلہا سخن میرانم زانرو کہ می نگرند
ونمی بینند وگوش می نہند ونمی شنوند اخبار اشعیا دربارہ
آنہا کامل گردید میگفت پیوستہ خواہند شنید ونخواہند فہمید
وپیوستہ خواہند نگریست ونخواہند دید * سو ویسیہی بات
حضرت عیسے نے فارقلیط کے حق مین فرمائی جو وہان معنی
ہین وہی معنی یہان بہی ہین چنانکہ قرآن شریف مین بہی اوسکی

تصدیق لکھی ہے پیطروں ایک وہم لایچروں یعنی ہینگر ند

ونی بیند اور حضرت عیسے نے اپنے حق مین فرمایا انجیل اول باب

یازدہم ورس بست وششم ۲۶ سنہ ۱۹ غیر از پدر پسر را ہیچکس نشناسد

* حالانکہ یہودی لوگ انکو دیکہتے تہے اور انکی باتین سنتے تہے

اور آپ کو پہچانتے تہے کہ فلانے کے بیٹے فلانے کے اولاد

ہین فلانی جگہہ رہتے ہیں اسیطرح فارقلیط کا بہی حال آپ نے

یہان فرمایا کہ اوسکو سب لوگ ندیکہہ سکینگے اور سب

اوسکو نہین پہچانتے ہین اور مطلق ندیکہنا یعنی کسیطرح اوسکا

کسیکے حاسہ بصر مین نہ آنا یہہ تو روح القدس مزعوم پر بہی ایسا نہین

صادق آتا ہے اسلیے کہ حضرت عیسے پر جو روح اوتری وہ

کبوتر کی صورت پر اوتری اور حواریون پر جو اوتری سو

آگ کے شعلے کی صورت پر اوتری یہہ دونو چیزین ایسی ہین

کہ سب دنیادار اسکو دیکہہ سکتے ہین اور یہہ جو فرمایا کہ مگر

تم اوسے پہچانتے ہو اسکے معنے یہہ کہ میرے بتائے سے

یا بطور کشف مستقبلات کے ~~اوسے تم~~ خصوصیات شخصیہ جانتے

ہو یہہ اوس تقدیر پر کہ مخاطبین سے حواری لوگ مراد ہون

اور اگر مطلق بنی اسرائیل مراد ہون تو اوسکے معنی یہہ کہ

دنیا کے سب لوگ اوسے نہیں جانتے ہین یعنی اور مذہب
والون کے یہان اوسکی خبر ایسی نہین لکھی جیسے تمہارے
یہان ہے وانتم تعرفونہ صیغہ مضارع بمعنی استقبال ہے
یعنی تم اے بنی اسرائیل اوسے پہچانوگے اور دل مین
کہوگے کہ یہہ وہی ہے جسکا ذکر اگلے انبیا کرتے آئے ہین
جیسے قرآن نے اوسی خبر کی بصیغہ مضارع بمعنی حال تصدیق
کی کہ یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم اور اہل کتاب جو اپنی خوشی
سے ایمان لائے اونہون نے اوسکی گواہی دی اور یہہ جو فرمایا
کہ تمہارے پاس ہے اوسکے معنی یہہ کہ تمہارے دلنشین ہے
یا زمانہ اوسکا دور نہین ہے اور یہہ جو فرمایا کہ تم مین ہوگا اوسکے
معنی یہہ کہ تمہارے درمیان مین ہی وہی شخص مقرر ہوگا یہہ
نہ جانا کہ جو وہ بنی اسرائیل سے نہین ہے تو ہم مین اوسے
کچھہ دخل نہین پہونچتا **بالجملہ** اس درس شانزدہم اور ہفدہم
کا مضمون جتنا عیسائیون کے مطلب کے منافی ہے اوتنا ہمارے
مطلب کے منافی نہین اور جتنا وہ کلام عیسائیون کے طور پر
محتاج تاویل کا ہے اوتنا ہمکو ارتکاب تجوز اوسمین نہین کرنا
پڑتا پس قطع نظر اسبات کے کہ انصاف کے راہ سے جتنی منافات

ان درسون کو تمہارے عندیہ سے ہے اوسنے ہمارے مطلب
سے نہین ہے جب الفاظ اون درسونکی مختلف المحامل ہوے
تو دونون جانبین برابر ٹہرین تو پہر بنظر اون صفات دوازده
گانہ کے جو ہم اوپر لکہہ آئے ہین جسکی جہت سے ظاہر ہوتا ہے
کہ تفسیر فارقلیط کی بروح القدس قطعا غلط ہے ہماری تاویل
کو ترجیح ہوئی یعنی ہمارا تاویل کرنا حق بجانب ہوا اور ہرگاہ
عقلا بمقتضاے محاورہ ہماری تاویل صحیح ہوئی تو الحاقیت
کا شبہہ بہ نسبت تفسیر متنازع فیہ کے یہان سے باطل نہین ہوسکتا
اور جب الحاقیت کا شبہہ باطل نہوا اور صفات دوازدہ گانہ
کے نظر سے الحاقیت ثابت ہوی تو مضمون اوس آیت کا
یعنی اذ قال عیسے ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم
مصدقا لما بین یدی من التوراة ومبشرا برسول یاتی من
بعد اسمہ احمد بنظر انصاف دوستبین مصدق انجیل کا ہوگیا
اور یہی ہمارا مطلب ہے اب اگر آپکے پاس کوئی دلیل
واسطے تصحیح تفسیر الحاقی مذکور کے یعنی واسطے اس بات کے
کہ مصداق فارقلیط کا وہی روح القدس ہے جو دوسری بار
حواری اوس سے ممتلی ہوئے ہے اگر ہو تو بیان کیجیے

سترہوان استفسار

عیسائی لوگ دین اسلام پر جو شبہے کیا کرتے ہین اونکو رفع کرتا ہون اس خیال سے کہ اگر محض عقل کے رو سے وے شبہے اونکے دلو مین گذرتے ہین تو رفع ہو جائین یا ہمیشہ جواب لکھدین اور اگر وے شبہے صرف الف وعادت یا دوئی تعصب کے راہ سے ہین تو اور لوگون کے لیے جو اونکے مغالطہ دہی سے مشوش ہو جاتے ہین موجب رفع تشویش اور تردد کا ہوگا سو مین پہلے اون سب شبہونکا ایک جواب کلی دیتا ہون اور آیندہ جوابات جزیہ اونکے لکھونگا **جواب کلی** کوئی شبہہ اور کوئی اعتراض کسی بات پر ہو دو حال سے خالی نہین عقلی ہے یا نہین اگر عقلی نہین ہے تو کچھہ کام کا نہین ہوسکتے دیوانے واہی تباہی بکا کرتے ہین اوسکا کیا اعتبار اور اگر عقلی ہے سو بالبداہۃ ظاہر ہے کہ عقلی ہونے کے یہی معنی ہین کہ کسی بات کے ابطال پر کوئی برہان عقلی قائم ہو یا وہ بات بدیہی البطلان ہو جیسے تسلسل اور اجتماع نقیضین اور وہ بات کسی مذہب مین حق ٹھہر رہی ہو تو وہ مذہب عقلاً باطل کہلائیگا یا یہہ کہ کوئی بات برہان یا بداہۃ عقلی کے رو سے واجب الثبوت ہو اور کسی

مذہب مین اوسکی نفی وارد ہو تو وہ مذہب بہی عقلاً غلط اور باطل کہلاتا ہے
پس جاننا چاہیے کہ اصول اسلامیہ مین کوئی بات منجملہ ممتنعات
عقلیہ کے ممکن اور منجملہ ضروریات عقلیہ کے ممتنع نہین ہے
اور اگر آپ لوگ اپنے عقیدے کے موافق کوئی اعتراض
اسی قسم کا اصول اسلامیہ پر رکہتے ہون تو پہلے بطلان
الوہیت خاصہ علیسویہ اور امتناع اونکے ملعونیت اور ہینکو
کا جہنم مین جیسا ہمارے پہلے اور دوسرے اور جو ہے استفسار مین
مذکور ہے جواب دے لیجیے بعد اوسکے کوئی اعتراض کسی بات
دین پر کیجیے اور اگر یہہ کہیے کہ تثلیث اگرچہ عقل کے رو سے
درست نہین ہے مگر چونکہ نقل کے رو سے ہمارے دین
مین ثابت ہے لہذا اوسکو مانتے ہین چنانکہ بعضے اہل علم
عیسائیون کو یہی کہتے مین نے سنا ہے تو مخاطب آپکا جیسکے دین
پر آپ اعتراض کرتے مین کہیگا کہ اگرچہ فلانی بات عقلاً ممتنع
یا واجب ہے مگر جو ہمارے دین مین نقلاً اوسکا امکان یا
امتناع ثابت ہے لہذا ہم مانتے ہین پس متقضای غیرت دینی
یہہ ہے کہ پہلے مسئلہ الوہیت اور ملعونیت علیسویہ سے توبہ
کر لیجیے بعد اوسکے کسی اور ملت و مذہب پر کوئی اعتراض کیجیے

اور اگر اعتراض عقلي سے مراد یہہ ہے کہ مثلاً ایک بات
کہ اگرچہ اوسکے امتناع یا ضرورت پر برہان بہي نہ قائم
ہو مگر عقل سلیم اوسکے ہونے یا نہونے کو مستحسن جانتي
ہو سو درصورت استحسان اوسکے ہونے سے جس مذہب
مین وہ بات مذموم ہو اور درصورت استحسان اوسکے
نہونے سے جس مذہب مین وہ منجملہ ضروریات ہو تو وہ مذہب
مذموم ہے سو ایسے شبہے کا جواب فرع ہے پہلے قسم کے
شبہے سے جوابکا یعني ہرگاہ ملت عیسائیہ مین ممتنعات
عقلیہ سے جواز بلکہ وجوب کا عقیدہ داخل ہے تو استحسان
عقلي سے خلاف ہونے پر کچہہ گنجایش ملامت کي اونکو نہیں
ہے اسلیے کہ ممتنع عقلي کو واجب کہنے سے بدتر عقلاً کوئي
بات نہین ہے علاوہ برین استحسانات عقلیہ موافق اختلاف
عقول کے مختلف ہوا کرتے ہین علي الاطلاق اوس استحسان
کا اعتبار کسي عاقل کے نزدیک نہین ہے مثلاً جانور کو کہانے
کے لیے ذبح کرنا ملت قدیمہ پارسیہ اور چین دہرمیون کے
یہان عقلاً بہي نہایت ظلم اور نا انصافي ہے اور توریت
اور انجیل مین درست لکہا ہے اور پارسي لوگ بیٹي بہن سے نکاح

کرنے کو عقلاً نہایت مستحسن جانتے ہین اسلیے کہ غیر کے پاس
جانے دینے سے آپ رکہنا بہتر ہے اور سواے علاقہ جزئیت
کے ایک اور علاقہ محبت کا پیدا ہوتا ہے اور ہندو لوگ کئی پشت
اوپر کی قرابت مین بہی نکاح کو بے حیائی جانتے ہین اور
مسلمان لوگ بول و براز اور خون سے الودہ رہنے کو
عقلاً بہی نامستحسن جانتے ہین اور عیسائی لوگ اس بات پر ہنسا
کرتے ہین بالجملہ استحسان عقلی کا علی الاطلاق کچہہ اعتبار نہین
معہذا اسلام مین کوئی بات نامستحسن عقلی علی الاطلاق واقع
نہین ہے ہرچند ذہین آدمی کے لیے یہہ جواب کلی ہمارا
کفایت کرتا ہے مگر بنظر بعض وجوہ کے جوابات جزئیہ عیسائیون
کے شبہونکا لکہنا مناسب ہے سو جاننا چاہیے کہ کوئی کتاب
عیسائیون کی جسمین اونہون نے جی بہر کے ملت اسلامیہ پر
اعتراضین لکہی ہون ہمارے نظر سے نہین گذری مگر رسالہ
میزان الحق پادری فنڈر صاحب کا جو بزبان فارسی ۱۸۴۹ع مین
اور پہلا حصہ رسالہ تحقیق دین حق پادری اسمتھ صاحب کا
جو ۱۸۴۲ع مین بزبان اردو تصنیف اور منطبع ہوا نفس الاعتراض
اس دوسرے رسالے مین بہ نسبت اول کے زیادہ

ہین اور ضبط و ربط تمہیدات کا اپنے طور پر پہلے رسالے مین
زیادہ ہے اور اوس پہلے رسالے مین جو اعتراضات ہین
سوا اوسکے صرف باب اول اور سیوم مین ہین لہذا اونہین
دو بابون اور دوسرے رسالے کے پہلے حصے کے اعتراضونکا
جواب لکہتا ہون فہمیدہ آدمی کو یہی بہت ہے اور تمام مسیحیون
رسالے جو پادری لوگ بانٹا کرتے ہین اونکا بہی جواب اسی
میری کتاب سے نکل سکتا ہے سبکی باتین نقل کرنا کچہہ ضرور نہین ہے:

میزان الحق کے پہلے اور تیسرے باب کا جواب

درحقیقت اس کتاب کے جواب لکہنے کا لطف تب ہوتا جبکہ ساری
کتاب کے لفظ لفظ سے بحث کی جاتی مگر اتنی فرصت اور اتنا
دماغ کسکو لہذا باب اول اور سیوم مین جو پادریصاحب نے
بطور استدلال کے اپنے دعوے کے اثبات یا ہمارے کسی
مسئلے کے ابطال مین لکہتا ہے صرف اوسیکو معہ اونکے خلاصہ
دعوی کے بالفاظہ نقل کرکے گفتگو کرتا ہون اور ضمناً جو کچہہ پادری
صاحب نے فضول عبارتین لکہی ہین ھیسے التفات کے قابل
نہین ہین اگر واسطے دریافت اونکے رتبہ روایت اور درروایت
کے ایک مضمون اونکی تمہید کا جو قبل از شروع مطلب اونہون

نے اپنے عندیے مین بڑی آب و تاب سے لکھا ہے
بطور مشتے نمونہ پہلے لکھتا ہون پادری صاحب اوس تمہید
مین لکھتے ہین کہ بت پرست لوگ اتنا ہی ایمان نہین رکھتے
کہ خدا کو واحد اور قدیم اور قادر اور علیم اور حکیم اور رحیم اور
عادل اور مقدس جانین اور کتابین اونکی خدا کی ذات وصفات
کے نسبت بدگمانیونکا ثمرہ دیتی ہین اور آدمی کو بت پرستی کے
طرف دلالت کرتی ہین فقط ظاہرا بت پرستون سے ہندو لوگ
مراد ہین لہذا ہمین اس مضمون پر دو شبہے ہین ایک یہہ کہ جتنے
صفات خداوند تعالے کے پادری صاحب نے یہان لکھے ہین
ہندؤن کے دین کی کتابین جو اسباب مین ہین سب مین وے
صفات لکھے ہین اور سب براہمہ ہند اوسکا اعتقاد رکھتے ہین پس
معلوم ہوا کہ پادری صاحب بالکل خلاف واقع بہی روایت
کیا کرتے ہین دوسرا شبہہ یہہ کہ ہندؤن کی بت پرستی مین
شناعت عقلی کیا ہے آیا یہہ ہے کہ احجار وغیرہ کو اپنے ہاتہون
سے تراش کر اوسے خدا جانتے ہین سو یہہ محض غلط ہے
اونکی کسی کتاب معتبر مین یہہ نہین لکہا ہا یہہ کہ قبلہ عبادت
قرار دینا یہہ تو زبور کے رو سے بہی جایز ہے چنانکہ اوسمین

لکہاہے سوي کو مقدس او سجدہ نمائید وخدا ور جبہون است
یا یہہ شناعت ہے کہ ہندو لوگ بعضے شخصون کو جو مظہر امور
غریبہ کے تہے خدا کرکے مانتے ہین تو ہی بعینہ عقیدہ عیسائیونکا
حضرت عیسے کی نسبت ہے بالجملہ پادري صاحب کي روایت
کا یہہ حال ہے کہ جو مضمون ہندؤن کے دیني کتابون مین
لکہا اور معدم النبوت ہے اوسکي نفي کرتے ہین اور روایت
کا یہہ حال ہے کہ مریم کے بیٹے کو خدا تصور کرنے کو بت پرستي
نہین جانتے اور کوسلیا اور دیوکي کے بیٹے کو خدا تصور
کرنے کو بت پرستي جانتے ہین آمدم برسر مطلب باب اول
فصل اول صفحہ ١٥ **قوله** قران نیز مقر است کہ انجیل
وکتب عہد عتیق کہ درمیان مسیحیان مستعمل است از خدا مي باشد
* مین کہتا ہون قرآن صرف اسي باتکا مقر ہے کہ کلام الہي
اہل کتاب کے پاس ہے یہہ اقرار اوسکا اسطرح پر ہے
جسطرح بعضے نوشتجات کا احد المتخاصمین کو اقرار ہوتا ہے
کہ میرا لکہا ہوا ہے مگر طرف ثاني نے اوسکو مخدوش اور
خراب کردیا ہے اب اوسکا اعتبار نہین اسیطرح قرآن
بہي مقر ہے کہ اہل کتاب کے کتابون مین کلام الہي ہے مگر ہر

نے اوسے مشکوک اور مخدوش کرڈالاہے اگر پادری صاحب کا یہی مطلب ہے فنعم الوفاق اور اگر یہہ مطلب نہین بلکہ یہہ ہے کہ قران مقر ہے اسباتکا کہ توریت و انجیل مین کچھہ خرابیان بہی نہیں واقع ہوئی ہین تو محض غلط ہے قران ہرگز ہرگز مقر اسباتکا نہین ہے **قوله** صفحہ ۲۶ ادرینجا محض ان مواقع قران راذکر خواہم کرد کہ ازانہا معلوم و مشخص میگردد کہ خود قران مقر است کہ کتب مقدسہ مستعملہ مسیحیان ویہودیان ازخدا است چنانکہ در سورہ شوری مسطور است قل امنت بما انزل اللہ من کتاب وامرت لاعدل بینکم اللہ ربنا وربکم لنا اعمالنا ولکم اعمالکم لاحجۃ بیننا وبینکم * دیکھیے اس آیت کے شروع مین ہے کہ ایمان لایامین ہر کتاب کا جو خدانے اوتاری ہے جسکو زری بہی حرف شناسی ہوگی وہ بخوبی سمجھتا ہوگا کہ یہہ جملہ اتنی ہی بات پر دلالت کرتا ہے کہ کلام الہی آگے بہی اوترچکا ہے اور یہہ مطلب اس سے کسیطرح نہین بوجھا جاتا ہے کہ جو آگے اوترچکا ہے اوسمیں کسیطرح کی خرابی نہین واقع ہوئی **اور** یہہ جو فرمایا کہ لنا اعمالنا ولکم اعمالکم یہہ بعینہ ویسہی ہے جیسے سورہ کافرون مین

مطلق کافرون اور مشرکون کے نسبت خطاب کریکے فرمایا
لکم دینکم ولی دین جو وہان مطلب ہے سو یہان بہی ہے
اور یہہ جو فرمایا لا حجۃ بیننا و بینکم یہان حجۃ بمعنی حجاج ہے یعنی
ایسمیں جہگڑا کرنا پس یہہ دونون جملے بعینہ اوسی محاورے
پر ہین جو اردو مین مروج ہے کہ جب کوئی کسیکو اچہی بات
سمجہاتے سمجہاتے تنگ ہوتا ہے اور مخاطب لایعنی گفتگو
سے باز نہین آتا تو سمجہانے والا تہک کر کہتا ہے کہ تم جانو
تمہارا کام جانے جو ہمین کرنا ہے کرینگے کچہہ تکرار کی جگہہ
نہین گفتگو کرنے سے کیا فائدہ اور یہہ معنے ان جملون کے
کسیطرح نہین ثابت ہوتے کہ تمہاری کتاب اور تمہارا
دین درست اور صحیح ہے جیسا ہماری کتاب اور ہمارا
دین **قولہ** در سورہ عنکبوت است لا تجادلوا اہل الکتاب الا
بالتی ہی احسن الآیہ اسکا اتنا ہی مطلب ہے کہ اہل کتاب
سے گفتگو شایستہ طور پر کرنا چاہیے تو کسی وجہ خاص سے
اسمقام مین اہل کتاب کو بالتخصیص مذکور کیا ہے ورنہ
علی العموم منکرین کے نسبت بہی ایسا ہی فرمایا فادعہم بالحکمۃ
والموعظۃ الحسنۃ یعنے بولاؤ اونکو حکمت اور موعظت شایستہ

پس جو معنی یہان ہین وہی وہان بہی ہین لہ ہا یہہ جملہ اس
آیت کا قولوا امنا بالذی انزل الینا وانزل الیکم سو اس سے
اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ اہل کتاب کے یہان آگے بہی کلام
الہی اوتر چکا ہے نہ یہہ کہ جو کچھہ اوترا تہا اوسمین کچھہ خلل نہین
واقع ہونے پایا **قولہ** صفحہ ۱۷ در سورۃ المائدہ مرقوم گشتہ
است طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لہم *
اس سے بہی اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ یہود اور نصاری
کو کتاب دی گئی تہی نہ یہہ کہ اوسمین کسیطرح کا فتور نہین
آنے پایا **قولہ** در سورہ بقر مذکور است وہم یتلون الکتاب
اس سے تو اتنا بہی نہین ثابت ہوتا ہے کہ اہل کتاب کو
کتاب خدا کے طرف سے دی گئی تہی چہ جا کہ یہہ ثابت ہو
کہ اوسمین کچھہ فساد نہین پڑنے پایا **قولہ** در سورہ آل
عمران وارد است انزل التوراۃ والانجیل من قبل ہدی
للناس اس سے بہی اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ انبیای
بنی اسرائیل ہی کے لیے آگے کلام اپنا خدا نے اوتارا تہا
جسکا نام توریت اور انجیل تہا نہ یہہ کہ توریت اور انجیل جسطرح
کی اوتاری تہی اوسیطرح جبتک محفوظ ہے بالجملہ ان آیتون

ہے کوئی آیت معارض آیات تحریف نہین ہو سکتی ہے اور
اگر غور کیا جاے تو جن آیتون کو پادری صاحب نے نقل
کیا وے تو اتنی بات پر بہی دلالت نہین کرتین کہ جو کچہہ حضرت
موسی اور حضرت عیسے کے طرف اوترا تہا وہ کچہہ بہی باقی
ہے اسلیے کہ قرآن شریف مین اسیطرح دوسری جگہہ فرمایا
ہے قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراہیم
واسمعیل واسحق ویعقوب الآیۃ حالانکہ سب یہودی اور
عیسائی اور محمدی متفق ہین کہ انبیای موصوفین کے نسبت
جو وحی الہی ہوئی تہی سو کہین کسی کے پاس اسطرح نہین پائی
نہین پائی جاتی ہے جسطرح توریت اور انجیل پائی جاتی ہے:
ان پادری صاحب کی تقریر سے بہتر تو صاحب دلائل وافیہ
لندنی کی تقریر ہے کہ وہ ان آیتون کو درباب الزام نقل کرتا
ہے جو فی الجملہ بادی النظر مین آیات تحریف کے معارض معلوم
ہوتی ہین جیسے مثلاً سورہ بقر مین ہے وآمنوا بما انزلت مصدقا
لما معکم اور سورہ آل عمران مین ہے ثم جاءکم رسول مصدق
لما معکم اور سورہ مائدہ مین ہے وانزلنا الیک الکتاب بالحق
مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب سو ان آیتون کے یہہ معنی ہین

که اہل توریت کي توریت مین تحریف کرنے کي اور اس نبي کے
آنے کي اور اہل انجیل کي انجیل مین تحریف کرنے کي اور اس
نبي کے آنے کي اور توحید اور قیامت کے آنے کي جو خبرین اونمین لکھي
ہین قران اور صاحب قران دونو اوسکي تصدیق کرتے ہین یعني یہہ نبي ایسے ہین جسکي
خبر توریت اور انجیل مین ہے اور جسطرح اونمین اہل کتاب
کے تحریف کي خبر ہے اوسیطرح قران مین بھي کہا گیا که یحرفون
الکلم عن مواضعه پس صاحب دلائل وافیه کا یہي سخن لغو
اور باطل ہوگیا **قوله** صفحه ١٨ فصل دوم مشتمل است
بر ثبوت اینکه انجیل و کتب مقدسه عهد عتیق در هیچ وقتي منسوخ
نگشته اند * پہلے یہان ضرور ہے که ہم اپنے اصول کے موافق
نسخ کے معني اور توریت و انجیل سے اوسکا ثبوت بیان
کرین بعد اوسکے پادري صاحب کا اضطراب جو اس بحث
مین ہے اور اونکے استدلال کو رفع کرین **ہمارے
یہان** یہہ بات دین مین عقلاً اور نقلاً داخل ہے که خداوند
تعالی فاعل مختار ہے جسطرح اور کارخانون مین اپنے وه
تقلیبات کیا کرتا ہے یعني تندرست کو مریض اور مریض کو
تندرست اور غني کو فقیر اور فقیر کو غني کرتا ہے اور جاردن

کے بعد گرمیان اور گرمیون مین برسات اور بعد اوسکے
پہر جاڑے لاتا ہے اوسیطرح اپنی بندگی کے اقرار اور
شیوہ عبودیت کے ورزش کے لیے جس کسی سے
جس کام کو چاہتا ہے کرنے کو کہتا ہے اور پہر جب چاہتا ہے
اوس کام کو موقوف کرکے دوسرے کام کے لیے حکم اور
اگلے کامونکی میعاد کو جو اوسکے علم مین قرار پا چکی تہی ظاہر
کردیتا ہے اور جسطرح بعضے امور تکوینیہ کے مناشی اور
مصالح ہمیں معلوم اور بعضونکے نہین معلوم ہوتے ہین
اوسیطرح منجملہ امور شرعیہ کے بہی بعضی باتونکے مصالح
اور مناشی ہمین معلوم اور بعضی باتونکے نہین معلوم ہوتے
ہین اور یہہ بات اس جہت سے وہ نہین کرتا ہے کہ
اوسکو اپنی امضای قدرت مین کچہہ عجز ہے یا علم مین اوسکے
کچہہ نقصان ہے بلکہ صرف اپنے اختیار مطلق کی جہت سے
ایسا کرتا ہے اور ہر بات اور ہر وقت کی مصلحت وہی خوب
جانتا ہے ہمین اون مصلحتون پر مطلع ہونا کچہہ ضرور نہین ہے
تابعدار کو خدمت بجالانے سے کام حجتین نکالنے سے کیا
مطلب اور یہہ موقوفی اوسکی اگلے کامون کی کئی طرح

بنے

پر ہوتی ہے کبہی تعمیم کی تخصیص اور کبہی تخصیص کی تعمیم اور کبہی
تحریم کی تحلیل اور کبہی تحلیل کی تحریم اور اور بہت سی طرحون
پر ہو اکرتی ہے **اور** یہہ معاملہ صرف کامون کے نسبت
ہوتا ہے نہ کہ عقاید اور اخبار کے نسبت ورنہ کذب اور خلف
وعدہ لازم آوی **اور** نسخ کے معنے یہہ نہین ہین جسطرح
حکام عدالت اپیل کے حکام ماتحت کے حکمونکو منسوخ کیا کرتے
ہین یا بعضے قوانین سرکار انگریزی بعضے اگلے قوانین کو منسوخ
کردیتے ہین **اب** دلائل اوسکے سنیے **پہلی دلیل**
کتاب پیدایش کے پہلے باب مین خطاب خداوندی حضرت
آدم کے نسبت یون نقل کیا ہے نسخہ ۱۸۲۵ اورس ۳۰ زمین
کے ہر ایک جاندار اور آسمان کے ہر ایک پرندے کو اور
زمین کے ہر ایک رینگ کے چلنے والے کو اور جسمین نفس
حیوانی ہے اور ہر ایک قسم کی سبزی بہی تمہین کہانے کو
دی * اور اوسی کتاب کے نوین باب مین خطاب خداوندی
حضرت نوح کے نسبت یون نقل کیا نسخہ ۱۸۲۵ ورس ۳
جو چیز زمین پر چلتی ہے اور جیتی ہے تمہارے کہانے کے
لیے ہے اور ہری ترکاری کے مانند تمکو سب چیزین عنایت

کیں * یہہ دونوں حکم اباحت عامہ کے توریت سے منسوخ
ہوئے کتاب لاویین کے گیارہویں باب کو پڑھ کر دیکھیے کتنے
جانور حضرت موسے کے عہد میں حرام ہوئے کہ اوسمیں سور
بہی داخل ہے **دوسری دلیل** کتاب پیدائش
کے باب بست ونہم درس شانزدہم سے سی ام تک جو قصہ
حضرت یعقوب علیہ السلام کے نکاح کا لابان ارمنی کی بیٹیون
سے لکہا ہے اوس سے ظاہر ہے کہ جمع بین الاختین اسوقت مین
درست تہا کیونکہ حضرت یعقوب کے نکاح مین لابان کی
دونوں بیٹیاں راحیل اور لیا کہ اونہیں کی اولاد مین حضرت
عیسے کی والدہ اور حضرت موسے ہین ایکوقت مین معاً مجتمع
تہین معہذا توریت مین جمع بین الاختین حرام ہوا چنانکہ کتاب
لاویین کے اٹھارہویں باب مین یون ہے نسخہ ۱۸۲۵ درس
۱۸ تو کسی عورت کو اوسکی بہن سمیت مت لے کہ اوسکی بہی
برہنگی ظاہر کرے پہلی کے جیتے جی کہ یہہ اوسکا جلانا ہے *
تیسری دلیل کتاب پیدائش کے درس بستم
مین لکہا ہے کہ حضرت نوح کے نسبت بروقت طیاری سفینے
کے حکم ہوا کہ ہر قسم کے جانوروں سے ایک ایک جوڑا تیرے

ساتهه داخل هو اور باب هفتم کے ورس سیوم مین لکها هے
که هر ایک قسم کے جانورون سے سات سات تیرے
ساتهه داخل هون اور اوسی باب کے ورس هشتم اور نهم
سے ظاهر هے که حضرت نوح نے اپنے ساتهه ایک ایک
جوڑا سب جانورونکا داخل کیا پس یهه یا نسخ هے یا تناقض
هے دونون طرح سے همارا مطلب ثابت هوا یعنی یا نسخ
ثابت هوتا هے یا مولف توریت کا کذب ظاهر هوتا هے

چوتهی دلیل کتاب پیدایش کے پانچوین باب
سے ظاهر هے که آدم کے صلبی اولاد سے سلسله توالد اور
تناسل آدمیونکا جاری هوا اور یه ظاهر هے که یهه نهین هوسکتا
مگر اسطرح پر که بهائی نے بهن سے بیاه کیا هو اور کتاب
لاوین کے باب هجدهم مین یون هے نسخه سنه ۱۸۲۵ ورس ۹
تو اپنی بهن کی برهنگی اور اپنے باپ کی بیٹی اور ما کی بیٹی کی
برهنگی خواه وه گهر مین پیدا هوئی هو خواه اور کهین نه اونکی
ظاهر مت کر * دیکهو شریعت موسویه مین اخوات اعیانی
اور علاتی اور اخیافی سب ممنوع النکاح هوئین **پانچوین دلیل**
ارمیا نبی کی کتاب کے باب سی دیکم مین هے نسخه سنه ۱۸۳۹

ورس ۳۱ اینک ایامی میرسد که باخاندان اسرائیل عهدی جدیدمی بندم ۳۲ نه موافق عهدی که باپدران ایشان بستم روزی که ایشانرا دستگیری نمودم تا از زمین مصر بیرون آرم * عہد سے یہان بالاتفاق شریعت مقرر کرنا مراد ہے پس اس جملے کو دیکھیے که نه موافق عهدی خواهد بود که باپدران ایشان بستم یعنی ایک دن ایسا آنے والا ہے که احکام موسوی کی میعاد کی تمامی خداوند تعالے ظاہر کر دیگا یہان تک دلیلین جو مین نے نقل کین تو یہودیون اور عیسائیون دونون کے الزام کے لیے نقل کین اور صرف عیسائیون کے لیے اور بھی نقل کرتا ہون

چھٹی دلیل

پولوس اپنے نامہ موسومہ اہل افسس کے باب دوم مین لکھتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۱۱ ورس ۱۵ ابطل شریعة الوصایا بمعتقداته * یعنی عیسے نے اپنے دین و مذہب کے سبب سے شریعة الوصایا یعنی احکام توریت کو بیکار کر دیا دیکھو یہی معنی ہین منسوخ کرنے کے

ساتوین دلیل

وہی پولوس نامہ موسومہ عبرانیون کے باب ہشتم مین لکھتا ہے نسخہ عربیہ سنہ ۱۸۱۶ ورس ۷ فلوکان العهد الاول غیر معترض فیه لم یوجد للثانی موضع الخ

* یعني شریعت موسویہ پر اگر اعتراض نہ کیا جاتا تو شریعت عیسوی کے لیے جگہہ کہان سے آتی یہہ اشارہ ہے ارمیانبي کے قول کے طرف جو ابھي مذکور ہوا پس معترض فیہ کے معنے یا یہہ ہین کہ موقوف کیے گیے تو نسخ ثابت ہوا یا یہہ معني ہین کہ اوسکي صحت پر اعتراض کیا گیا تو تحریف ثابت ہوئي دونون طرح ہمارا مطلب نکلتا ہے **اٹھوین دلیل** اوسي نامے کے باب ہفتم مین وہ لکہتا ہے نسخہ ۱۳۹ ؁ ورس ۱۸ آپس اگلے حکم کم زور اور بیفائدہ ہونے کے سبب سے منسوخ ہین * اوپر سے ذکر ہے حضرت موسیٰ کي شریعت کا اور حضرت عیسے کے آنے کا سو اسکو کہتا ہے کہ اوسکے آنے سے اگلی شریعت منسوخ ہوئي دیکھو یہان منسوخ کا لفظ وارد ہے **نوین دلیل** کتاب استثناکے باب بست وچہارم کے ورس یکم سے سیوم تک جو لکھا ہے اوس سے ظاہر ہے کہ عورت مطلقہ سے نکاح کرنا دوسرے کو جائز ہے اور حضرت عیسے کا قول پہلي انجیل والا باب نوزدہم کے ورس نہم مین نقل کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جسنے زن مطلقہ سے نکاح کیا اوسنے زنا کیا **دسوین**

دلیل موسیٰ کی کتاب مین دیکھہ لیجیے کہ کسطرح کی تاکیدین
چند اعیاد مقررہ کے بجا آوری اور قربانیون کے ادا کرنے
کی ہین اور کتنے جانور حرام ہوئی اور یوم السبت کے احکام
کتنے ہین آور دیکھو کہ پولوس حواری اپنے نامہ موسومہ
قلسیون کے باب دوم کے درس شانزدہم مین لکھتا ہے
نسخہ فارسیہ سنہ ۱۸۱۶ ہیچکس شمارا دربارہ خوراکی یا اشامیدنی
یا درخصوص عیدہا یا ہلال یا سبتہا مجرم نسازد کہ اینہا اظلال
اشیاء آیندہ است کہ حقیقت انہا مسیح است * یعنی یہہ
سب احکام مسیح کے آنے تک تہے اب نہین باقی رہے

گیارہوین دلیل کتاب پیدائش کے باب ہفتدہم
کے درس ۹ سے ۱۴ تک جو ختنے کا حکم بہ نسبت حضرت
ابراہیم کے لکہا ہے سو یہی بدنی ختنہ لکہا ہے اور پولوس
نے اپنے نامہ موسومہ غلاطیہ کے باب پنجم مین لکہتا ہے نسخہ
سنہ ۱۸۱۶ درس ۲ اگر شما مختون شدید مسیح دربارہ شما
سودمند نخواہد بود * اگرچہ اسکے معنے ہمارے نزدیک
یہہ ہین کہ صرف ختنہ کرنے سے نجات نہین ہونے والی ہے
بلکہ حضرت عیسے پر ایمان لانا چاہیے مگر عیسائی لوگ یہان سے

اور یہی اوسکے اور خطوں سے ختنے کی موقوفی مراد لیتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ دل کا ختنہ چاہیے بالجملہ بدنی ختنے کا حکم منسوخ
ہوگیا **بارہوین دلیل** جو معنی نسخ احکام شرعیہ
کے سینے اوپر لکہے ہیں اون معنوں کرکے عقلاً جائز ہے کہ
خداوند تعالے شرعی حکموںکو منسوخ کرے اور کوئی برہان
عقلی امتناع پر صدور نسخ احکام کے واجب تعالی سے قائم
نہیں پس ہرگاہ عقلاً جائز اور غیر ممتنع ٹہرا تو کسی نبی کی صحت
نبوۃ مین درصورتیکہ وہ مدعی اگلی شریعت کی منسوخی کا ہو شبہہ
نہین ہوسکتا اور اظہار نسخ کا عقلاً اوسکی نبوۃ کا قادح نہین
ٹہرسکتا ہرگاہ یہہ بات ٹہرچکی تو مین کہتا ہوں کہ ثبوت نسخ بعض
احکام موسویہ اور عیسویہ کی وہی دلیل ہے جو نبوت نبوۃ
موسویہ اور عیسویہ کی دلیل ہے یعنے ظہور معجزات حضرت
مدعی نسخ کی ذات سے **انتہی** ہمارا دعوا اور اوسکی دلیلین
تمام ہوئین اب پادریصاحب کے دعوی مضطرب کو
دیکہیے صفحہ ۱۳ مین لکہتے ہین **قولہ** احکام ظاہری بعد از ظہور
مسیح بدینمعنی منسوخ گردیدند کہ دیگر محافظت انہا لازم نشد
لیکن بدین تغیر در احکام ظاہری احکام باطنی توریت منسوخ نگشتہ اند

* دیکھو یہان تو خود وجوب احکام ظاہریہ کے منسوخ ہونے کے قائل ہوے چنانکہ ہم بہی صرف احکام ظاہریہ کے منسوخ ہونیکے قائل ہین نہ احکام دلی کے **اور** صفحہ ۴۴ مین کہتے ہین **قوله** انجیل کتب عہد عتیق را منسوخ نمیسازد بلکہ بانجام میرساند بدین نحو کہ چیزہائیکہ در کتب مقدسہ عہد عتیق ظاہری می بود حال در عہد جدید مبدل گشتہ ان چیزی کہ در انجا بحسب تصویر دیدہ میشود اینجا وجوداً ملاحظہ میگردد * اس قول کے سرے کا جملہ معارض اوس جملے کے ہے جو پہلے نقل کیا یعنے وہان وجوب احکام ظاہریہ کے منسوخ ہونے کی خود ہی تنصیص کی ہے اور یہان تنصیص اونہین کے عدم منسوخیت کی کرتے ہین علاوہ اسکے مبدل ہو جانا ظاہر ہے باطن کے ساتھہ یہہ بہی نسخ ظاہریت کا ہوا اس تقریر پر انکار منسوخیت کا سرے سے غلط ہو گیا اور اوس قول کے اخیر کا جملہ یعنے ان چیزی کہ در انجا بحسب تصویر دیدہ میشود اینجا وجوداً ملاحظہ میگردد محض بے معنے ہے یا ایک معما ہے کہ اوسکے معنے پادری صاحب کے ذہن مین ہونگے ایسا معما ہم بہی کہہ سکتے ہین کہ قران چیزی از عہد

عتیق و جدید منسوخ نمیسازد وان چیزی که در انجا برنگی دیده میشود اینجا برنگی دیگر ملاحظه میگردد دیکہو صرف رنگ کا فرق ہوا اصل چیز ویسیہی باقی رہی اور یہ کہنا ہے کہ میرا جملہ با معنی ہے اور پادریصاحب کا جملہ بے معنی ہے اور پادریصاحب اس فصل کے آغاز مین لکہتے ہین صفحہ ۱۹ قولہ معانی کتب مقدسہ متضمن ہمدیگر است و در مطالب باہم موافقت و مناسبت کلی دارند * اگر موافقت سے یہہ مراد ہے کہ اصل غرض شریعت کی احکام ظاہریہ سے اتنی ہی ہے کہ بندونکی بندگی ظاہر ہو اور خصوصیت احکام ظاہریہ کی تغیر و تبدیل سے اس اصل غرض مین کچہہ فتور نہین آتا ہے تو ہم بہی یہی کہین گے کہ قران شریف با کتب مزبورہ در احکام شرعیہ موافقت کلی دارد اور اگر موافقت کے یہ معنی ہین کہ احکام ظاہریہ جزئیہ کا لزوم و محافظت اگرچہ منسوخ ہو گیا ہے یا ظاہری سے وے احکام مبدل بباطن ہو گئے ہین جب بہی موافقت ظاہریہ مین خلل نہین آیا تو یہہ دن کو رات اور رات کو دن کہنا ہے ایسی باتکا کہنے والا قابل خطاب کے نہین ہو سکتا اور پادریصاحب نے صفحہ ۱۳ کے آخر سے صفحہ ۱۴ کے داخل تک

سے بعضے احکام ظاہریہ توریت کو پہیر کرکے اونکی تاویلین
بے معنی کی ہین وہ ہم پر حجت نہین ہوسکتین اور الزام
نسخ احکام کا ایسی تاویلون سے اوٹہہ نہین سکتا اور
بعضی تقریر اوسمین بالکل مہمل ہے چنانکہ لکہتے ہین **قولہ**
صفحہ ۱۳۷ در توریت امر شدہ بود کہ بجہت آمرزش گناہان حیوانات
را قربانی نمایند البتہ بدیہی است کہ قربانیہا گناہان را
نمی توانند پوشانید و منظور اصلی از قربانیہا نیز این نبودہ است
بلکہ نمونہ ان یک قربانی بود کہ مسیح در وجود خود بعمل آورد
چنانکہ در عہد عتیق وعدہ دادہ شدہ است کہ مسیح آیندہ
جسم خود را بجہت تمامی گناہان مردم قربان خواہد ساخت
بیان اتنی باتین سمجہنے کے قابل ہین ایک یہہ کہ آپہی لکہتے
ہین کہ گناہون کے کفارے کے لیے قربانیان مقرر ہوے
تہین اور آپہی اوسپر اعتراض کرتے ہین کہ یہہ کیونکر ہوسکتا
ہے کہ قربانیان گناہون کو چہپالین اور منظور اصلی بہی
یہہ تہا پس یہہ توریت کی تفسیر کا ہیکوٹہری تبدیل ٹہری اسطرح
تو ہر ملحد اور ہر بیدین کہہ سکتا ہے کہ انبیا نے جو شرعین
عاقبت کے نجات کے لیے مقرر کی ہین یا عیسے نے اپنے پر

ایمان لانے کو ذریعہ نجات کا کہا گیا ہے تو مقصود اصلی ان سب باتون
سے یہہ نہین ہے جو اہل ملت سمجھتے ہین بلکہ صرف بند و بست
دنیا کا منظور ہے مگر مخاطبین ایسے بے وقوف ہین کہ صرف
اونکے کلام سے ظاہری معنے سمجھہ بیٹھے اور مغز سخن کو نہ
پہونچے دوسری یہہ کہ پادریصاحب کا یہہ جملہ یعنے بلکہ نمونہ

آن یک قربانی بود کہ مسیح در وجود خود بعمل آورد کتنا بے
معنے ہے ایسا جملہ ہر ملحد بہی کہہ سکتا ہے کہ عیسے مسیح نے
جو اپنے ماننے کو کہا ہے تو اوسکا مطلب یہہ ہے کہ اپنی خواہشون
کے موافق کام کیا کرو کیونکہ عیسے مسیح خواہشونکا نمونہ تہا
جیسے ہم لوگ عمل مین لاتے ہین تیسری یہہ کہ عہد عتیق مین
کہین نہین لکہا کہ عیسے مسیح اپنی تئین سبکے گناہونکے لیے
قربان کریگا یہہ محض پادری لوگونکا عندیہ بے اصل ہے
چوتہی یہہ کہ عیسے مسیح اگر گناہون کے لیے فدیہ ہوا ہے
تو چاہیے کہ احکام باطنیہ بہی توریت کے فرض و واجب
نرہین اسلیے کہ اونکا عمل مین نہ لانا بہی گناہ ہے یا چاہیے
کہ احکام ظاہریہ توریت کی بہی فرضیت اور وجوب ساقط
نہو اصل حقیقت یہہ ہے کہ حضرت عیسے نے بہت سے احکام

ظاہریہ توریت کے منسوخ کیے ہین اور باقی یہہ تقریرین پادریون
کی صرف اوہام باطلہ اور خیالات واہیہ ہین غایت الامر یہہ
ہے کہ حضرت عیسے کو جو مرتبہ شہادت کا ملا اوسیکی جہت
سے وے مستحق اسکے بہی ہوئے ہوگئے کہ گنہگارونکی
شفاعت کرین **بالجملہ** پادریصاحب کے دعوے کا
حال تو یہہ ہوا اور تقریر استدلال کی جو انہون نے کی سو
اونہین کتابون سے کی جنکی تحریف کالشمس فی نصف النہار
ثابت ہے پس چاہیے تہا کہ پہلے تحریف کا امتناع ثابت کرلیتے
بعد اوسکے اون کتابون سے امتناع نسخ کے لیے دلیلین
لاتے سو یہہ استدلال اونکا ہمارے مقابلے مین محض
لغو ہے معہذا اون کتابون کے اون ورسون سے بہی
جنہین پادریصاحب نے لکہا ہے امتناع نسخ نہین بوجہا
جاتا ہے چہ جا کہ ثابت ہونا بلکہ بعضون سے بالعکس مطلب
ظاہر ہوتا ہے اور آخر مین جو دلیل عقلی امتناع نسخ کی
اونہون نے لکہی اوسکو تو کچہہ نسخ کے معنے سے علاقہ ہی
نہین لیکن بہرحال اونکے استدلال کی تقریر کے بعضے
جملے نقل کرنا مناسب ہے **قولہ** صفحہ ۳۰ اُنکہ عبادت ظاہری

توریت بعبادت باطني تبدیل خواهد یافت مطلب تو نبود نیز
که سابقاً در بعض مواقع کتب عهد عتیق مذکور گشته که بعوض
عبادت ظاهري عبادت باطني مقرر خواهد گردید مثلاً در آیة
۳۱ تا ۳۳ فصل ۳۱ کتاب ارمیا پیغمبر ذکر شده است که
خداوند میگوید چنان وقتي خواهد رسید که من با خانه اسرائیل
و خانه یهودا عهد جدید خواهم نهاد و خداوند میگوید نه مانند آن
عهدي که با پدران ایشان نهاده ام الی قوله ایشان آن عهد را
محفوظ نمودند و لازم بود که من با انها ازو رنمایم خداوند
میگوید بلکه عهد من این خواهد بود که در انوقت با خانه اسرائیل
خواهم نهاد یعنے شریعت خود را بر قلب ایشان درج خواهم
نمود * دیکهو یهه مقام وهي هے جسے هینے اپني پانچوین دلیل
مین نقل کیا پس ظاهر هے که اس جملے سے که نه مانند آن عهد
که با پدران ایشان نهاده ام که نسخه ۳۹ امین بجاي نه مانند
کے نه موافق کا لفظ هے بالبداهة موقوفي اگلے احکام کي بوجهي
جاتي هے نه که تبدیل ظاهر احکام کي باطن سے اور لو فرضنا
اگر یهي مراد هو تو بهي منسوخیت ظاهریت کي ثابت هوئي
اور اس جملے سے که شریعت خود را بر قلب ایشان درج

خواہ نمود یہہ کیونکر پوچھا گیا کہ اس جگہہ شریعت سے وہی شریعت قدیمہ مراد ہے تاکہ فی الجملہ پادریصاحب کے مطلب کی بو اوس سے پیدا ہو بلکہ سیاق سخن صاف دلالت کرتا ہے کہ پہلی شریعت والون نے جب احکام الہیہ کی محافظت نکی اسلیے فرمایا کہ دوسری شریعت والون مین ایسے لوگ ہونگے کہ بدل وجان اوسکی محافظت کرینگے اور اگر کوئی کہے کہ چونکہ پہلے سے کہدیا گیا تھا کہ شریعت جدیدہ مقرر ہوگی تو نسخ نہ ثابت ہوا بلکہ اگلی شریعت کی تعمیل ثابت ہوئی تو ہم کہینگے یہہ تقریر محض دہوکہا دینے کی ہے اسلیے کہ اس کہدینے سے ہمارا مطلب اور بہی قوت سے ثابت ہو گیا یعنی کہ شریعت آسمانی کے منسوخ ہونیکا جواز بعض پیغمبر ثابت ہوا ہان اگر پہلی شریعت کی میعاد کی سرے سے تصریح ہوتی کہ یہہ احکام صرف اتنے برسون تک بجالایا کرنا تو البتہ نسخ کے معنے بخوبی نہ حاصل ہوتے بلکہ اگر غور کیجیے تو درصورت تعین میعاد بہی منسوخیت کے ثبوت مین فتور نہین آتا اسلیے کہ اصل معنے منسوخیت احکام شرعی کے تو یہی ہین کہ خداوند تعالے پہلے ایک طرح کے احکام صادر کرتا ہے بعد اوسکے

اونہین موقوف کرکے دوسرے احکام صادر کرتا ہے اور
بالبداہۃ ظاہر ہے کہ یہہ بات عام ہے اس سے کہ اوسکی
موقوفی پر پہلے سے وہ کسیکو مطلع کرے یا نکرے علاوہ برین
ارمیا نبی نے جو مضمون مفسرًا لکہا سو موسے کی کتاب مین
اوسکا شایبہ بہی نہین اور نہ داؤد کی کتاب مین لیس یہہ کہنا
پادریصاحب کا کہ مطلب تو نبود بہ نسبت حضرت موسے اور
حضرت داؤد کے کتابون کے غلط ہو گیا اور دیکہیے کہ ایک
وجہ سے تو عیسائیون کے اصول کے موافق یہہ سخن ارمیانبی
کا عہد عیسوی پر صادق نہین آتا کیونکہ ارمیانبی تصریح کرتے
ہین کہ جسطرح عہد قدیم خاندان اسرائیلی اور یہودا کے
لیے مقرر ہوا تہا اوسیطرح عہد جدید خاندان اسرائیل اور
یہودا کے لیے مقرر ہوگا اور عیسائی لوگ کہتے ہین کہ شرع
عیسویہ سارے جہان کے لیے مقرر ہوئی اور ایک وجہ سے
عقلاً بہی کسیطرح عہد عیسوی پر یہہ خبر صادق نہین آتی کیونکہ
اسمقام پر ارمیا کی کتاب مین درس ۳۴ جسے پادریصاحب
نے نقل نہین کیا یون ہے نسخہ ۱۸۳۹ ہر کس ہمسایہ خود را
و ہر کس برادر خود را نخواہد آموخت کہ خداوند را بشناسد

زیراکہ ہمگی ایشان از صغیر تا کبیر مرا خواہند شناخت * اس
درس سے ظاہر ہے کہ عہد جدید ایسا ہوگا کہ اوسکے ظہو
ر کے وقت لوگ بالطبع اوسکے مطیع اور منقاد ہو جاینگے
کچہہ حاجت افہام و تفہیم کی بہی نہ ہیگی حالانکہ حضرت عیسے
کے عہد میں ایسا نہین ہوا بلکہ ابتک کوئی آدمی کرسٹن بے
سمجہائے بجہائے نہین ہوتا اور جو ہوتا ہے تو وہ بہی صرف
بالطبع نان نہ بدل و جان اور اگر کوئی کہے کہ ذکر خاندان
اسرائیل اور یہودا کا ارمیا کے کلام مین بطور تخصیص اور
حصر کے نہین ہے بلکہ محض اتفاقی ہے اور بالطبع مطیع و
منقاد ہونے کو جو کہا تو باعتبار آخر زمانے کے کہا یعنی اوس
عہد کے ظہور پر ایک زمانہ ایسا بہی آویگا کہ سب بالطبع شریعت
کے تابعدار ہو جاینگے تو ہم کہینگے چشم ما روشن تمنے خوب
تاویل کی یہہ تو ہمارا عین مطلب ہے یعنے اس توجیہ سے
حضرت عیسے کی خصوصیت بالکل غلط ہوگئی اور جائز ہوگیا
کہ یہان سے اور یہی عہد مراد ہو کہ ہمارے نزدیک حضرت
خاتم النبیین کا عہد ہے اور یہودیون کے طور پر ابہین اوسکا
ظہور نہین ہوا **قولہ** آیت ۲۰ فصل ۴۳ ہم اشعیا پیغمبر و آیت ۲۰

زبور ۱۱۰ * ان درسون کو پادریصاحب نے ناحق اپنے
استدلال مین لکہا اس سے اونکا بہرم بالکل جاتا رہا کیونکہ
اشعیا نبی کی کتاب بہر مین ارمیا نبی کا سا سخن نہین مذکور ہے:
یعنے شریعت جدیدہ کا وعدہ کہین نہین ہے چہ جاکہ اوس فصل
۵۴ مین کہ دوسرے نبی کے آنیکی بہی خبر اوسمین نہین
ہے اور درس ششم اوسکا تو یہہ ہے نسخہ ۱۸۳۹ بنشمال
خواہم گفت کہ بدہ وبجنوب کہ مانع مشو پسران مرا از دور
ودختران از اقصای زمین بیار * بہلا کچہہ بہی شائبہ تبدیل
شریعت ظاہریہ کا باطنیہ سے بوجہا جاتا ہے اور زبور
مین بہی کہین شریعت جدیدہ کا وعدہ نہین ہے چہ جاکہ
زبور ۱۱۰ مین کہ اوسکا درس ۴ یہہ ہے نسخہ ۱۸۳۹ خداوند
سوگند یاد کردہ است وپشیمان نخواہد شد تو برسم ملک صدق
تا ابد الاباد کاہن ہستی * ملک صدق بنی اسرائیل مین ایک
کاہن یعنے پیشوا اور مقتدا گذرا تہا اوسیکے ساتہہ حضرت
داؤد کسی کی تشبیہہ دیتے ہین سو وہ احکام ظاہریہ توریت
کا بڑا مروج تہا تبدیل شریعت ظاہریہ کی باطنیہ سے
یہان سے کیونکر بوجہی گئی **قولہ** کہ معنی انہا یعنے معنی زبور ہے

د بوره در انجیل در فصل هفتم نامه عبرانیان تماماً واضح گردید
* یهه اوس سے بهی زیاده گرم هوئی اوس فصل هفتم مین
تو تنصیص هے اسبات کی که اگلی شریعت منسوخ هو گئی چنانکه
همارے دلیل هشتم مین گذرا اوسکا ذکر کرنا اسمقام پر
ویسا هی هے جیسا مشهور هے ع چه دلاور است
وزدی که بکف چراغ دارد قوله در آیات ۱۸ و ۱۹ فصل
۱۸ کتاب پنجم موسے اشاره بهمین مطلب است * هم
استفسار شانزدهم مین لکهه آئے هین که یهه خبر موسوی
سوائے حضرت سرور کائنات کے کسی پر صادق نهیں
آتی سو اوسمین صرف ایک نبی کے اخوان بنی اسرائیل
سے ظاهر هونے کی خبر هے کچهه اوسمین تبدیل شریعت
ظاهریه کا باطنیه سے ذکر نهین اور اگر بقول پادریصاحب
کے هے تو همارا مطلب ثابت هوا یعنی شریعت مصطفوی
کو بهی یهی سمجهو که جسقدر خلاف توریت اوسمین احکام هین
تو وه درحقیقت تبدیل مجاز کی حقیقت کے ساتهه هے قوله
صفحه ۲۴۳ خود مسیح گفت که تصور نکنید که من از بهر ابطال
توریت در سائل انبیا آمده ام از جهت ابطال نه بلکه بجهت

تکمیل آمده ام چنانکه در آیت ۲ فصل ۵ متی مذکور گشته است
* الحمد للہ کہ یہان پادریصاحب ابطال کا لفظ بولے کہ یہی
ہمارا مطلب ہے یعنے منسوخ کرنے کے یہہ معنی نہین ہین
کہ اگلی شریعت کو باطل ٹھہراوین بلکہ صرف اوسکی ختم میعاد
کے ظاہر کردینے کو نسخ کہتے ہین مگر بعضی انجیل کے بعضے
ترجمون مین اس جگہہ منسوخ کا لفظ ہے سواد سکی بحث
استفسار دہم مین دیکھہ لیجیے قولہ صفحہ ۲۳ از قبول نسخ
دو فقرہ صادر میشود اولاً اینکہ ارادہ خداوندی قرار
گرفتہ بود کہ باداد ن توریت امر نیک و مفیدی را بعمل آورد
لیکن میسر نگردید پس بعد ازین کہ مراد از ان حاصل نگشت
بہتر از آنرا داد کہ زبور باشد و چون این نیز بمقصد
و مطلب را بجا نرسانید پس این را ہم منسوخ نمود انجیل
راداد چون احوالات او نیز بدستور سابق مانند انہا گردید
از نہم فائدہ حاصل نگشت اخر الامر بسبب ظہور قرآن مطلب
را بانجام رسانید ہر گاہ احیاناً العیاذ باللہ چنین تصور در کار
گاہ خیال کشیدہ شود پس حکمت و قدرت خدا باطل خواہد گردید
الی قولہ ثانیاً اگر قول مذکور غیر ممکن است پس از قانون منسوخی

این تصور لازم می آید که خدا نظر بمصلحت و ارادت خود عمداً خواست که چیزی ناقص و بمطلب نارسانندہ بدید و بیان نماید آیا ہیچ نوع امکان دارد که کسی چنین تصورات باطلہ و ناقصہ را درباره ذات قدیم کامل الصفات خداوندی نماید

* بسکولرزی بہی سمجہ ہے وہ یہہ خوب سمجہنا ہے کہ یہہ قباحتین اوس صورتمین لازم آتین که نسخ ہماری شریعت مین اون معنون پر جائز قرار دیا جاتا جن معنون پر حکام عدالت اپیل حکام ماتحت کے حکمون کے نسبت لکہا کرتے ہین کہ وہ حکم منسوخ یا بعضے قوانین سرکاری مین لکہا جاتا ہے کہ فلانے قانون مین جو یہہ قباحت ظاہر ہوتی یا یہہ مصلحت فوت ہوتی ہے اسلیے وہ منسوخ اور ہرگاہ یہہ معنے منسوخیت شریعۃ سابقہ کے نہین ہین بلکہ وے معنے ہین جو ہم اوپر لکہہ آئے ہین چنانکہ اصول فقہ کی کتابونمین لکہا ہے اور علم کلام کی کتابون مین بہی پس یہہ اعتراض پادریونکا یا از راہ ناواقفیت کے ہے یا صرف مغالطہ دہی منظور ہے ظاہر اصرف مغالطہ دہی کے لیے معلوم ہوتا ہے اسلیے کہ بہت بعید از عقل ہے کہ ہمارے یہان کی شرعی باتون سے بالکل پادری لوگ

واقف ہون اور ہماری اصطلاح نسخ کی انہین نہ معلوم ہو
آپ عیسائیان با انصاف سے امیدوار انصاف کا
ہون کہ آیا پادری صاحب کا سخن تمام ہوا یا ہمارا سخن اور
یہہ جو پادری صاحب نے خداوند تعالے کی طرف نقصان
کی نسبت سے مسلمانون کی طرح نجاشی اور زنہار کی
اور کلمہ العیاذ باللہ زبان پر لائے کیا بیبل کے مضمونون کو بھول
گئے کہ بعضے مجھے یاد ہین **ازانجملہ** کتاب پیدایش باب
ششم ورس ششم نسخہ اربانوسیہ سنہ ۱۶۲۵ فندم علی عملہ
الانسان علی الارض فتاسف بقلبہ واخلاگ نسخہ سنہ ۱۸۳۶ ازان
بود کہ انسان را بر زمین بوجود آورده بود پشیمان شد و
دل آزرده گشت نسخہ سنہ ۱۸۴۵ تب ہواہ آدمی کے زمین پر
پیدا کرنے سے پچتایا اور دلگیر ہوا * دیکھو خداوند تعالے
کے نسبت مولف نے اوس کتاب کے کیسی بے ادبی
کی اور تین نسخون سے اسواسطے مینے لکہا کہ مترجم کی نالائقی
پر کہ وہ بھی پادری ہی تہا محمول نہو **ازانجملہ** یعقوب سے
کشتی لڑنے اور بے دونون کئے مغلوب نکرسکنے کا قصہ
دیکہیے جو استفسار ہفتم مین گذرا **ازانجملہ** جو حضرت یعقوب کی

جعلسازی سے اسحق کی دعا کو جو عیص کے حق مین اونہون نے
کی تہی خداوند تعالے نے حضرت یعقوب کے حق مین سمجہا اوسکو
دیکہیے کہ وہ بہی اوسی استفسار مین مذکور ہے **از انجملہ**
اول نامہ پولس بنام اہل قرنتس باب اول درس ۲۵ بموجب
نسخہ ۱۸۲۱ لان تحامق الله اوفر حکمة من الناس وضعف الله
ہو اشد قوة من الناس نسخہ ۱۸۱۶ لان حماقة الله اعقل
من الناس وضعف الله اشد قوة من الناس نسخہ ۱۸۴۱
خدا کا احمقانہ کام آدمیونسے عاقل تر اور خدا کا ضعیفانہ کام
آدمیونسے قویتر * دیکہیے انجیل مین خدا کے طرف احمقانہ
کام کرنے کی نسبت کی علاوہ برین مریم کے پیٹ مین
جنین بنکر مہینون رہنا اور بطور عادت انسانیہ متولد ہوکر
بتدریج بڑہنا اور بعد اوسکے یحیی نبی کا مرید ہونا اور خدا
بندون کے لیے ملعون ہوکر تین دن دوزخ مین رہنا جیسا
آپ لوگونکا خداوند تعالے کے نسبت اعتقاد ہے اور
اسی اعتقاد کے ترویج کے لیے پادریون کی کوشش ہے
کیا ان خرافاتون سے شاید کچھ نقصان عائد حال حضرت
حق جل وعلی نہین ہوتا تعالی الله عن ذلک علوا کبیرا سبحانک

ہذا بہتان عظیم **قولہ** فصل سیوم صفحہ ۱۳۲ ادعای متابعان
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ گویا کتب مقدسہ تحریف وتبدیل گشتہ
باطل است * یہان بہی اولاہم اپنا اعتقاد درباب تحریف
توریت اور انجیل کے معہ دلائل بیان کرتے ہین اور
بعد اوسکے پادری صاحب نے جو اوس دعوی کے لیے
دلیلین قائم کی ہین اونکی بے اصلی اور لغویت بیان کرینگے
ہمارا عقیدہ از روی مشاہدہ اور قرآن شریف کے یہہ ہے
کہ حضرت موسی اور حضرت داؤد اور حضرت عیسی اور
اور انبیای بنی اسرائیل کے طرف وحی الہی نازل ہوئی
اور یہودیون اور عیسائیون کے جو دین کی کتاب ہے
اوسمین کچہہ کچہہ وہ کلام ہے مگر مولفین کے ہاتون یا
اور کسی کے ہاتون سے تالیف اوس کلام الہی کی جو شرح وار
واقع ہوئی اوسمین بسبب عدم تمیز اور عدم تحریر علامت
فارقہ بینہ کے کلام الہی کلام بشری سے ایسا مخلوط ہوگیا
ہے جیسے ہمارے یہان ایک قسم حدیث کی جسے مدرج
کہتے ہین یعنے راوی اوسکا اوسمین اپنا مضمون اسطرح
ملا کر بیان کرے کہ ظاہرا وہ بہی منجملہ قال رسول اللہ سمجہا جاے

اور اس طرح کی تخریب اہل کتاب کے ہاتھون سے صرف
اتفاقیہ نہین واقع ہوئی بلکہ از راہ خیانت اپنی باتون کے
ترویج کے لئے بھی اُنھون نے ایسا کیا ہے اور اپنے
ہاتھون سے جو موقع و مناسب جانا خراب کر دیا اور
کہا کہ یہ روح القدس نے ایسہی خراب کلام القا
کیا ہے غرضکہ ایسی خرابیان اوسمین پڑین کہ جس سے
قابل حجت نہین رہا فقط میرے اس دعوے کو یاد رکھیے
انشاء اللہ تعالے کالشمس فی رابعۃ النہار ثابت ہوا جاتا ہے
مگر دلائل ذکر کرنے سے پہلے کئی باتین اور بھی سمجھ لیجیے

پہلی بات ان خرابیون کے واقع ہونے کے
کئی مرحلے ہین ایک حضرت موسے کے بعد سے اوس
زمانے تک کہ انبیای بنی اسرائیل کا سلسلہ منقطع ہوا
دوسرا حضرت عیسے کے قبل سے حواریون کے قرن
کے منقضی ہونے تک تیسرا اوس زمانے سے حضرت
خاتم النبیین کے ظہور تک چوتھا اونکے ظہور کے وقت سے
ابتک **دوسری بات** یہہ خرابیان کئی صورت
سے وقوع مین آئین ایک یہہ کہ خدا کے کلام کو بصرا

علیحدہ بین الدفتین نہیں لکھا بلکہ اوسمین نبیون کا کلام بہی ملا دیا دوسری
یہہ کہ بطور تفسیر اور مصداق سخن اور تتمات قصص اور اگلا
پچھلا حال اوس نبی کا جسکی وہ کتاب ہے بلا تنقید روات
اور بلا انضباط قواعد استخراج روایت کے اوسمین ملا کر
لکھہ دیے تیسری یہہ کہ کوئی رسالہ کسی نے کسی نبی کے
حالات یا مقتدایان ملت اسرائیلیہ کے حالات یا کسی عورت
یا مرد صالح کے حالات کا لکھا سو باوجودیکہ محض کلام غیر
نبی اور بلا انضباط قواعد تصحیح روایت کے تہا اوسکو
کتاب آسمانی کے ہم لخت کر دیا چوتہی یہہ کہ مفردات
اور جملون کو اصل کلام الہی مین بعضی جگہہ بدل ڈالا
یا کم وبیش کر دیا پانچوین یہہ کہ اصل کلام کو مفقود کر دیا
اور کچہہ محافظت اوسکی نہ کی اور اوسکے ترجمے کو اصل قرار
دیا حالانکہ ظاہر ہے کہ کسی دو لغتون مین بجمیع الفاظہ
ترادف کا پایا جانا ازروی استقرار کافہ اہل علم کے
غیر ممکن چھٹہی یہہ کہ افعال کو اسما کے ساتہہ اسما کو افعال
کے ساتہہ ایک طرح کے حروف کو دوسری طرح کے حرفون
کے ساتہہ بدل ڈالا سو اسطرح کی تغیر وتبدیل سے تو کسی

کتاب کا کوئي ترجمہ اور کسي ترجمے کا کوئي باب بلکہ کوئي ورس
طولاني خالي نہين ہے ساتوين يہہ کہ عام کو خاص کے ساتہہ
خاص کو عام کے ساتہہ مجمل کو مفسر کے ساتہہ اور مفسر کو
مجمل کے ساتہہ بدل ڈالا يہہ بہي ہر ترجمے مين ہوا ہے
اٹہوين يہہ کہ مرفوع کو منصوب کے ساتہہ اور منصوب کو
مرفوع کے ساتہہ اور علی ہذالقياس مجرور کے ساتہہ بدل
دينا اور مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کر دينا يہہ بہي سبکو
شامل ہے **تيسري بات** اسباب ان خرابيون
کے بہي بہت سے معلوم ہوتے ہين ايک يہہ کہ بسبب
عدم تجربہ کاري کے اہل کتاب کو کتابون کے تاليف اور
جمع کرنيکا سليقہ نتہا کہ بدون علامت فارقہ بينہ کے کلام
بشري کو کلام الہي کے ساتہہ ملاکر جمع کيا اور يہہ نہ سمجہے
کہ ايندہ يہہ کيسا فساد لاويگا دوسرے يہہ کہ اعراب دينے
کا ليني اوس علامت کے لکہنے کا جس سے ہر کلمے کا محل
معلوم ہو التزام اونمين نتہا بلکہ اب بہي خوب نہين ہے
حالانکہ عبراني بہت اشبہ بعربي ہے تيسرے يہہ کہ کتابون
کا ترجمہ سرتاسر کر ڈالا اور يہہ نہ کيا کہ اصل کو نقل کرتے

ترجمہ اوسکا لکہین * پس ہر عاقل جانتا ہے اگر ہم لوگ
کلام اللہ کی تفسیر مانند کشاف وغیرہ کے بانضمام قصص
اور حکایات نبویہ وغیرہ عربی مین لکہین اور اوسکا ترجمہ
سرتاسر فارسی یا اردو مین کرین اور اوس کتاب کو بنام
کتاب آسمانی چہپواکر امریکہ مین بہیج دین یا یہین پہیلاوین
اور اصلی مصحف کے نسخون کو رفتہ رفتہ کہو بیٹہین بہلا
کوئی بہی کہہ سکتا ہے کہ اس کتاب مین یہہ کلام الٰہی
ہے اور یہہ کلام نبوی ہے اور یہہ کلام مولف کا ہے
حاشا و کلا کسیکو منجملہ علمای حفاظ کے بہی تمیز اسمین نہ
حاصل ہو سکے گی چہ جاکہ اور حرف شناسون کو چوہے
یہہ کہ قاعدہ تنقید روایت اور اسناد وغیرہ کا جیسے
ہمنے استفسار دوازدہم مین لکہا مولفین بیبل کے یہان
نہیں تہا پانچوین یہہ کہ اون کتابون کے اصل زبان
کے قاعدے صرف اور نحو اور معانی اور بیان کے
اور اسیطرح مفردات لغت بہی اوس زبانکی اہل کتاب
کے یہان منضبط نہین ہوے تہے چنانکہ کوئی کتاب
ان فنون کی جو اون کتابون کے سمجہنے کے لیے مفید ہو

عہد اسلام سے بیشتر کسی یہودی اور عیسائی کے پاس
نظر نہین آتی چنانچہ ظاہر ہے یہہ کہ بغیر اسکے کہ دوسری زبان کا
ملکہ ہو یا اوسکے قواعد فن ادب سے بخوبی معلوم ہون
جسنے چاہا جس زبان مین ترجمہ کر ڈالا اور جہان اور
کسیکے مطلب کے مفید کوئی لفظ آگیا تو اوسکو غلط بتانے
لگے اور جتنی لفظین اپنے مفید ہین اونکو قطعاً صحیح بتایا
اور کہا کہ خدا کے کلام کا یہی ترجمہ ہے یہہ آفت تو اب تک
ہم مشاہدہ کرتے ہین ساتوین یہہ کہ آفتاب سے زیادہ
تر یہہ بات روشن ہے کہ شرعی اور دینی باتون کے
نسبت خیانت کرنیکا سبب صرف دوسری ہی ملت والون
سے حسد اور عداوت نہین واقع ہوتا ہے بلکہ اسمین سبب
یہی ہر ملت کے ظاہری علما مین حسد اور عداوت باسباب
مختلفہ اور انحاء متنوعہ ہوجایا کرتی ہے اور کیا کچھہ شرعی
مسئلون اور کتابون کے معنے اور مطلب کہنے اور
لکہنے اور جھوٹھی باتین بنانے مین دغل اور تلبیس
نہین کیا کرتے ہین پس اسطرح آگے بھی بنی اسرائیل
کے علمانے آپس کے حسد اور عداوت کے مارے

جسکے جی مین آیا دوسرے کی کتاب کو غلط اور اپنی بات
کے سمجھ سنبر کرنے کو اپنی کتاب مین لکھدیا کہ رفتہ
رفتہ وہی نسخے محرفہ پہیل پڑے آٹہوین یہہ کہ علمای ظاہر
نے اولیا اور انبیا کی عداوت کے جہت سے منصب
مشیخت کا حسد کرکے کتابون مین جو چاہا بنادیا *
اور ان دو باتون کا بہ نسبت اون اصل کتابون کے
بیش رفت جانا اس سبب سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد
اسلام سے پیشتر فراوانی تحریر کتب اور کثرت نقول
آسمانی اور حکمت کی کتابون کی اسطرح پر نہ تہی کہ کمتر کوئی
قریہ ہو جسمین دو تین نسخے اوس کتاب کے نہون جیسا کہ عہد
اسلام مین ہوا بلکہ صرف علما یا امرا کے پاس ویسی کتابین
ہوا کرتی تہین چنانکہ پارس اور ہند کا حال بہی
ایسہی کچہہ معلوم ہوتا ہے سو اس جہت سے دخل
و تصرف خائنین کا فوراً برملا نہین ہوجایا کیا اور بعد
ایک مدت کے بسبب قلت یا فقدان اصل الاصول نسخون
کے وہی نسخے محرفہ پہیل پڑے اور اس عرصے مین جو
کوئی حقانی ربانی ہوا وہ اپنے اصلاح نفس اور ترک

دتجرید مین رہا غفلی علوم سے کچھ سروکار اسے نہوا اور
اگر کچھ ہوا بہی تو طوطی کی آواز نقارخانے مین کون سنتا ہے
پس اگر اسناد متصلہ مشہورہ سے کوئی نسخہ ابتدا کا کسی
کے پاس . . . رہتا چلا آتا تو البتہ کسی نہ کسی زمانے
مین شاید اسکا تدارک ہوجاتا اور اہل دل احتیاطاً اہی
کتاب کی اصلاح نکرسکے اور اگر دو ایک نسخون کی انہون
نے اصلاح کی بہی ہوگی تو خائنین اور مفسدین کے شور
وشغب سے پہیلنے نہ پائے بلکہ انہون نے وے نسخے مردود
اور مطرود کر ڈالے آمدم برسر مطلب یعنی اب اوس
دعوی کے دلائل بیان کرتا ہون پہلی دلیل
باتفاق مسلم ہے کہ بیبل اول سے آخر تک سب کلام الہی
نہین ہے بلکہ کلام بشر اوسمین ممزوج اور مخلوط ہے پس
اس سے زیادہ کونسی خرابی ہوگی کہ جو کلام دروغ وکذب
سے معصوم تہا وہ ممزوج اور مخلوط ہوگیا ایسے کلام سے
جو معصوم عن الکذب نہین ہے اور اگر یہہ کہیے کہ وہ کلام
بشر کا انبیا کا کلام ہے تو اولاً کوئی سند چاہیے بلکہ کئی
سندین اسطرح سے کہ مثلاً ہوسئے نے یہی کتاب

اپنی فلانے کو سنائی اور اوس سے فلانے شخص کو
اور اوس سے فلانے شخص سے پڑہی یہانتک
کہ فلانے زمانے مین اوسکے نسخے پہیل پڑے اور جب
تک اسکی سندین کئی ایک نہ پیش کیجےگا تب تک ہمارا الزام
درباب اثبات بے اعتباری بیبل کے تمام ہے ثانیاً
آپکے اصول کے موافق انبیا لوگ بجز تبلیغ پیغام الہی کے
اور کسی بات مین معصوم کذب اور معصیت سے نہین ہین
پس مخلوط ہونا اونکے اور غیر نبی کے کلام کا برابر ہے
سو یہہ عذر آپکا اگرچہ ثابت بہی ہو تب بہی اپکے اصول
کے موافق ہمارے الزام کو اوٹہا نہین سکتا ثالثاً
بیبل مین بہوتیرے رسالے ہین جنکے نسبت سنار جیسی
بیبل مدعی بہی اسبات کے نہین کہ نبی کا کلام ہے جیسے
دعوت اور سلاطین اور قضاۃ کی کتابین بلکہ بطور
ظن غالب جو اون کتابون کو کسیکے طرف منسوب بہی
کرتے ہین تو غیر نبی کے طرف حالانکہ وے ہمہ لخت
انبیاؤن کی کتابون کے ہوکر سبہی واجب التسلیم
ٹہری ہین پس اسبات سے جن کتابونکو تم نبیون کی

تالیف ہوتے ہو اسمین بہی شک پڑ گئی اور جب اوسمین
شک پڑی تو ویسے کتابین اس قابل نہ ہین کہ صاحب
معجزات کے سخن کا معارضہ کرین چہ جا کہ تکذیب

دوسری دلیل منجملہ رسایل بیبل کے زبور
اور اشعیا اور ارمیا اور نحمیا اور حزقیل کی کتابون
اور بہی حواریون کے خطوط سے ظاہر ہے کہ آگے
بہی یہی طرز تہا تالیف کا جو مسلمانون مین رایج ہے
یعنے کتاب کا لکہنے والا جو اپنی باتین یا اپنے دیکہے
معاملات آپ لکہتا ہے تو کتاب بہر مین کہین نہ کہین
ایسا جملہ لکہتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو کچہہ اوس
کتاب مین لکہا ہے لکہنے والے نے آپ لکہا ہے اور
اپنے دیکہے ہوے معاملات لکہے ہین اور جو اورکسیکا
کلام بلا واسطہ سنکر نقل کرتا ہے تو درصورت عدم
التزام اس باتکے کہ سواے اوس کلام کے اور کوئی
حرف اسمین نہ لایا جاے کتاب بہر مین کہین نہ کہین
ایسا جملہ لکہتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لکہنے والے نے
بلا واسطہ صاحب کلام سے سنکر لکہا ہے جب یہہ

بات ٹہر چکی تو دیکہیے کہ موسے کی کتاب بہر مین کہین ایسا
جملہ نہین وارد ہے جس سے ظاہر ہو کہ جو جملہ قال اللہ
یا قال موسے سے بظاہر خارج معلوم ہوتا ہے جسکی
نظیرین اگلے استفسار دن مین گذرین وہ بہی موسے کا
لکہا ہے بلکہ ظاہر اوس کتاب کا گواہی دیتا ہے کہ موسے
نے جو کتاب لکہی تہی اوسیکو کسینے شرح دار پہیلا کر تتمات
قصص اور شان نزول وغیرہ روایات غیر مستندہ بیچ بیچ
مین خلط کرکے لکہا ہے اور علی ہذا القیاس انجیل کے کسی
جملے سے نہین ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ حضرت عیسے کے
ساتہہ تہے اونہون نے اپنے دیکہے ماجرے اور کلام عیسوی
بلا واسطہ سنکر لکہا ہے بلکہ ظاہر اہی معلوم ہوتا ہے کہ کتاب
عیسوی جسکا نام انجیل تہا اوسکو لیکر اور اور حالات
حضرت عیسے کے اور اپنی طرفسے جملے بطور تفسیر کے آگے
پیچہے بیچ مین ملاکر غیر حواری نے یہ کتابین تالیف کی ہین
اور مین سچ کہتا ہون کہ میری اس بات کی تصدیق اون
کتابونکے پڑہنے والون کو ایسی حاصل ہوتی ہے جیسے
ہر آدمی کو اپنی ہستی کی تصدیق ہوتی ہے اس سے زیادہ

کون سا رتبہ تحریف کے ثبوت کا درکار ہے اور کونسی حالت
منتظرہ اوسکے ثبوت مین باقی رہتی ہے اور بالفرض اگر
کوئی بطور مکابرے کے کہے کہ گو کہ ظاہر حال اون کتابونکا
ایسا ہی ہے مگر واقع مین اسکے خلاف ہوا ہے تو اوسکا
ثبوت اوسکے ذمے ہے جب تک اوسکا بیان
بپایہ ثبوت نہ پہونچے تب تک ہمارا الزام تمام ہے **تیسری
دلیل** موسے کی کتاب مین اس طرز کا التزام ہے کہ خدا
کی بات کو قال اللہ کرکے شروع کرتا ہے اور موسے کی
باتکو قال موسے کرکے پس جو بات قال اللہ اور قال موسے
کے تحت سے خارج ہے وہ بیشک کلام غیر موسے کا ہے
پس نسبت ساری کتاب کے تالیف کی موسے کے طرف
محض غلط ہو گئی چنانکہ اسکی تفصیل استفسار پنجم مین ہے
پس اس سے زیادہ کیا خرابی موسے کے کتاب کی ہوگی
چوتھی دلیل اناجیل اربعہ کی روایتون مین ہمدگر
ایسا اختلاف ہے جیسا ہمارے یہان کے روایت کشون
کے آحاد روایتون مین جسکی تفصیل استفسار یازدہم مین ہے
اس سے ثابت ہوا کہ اونکی تالیف بقوت روح القدس

نہین ہوی ہے اور جب ایسی نہوی اور کلام عیسی کے
ساتہہ اون روایتونکا خلط واقع ہوا تو اوسکا بہی وہ اعتبار
جو کلام رسالت کے علی صرافتہ رہنیکا اعتبار ہوتا ہے
نرہا اور جب وہ اعتبار نرہا تو اور صاحب معجزات کے تبلیغ
رسالت کے کلام کے ساتہہ انجیلین معارضہ نہین کرسکتی
ہین چہ جا کہ تکذیب کرین **پانچوین دلیل** اکثر شارح
بیبل لکہتے ہین کہ موسے کی کتاب کے بعضے جملے از روی
سلاست اور انسجام اور ادای محاورے کے موسے
کے کلام سے میل نہین کہاتی اور اوسکے بعضے جملون
اور بہی یوشع کی کتاب کے بعضے جملون کو بالیقین وا لقطع
لکہتے ہین کہ موسے اور یوشع کے نہین ہین مگر کہتے ہین
کہ بظن غالب وے جملے عزرا نبی کے معلوم ہوتے ہین
حالانکہ جس جہت سے کہ عزرا نبی کے لکہنے کا گمان کرتے
ہین وہ جہت مظنون بظن غالب بہی نہین چنانکہ اسکی
تفصیل استفسار دوازدہم مین ہے **چہٹہی دلیل**
ازبانوس ثامن صاحب کلیسیای روم اور سنر کیتش
ہارودنی اور اور علمای مسیحی سب متفق اللفظ والمعنے

لکھتے ہین کہ بیبل کے اصل نسخون مین کچھہ کچھہ خلل اور
فساد پڑ گیا ہے کیا عبرانی مین کیا یونانی مین اور سبھی مین
بعضی جگہہ اوس زبان کے صرف و نحو اور لغت کے خلاف
بلکہ ضد اوسکے عبارت اور لفظین پائی جاتی ہین پس
دیکھیے ہمارا دعوا کیسا از روی اقبال دعوی مدعا علیہم
ثابت ہو گیا اور باقی یہہ عذر اونکا کہ کاتبون کی کم محنتی
اور مترجمون کی بے استعداد ی سے ایسا ہوا یہہ مجرد
احتمال دہمی ہمارے دعوی کے ثبوت مین کچھہ خلل
نہین لا سکتا اور تیسرا عذر یعنے روح القدس اور
انبیا ایسا ہی غلط بلط لکھاتے اور لکھتے آے ہین یہہ
تو گویا عین ہمارا دعوا ہے کہ یکتبون الکتاب بایدیہم
ثم یقولون ہذا من عند اللہ یعنے اپنے ہی لکھے کو کہتے
ہین کہ خدا نے ایسا فرمایا ہے اسلیے کہ روح القدس
اور پیغمبر ونکے طرف منسوب کرنا عین خدا کے طرف
منسوب کرنا ہے اسکی بہی تفصیل استفسار دوازدہم
مین ہے **ساتوین دلیل** شعیا نبی کی کتاب کے
چوبیسوین باب کا پانچوان درس نسخہ سنہ ۱۸۱۱ انہم

تعتدوا ناموس الرب وبدلوا اوامر العهد الابدي * یعنے
یہودیون سینے تجاوز کیا حکم شریعت سے اور بدل ڈالیں
توریت کی باتیں دیکھو ہر طرح سے فاسق فاجر کو یہہ کہنا
کسی محاورے مین صحیح نہین ہے کہ تو نے خدا کی باتون
کو بدل ڈالا جب تک وہ خدا کی باتون کو کچھہ یہہ کر نہ رکھے ہے
اٹھوین دلیل کتاب ارمیا نبی کے باب بست وسیوم
مین یون وارد ہے نسخہ ۱۸۳۹ ورس ۳۰ اینک من مخالف
ان پیغامبرانم کہ ہر یک از ہمسایہ کلمات مرامی دزدید
۳۱ اینک من مخالف ان پیغامبرانم کہ زبان خود را دراز
میکنند و میگویند کہ او گفتہ است الی قولہ ۳۶ کلمات خداوند
حی خداوند افواج خدای مارا تغیر میدہند * دیکھو قرآن
شریف اسی باتکی تصدیق کرتا ہے کہ ائمہ اہل کتاب حق
باتکو چھپاتے ہین اور اپنی بنائی باتون کو کہتے ہین کہ
خدا نے کہا ہے اور خدا کی باتون مین تغیر وتبدیل کرتے
ہین نوین دلیل پہلی انجیل پندرہوان باب نسخہ
۱۸۱۱ ورس ۳ ابطلتم کلام اللہ لاجل سنتکم * یعنے اے
یہودیو تمنے ناکارہ کر دیا کلام الہی کو اپنی بدعتون کے لیے

دیکھو یہان سے ہمارا دعوا کیسا ثابت ہوتا ہے اسلیے کہ
ظاہر ہے کہ ہر فاسق و فاجر کو یہہ کہنا کسی محاورے مین نہیں
درست ہے کہ تو نے کلام اللہ کو خراب کر ڈالا ہے جبتک
وہ مثلاً کلام اللہ مین لفظین بیجا مخلوط نکردے یا اوسمین کچھ
کمی بیشی نکرے اور عیسائی لوگ اشعیا اور ارمیا اور
عیسے علیہم السلام کی ان گواہیون کی تاویل کرتے ہین اسطرح پر
کہ انکا مطلب یہہ ہے کہ شروح اور تفاسیر مین تم سے خرابیان
کرتے ہو تو اولا مین یہہ کہتا ہون کہ یہہ احتمال بمقابلہ اظہار
صاحب معجزات باہرہ کے اور اوسکی کتاب یعنی قران
شریف کے کچھہ کام نہین آسکتا اور اظہار تحریف کی تکذیب
نہین کرسکتا اور ثانیاً یہہ کہتا ہون کہ تم شاید سچ کہتے
ہو مگر اتنی بات بیشک تمہاری غلط ہے کہ تم اس توریت
یعنے کتاب موسے کو متن سمجھے ہوے ہو حالانکہ یہہ کتاب
متداول وہی شرح ہے اوسکی اور شرح ہونا اسکا مثل افتاب
نیمروز کے روشن ہے اور متن خالص مدت سے گم ہے
پس بہر صورت ہمارا مطلب ثابت ہوا کہ موسے کی کتاب
ایسی خراب ہو گئی ہے کہ کچھہ اوسکا اعتبار نہین رہا شاید

زرا وغیرہ بعضے انبیای بنی اسرائیل کو زبانی یاد ہو گئی
مگر مکتوب بین الدفتین خالص متن توریت کا دنیا مین کسیکے
پاس نہین ہے اور متداول مدت سے جو ہے سو وہی
شرح ہے **دسوین دلیل** پطرس حواری
اپنے دوسرے خط کے دوسری باب کے شروع مین
کہتا ہے عیسائیون کو مخاطب کرکے کہ تم مین جھوٹھی باتین
تعلیم دینے والے پیدا ہونگے جیسے آگے جھوٹھی نبی گذرے
ہین اور وے لوگ ہلاک کرنے والی راہین خفیہ داخل
کرینگے کہ اوسمین خداوند کے حقون سے جسنے اپنی تئین اونکے
لیے فدیہ کیا ہے انکار کیا جایگا * یہان دو لفظون پر
غور کیجیے ایک خفیہ اور دوسری داخل کرنا کہ مجموع دونون
لفظین دلالت کرتی ہین اسبات پر کہ اونکی جھوٹھی تعلیم
صرف زبانی او نجای خود بطور ایک مذہب جدا کانہ کے نہوگی
بلکہ لکھی جایگی اور اصل کتاب مین دین کے لکھی جایگی
اور پولوس حواری اپنے نامہ موسومہ غلاطیہ کے
پہلے باب مین عیسائیون کے طرف مخاطب ہوکر لکھتا ہے کہ تم ایک
نئی انجیل کے طرف انتقال کیا چاہتے ہو کہ وہ مسیح کی

انجیل نہین ہے اور تم مین بعضے ایسے ہین کہ مسیح کی انجیل
کی تحریف کا ارادہ رکہتے ہین * دیکہو بطرس صاحب
کرامت آدمی تہا اوسکے کہنے کے موافق ہوا جا ہیے
اور یولوس نے بہی اوسکے آثار از روی کشف کے
دریافت کیے پس قران شریف اسکی تصدیق کرتا
ہے یعنے فرماتا ہے کہ بطرس اور یولوس کے
کہنے کے موافق واقع ہوا پس اگر پادری لوگ بہ نسبت
اناجیل اربعہ کے بہی وہی کہین جو بہ نسبت توریت کے
درباب اون گواہیون کے جو اشعیا اور ارمیا اور عیسے
علیہم السلام نے دین کہتے ہین تو ہمارے وہی دونون
جواب یہان بہی ہین یعنے ظاہرا الفاظ حواریون کے کلام
کے ہمارے موافق ہین پس صرف احتمالی معنے تہارے
تکذیب ہمارے نہین ہو سکتے ہین خصوصا بمقابلہ قران
اور صاحب قران کے اور انجیلیں بہی بطور شرح کے ہین
کما ہو اظہر من الشمس اور پولوس نے یہودیون کے
نسبت بہی کہا ہے کہ یہ تحریف کرتے ہین ان سبکی تفصیل
استفسار نہم مین ہے گیارہوین دلیل بیبل کے

سنین مختلفہ اور السنہ متعددہ کے ترجمی بہت جگہہ باہمدگر
ایسا اختلاف رکہتے ہین کہ وہ نہ اصل الفاظ کے مشترک
المعانی ہونے پر محمول ہو سکتے ہین اور نہ کاتب
اور مترجم کی غلطی پر بس وہ اختلاف نہین ہے مگر باعتبار
اصل عبرانی اور یونانی نسخون کے اور اگر شاید اور اہل فرنگ کی
انجیلین بہی جانچی جائین تو نہیں معلوم کتنا اختلاف ظاہر ہو چنانکہ اسکا
نمونہ کچہہ استفسار دہم اور کچہہ استفسار شانزدہم مین بالاستقلال اور
اکثر استفساروں مین ضمناً دکہلا دیا گیا ہے **بارہوین دلیل**
یہہ بات ظاہر ہے کہ ایک کتاب مثلاً شاہنامے کو فرض کیجیے
کہ سارے جہان کے ہر ایک آدمی کے پاس ہو اور ہر ایک
اپنی جگہہ پر کچہہ اوسمین دخل و تصرف کرے تو عقلاً ممتنع
نہین ہے غایت الامر یہہ کہ محال عادی ہوگا اور اگر کوئی
ممتنع عقلی کہے تو چاہیے کہ کوئی برہان اوسکے امتناع پر
قائم کرے اور جہر گاہ محال عقلی نہ ٹہرا تو تحریف کا ثبوت
ویسی ہی دلیل سے ہے جیسی دلیل سے حضرت موسے
اور حضرت عیسے کی نبوۃ ثابت ہوتی ہے یعنے صاحب لوازم
نبوۃ اور صاحب معجزات باہرہ حضرت خاتم النبین علیہ الصلوۃ

والسلام نے از روی وحی الہی کے اوسکی خبر دی ہے اور جس حالتمین وہ کتاب اتنی کثرت سے جیسی اب ہے نہ پہلی ہو بلکہ اکثر صرف اونہین لوگون کے پاس رہی ہو جنکی بے ایمانیان حضرت عیسے اور اونکے حواریون نے بیان کیں یعنے علمای یہود اور بعد اوسکے اگثر اونہین لوگون کے ہاتہہ سے آپ لوگون کو پہونچی جنکی بے ایمانیون کی دین کے بابت خود آپ لوگ گواہی دیتے ہین یعنے پوپ لوگ کہ سیکرون برس برابر صرف اونہین کا تسلط اوس کتاب پر رہا تو اوسکی خرابی محال عادی بہی نرہی پس تقدیر بطریق اولی صاحب لوازم نبوۃ کا سخن اسبات مین عقلاً واجب التسلیم ہے اور کسیطرح عقلاً مخل صحت نبوۃ نہین ہوسکتا ہے اور بڑا ظلم اور بڑی نا انصافی اور راہ راست سے بہت دور ہے یہہ بات کہ آپ لوگ وقوع محال عقلی کے خبر دینے کو مخل صحت نبوۃ نہین سمجہتے ہین اور محال عادی کے واقع ہونیکی خبر کو آپ مخل صحت نبوۃ جانتے ہین یعنے خدا کے مجسم ہوکر ظاہر ہونے کی خبر اور اس خبر کو کہ صادر مصدر سے بجمیع الوجوہ

مساوي الرتبه هے جيسا آپ لوگونکا بادعاي دست اوير
بيبل حضرت عيسے کے نسبت اعتقاد ہے خبر دينے والونکي نبوة
کا موجب بطلان يا صرف اس استنباط کو باطل نہين سمجھتے
ہين اور تحريف کي خبر دينے کو کہ عند الانصاف وہ محال
عادي ہي نہين ٹہرتي مخل صحت نبوة حضرت خاتم النبيين
عليہ الصلواة والسلام جانتے ہين ان ہذا الشيئ عجاب
اب مين بيان کرتا ہون پادري صاحب کے خلاصہ دعوے
کو اور اونکے استدلال کے خلاصہ تقرير کو دعوا
يہہ ہے کہ تبديل اور تحريف واقع ہونيکا دعوا محمديونکا
بہ نسبت رسائل بيبل کے باطل ہے چنانکہ اس فصل کے
اغاز مين گذرا خلاصہ تقرير استدلال کا جو صفحہ ۳۱ سے
صفحہ ۳۹ تک انہون نے لکھا يہہ ہے کہ محمديون سے
جو ہم تحريف کے ثبوت کي دليل مانگتے ہين تو کوئي شخص
کوئي دليل نہين بيان کرتا ہے اور سخن بے دليل قابل اعتبار
کے نہين ہوتا ہے متعہذا ازروي قران شريف کے معلوم
ہوتا ہے کہ مدعيان تحريف وقوع تحريف کا زمانہ بعد مبعوث
ہونے اپنے پيغمبر کے قرار ديتے ہين اس صورت مين ہم جو تفتيش

کرتے ہین کہ آیا یہودیون اور نصرانیون کے لیے کون امر باعث
تحریف کا تہا تو کوئی باعث قرار نہین پایا بلکہ تحریف غیر ممکن
معلوم ہوتی ہے علاوہ برین کئی نسخے ان کتابون کے
لکہے ہوئے ظہور محمدی سے پہلے کے ابتک موجود ہین
جیسا نکہ اڑہائی سو برس بیشتر کا ہے ایک نسخہ بیبل کا موجود
ہے اون نسخون سے جوان نسخونکو جو بعد ظہور محمدی لکہے
گئے مقابلہ کرتے ہین تو کچہہ فرق نہین پاتے پس معلوم
ہوا کہ تحریف کا دعوا غلط ہے * اس خلاصہ تقریر سے ظاہر
ہے کہ اس بحث مین پادریصاحب کی تقریر مشتمل دو باتون
پر ہے اول یہہ کہ مدعیان تحریف کے پاس کوئی دلیل
نہین ہے سو اسکا جواب یہی ہے کہ دلائل دوازدہ گانہ
مذکورہ معہ اون استفسارون کے جنمین اونکی تفصیل
لکہی ہے ملاحظہ کیجیے دوم یہہ کہ دعوی تحریف قطع نظر
عدم ثبوت کے بعضے وجوہ سے باطل ہی ہے اور بطلان
کی دلیل پادریصاحب کی مشتمل ہے پانچ باتون پر اول
یہہ کہ قران کے ظہور کے زمانے تک تحریف نہین ہوئی
دوم یہہ کہ بعد ظہور محمدی کے کوی سبب تحریف کا اہل کتاب کے

لیے نہین قرار پایا ہے سیوم یہہ کہ عادۃً ناممکن معلوم ہوتا ہے
چہارم یہہ کہ اگلے نسخے قبل ظہور محمدی کے بہی موجود ہین پانچوین
یہہ کہ وے نسخے نسخہای متداولہ سے موافقت کلی رکہتے ہین
* سو اوسکی تقریر پادریصاحب اسطرح کرتے ہین **قوله** صفحہ
۳۳۳ ادعای مذکور را تشخیص داده معلوم میسازم کہ آیا تحریف
کتب مقدسہ دریک وقت واقع گردیده است یا نہ بلے
بجہت زبان چنان تحریف درین آیات قران اندکی خبرداده
شده است درسورۃ الانبیا است وما ارسلنا قبلک
الا رجالا نوحی الیہم فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون الی قوله
درسورہ یونس مذکور گشتہ فان کنت فی شک مما انزلنا
الیک فسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلک پس ازین
مواضع قران استنباط میگردد کہ تا ایام خروج محمد صلعم
کتب مقدسہ اہل کتاب ہنوز تحریف نگردیده بودند والا
اگر قرآن بالفرض حق باشد چگونہ می تواند بود کہ خدا در آیات
مذکورہ بمحمد و امتیانش حکم نماید کہ بکتب مسیحیان و یہودیان
رجوع کنند زیرا کہ بیرون از امکان است کہ خدا احدی
را بکتابیکہ منحرف گشتہ رجوع نماید * **جواب**

اگر ان آیتون مین یہہ حکم ہوتا کہ اون کتابون کے طرف
رجوع کرو تو البتہ پادریصاحب کی تقریر فی الجملہ معقولیت
رکہتی سو اُسوقت اوسکا جواب بہی دیا جاتا اور اب
پادریصاحب ناسمجہی کے راہ سے یا عوام کو مغالطہ دینے
کے لیے یہہ تقریر کرتے ہین پہلی آیت کا اتنا ہی مطلب ہے
کہ ہمنے تجہہ سے بیشتر کوئی پیغمبر نہین بہیجا مگر منجملہ رجال
یہہ جواب اون کافرون کا ہے جو کہتے تہے کہ خدا کا پیغمبر
چاہیے کہ فرشتہ ہو اور اوسکے بعد اونہین کافرون کے
نسبت فرمایا کہ جنکو اگلی باتون سے آگاہی ہے اونسے
پوچہہ لو یعنے کہ ایسا ہی ہوا کیا ہے یا نہین کہ خدا کے
پیغمبر مرد ہوتے رہے ہین یا اور کوئی اور مرد کے لفظ
کہنے مین نکتہ یہہ ہے کہ پیغمبران خدا ایسے آدمی ہوتے رہے
ہین جیسے کہتے ہین کہ فلانا جوانمرد آدمی ہے اور دوسری
آیت کا اتنا ہی مطلب ہے کہ اے مخاطب اگر تجکو اس
تنزیل مین شک ہے تو کتاب پڑہنے والونسے پوچہہ لے

* توریت کے اکثر مقامون سے خصوصاً کتاب استثنا کے
اکثر بابون سے ظاہر ہے کہ خطاب موسوی بنداہی یا اسرائیل

یا اسرائیل ہوتا تہا اور مراد اوس سے بنی اسرائیل ہوتے
تہی اسیطرح یہہ خطاب اگرچہ پیغمبر کے طرف ہے مگر مراد وے
لوگ ہین جو مکلف بتصدیق پیغمبر ہین اور یہہ کلام اون شک
کرنے والون کے خطاب مین ہوگا جو اس جہت سے شک
کرتے ہونگے کہ قرآن مین بہت سے باتین ایسی لکہی ہوئی
کہ ہمارے دیکہنے مین نہین آتی ہین یا ہمارے عقل مین
دشوار معلوم ہوتی ہین یا دنیا کے بند وبست کی ہین یا خلاف
آدمیانہ اوسمین واقع ہین اور خدا کا کلام چاہیے کہ کچہہ اور
ڈہب کا ہوتا اور اوسمین ایسی باتین نہوتین سو ایسے شک
کرنے والے کو فرمایا کہ توریت اور انجیل کو جو پڑہتے ہین اون
پوچہہ لو کہ خدا ایسی ہی باتین کیا کرتا ہے یا نہین اور ظاہر
ہے کہ علماے یہود اور نصاریٰ بہ نسبت جمہور مشرکین
عرب کے ان باتون سے کہ خدا کے پیغمبر مرد ہوتے رہے
ہین یا کیا اور خدا کسطرح کا کلام انبیاؤن کے پاس اوتارتا
رہا ہے ایسے مطلع تہے جسکا بیان نہین ہوسکتا پس اون
کتابون کے طرف رجوع کرنیکا ان آیتومین کچہہ ذکر ہی نہین
ہے اور اون دو باتون کے دریافت کرنے کو اہل کتاب

کی وثاقت بہی شرط نہین اسلیے کہ یہہ باتین علوم غامضہ او
نکات خفیہ مین سے نتہین تا او نمین سے واقفت کار کا
چہپانا چل جاتا **قولہ** در سورہ بقرہ نوشتہ شدہ است
یا بنی اسرائیل لاتلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون
* اس آیت کو ہرچند پادریصاحب اپنے اثبات دعوی مین
نہین نقل کرتے ہین بلکہ دربیان ادعای قرآن اوسکا ذکر
لاتے ہین مگر ناسمجھون کے لیے یہان بہی کہے دیتا ہون
کہ اس آیت کا اتنا ہی مطلب ہے کہ خداوند تعالے
بنی اسرائیل کو منع کرتا ہے کہ تلبیس بین الحق والباطل
اور کتمان حق نکیا کرو جیسا کہ اشعیا اور ارمیا نبی منع کرتے
تہے اور یہہ بات کسی لفظ سے نہین مستنبط ہوتی ہے کہ توریت
وانجیل مین تغیر وتبدیل اوسی زمانے سے شروع ہوگئے
اول تو کتاب کا یہان لفظ نہین دوم یہہ کہ کوئی ایسا کلمہ
نہین ہے جس سے نفی تلبیس سابقہ بوجہی جاتی ہو چہ جا کہ
ظاہر ہو **قولہ** درہمان سورہ مسطور است افتطمعون ان
یومنوا لکم وقد کان فریق منہم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ من
بعد ما عقلوہ وہم یعلمون اس آیت کو لانا بہی پادریصاحب

کا اوس مطلب سابق الذکر کے بیچ نہین معلوم ہوتا ہے
مگر اسمقام پر انہون نے عبارت ایسی خراب لکھی ہے کہ اوس
سے کچھہ صاف مطلب پادریصاحب کا نہین کھلتا اسلیے مین
اوسکے معنے ہی کہے دیتا ہون اس آیت کا اتنا ہی مطلب
ہے کہ ان لوگون سے حق شنو ہونے کی امید کیا رکھتے ہو
اونہین تو ایسے لوگ ہوئے ہین کہ جان بوجہہ کے کلام الہی
کو وضع حق سے منحرف کرتے ہین یعنے جیسے کلام الہی جانتے
ہین اوسمین خرابیان ڈالتے رہے ہین تو اور کسیکی کا ہے کو سنینگے
گے آور باپ دادونکی شناعت کو اولاد کے طرف منسوب
کرنا اور اسیطرح اسلاف کی محمدت کو اخلاف کے ساتھہ نسبت
دینا بر وقت مشاہدہ آثار شناعت یا محمدت کے ہر زبان
اور ہر محاورے مین مروج ہے چنانکہ توریت اور انجیل مین
بہی ہے پس یہہ آیت تو مکذب ہے پادریصاحب کے دعوی
کی یعنے اسمین تنصیص ہے کہ اگلے لوگ اس فرقے کے
تحریف کرتے رہے ہین **قوله** درسوره بیّنه نوشته شده است

لم یکن الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین منفکین حتے

تاتیهم البینه رسول من الله یتلوا صحفا مطهرة فیها کتب قیمه وما تفرق

الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جارتہم البینۃ الی قولہ از آیات
اخرین اگر بالفرض قبول نمایم کہ این ادعای قرآن درست
است این صادر میشود کہ یہودیان و مسیحیان کتب مستعملہ
خودشان را بعد از خروج و آغاز تعلیم نمودن محمد صلعم تحریف
نمودہ اند نہ قبل نہایت مفسران قرآن ہمین مطلب را دیگر
زیادہ بیان ساختہ میگویند کہ مسیحیان و ہم یہودیان در
انتظار ظہور محمد بودند لیکن بعد از خروج او از راہ نقص
و عداوت اورا رد کردہ تمامی یا اکثر آن آیاتے کہ در ضمن
انہا بآمدن محمد صلعم اشارہ رفتہ بود از کتب مقدسہ مستعملہ
خودشان اخراج نمودند * اسس تحریر سے ظاہر ہے کہ محل
استدلال پادریصاحب کا آیات سورہ بینہ مین یہہ جملہ ہے

وما تفرق الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جارتہم البینہ سو اس
آیت کے دو معنے ہین اول یہہ کہ اہل کتاب اپنے عقائد باطلہ
سے جدا اور اپنے دین سے علیحدہ نہین ہوے مگر جبکہ یہہ
نبی مبعوث ہوا یعنے بعضے یہودی تکذیب عیسوی اور بعضے
نصارے تثلیث سے باز نہین آئے مگر بعد اسس بینے کے
ظہور کے * پس ان معنون مین پادریصاحب کے استدلال

کے لیے کوئی جگہہ نہین ہے اور جب ایک معنے اس آیت
سے یہہ ٹہرے تو یہہ دعوا پادریصاحب کا کہ قرآن سے اونکا
مطلب ثابت ہوتا ہے غلط ہو گیا رہے دوسرے معنے وہ
یہہ کہ اس نبی سابق الانتظار کے اعتقاد پہ کہنے سے جدا
یا اوسکے اعتقاد رکہنے مین مختلف و متفرق نہین ہوے مگر
جبکہ یہہ نبی آیا* ان معنون کے راہ سے البتہ یہہ کہا جا سکتا
ہے کہ نبی اخرالزمان کی بشارتون مین اوسکے ظہور کے
زمانے تک کچہہ تحریف و تبدیل نہین واقع ہوی ورنہ وے
اوسکے منتظر نہوتے اسطرح پر کہ جب وہ آویگا تو ہم مانین
گے اور اوسپر ایمان لاوینگے سو اسکا جواب یہہ ہے
کہ اس استدلال سے درصورتیکہ صحیح اور درست
کیا جاوے اتنا ہی ثابت ہوا کہ صرف نبی کے لیے جو بشارتین تہین بز
اونمین تحریف و تبدیل نہین واقع ہوئی مگر بعد ظہور اس
نبی کے نہ یہہ کہ بیبل بہر مین اور کہین کسیطرح کی خرابی
نہین ڈالی گئی مگر بعد ظہور اس نبی کے اور جبکہ ان معنون
سے بہی یہہ نہ نکلا تو پادریصاحب کا استدلال اس آیت
سے درباب مسلم رہنے تمام بیبل کے تحریف سے قبل بعثت

مصطفوی سے غلط ہو گیا اور اگر کوئی کہے کہ انحضرت کے بشارات
کے مقامون پر بھی اگلے نسخے جنکا پتا پادریصاحب نے
دیا موافق انہین نسخون کے ہین اسکا جواب یہہ ہے کہ مجرد
دعوا پادریصاحب کا درباب موجود ہونے کے ابتک تیرہ سو
یا پندرہ سو برس کی لکھی ہوئی کتاب کے قابل سماعت کے
نہین خصوصاً جبکہ اونکی روایت اور درایت اور تعصب کا
حال معلوم ہو گیا اور اتنے دنون کاغذ اور اوسکے حروف
کا باقی رہنا ایسا کہ اوسکے پڑہنے مین شبہہ نہ پڑے منجملہ
محالات عادیہ ہے کسی پوپ وغیرہ نے ابتدا مین مسلمانون
الزام دینے کے لیے کسی نسخے کو ظاہر کیا ہوگا کہ یہہ ظہور
محمدی سے پہلے کا ہے اور غالباً اوسکا خط بھی اب کسیسے
نہ پڑہا جاسکتا ہوگا اور یہان اتنا یہہ بھی سمجھ لیجیے کہ ہم جو
ازروی قرآن کے مدعی ہین کہ توریت و انجیل مین ہمارے
پیغمبر کی خبر ہے تو ہمارا مطلب یہہ نہین ہے کہ اسطرح لکھی
ہوی ہے جیسے قبالون اور چہرہ نویسون مین لکھی جاتی ہے
بلکہ ہماری وہی مراد ہے جو ہم استفسار شانزدہم مین لکھہ آئے
ہین **قولہ** صفحہ ۳۶ آیا مسیحیان و یہودان بجہت مرتکب گشتن

چنین امر جہتے و سببے داشتہ اند یا نہ آیا بعلت تحریف نمودن
کتب مقدسہ از برای خود شان فائدہ تحصیل می نمودند تا پیش
محمد صلعم و امت او محترم میگشتند یا دولت حاصل میکردند الی قولہ
یا رضامندی و خوشنودی خدا را بسبب این امر شامل حال
خود میساختند حاشا و کلا * یعنی یہہ دونون باتین بیجا ہین
ذری غور کیجیے یہان تو بحث ہے پیغمبر خدا کے ساتہہ
حسد و عداوت کرنے کی پس ان احتمالونکے نکالنے کا سبب
مجہے نہین معلوم ہوتا ہے مگر پادری صاحب کی یا فہمید درست
نہین ہے یا عوام کو دہوکہا دینا منظور ہے پس اسکا جواب
یہہ ہے کہ کوئی سبب نہین تہا بجز اون سببون کے جن سببون
سے یہودیون نے اگلے تحریف کی تہی جسکی گواہی اشعیا
اور ارمیا اور عیسے اور پولوس حواری نے دی اور
ویسہی اسباب اونکو پہر اور عیسائیون کو بہی بعد حضرت
عیسے کے پیش ائیے جسکی خبر بطرس حواری نے دی
تہی اور پولوس نے اونہین دنون اوسکے آثار عیسائیون
مین دیکہے تہے اور وہی اسباب تہے جسکی جہت سے موسی
کی کتاب مین وہ دخل و تصرف واقع ہوا جسکی گواہی بیبل

سے کے شمار کون نے دي آور وہي اسباب تہے جنکي جہت
سے وے خرابیان میل مین پڑین جنکا اقرار ار بانوس
ثامن وغیرہ نے کیا اور اونسے کچہہ اون خرابیون کي توجیہ
نہ بن پڑي سوا ے اسکے کہ انبیا اور روح القدس ایسہي
غلط بلط بتاتے رہے ہین آور وہي اسباب خرابي کے ہے
جنکي جہت سے خدا کا کلام آدمیون کے کلام سے مخلوط اور
ممزوج کرکے لکہا گیا آور وہي اسباب خرابي کے تہے جنکي
جہت سے انجیلون کي روایتون مین اختلاف ہوا آور وہي
اسباب خرابي کے تہے جنکي جہت سے اب بہي وہي
کمي بیشي اپني انکہونسے ہم نسخہ ہاي مختلفہ مین دیکہتے ہین
پس بعد اتني گواہیون اور اپنے مشاہدے کے کچہہ تعین
اسباب کي ضرورت ہمین آپ لوگون کے مقابلے مین
نہین ہے مگر تہوڑے سے احتمالات جائزہ مین اوپر لکہہ
آیا ہون دیکہہ لیجیے آور ہر گاہ ایسي خرابیان واقع ہومین
اور اسباب بہي عقلاً بہت نکل سکتے ہین تو محال عادي
ہونے کي تقریر جو پادري صاحب بہ نسبت تحریف کے
لکہتے ہین چنانکہ آخر کار صفحہ ۳۰۹ مین لکہا ہے کہ تحریف ساختن

کتب مقدسہ مستعملہ خود نشان محال و غیر ممکن ہو و محض فضول
اور بیہودہ ہو گئی اسلیے کہ استبعاد عقلی وہین تک ہے جہان
تک دیکہا نہین اور جب ہمنے اپنی انکہون سے بیبل کی خرابیان
دیکہین اور اگلے پیغمبرون اور حواریون اور علماے ملت
مسیحیہ کی گواہیان سنین تو وہ استبعاد محض واہی ہو گیا اور
اصل منشا اس استبعاد کا یہہ ہے کہ ظاہرا پادری لوگ
جانتے ہین یا مغالطہ دہی کے لیے ظاہر کرتے ہین کہ نسخہ
ہای کتب دینیہ کی فراوانی جیسی اب ہے ایسیہی ہمیشہ سے
چلی آتی ہے حالانکہ یہہ بات محض غلط ہے ہرگز ایسی افراط
نتہی صرف پوپون کے پاس کتب دینیہ ہوا کرتی تہین اور
اور لوگون کے پاس نہایت کم کہین ہزارون مین دو
ایک کے پاس اور دوسرا سبب اس استبعاد کا
یہہ ہے کہ جانتے ہین کہ صرف دوسرے دین کے سانہہ
عداوت رکہنے سے ایسا کچہہ کیا کرتے ہین سو یہہ ہوا ہوگا
مگر بعد ظہور دین محمدی کے حالانکہ یہہ بہی غلط ہے صرف
آپس کی عداوتون کے سبب سے بہی اہل علم جو خدا سے
نہین ڈرتے اپنی بات کے سرسبزی کے لیے تحریفین

گیا کریے تھے سو ہوتے ہوتے وے نسخے اکثر تلف ہو گئے پہیل پر
اور اصل نسخے بسبب قلت کے گم ہو گئے اور بڑی خرابی
تو وہی ہوی کہ توریت وانجیل مین کلام الہی کو کلام نبی
اور غیر نبی سے مخلوط اور ممزوج کر کے لکہا **قوله** صفحہ
۳۹ واین مرحلہ کہ کتب عہد عتیق وجدید فی الحقیقت تحریف
وتبدیل نگشتہ اند بالتمام واضح ومشخص میگردد وقتیکے
بان نسخہ ہاي کتب مقدسہ کہ از ایام القدیم الی الآن
ماندہ رجوع کنیم زیرا کہ حال چنان نسخہ ہاي کتب قدیم
موجود ہستند کہ بسیار قبل از ایام محمد در زبان یونانی
کہ اصل زبان انجیل است بدستیاری قلم نوشتہ شدہ
تا این زمان ماندہ اند ودر بعضے از انہا کتب عہد عتیق
وجدید بالکلیہ مسطور اند ودر بعضے تا چند حصہ از انہا
ترقیم یافتہ است از انجملہ یک جلد از نیکونہ کتب کہ دو دویست
وپنجاہ سال پیش از ہجرت بتوسط قلم سمت تحریر یافتہ
وتا از مان ما باقي ومسمی بہ قدکس واطیکانوس گشتہ در
کتب خانہ شہر روم واقع است ویکجلد دیگری کہ دو دویست
سال پیش از ہجرت بتوسط خامہ مرقوم گشتہ در کتب خانہ

موسہ ام برطانیہ ذ جو داست کہ در شہر لندن واقع است وانزا
فذکس الکسندرنیوس می نامند الی قولہ اگر ان نسخہ ہا را کہ پیش
از محمد صلعم بتوسط قلم مرقوم گشتہ بان نسخہ ہائی کہ بعد از وبہمان
دستور تحریر یافتہ اند مقابلہ میناییم الی قولہ موافقت کلی دارد
* معلوم ہوتا ہے کہ پادریصاحب کو صاحبان عالیشان
جو عدالتو نکا کام رستے کہتے ہین اونسے صحبت نہین رہی ہے
تاکہ اونہین معلوم ہوتا کہ متخاصمین جو بہت پرانی دستاویزین
بعضے مقدمات مین پیش کیا کرتے ہین تو کیا صرف پرانے کاغذ
ہونے اور لیگئے زمانے کی تاریخ لکھے ہوینسے وے
اوسی زمانے کی سمجھ لی جاتین ہین اور اونپر یقین یا ظن غالب
ہو جایا کرتا ہے حاشا وکلا ہرگز ہرگز بلکہ دنیا کی نزاع مین صرف
پرانا ہونا کاغذ کا مثبت اس امر کا نہین سمجھا جاتا ہے کہ بہت
دنونکا یہہ لکھا ہوا ہے تو دین کی نزاع مین یہہ کیونکر سمجھا جایگا
خصوصاً جبکہ وہ زمانہ ایسا ہو کہ مقتدایان دین عیسائی اوس
زمانے کے ایسے ہون جیسے صاحبان انگریز ہوتے ہین
بلکہ دین کے بڑے خائن اور دغاباز ہون جنہین پوپ اور
پاپا کہتے ہین پس بلا ثبوت اسناد اون نسخون کی قدامت

مقررہ پادریصاحب قابل تسلیم نہین خصوصًا بمقابلہ اقرار شارحین
بیبل اور ارباونسس ثامن وغیرہ کے کہ اگر وے کتابین
اگلی صحیح ہوتین تو یہہ خرابیان جنکا مشار الیہون کو اقرار
ہے کیونکر واقع ہونے پاتین اور یہہ گفتگو اوسوقت ہے
جبکہ فرض کیا جاے کہ پادریصاحب سچے ہین اور وے
کتابین موجود ہین اور اونمین تاریخ ختم کتاب کی بہی لکہی
ہوی ہے اور وے کتابین بخوبی پڑہی بہی جاسکتی ہین ورنہ
ابہی ہمکو تو یہہ روایت ہی غلط معلوم ہوتی ہے علاوہ برین
بڑی خرابی بیبل مین یہہ واقع ہوئی کہ کلام معصوم اور
غیر معصوم ممزوج اور مخلوط لکہا گیا اور یہہ خرابی تو ابتدا
سے واقع ہوئی ہے اور خاص انجیل کے نسبت
بڑی دوسری خرابی اور ہوئی کہ صرف اوسکا
ترجمہ یونانی اصل قرار پایا اور کلام عیسوی بلفظ جو
عبرانی تہا باقی ہی نہین رہا پس حضرت سرور کائنات
کا نام تو پہلے ہی سے بدل گیا گو کہ از راہ خیانت نہ بدلا
بلکہ صرف عادۃً بدلا پس اناجیل کے اگلے نسخون کی صحت
اور ان نسخون کی مطابقت اوس تغیر اور تبدل کو کیا کریگی

اور کیا فائدہ بخشیگی علاوہ برین ایک بڑی دلیل پادریصاحب کی غلطی کی یہہ ہے وہ یہہ کہ وسے ان نسخون کو جو بالفعل متداول ہین بایکدیگر متوافق سمجھتے ہین حالانکہ یہہ بہی ہمدیگر نہین متوافق ہین چنانکہ ہمارے اگلے سب استفسارون سے کالشمس فی نصف النہار ثابت ہو گیا ہے اُس سے معلوم ہوا کہ اسیطرح پادریصاحب کا یہہ بہی دعوا ہے کہ نسخہای متداولہ اگلے نسخون سے ملتے ہین بالجملہ پادریصاحب کی بڑی مضبوط دلیل دعوی سابق الذکر کے لیے جو تہی سو وہ بالکل نکمی ہو گئی الحمد للہ علیٰ ذلک **قولہ** صفحہ ۱۴ دلیل دیگر جہت ثبوت مطلب مزبورہ از ان کتب موفورہ معلمان کلیسیا کہ بعد از حواریان بودہ اند یافت میشود الیٰ قولہ وہمگی این معلمان یا شاگردان حواریان عیسیٰ یا شاگردان شاگردان حواریان بودہ اند الغرض از نود سال بعد از صعود مسیح تا سنہ الیٰ قولہ ودیگر در سنوات صد ثالث سنہ مسیحیہ الیٰ قولہ بعضے کتب تصنیف گشتہ تا حال ماندہ اند وہمچنین این اشخاص الیٰ قولہ کہ در سنوات ۱۴۰ و ۵۰۰ مسیحیہ کہ ۱۴۰ و ۱۰۰ قبل از ہجرت بودہ باشد کتب بسیاری تصنیف نمودہ گذاشتہ اند کہ تا حال

نیز باقی می باشند الی قوله و اکثری از انها مشتمل بر تفسیر
کتب عهد جدید و عتیق می باشند و بهمین علت اکثر مواضع
عهد عتیق و جدید در ان تسطیر یافته است و اکثر مواضع
مسطوره کتب مقدسه که در انها است با ان نسخه های
کتب مقدسه که الی الآن درمیان مسیحیان مستعمل است
مقابله می نمایم هر آینه آشکار میگردد که تمامی ان آیات
که معلمان مذکور در کتب خود از کتب مقدسه ذکر کرده اند بعینه
چنان اند که حال در نسخه های مستعمله مسیحیان مرقوم اند

* **جواب** جو لوگ که تین سو چار سو برس بعد مسیح کے تھے
اونکے لکھنے کا تو کچھہ اعتبار ہی نہین ہے اسواسطے که اونپر
شبہہ بہی دیانت کا نہین جاتا اسلیے که وہی پوپ لوگ
تھے یا مثل اونکے اور جو اواخر قرن اول یا اوائل قرن ثانی
مسیحی مین تھے اونکے کلام کی اون تک سند ہی چاہیے اسلیے
که اونکی خود کی لکھی ہوی بقید تاریخ اور نام کاتب کوئی کتاب
نہین ہے اور ظاہرا پادری صاحب کی تقریر سے یہہ بوجھا
جاتا ہے که اون لوگونکا ظاہری حال یعنے اونکا منجملہ تابعین
ہونا مشتبہ ہے پس وثاقت اونکی جسکا ثبوت موقوف ہے

بہت تفتیش پر بالکل مشکوک ہو گئی برین تقدیر بدستور الحال
لوگونکی روایتونکا از روی ضابطہ سابقۃ الذکر کے کچہہ اعتبار
نہین علاوہ برین مین کہتا ہون کہ اون کتب قدیمہ کے
ہوتے ہوے وہ خلل جسکو شارحین بیبل اور صاحب
کلیسیای روم معہ جماعت علمای مسیحی بیکزبان نقل کرتے
ہین اور وہ فساد جو اختلاف نسخون سے ظاہر ہے کیونکر
واقع ہوا اور ہرگاہ واقع ہوا تو اون کتابونکا ہونا اور
نہونا دونون برابر ہے یقین ہے کہ اونکے نسخے بہی ایسے
ہی مختلف ہو گئے ہونگے اور اون مین بہی ایسہی فساد
ہو گیا ہوگا **اور** قطع نظر اسکے خود ہی پادریصاحب کے
لکہنے سے ظاہر ہے کہ اون کتابون مین عہد عتیق اور عہد
جدید کی عبارتین اسطرح نہین لکہی ہین جیسے شروح حامل المتن
مین لکہی جاتی ہین بلکہ شاید کلام عیسوی اسطرح اونمین
ہوگا جیسے حکمت یا وعظ کی کتاب مین ہوتا ہے کہ اکثر جگہہ قرآن
یا حدیث کے جملے لے آتے ہین تپس ہم اسکے کب قائل
ہین کہ توریت وانجیل سراسر بالکل بدل ڈالی گئی ہے
یا انجیل خالص کسی حواری نے نہین لکہی تہی سو اگر دیے

کتابین بالفرض محال صحیح اور درست پائی بہی جاتی ہون اور
اونکے لکہنے والون کی وثاقت بہی مسلم رکہی جاے تب
بہی منطبق ہونا اونکا بعض مواقع مین نسخہ ہای متداولہ سے
نہ ہمارے مضر ہوسکتا ہے اور نہ پادریصاحب کے مفید
معہذا وہ خرابی جو ابتدا سے پڑی ہے یعنے مخلوط ہو جانا کلام
معصوم کا کلام غیر معصوم کے ساتہہ اوسکو وے کتابین
کیا کرینگی اور کیونکر اصلاح کرسکتی ہین اور یہہ سب تقریرین
اوس صورتمین ہین جبکہ ایسی کتابین واقع مین موجود ہون
ورنہ ہمین ابہی اس مین شبہہ ہے کہ کوئی کتاب تصنیف
اوس زمانے کی ہو کیونکہ پادریصاحب کا جہوٹہہ پہلے
ثابت ہوچکا ہے **قولہ** صفحہ ۲۴۳ قطع نظر ازینہا بعد از وفات
محمد صلی اللہ علیہ وسلم عمر خلیفہ چند کتب خانہای عظیم مسیحیان
ان ایام را بحیطہ تصرف درآوردہ الی **قولہ** درینصورت
بجہت تابعان محمد بکمال آسانی امکان داشت کہ از نسخہ ہای
قدیمی کتب مقدسہ واز کتب معلمان قدیمی مسیحیان
ضبط نمودہ دروقتی ادعای تحریف بابرازآن نسخ قدیم
ادعا ومطلب خودشان را ثابت سازند حالانکہ بعد

از ضبط و تصرف کردن ان کتاب خانه با عمر بسوزانیدن انها حکم
داد * **جواب** ہرگاہ پیغمبر خدا کو تیس برس دعوت
کرتے گذر رہے اور کئی برس بعد اوسکے حضرت عمر کے
اسس حرکت سے کے زمانے تک گذر رہے اور اس عرصے مین بڑے بڑے
اہل علم اور اہل دولت عیسائی اور کئی ایک بڑے بڑے
اہل علم یہودی بلا اکراہ اور بلا اجبار صرف بطوع و رغبت مسلمان
ہوے اور پیغمبر خدا کی پیغمبری کی گواہی دی اور اپنی قوم
کو الزام دیتے رہے اور اور مسلمانون کو از روی
اونکی گواہیون اور بہی از روی دلیل دراز دہم تحریف
کے تحریف معلوم ہو چکی تہی تو پہر حضرت عمر کیون ایسی
کتابون کو جو بمقابلہ قران شریف از روے دلائل مزبورہ
ردی نہین باقی رہتے اور اہل کتاب کو الزام دیا کرتے
اور جائز ہے کہ بعد الزام دینے کے جلا دیا ہو اور جو کتابین
اونہون نے جلائین سو وے تہین جو ضبطی مین آئی ہین
نہ یہہ کہ ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر خانہ تلاشی کر کر اگر جلائی تہی
ہون اور جو کوئی یہہ ظاہر کرے تو جہوٹہا ہے
اور ظاہر ہے کہ کتب یہود یہ بقول تمہارے

حضرت عیسے کے زمانے تک بلکہ اب تک صحیح اور درست
باقی ہین اور حضرت عیسے کی خبرین او مین لکھی ہین معہذا
باوجود مشاہدہ معجزات عیسویہ کے لاکھون کرورون
یہودیون مین سے صرف سو سوا سوا دمی چند سال
مین حضرت عیسے کا ایمان لائے اور حضرت سرور کائنات
کی خبر اس تحریف کے بعد بہی اب تک تمہاری کتابون سے
اس کیفیت سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسے کے حق مین ایک
خبر بہی ویسی مفسر اور جلی عہد عتیق مین نہین ہے معہذا
کوئی عیسائی نہین مانتا اور حضرت سرور کائنات کا نام جسکے
ہونے کی انجیل مین قران شریف خبر دیتا ہے وہ تو مترجم
یونانی نے موافق اپنی عادت کے پہلے ہی بدل ڈالا تہا
اور اوسکی تفسیر روح القدس کرکے شاید سوء فہمی کی
جہت سے پہلے ہی انجیل مین داخل کردی ہوگی پس اگر
اور فقرات حضرت سرور کائنات کی خبر دینے نسبت اوسوقت
تک نہ بہی ہوئے ہون تو بہی اتنا تصرف بہی واسطے ساقط
اور فوت ہونے ہمارے مطلب کے کیا کم ہے سو اون کتابونکو
باقی رکہنا حضرت عمر فضول سمجہے بالجملہ پادری صاحب کی یہہ

تعریض حضرت عمر کی طرف محض مغالطہ دہی کے لیے ہے
عقلاً کسطرح پادریصاحب کے مفید مطلب نہین ہو سکتی
اور پادریصاحب نے اس فصل کے آغاز مین لکھا
ہے صفحہ ۱۳۲ ایشان یعنے مسلمانان درباب ادای جواب
قاطع این چہار مسئلہ کہ ایا کتب مقدسہ عہد عتیق و جدید در چہ
زمان و بواسطہ کیان و بچہ نوع تحریف گشتہ و کلمات منحرفہ
کدام اند تا حال مدیون مسیحیان می باشند **جواب**
یہہ دین مسلمانونکے ذمے ایسا ہے جیسا یہودیونکا اشعیا
اور ارمیا اور عیسے علیہم السلام اور پولوس کے ذمے
باقی رہا اور یے ادای دین وے سبکے سب اس
جہان سے چلے گئے اور ایسہی دین درباب انجیل بطرس
اور پولوس کے ذمے عائد ہوتا ہے یعنے بطرس نے
خطبہ ۲ باب ۲ مین داخل کرنا عیسائیونکا بتایا اور یہہ نہ بتایا کہ
کیسی باتین اور کب کسطرح داخل کرینگے اور پولوس
نے کہا کہ بعضے عیسائی لوگ ارادہ کرتے ہین یا کرینگے
کہ انجیل حقیقی کو محرف کرین اور یہہ نہ کہا کہ کسطرح کی تحریف
کرینگے اور یہہ سبب دیون بہت کم ہین اوبہس دین سے

جو حضرت عیسےٰ کے ذمے درباب پیشین گوئی ہو کے باقی
رہا یعنے حضرت عیسےٰ نے فرمایا کہ میرے بعد زلزلے
آوینگے اور لڑائیان ہونگی اور ایک قوم دوسری قوم
پر چڑہائی کریگی اور کچہہ تعین اشخاص اور تصریح زمان
ومکان کی نہ کی تاکہ اونکی صداقت اس خبر مین ظاہر
ہوتی اور اسطرح مجمل تو ہم بہی کہکر سچے ہو سکتے ہین اور
ذری انصاف کیجیے کہ عدم تعین وتصریح زمان ومکان
اور خصوصیات مورد ومصداق کے سبب سے پیشین گوئی
مین جو خلل لازم آتا ہے کیا ویسا ہی خلل عدم تعین مواضع
تحریف مین بہی لازم آتا ہے حاشا وکلا کچہہ بہی خلل
نہین لازم آتا ہے خداوند تعالے نے چاہا بالاجمال
بتایا اور چاہتا تو تفصیل وار بتا دیتا اور پادری صاحب
نے صفحہ ۳۴۴ مین جو اہل تشیع اور سنت جماعت کا جہگڑا
بہ نسبت قرآن شریف کے لکہا ہے سو قطع نظر اسبات
سے ہے کہ اہل تشیع کا سخن اسباب مین کیا ہے اور
اونکے جمہور جہابذہ علما کا مختار کونسا امر ہے اور
عندالاستدلال قرآن شریف سے بہی بڑہ کر اوسکے

یہان کوئی کلام کسی معصوم کا ہے یا نہین اور نماز مین
قرآن کی جگہہ اور کلام کوئی اوسکے یہان پڑہنے کے لیے
ہے یا نہین اگر بفرض محال ساری اہل اسلام درباب
صحت اوصال اس قرآن شریف کے متردد ہوتے تب
بہی پادریصاحب کا مطلب نہین نکلتا ہان اگر درباب
تحریف یا جواز تثلیث نصارے یا ثبوت اعجاز مصطفوی
کے سنی اور شیعون مین اختلاف ہوتا تو البتہ پادریصاحب
کے مفید مطلب تہا جیسا بعضے عیسائیون کا انکار کرنا
مسئلہ تثلیث سے بمقابلہ مذہب نوعی نصارے کے
ہمارے مفید ہے علاوہ اسکے درباب ابطال گمان
شرذمہ قلیلہ شیعون کے جو نسبت حضرت قرآن شریف
کے اونکو ہے ہم لوگونکا جو استدلال ہے اوسکو
دیکہہ لیجیے یہان محل اوسکے ذکر کا نہین ہے بالاجمال
اوسکا ذکر اٹھارہوین استفسار مین آویگا **خلاصہ**
اس باب کا یہہ ہے کہ قرآن کے رو سے توریت
و انجیل کا کلام الہی ہونا ثابت ہے اور منسوخ ہونا
شریعت سابقہ کا کسیطرح جائز ہی نہین مگر یہہ کہ ظاہر ہے

بباطن ہو جاے اور تحریف کا دعوا ثابت نہین ہوتا
اور اس نظر سے کہ از روی قرآن کے معلوم ہوتا
ہے کہ تحریف کا زمانہ محمدیون کے نزدیک بعد ظہور
مصطفوی کے ہے سوا اگلی کتابین قدیم موجود ہین
وہ انہین نسخہ ہای متداولہ کے مطابق ہین پس قطع
نظر عدم ثبوت اس دعوی کے وہ دعوی بجاے
خود غلط بھی ہے **اور** خلاصہ اس باب کے جواب کا
یہہ ہے کہ قرآن سے کہین یہہ بات ظاہر نہین ہوتی
کہ توریت وانجیل مین کچھہ خلل نہین آنے پایا ہے اور
نہ یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ زمانہ تحریف کا بعد ظہور
مصطفوی کے ہے اور تحریف بارہ دلیلون سے
ثابت ہے اور نسخ بھی اگلی شریعت کا پچھلی شریعت
سے از روی بارہ دلیلوں کے ثابت ہے اندم بر باب سوم

قوله فصل اول صفحہ ۱۹۱ در تحقیق و تشخیص آن ادعا است
کہ میگویند کہ خبر رسالت محمد صلعم در کتب عتیق و جدید مسطور
است * اس فصل کے مراتب مندرجہ کی تحقیق ہماری
استفسار شانزدہم مین دیکھہ لو مگر انصاف کی نظر سے دیکھو

قوله فصل دوم در تفتیش وتشخیص اینکه آیا عبارت قرآنی
دلیل از خدا بودن ان می تواند یا نه قوله صفحه ۳۴۳ اول
اگر بالفرض قبول کنیم که عبارت قرآن دلیل از برای حق
بودن آن باشد باز دلیل ناقص است بسبب انکه مگر
انکسانیکه زبان عربی را تماما وکاملا خوانده و سررشته
کلی دران زبان دارند این دلیل را می توانند فهمید و
بس لیکن سائر اشخاص عالم فی نفسه خودشان بفهمیدن
این دلیل ابدا قادر نخواهند بود * اس قول مین ایک
بات درست ہے کہ سواے اون لوگون کے جنکو عربی
دانی کی نہایت تکمیل ہے دیے تو البتہ کچھ وجوہ اعجاز
عبارت قران کے سمجھ سکتے ہین اور کوئی تحقیقاً نہین
سمجھ سکتا مگر باینمعنے کہ عربون کی گواہیان اسباب مین
تواتر اور بکمال شہرت ثابت ہین اور یہہ جو پادری صاحب
نے کہا کہ دلیل ناقص ہے پس ناقص ہونا اگر اس سبب
سے ہے کہ سواے بہرہ زبان عربی کے اور کوئی بر سبیل
تحقیق اوسکے اعجاز کو نہین سمجھ سکتا مگر اسطرح کہ جو
ماہران زبان عربی اسکے اعجاز کے ازروی عبارت کے

تو قل هین تو یقیناً یہہ معجزہ ہے تو چاہیے کہ جتنے معجزات
معجزہ حضرت موسے اور حضرت عیسے اور اور انبیاے
بنی اسرائیل کے ہین بالکل بہیات مجموعی بہی درباب
ثبوت اونکی نبوۃ کے دلیل ناقص ٹہرین چہ جا کہ ہر واحد
اون معجزون سے اسلیے کہ سواے اون لوگون کے
جنکے سامنے وے معجزے ظاہر ہوے تہے جسنے اون
پیغمبرونکا اعجاز قبول کیا محض اسطرح قبول کیا کہ اگلون نے
اوسکی گواہی دی ہے پس اس معجزے کو ناقص
کہنا سب انبیاؤن کے دلائل نبوۃ کو ناقص ٹہرانا ہے
اور غور کیجیے کہ قران کی عبارت کا اعجاز اب بہی ماہر لسان
عربی کو بر سبیل تحقیق معلوم ہو سکتا ہے بخلاف اگلے
انبیا کے سب معجزے کہ اب کیسلیے تسلیم کی صورت بجز
اگلون کی گواہیون کے بر سبیل تحقیق دگر گون نہین
نکل سکتی تو بہ نسبت قرآن کے معجزات موسویہ اور
عیسویہ انقص ٹہرے اور تقریر اعجاز قرآن کی از روی
قرآن کے استفسار پانزدہم مین دیکہہ لیجیے **قولہ**
صفحہ ۳۳ بم ثانیاً اگرچہ قبول نمایم کہ بیلے تا حال در لسان

عربي مانند قرآن كتاب يا عبارتي نوشته شده است ازين
محض اين صادر ميشود كه قران در لسان عرب از تمامي كتب
عرب در عبارت افضل است نه انكه عبارت قرآن از تمامي كتب
لسانهاے مختلف كه در جهان مي باشند افضل يا كلام الهي باشند
پوشيده نماند كه در زبانهاے يوناني و لاطيني و انگلس و مثل
د سائر لسانها چنين كتاب تصنيف گشته اند كه در عبارت
بالمراتب از قرآن افضل اند * افسوس پادري صاحب
معجزے كي حقيقت سے نهين مطلع هين اور نه اسبات
سے كه الزام حضرات انبيا كا نسبت بمكلفين در باره تصديق
اونكي نبوة كے از روي معجزات كے كيونكر تمام هوتا ہے
اور همين بيان كرنا بهي ضرور نهين اسليے كه حضرت عيسے
نے فرمايا كه خدا كي مرضي يهي هے كه جو لوگ اپني تئين بڑا دانا
جانتے هين ان سے انبيا كي باتين چهپي رهين پس اوس سے
اغماض كركے مين پوچهتا هون كه آيا جسطرح صاحب قران
نے سرا و علانيةً و اولاً و اخراً قران كي عبارت سے بدعوي
نبوة اپنے عهد كے منكرون كي تحدي كي اور حكم ناطق ديا كه هرگز
ايسا كلام تهوڑا سا بهي يعنے جسقدر كه اهل انشا كے نزديك

واسطے دریافت طرز ہمدیگر کے درکار ہے تم لوگ نہ لا سکو
گے اوسیطرح کیا اون کتاب والون نے بہی جسکا ذکر
پادریصاحب نے کیا بدعوی نبوۃ اپنے کلام کو معجزہ قرار
دیکر تحدی کی تہی حاشا وکلا یہہ بات محض غلط ہے
کیسے تحدی نہیں کی من قال فعلیہ الاثبات اور اگر
پادریصاحب کا یہہ مطلب ہے کہ بنظر ظاہر وے کتابین
اپنی اپنی زبانون کے راہ سے فصاحت اور بلاغت
مین قران شریف کے مشابہ ہین سو قطع نظر اسبات
سے کہ پادریصاحب کی روایت اور درایت کا اعتبار
ہے یا نہین اور بہی قطع نظر اسبات سے کہ پادریصاحب
کو اونمین سے کسی زبان کی بلاغت اور غیر بلاغت کے
پہچاننے کا سلیقہ ہے یا نہین چہ جاکہ بلیغ اور ابلغ مین
امتیاز کرنا کہ یہہ تو بالیقین پادریصاحب کو حاصل نہین اسبات کا
جواب یہہ ہے کہ بالاتفاق ثابت ہے اور سب عقلا جانتے
ہین کہ بہت سے اقسام سحر کے مشابہ ہین معجزات سے
خصوصًا معجزات موسویہ اور عیسویہ سے مثلا خروج کی
ساتوین باب کے بیسوین اور اکیسوین ورس مین جو معجزہ

حضرت موسے کا لکھا ہے سو اوسی باب کے بائیسوین
ورس مین لکھا ہے کہ ساحرون نے ویسیہی کر دکھلایا
اور اوسمین مغلوب نہین ہوئے اور اوسی کتاب کے
آٹھوین باب مین جو معجزہ موسوی لکھا ہے سو اوسی باب کے
ساتوین ورس مین لکھا ہے کہ ساحرون نے بہی
ویسیہی کر دکھلایا اور اوسمین وے مغلوب نہین ہوئے
اور اشعیا اور ارمیا اور عیسے علیہم السلام کی سی غیب
گوئیان قواعد نجوم اور رمل سے بخوبی نکل سکتی ہین
بلکہ اوس سے بہتر یعنے بتعیین زمان و مکان اور
ذات و صفات معلوم ہو سکتی ہین چنانکہ بعضی بندے نے
خود دیکہین اور اکثر اسطرح پر سُنین کہ جسطرح بیل کی ایک
خبر بہی کسی کو تحقیق نہین ہوئی اور حضرت عیسے کا سا معجزہ
احیای میت کا بعضے بہانمتی کرتے پہرتے ہین کہ ایک
آدمی کا سر کاٹ ڈالا بعد اوسکے سبکے سامنے دہڑ
سے ملا کر کہا کہ اُٹہہ کہڑا ہو وہ اُٹہہ کہڑا ہوا اور سانپ کو
ٹیوڑے سے ٹکڑے ٹکڑے کروا دیا بعد اوسکے سب
ٹکڑے اوسکے برابر رکہہ کر تونبی بجائی وہ رینگنے لگا

اچھا بھلا ہوگیا اور منتر سے جھاڑ پھونک کرکے دیو بھوت کو
دفع کرنا اور بعضی بیماریون سے چنگا کرنا یہہ تو سیکڑون
سے ہوتے دیکھا ہے بلکہ انجیل دوم کے باب نہم کے درس
سے و ہشتم سے ظاہر ہے کہ ایک آدمی حضرت عیسے کے
وقت مین دیو بھوت جھاڑتا تھا اور نہ وہ نبی تھا اور نہ عیسے کا
شاگرد اب بتائیے کہ مابہ الفرق حضرت موسے اور حضرت
عیسے کے معجزون اور ساحرون اور نجومیون اور رمالون کے
کامون مین کون چیز ہے اور ہم جانتے ہین کہ آپ لوگ
کچھہ بتا نہ سکین گے اسلیے کہ آپ معجزے کی حقیقت سے
نہین مطلع ہین اور نہ اسباب سے مطلع ہین کہ معجزات سے
ثبوت نبوۃ کا الزام کیونکر تمام ہوتا ہے اور ہرگاہ اونمین
کچھہ فرق نہ نکلا تو اعجاز موسوی اور عیسوی بہ نسبت اعجاز
قران کے دو وجہ سے انقص ٹھہرا ایک یہہ کہ اعجاز قران کا
اگرچہ سارے جہان کے نسبت نہو گا تو ماہرین لسان عربی کے
سامنے تو ہوگا بخلاف معجزات موسویہ اور عیسویہ کے
کہ بسبب مشابہہ کارخانہ سحر اور نجوم وغیرہ کے کسیکی نظر
مین اوسکا اعجاز ثابت نہین ہوسکتا دوسری یہہ

کہ معجزات موسویہ اور عیسویہ کے سبب حرکات یہان بہتون
نے کر دکہلائے اور قران کی سی عبارت آج تک کسی نے
ایسی نہین بنائی کہ جوق جوق لوگ اوس زبان کے
جاننے والے گواہی دین کہ یہہ نہایت ابلغ ہے ایسا اس
سے زیادہ کسی بشر سے نہین ہو سکتا اور پادریصاحب
اگر گواہی دین کہ جن کتابونکا ہمنے ذکر کیا اونکے ابلغ ہو نے
کی بہی جوق جوق لوگون نے گواہی دی ہے تو بیشک
جہوٹہہ ہے اسلیے کہ اونکے روایت کی سبب اعتباری اونکے
اسی کتاب سے ظاہر ہے **قولہ** صفحہ ۴۳۰ تا اشاہر گاہ
بالفرض قبول نمایم کہ عبارت قرآن در زبان بے مثل و
مانند است دکلام خدا بودن او را فقط عبارت گواہ
ودلیل باشد الی **قولہ** لازم کہ ہمگی ان کتب مشہورہ
الی **قولہ** کہ تا حال در عبارت مانند ان کتابے در آن زبانہا
نوشتہ نشدہ است باید کہ تمامی انہا نیز از جانب خدا
بودہ باشند **جواب** ہر ایک بے دین بے وقوف ایسی
ہی تقریر اور انبیا کے نسبت بہی لکہہ سکتا ہے پس جو جواب
اوسکا عقلا سے وہی پادریصاحب کی تقریر کا جواب ہے

اور وہ تقریر یہہ ہے * ہرگاہ بالفرض قبول نمایم کہ
موسے چند بار چوب را مار نمود و عیسے دو مردہ را
زندہ ساخت و پیشین گوئیہا کرد و صرف ہمچو حرکات
بر نبی بودن انہا گواہ و دلیل باشد لازم آید کہ ہمگی
ان ساحران و منجمان کہ ہمچو حرکات شان بمشاہدۂ
اہل روزگار رسیدہ و زیادہ از خبرہاے بمیل بحد تواتر
وقوت شہرۃ فائز گردیدہ و مردم از مقابلہ انہا عاجز
آمدند باید کہ تمامی انہا پیغمبران خدا باشند **قولہ** صفحہ
۳۰۵ رابعاً ممکن است کہ مطالب ناحق و معانی زشت
و سخنان کفر انگیز ہمچنین کلمات رنگین و عبارت شیرین
گفتہ و نوشتہ شود الی قولہ مے بایست کہ این چنین
سخنان ناحق و کفر انگیز بسبب افضلیت عبارت حق و کلام
خدا بودہ باشند * ہر ایک بے دین بے وقوف ایسی
ہی تقریر کر سکتا ہے اسطرح پر * ممکن است کہ مطالب
ناحق و معانی زشت و سخنان کفر انگیز ہمچنین کسان کہ خوارق
عادات ایشان مانند خوارق عادات موسویہ و عیسویہ
ظاہر شوند بمردمان تعلیم دہند مے بایست کہ اینچنین سخنان

ناحق و کفر انگیز بسبب ظاہر شدن از دست صاحب خوارق
عادات ہمچو کہ توریت و انجیل از موسےٰ و عیسےٰ شمردہ میشود
حق و کلام خدا بودہ باشد * جو جواب عقلی اسکا ہے
ویسہی جواب ہماری طرف سے بہی ہے **قولہ** صفحہ ۲۰۶
عبارت قران خواہ بے مثل و مانند باشد و خواہ نباشد
بجہت از خدا بودن ان و رسالت محمد قطعاً دلیل نمی تواند شد
* **جواب** ہر ایک نے دین ایسہی کہہ سکتا ہے
کہ خرق دریاے قلزم و اژدہا کردن عصا و زندہ کردن
مردہ و دور کردن دیوان و شفاے بیماران از موسےٰ
و عیسےٰ شدہ باشد خواہ نشدہ باشد بجہت نبی بودن
موسے و عیسے بسبب مشابہت سحر ساحران دلیل
قطعی نمی تواند شد فقط ذری غور کرنے کی بات ہے
کہ حضرت موسےٰ اور حضرت عیسے کے جو معجزات ہے
سو سواے کلام کے تہی کہ جنہون نے دیکہے وے
جانتے ہین اور پہر کوئی سبیل اونکے اعجاز کے دریافت
کرنے کی بر سبیل معائنہ نہین باقی رہی بخلاف حضرت
سرور کائنات کے کہ اونسے اور اور معجزات بہی ہوے

اور کلام کا معجزہ اون سب پر علاوہ ہے کہ ابتک ماہرین
زبان عربی کے ہیلیے بقول خود پادریصاحب کے ادا سکنے
اعجاز کے دریافت کی راہ بر سبیل معائنہ باقی ہے اور
وہ ایسا معجزہ ہے کہ اونکے اعجاز پر گواہیان گذر چکین
اور کلام موسوی اور عیسوی یعنے توریت اور انجیل کے
معجزہ نہونے مین کچھہ گفتگو ہی نہین ہے پس از راہ انصاف
فرمایئے کہ ترجیح کسکے اعجاز کے ثبوت کو ہوئی **قولہ**
صفحہ ۲۰۶ فصل سیوم مبنی است بر کلمات چند در باب
اظہار معنی قران * اس فصل مین صفحہ ۲۱۳ کے
آخر کی سطر تک جو کچھہ لکھا ہے اوسکا خلاصہ خود ہی پادری صاحب
کے دو فقرون مین ہے فقرۂ اولی صفحہ ۲۰۸ قرآن از تعلیمات
و حکایات کتب عہد عتیق و جدید و ہم از احادیث یہودیان
و مسیحیان کہ در آن ایام بودہ اند و ہم از وقایع و عادات
عربیان و مجوسیان جمع گشتہ و تالیف شدہ است
* **جواب** اگر معاذ اللہ یہہ گمان فاسد قرآن شریف
کے نسبت کیا جاوے تو جو کچھہ انجیلون کے نسبت مین نے
بڑے عالم یہودی سے سنا ہے بالکل صحیح ہو جاویگا

اور اوسکے بطلان کی کوئی وجہ ہاتھہ نہ لگیگی یعنی کہ
در اناجیل دو گونہ سخن است یکے گفتہ ہای عیسے دوم گفتہ ہے
مولفین اناجیل پس بہ نسبت گفتہ ہاے عیسے معاذاللہ میگویم
کہ ازان ہیچ سخنے کہ نزد عقل سلیم مستحسن باشد چنین نیست
کہ پیش یہودیان یا مجوسیان یا یونانیان از پیشتر نبودہ است
پس انہمہ در اناجیل از تعلیمات یہودیان و مجوسیان و یونانیان
گفتہ شدہ است وانکہ پیش یہودیان و مجوسیان و یونانیان
نبودہ است ان محض نامستحسن است واما گفتہ مولفین
اناجیل پس ہمہ روایات معاذاللہ ہمچو داستان امیر حمزہ
وافسانہ چار درویش وہفت سیر حاتم بربستہ شدہ است
ہیچ وجہ ثبوتش نزد کسیے نیست فقط پس جو جواب عقلی اسکا
سنیے وہی بلکہ تو بیتر اوس سیے پادریصاحب یے اوس
فقریے کا ہے عقل و دانش کی بات یہہ ہے کہ اسطرح
کی باتین اہل الحاد اور زندقہ کو کرنا پہونچتا ہے نہ کہ معتقدین
بعض انبیا کو کہ وہ اولٹ کر اونہی پر پڑتی ہے اور الحاد
اور زندقہ والون سے یہان گفتگو نہین ہے ورنہ بحول
اللہ وقوتہ بتصدق فرق مبارک غلامان مصطفوی کے

ملحدین اور زنادقہ کے لیئے بھی ہمارے پاس ایسا جواب
ہے کہ جب تک وے واقع مین سوفسطائی نہو جائین
تب تک اونکو دم مارنے کی جگہہ نرہے اور سوفسطائی
واقعی یعنے وے لوگ جنکے مدرکہ سے واقع مین انتیازات
اذعانیہ جزئیہ ساقط ہوگئے ہین اور اُنہین نفس الامر
مین کسی بات کی تمیز نہین باقی رہی غیر مکلف ہین اونسیے
شارع کا خطاب نہین ہے **فقرہ** ثانیہ صفحہ ۱۱۳ باوجودی
کہ در قرآن چند سخنان مطالب راست و استخراج شدہ
از کتب مقدسہ مسطور اند باز تعلیم ان با اکثر مطالب و
تعلیمات انجیل بالمرہ مخالف وضد است وہمین دلیل عمدہ
است کہ قرآن کلام خدا نیست * **جواب** ایسہی مجوسی
اور یہودی کہتے ہین کہ باوجودی کہ در انجیل چند سخنان
مطالب راست و استخراج شدہ از کلام انبیاے پیشین
مسطور اند باز تعلیم ان با اکثر مطالب و تعلیمات انبیاے
پیشین کہ مثلاً در دساتیر مجوسیان یا توریت یہودیان
مذکور است بالمرہ مخالف وضد است وہمین دلیل عمدہ است
کہ انجیل کلام خدا نیست فقط جو جواب اسکا ہی ویسا ہے

جواب ہمارے طرفسے سمجھ لیجیے قولہ صفحہ ۲۱۴ ولائق
چند ذکر خواہم نمود کہ از انہم یقین کلی گردد کہ قران کلام
خدا نیست اولاً اینکہ الی قولہ قران تقاضا و تمناے روح
آدمی را رفع نمیسازد * تقاضاے روح کے معنی جو پادری صاحب نے
اپنی کتاب کے دیباچے مین اور اجمالاً یہان بیان کیے اوسمین اکثر باتین
ایسی ہین کہ سمجھ مین آتی ہین مگر بعضے جملونسے پہر اوسمین شک پڑتا ہے
لہذا مین بطور کلیہ کے اوسکا جواب دیتا ہون کیونکہ پادری صاحب کی
ساری عبارت کے نقل کرنے اور اوسکے ہر ایک لفظ سے بحث کرنے
مین کتاب بیفائدہ محض بڑہتی ہے **جواب** تقاضاے
روح کی رفع کرنے والی باتین بہی دو قسم کی معلوم
ہوتی ہین ایک اعتقادیات کی اور دوسری عملیات کی
کی سو اعتقادیات کے باب مین حضرت معبود جل و علی کے
صفات اور افعال ایسے کہ جنہین عقل مستحسن جانے اور
روح انسانی کی تکمیل منحصر ہو اونہین کے جاننے پر مین
سچ کہتا ہون کہ حضرت قرآن شریف مین آیتین ہین کہ
ساری بیبل اونکے سامنے کچھ حقیقت نہین رکھتی اور
عملیات کے دو قسم ہین ایک اخلاق مثلاً توکل اور صبر اور زہد

اور حلم اور تواضع اور قناعت اور اخلاص اور رحم و کرم
اور ایثار اور تہذیب افعال اسطرح کی باتین قرآن شریف
مین اتنی ہین کہ بنسبت الفاظ انجیل کے اضعاف مضاعف
ہونگی اور بہ نسبت معنون کے تو ساری بیبل سے
زیادہ اور دوسرے افعال جوارح تو اونمین بڑا عمدہ کام
خدا کی یاد اور اوسکی راہ سکہانا اور اوسکے نام پر مال
خرچ کرنا سو قرآن مین اوسکی اتنی تاکیدین ہین کہ انجیلون مین
اوسکا عُشر عشیر بہی نہین چہ جا کہ توریت مین کہ اوسمین
تو کچہہ بہی نہین مگر اصل بات یہہ ہے کہ اخلاق اور افعال
مذکورہ کے حُسن مین کسیکا اختلاف نہین تہا اور بہت بڑا
اختلاف جو تہا سو صرف توحید الٰہی اور شناعت بت پرستی مین اوسکے
خلاف اختیار کرنے کے تہا کہ سارے جہان والے الاماشاء اللہ
اوسکے خلاف تہی لہذا بڑا عمدہ مطلب قران شریف
مین اول سے آخر تک بار بار پہیر پہیر کر یہی بیان کیا بس اگر
پادریصاحب از راہ ناواقفیت اسکی انکار کرتے تو مین قران
کی آیتین اسبات مین بہت سی نقل کرتا مگر ظاہرا وے
صرف عناداً اس سے انکار کرتے ہین اسلیے اونکا جواب

اسطور پر دیا جاتا ہے کہ اگر رافع تقاضاے روح وہی
باتین ہین جو مینے لکہین تو قرآن ایسی باتون سے مالا مال
ہے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ
اور اگر تقاضاے روح رفع کرنے والا وہ امر ہے
جو صرف نصرانیون کے نزدیک مستحسن ہے تو قرآن مین
اوسکے نہونے سے کچہ قباحت عقلی نہین لازم آتی
کیونکہ ایسی بات ہر ملت والا کہہ سکتا ہے مثلاً مجوسی
کہے کہ جانور کا ذبح کرنا اپنے کہانے کے لیے خلاف
تقاضاے روح ہے پس توریت و انجیل مین چونکہ یہ
مندرج ہے لہذا وہ کلام خدا کا نہین ہے اسیطرح اتباع
ارسطو کہین کہ شرک اور بت پرستی پر بے دعوت
کیے ہوے اور بدون اتمام تفہیم کے مار ڈالنا کسیکا
اور اوس مار ڈالنے کو درست جاننا اور بجا سمجہنا خلاف
تقاضاے روح ہے معہذا توریت مین اوسکا حکم لکہا اور
انجیل مین اوسکو درست اور بجا سمجہا ہے اسلیے کوئی
اون مین سے کلام خدا نہین ہو سکتا پس جو جواب اسکا
ہے ویسا ہی ہمارے طرف سے بہی ہے القصہ پادری صاحب نے

ادلا سے لگا کر تا آخر صفحہ ۴۲۶ جو کچھ لکھا ہے سو صرف
اپنا عندیہ لکھا ہے کچھہ اوسکی دلیل نہین لکھی پس اوسکا
نقل کرنا بیفائدہ ہے یہی جواب کفایت کرتا ہے کہ مخالفت
ملت عیسائیہ کے خلاف جو قران مین ہے تو بجا ہے اور
پادریصاحب کا اعتراض بیجا ہے اور اسکے سوا کوئی
بات عقلًا اچھی نہین ہے جسکا اجمالًا یا تفصیلًا قرآن مین
ذکر نہوا اور اوسکی نفی محض غلط ہے **قوله** صفحہ ۴۲۷ بسبب
اینکه محمد صلعم از جنس بنی نوع بشر است سهو و گناه در وی یافت
میشود پس دریصورت خود او نیز بشفاعت رهاننده محتاج
است درینحال چگونه ممکن میشود که چنین شخص وسیله و سبب
شفاعت دیگران باشد و در قران باشکارا گفته شده که محمد صلعم
صاحب گناه بوده است بطریقیکه در سورة المومن مذکور است
واستغفر لذنبک الی قوله و در سورة القتال است
واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات الی قوله و در
سورة الفتح نوشته شده است لیغفر لک ما تقدم من
ذنبک وما تاخر الی ان قال در حصن حصین در فصل صلواة
مذکور است که محمد صلعم بگناه خود اقرار نمود فاغفر لی ما

ما قدمت و ما آخرت الحدیث * یہان کئی باتین قابل بحث
کے ہین پہلی بات پادریصاحب کا اصل مطلب اس گفتگو
کا تا آخر صفحہ ۲۰۳ یہہ ہے کہ امت کا کوئی شفاعت کرنے
والا چاہیے اور ضرور ہے کہ شفاعت کرنے والا خود گنہگار
نہو ورنہ وہ خود ہی محتاج شفاعت کا ہوگا اور حضرت
خاتم النبیین سے صدور گناہ ثابت ہے تو وہ قابل شفاعت
نہین ہوسکتے پس اسکا جواب بطور سابق کے یہہ ہے
کہ آیا یہہ سب باتین برہان عقلی کے رو سے ثابت ہین
یا نہین اگر برہان کے رو سے ثابت ہین تو وہ برہان نقلی
کہیجیے تا دیکھا جاے کہ اوسکے مقدمات صحیح اور درست
ہین یا نہین اور اگر برہان عقلی کے رو سے نہین ثابت
ہین بلکہ صرف پادریصاحب کا عندیہ ہے تو ہم پر حجت
نہین ہوسکتا اور برہان عقلی کے رو سے جیسا واجب الوجود
ہونا تین شخص کا اور مجسم اور ملعون ہوکر تین دن دوزخ
مین رہنا اوسکا بندون کے شفاعت کے لیے محال ہے
ویسا یہہ محال نہین ہے کہ ایک آدمی سبکا شفیع ہو اور
اوس ایک کے گناہ الله اپنی عنایت سے آپ بلا شفاعت

دوسرے سے کے بخشش دیوے پس بالفرض اگر عقلاً بھی یہہ
تسلیم کیا جاوے کہ امت سے کے شفاعت کے لیے کوئی شخص
درکار ہے اور فرض کیا جاوے کہ معاذ اللہ پیغمبر خدا ہوافق
عندیہ پادریصاحب کے گنہگار ہوئے تو بھی کوئی دلیل
عقلی اسبات کے امتناع پر قائم نہیں ہو سکتی کہ اونکے
گناہ خدا نے بلا شفاعت کسیکے بخشش دیے اور باقی
سبکے لیے اونکو شفیع مقرر کیا دوسری بات ہمارے
پیغمبر خدا کو پادریصاحب لکھتے ہین کہ بنی نوع بشر سے
تھے اور یہہ نہین دیکھتے کہ حضرت عیسے نے اپنی تئین انجیل
مین بیسیون جگہہ ابن آدم کہا ہے پس آدمیت کی جہت
سے جو قباحت عقلاً یا نقلاً لازم آتی ہے وہ قباحت بعینہا
حضرت عیسے کے لیے بھی ثابت ہوگی اور اگر یہہ کہیے
کہ حضرت عیسے نے اپنی تئین خدا بھی کہا ہے تو اونکی
تکذیب کے لیے ہمین کچھہ اور درکار نہین اور اونکے
ماننے سے از روی عقل کے جسپر مدار ہے تکلیف کا
ہم سبکدوش ہوے اور حضرت موسے پہلے ہی سے
کہہ گئے ہین کہ جو حادث معبود کہے اوسے نہ مانو اگرچہ ترچے

معجزے دکہلایئے تیسری بات عیسائیون کے نزدیک حضرت
عیسے تو خدا ہین اور وہی بندون کے آپ ہی نجات دینے
والے ہین پس کوئی گنہگار محتاج شفاعت کرنے والیکا
نہ ٹہرا چہ جاکہ موجبہ کلیہ صحیح ہو کہ ہر گنہگار شفاعت کرنے
والے کا محتاج ہے یہہ قاعدہ کلیہ پادریصاحب کا اونکے
اصل الاصول دین کو جہوٹہا ٹہراتا ہے نہ یہہ کہ اس قاعدے
سے اور کسیکو الزام ہو چوتہی بات سہو اور نسیان مین
عقلاً کچہہ گناہ نہین ہے تاکہ منافی منصب شفاعت ہو ہان
اگر نبوۃ کی بات مین سہو ہو اور اوسکا تدارک معاً نہ کیا گیا
ہو تو البتہ نقصان بعض احکام کا لازم آویگا نہ یہہ کہ لیاقت
شفاعت کی نہ رہے اور زری انصاف کیجیے کہ کہان سہو
اور کہان عمداً احکام الہیہ کو ضایع کرنا چنانکہ کتاب خروج کے
باب سی و دوم کے درس نوزدہم مین لکہا ہے کہ حضرت
موسے نے مارے غصے کے الواح خداوندی سنگی سب
پہینک دیے کہ وہ چور چور ہو گئے یہان تک کہ دوسری
بار اللہ صاحب نے پہر اور تختیان لکہہ کر دین پانچوین بات
گناہ مین قباحت وہین تک ہے کہ آقا اوسپر عتاب کرے

ور اگر محض اپنی عنایت سے جسکی وجہ ہمکو نہ معلوم ہو
اوس گناہ کو کان لم یکن تصور کرے اور عتاب کے
عوض کسی جہت سے کہ منافی قاعدۂ عدالت نہو رحمت
وشفقت خطاب کرے چنانکہ خود پادری صاحب نے
سورۃ الفتح سے انحضرت کے حق مین نقل کیا لیغفر لک
ما تقدم من ذنبک وما تاخر تو عقلا کوئی قباحت اوس
گناہ مین نرہی بخلاف حضرت موسے کے کہ اہل کتاب
کے نزدیک باعتبار بشریت افضل الانبیا والمرسلین
ہین معہذا کتاب خروج کے چوتہے باب مین دسوین
درس سے تیرہوین درس تک لکہا ہے کہ حضرت
موسے نے بروقت صدور حکم خداوندی فرعون کے
پاس جانے سے انکار کیا اوسپر خدا نے فرمایا کہ
مین تیرے ساتہہ ہون موسے کو اوسپر ہی اطمینان
نہوا اور پہر دوبارہ امتثال حکم خداوندی سے انکار
کیا پس اسپر چودہوین درس مین لکہا ہے نسخہ ۱۶۲۵
فاشتد غضب الرب علے موسے نسخہ ۱۸۲۵ یہوداہ کا غصہ
موسے پر بہڑکا چہٹہین بات پادری صاحب کو گناہ کے نسبت

کچهه اعتراض نهین پهونچتا اسلیے که اونکے اصول مین انبیا کے
لیے عصمت کا هونا شرط نهین هے چنانکه حضرت نوح اور حضرت لوط
اور حضرت هارون اور حضرت داود اور حضرت سلیمان
کے نسبت جو واهي روائتین توریت مین تشریح وار
ملائي گئي هین اوسي سے ظاهر هے اور خود هر ایک عیسائي
کو اقرار هے اور اگر کوئي عیسائي کهے که یهه بات اگرچه
عیسائیون کے خلاف نهي هے مگر مسلمانون کے اصول کے
تو خلاف هے یعنے صدور گناه کا نبي سے عصمت کے
منافي مسلمانون کے یهان تو هے سو اسکا جواب یهه هے
که جسطرح عصمت کي اصطلاح تمارے یهان هے اوسیطرح
گناه کي اصطلاح بهي ماننا چاهیے وه یهه که گناه همارے یهان
اوس کا نام نهین هے که حسب اقتضاي نوع بشري او اسکے
اصلاح کے لیے جو مقرر هو اوسکے خلاف کرنا بلکه ایک
طرح کا گناه وه بهي کهلاتا هے جیسا مشهور هے حسنات الابرار
سیئات المقربین اور مشهور هے وجودک ذنب یعنے
تعین شخصي بهي اطلاق کمالات کے منافي هے تو اوسکے
معاف هونے کے یهه معنے هین که خدا مین فنا هو جانا جسطرح

مطلوب ہے وہ شخص مغفور مین حاصل ہے آور ہمارے
یہان استغفار اور مغفرت سے یہہ بہی معنے ہین کہ گناہ
مرتبہ امکان مین چہپا رہے اور ظہور مین نہ آنے پاوے
اسلیے کہ غفران کے معنے ڈہاپنا پس جسطرح گناہ پر سزا
نہ دینے مین اوسکا ڈہاپنا ٹہرتا ہے اسیطرح اصل مرتبہ
امکانی سے ظہور مین نہ انے دینا بہی اوسکا ڈہاپنا ہے
بلکہ عندالغور دوسری صورت مین ڈہاپنے کے معنے بہت
درست بیٹہتے ہین بہ نسبت پہلی صورت کے کہ وہان بخش
دینے کو جو ڈہاپنا کہا تو گویا مجازاً کہا اسلیے کہ جب گناہ
ظہور مین آیا تو حقیقۃً ڈہپنا اوسکا نہوا اور ہمارے یہان
ایک طرح کی استغفار یہہ بہی ہوتی ہے جیسے سعدی نے
فرمایا ؎ عاصیان از گناہ توبہ کنند ؛ عارفان از عبادت
استغفار بالجملہ ہمارے یہان جو عصمت انبیا کے لیے ضرور
ٹہرتی ہے تو صرف پہلے قسم کے گناہون سے ہے اور
اس قسم کے گناہون سے نہین ہے جنہین کہا کہ حسنات
الابرار سیئات المقربین اور کہا کہ وجودک ذنب اور
غفرالله ذنوب فلان کے صرف یہی معنے نہین ہین کہ گناہ

کا ظہور ہوا بعد اوسکے سمزا سے درگذر کیا گیا بلکہ یہہ
بہی معنے ہین کہ خداوند تعالے سے فلانے کے گناہ
ڈہانپ دیے سے یعنے مرتبہ امکان سے مرتبہ ظہور مین
نہین آسیے اور اللہم اغفرلی ذنوبی سے بہی معنے نہین
ہین کہ مجہسے گناہ ہوے ہین بلکہ یہہ بہی کہ تیری عبادت
جیسے چاہیے ویسے مجہسے نہین ہوسکتی اسکو بخش دے
اور یہہ بہی معنے ہین اے خداوند میرے نسبت
جن گناہونکا امکان ہے اونہین وہین ڈہنپا رکہہ مرتبہ
ظہور مین نہ آنے دی القصہ پادریصاحب کو اپنے
اصول کے موافق گناہون پر اعتراض نہین پہونچتا
اور نہ ہمارے اصول کے موافق ہر طرح کا گناہ منافی
عصمت نہین ہوسکتا اور نہ غفران اور استغفار سے
گناہ کا تحقق مرتبہ ظہور مین لازم آتا ہے چہ جاکہ منافی
منصب شفاعت کے ہو سا توین بات بڑی بات
پادریون کے الزام کے لیے واجب التعرض یہی ہے
کہ آیا عقلاً اور نقلاً یہہ بہتر ہے کہ اگرچہ کوئی گناہ اپنی
استطاعت بشری کے موافق ظہور مین نہ آیا ہو مگر

تواضعاً اقرار کرنا اور اوسکی مغفرت مانگنا اور اوسکے ظہور
نہونے کو یون تعبیر کرنا کہ خداوند تعالے نے مجھے بخش
دیا ہے تا مرتبہ اقرار عبدیت کا بہی ثابت ہو اور عصمت بہی
یا یہہ بہتر ہے کہ پہلے جیسے گناہ کرنا اور مطلق اقرار گنہگار ہونیکا
نکرنا بلکہ اولٹا کہنا کہ مین تم سبکا خدا ہون گناہ کا مین خود
مالک ہون جیسا انجیلون سے بہ نسبت حضرت عیسے کے
نکلتا ہے اور یہودی لوگ اوسکو دست آویز کیا کرتے
ہین از انجملہ پہلی انجیل کے تیسرے باب سے ظاہر ہے
کہ حضرت عیسے شیطان کے کہنے سے ویسے حرکتین
جیسے کچہ فائدہ اونکے بندون کے لیے تہا کرتے رہے
حالانکہ آسمان والے خدا کے پاس سے کبوتر کی صورت
کا خدا اوسی تیسرے خدا پر اوترچکا تہا از انجملہ اوسی انجیل
کے بارہوین باب کے ورس ۴۶ سے ۵۰ تک
جو لکہا ہے اوس سے ظاہر ہے کہ حضرت مریم نے
دروازے پر کہڑے ہو کر حضرت عیسے کو بولایا اور وے
نہ گئے اور اپنے یارون کو ما پر ترجیح دی اور ما سے
اوسوقت بے اعتنائی محض کی حالانکہ منجملہ احکام عشرہ

ابدیۃ الوجوب اکرام والدہ بہی ہے ازانجملہ اوسی انجیل
کے اٹہوین باب کے درس بستم مین ہے کہ یسوع نے
کہا کہ لومڑیون کے لیے گہر ہین اور پرندون کے لیے
بسیرے ہین پر میرے لیے کہین سر رکہنے کی جگہہ نہین
ہے * دیکہو یہہ شاعرانہ مبالغہ ہے اور صریح دنیا
کی تنگی سے شکایت کرنا کہ اقبح ترین امور ہے یہان
سے ثابت ہوتا ہے ازانجملہ پہانسی پانے کے وقت
باوجودیکہ اپنی تئین خدا کہتے تہے عوام آدمیون کی
طرح پر گہبرا کر کہنے لگے کہ اے معبود میرے اے معبود
میرے مجہے تو نے کیون چہوڑ دیا پس اگر سچے خدا تہے
تو اونکا معبود اور کون ہوگا اور اگر سچے پیغمبر تہے تو
شہادت کے وقت جو کمال مقبولیت کا وقت ہے
اپنی تئین متروک الہی کیون کہا ازانجملہ اپنے حق مین
ایسے جملے کہے کہ جس سے بسبب نادانی کے ایک عالم
گمراہ ہوگیا اور اونکو خدا سمجہنے لگا چنانکہ ہمارے یہان ثابت
ہے کہ صرف اسی جہت سے کہ تمام عیسائی اونکو خدا
سمجہنے لگے حضرت عیسے کے ہاتہون سے فتح باب شفاعت

نہین ہوگا فقط جس بات کو انکا پتا نہین ہے انجیل سے اسمقام پر
نہین لکھا ہے اسی کتاب کے اور مقامون سے مل
سکتا ہے آپ دیکھیے کہ حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے ایسے کسی گناہ کا صادر ہونا کسی روایت
مین نہین مذکور ہے اور حضرت عیسے کے اون گناہون
کا معاذ اللہ انجیل مین ذکر ہے **قولہ** صفحہ ۳۰۴ ثانیاً دلیل
وعلامت دیگر کہ قرآن از جانب خدا نیست مطالب ناشایستہ
است کہ در وی قوم یافتہ اند بطریقے کہ برحمت ومحبت
وتقدس وعدالت خداوندی لایق ومطابق نیستند
از قبیل حکایت بہشت * یہان سے صفحہ ۳۰۴ کے
چھٹھین سطر تک قرآن کی بعضے آیتین جنمین نعمای بہشتی
مانند حور وغلمان اور زنان دوشیزہ اور شراب اور
کباب کا ذکر ہے لکھکر پادریصاحب لکھتے ہین **قولہ**
کہ چنین کلمات را کلام خدا گفتن لایق نیست زیرا کہ در جنب
علم وتقدس خداوندی این قبیل مضامین ومعانی لیاقت
ومناسبت ندارد * ایسا اعتراض پادریصاحب کو
نہین پہونچتا اسلیے کہ اونکا اصل دین وایمان اگر یہہ

ٹہرا ہے کہ خدا مریم کے رحم مین جنین بنکر خون حیض کا
کئی مہینے تک کہاتا رہا اور علقہ سے مضغہ بنا اور مضغے
سے گوشت اور اسمین ہڈیان بنین بعد اوسکے مخرج
معلوم سے نکلا اور بڑہتا ہوتا رہا یہان تک کہ جوان ہوکر
اپنے بندے یحیی کا مرید ہوا اور آخر کار ملعون ہوکر تین دن
دوزخ مین رہا اور یعقوب سے کشتی لڑنے مین بدون
اسکے کہ یعقوب کے پانون کی نس چڑہا دی اوسے مغلوب
نکرسکا اور اسحق کی دعا جو عیص کے حق مین تہی یعقوب کی
جعلسازی سے یعقوب کے حق مین سمجہا اور آدمیونکو
بناکر پشیمان ہوا اور گوسالہ اور بت پرستون اور زناکارون
اور ولد الحرام لوگونکو معاذ اللہ شفیع امت اور نبی بنایا
* لوگو خدا کے لئے انصاف کرو کہ اتنی باتون مین کسی
بات سے خدا کی قدوسیت مین فرق نہین آتا اور جو صرف
کواعب اور غلمان اور شراب و کباب کے بہشت مین
ہونیکا ذکر کیا تو اوسکی قدوسیت مین بٹا لگا اور جواب
تحقیقی اسکا یہہ ہے کہ پادریصاحب غلط کہتے ہین حور و
غلمان اور شراب و کباب کے بہشت مین دینے سے

خدا مین کچهه نقصان نهین لازم آتا هی جو لوگ خدا کے لیے
اپنی تئین فنا کرتے هین اونکے لیے آخرت مین جو مزیداریان
هون سو تهوڑی هین پادریصاحب کو جبتک اوسکا
ایمان نهین هوگا نهین ملین گی خاطر جمع رکهین **قوله** صفحه ۴۴۴
در روح آدمی که جهت تعبد ابدی خلق شده است ولذت
وعیش روحانی رامیخواهد درچنین لذات وعیش نفسانی چه
طریق ساکت وخوشحال می تواند گردید * اسکے دو جواب
هین اول یهه که یهه سب باتین یعنے بهشت مین لذائذ جسمانی
کا هونا اگر ممتنع عقلی هے تو اوسکی دلیل بیان کرنا اور تثلیث
وغیره امور باطله مذکوره سے توبه کرنا چاهیے اسلیے که عقلاً
وے باتین باطل هین اور اگر اس جهت سے اون لذائذ
کی انکار هے که انجیل مین مفسراً مذکور نهین هے تو چاهیے که
موسے کی کتاب سے بهی انکار کیا جاے اسلیے که اوسمین
کهین قیامت اور بهشت اور دوزخ کا ذکر نهین اور انجیل مین
هے مین جانتا هون که بطلیموس کی مداهنت کی راه سے
که وه منجمله مستفیدان ارسطو تها یهودیون نے قیامت وغیره
کے ذکر کو توریت سے نکال ڈالا کیونکه ارسطو کے لوگ

معاد جسمانی سے منکر تھے اور اگلے نسخے گم ہو گئے
اور پچھلے نسخے پھیل پڑے دوسرا جواب یہہ عجیب بات ہے
کہ توریت کے احکام ظاہریہ دنیا مین مبدل بہ باطن ہو جائین
اور لذائذ جسمانی آخرت مین عین لذائذ روحانی ہونے پاوین
نہین معلوم یہہ کس عقل کا مقتضا ہے اور دیکھیے کہ پہلی انجیل
کے نوین باب کے چودہوین اور پندرہوین ورس سے ظاہر ہے
کہ جب حضرت یحیی کے شاگردون نے حضرت عیسے کے
سامنے اونکے حواریون پر روزہ نہ رکہنے کا اعتراض کیا
تو حضرت عیسے نے جواب دیا نسخہ ۳۹ ۱۱۱ کیا براتی جب تک
دولہا اونکے ساتھہ ہے غم کا روزہ رکھہ سکتے ہین لیکن
وے جب دولہا اونسے جدا ہوگا تب وہ روزہ رکہین گے
* دیکھیے کہ جو حواری حضرت عیسے کے بسبب صحبت عیسوی
کے احکام روح کے مغلوب ہو رہے تھے تو اونکے لیے
بے ریاضتی یعنے ہمیشہ کہاتے پیتے رہنا اور کبھی روزہ
نہ رکہنا کچھہ مضر نہوا اسیطرح سمجھہ لیجیے کہ بہشت مین جو حقیقی
دولہا کے جدا ہونے کا کسیطرح کا احتمال ہی نہین اگر لذائذ
جسمانی سے لوگ بے بہرہ نہین تو کیا مستبعد ہے اور

کس دلیل سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جسطرح دنیا مین انہماک لذائذ
جسمانی سے لذائذ روحانی مین خلل آتا ہے اوسیطرح عاقبت
مین بہی لذائذ جسمانی اور لذائذ روحانی مین کشاکشی اور تنازع
ہوگا بلکہ عقلاً جائز اور نقلاً واجب التسلیم ہے کہ وہان لذائذ
روحانی اور لذائذ جسمانی دونون اکہٹی ہو جائین اور ہرگز
کسیطرح کی کشاکشی اور نزاع اونمین باقی نرہے اور جسطرح
کمال لذت جسمانی ہو اوسیطرح عین اوسی لذت مین وہ کیفیت
جو دنیا مین بڑے بڑے عارفون کو کمال ترقی کے وقت حاصل
ہوتی ہے باحسن وجہ حاصل ہو بلکہ اوس سے بمراتب زیادہ
چنانکہ حضرت عیسے باوجودیکہ ہمہ تن روح تہے معہذا انجیل اول
کے باب یازدہم کے درس نوزدہم مین لکہا ہے کہ بڑے
کہاؤ اور بڑے شرابی تہے اور خود بہی اسبات کا اقرار کرتے
تہے پس ہرگاہ اس عالم مین کہاؤ اور شرابی ہونا
مضر نہو تو اوس عالم مین جو احکام روحانی سراسر غالب
ہونگے زری بہی مضرت لذائذ جسمانی سے متصور نہین
ہوسکتی اور تکالیف شرعیہ تو صرف اسی دار العمل مین ہین
اور عاقبت تو دار الجزا ہے اگر وہان اعمال حسنہ کے صلے نملین

تو عدالت الٰهي مین نقصان لازم آتا هے اور اوسکے
صفات کرم اور رحم اور مغفرت سے ناقص ٹهرتے هین
پس جب تک کوئي برهان عقلي لذائذ جسماني معاد کے امتناع پر نه قائم
هووے تب تک پادریصاحب کا عندیه قابل التفات کے نهین
هے اور اوسي انجیل کے باب بست و دوم کے درس
سیوم سے سیزدهم تک جو لکها هے اوس سے ظاهر هے
که نوشا کے ساته شادي کے گهر مین شادي کے کپڑے
پهننے چاهیے اور جو کوئي ماتم کے کپڑے پهنے سو جهنمي هے
پس بهشت وهي مقام دولها کے ساته رهنے کا هے
اور ماتمي کپڑے پهننے کي وهي جگه هے جهان رهنا اور دانت
پیسنا هے آور بعد اسکے صفحه ۴۴۴ کے نوین سطر سے
صفحه ۴۴۶ کے دوسري سطر تک کئي آیتین جهاد کے احکام
اور کئي آیتین تقدیر کے بیان کي لکهه کر پادریصاحب لکهتے هین
قوله صفحه ۴۴۷ پس یقین و آشکارا است که کتابے که چنین
آیات دران مسطور گشته کلام خدا نیست * خلاصه مطلب
پادریصاحب کا اس مقام پر یهه هے که جهاد کے رد سے
یهه لازم آیا که آدمي کچهه نیک و بد کے سمجهنے کي فرصت نه پاوے

مار ڈالا جاے خواہ مسلمان ہو اور تقدیر کے مسئلے سے
یہہ لازم آیا کہ خدا خود ہی بری باتین کرواتا ہے اور ازل سے
بعضون کو جہنمی بنا رکھا ہے پس دونون صورتون مین آدمی
کی خود مختاری اور حریت باطل ہوئی سو ایسی بات خدا کے
کلام مین نہین ہوتی ہے **جواب** اول ایسی باتکا خدا کے
کلام مین ہونا آیا عقلاً باطل ہے یا نہین اگر عقلاً نہین باطل ہے
تو اعتراض بیجا ہے اور اگر عقلاً باطل ہے تو اسکے لیے برہان
لانا اور اون امور باطلہ سے جنکو بیبل سے جسنے نقل کیا
اور تمہارے عقیدون مین داخل ہین توبہ کرنا چاہیے **جواب**
ثانی کافرون کو کفر پر جھٹ پٹ مار ڈالنا اور پہلے افہام اور
تفہیم نکرنا اور سمجھنے بوجھنے کی فرصت ندینا ہمارے دین مین نہین
داخل ہے اور نہ قران سے نکلتا ہے مگر توریت مین البتہ ہے
سو اسکی بحث تفصیل وار اسی رسالے کے جواب کے آخر مین
آئی ہے اور تقدیر کے مسئلے کی بحث اور اوسکا ثبوت بیبل
سے دوسرے رسالے کے جواب مین مفصل بیان کیا
گیا ہے **قولہ** صفحہ ۴۴۸ و ۴۴۹ مخفی نماند کہ در قران چنین آیات
نیز یافت میشود کہ مضمون آن بخلاف مضامین آیات مذکورہ یعنی

آیات جہاد آمدہ ازین قرار کہ در راہ دین اکراہ و ظلم و ستم
نمایند و بان کسانیکہ از دین اسلام باز گشت نمایند رحمت
ندہند چنانکہ توضیح ایمعنی درین آیات بیان گردیدہ است
مثلاً در سورہ بقر است ہو العلی العظیم لا اکراہ فی الدین*
یہان پادریصاحب نے دو طرح کی تحریف کی اول یہہ کہ قرآن
مین کہین مذکور نہین ہے کہ جو کوئی مسلمان ہو کر مرتد ہو جاے
اوس سے تعرض نکرو اور دوسری یہہ کہ ہو العلی العظیم
کا جملہ مابعد سے کچھہ تعلق نہین رکہتا بلکہ اوپر سے متعلق ہے
سو اوپر کی آیت چہوڑ کر مابعد کے جملے سے ملا کر لکہنا اونکی
غلطی ہے ایسہی تحریف جیبل کے ترجمون مین بہت ہے
بالجملہ آیت موصوفہ اور اور دو تین آیتین جو صفحہ ۹۴ کے
گیارہوین سطر تک لکہی ہین وے ہرگز آیات جہاد کے ضد
نہین ہین پادریصاحب کی سوء فہمی ہے جو اونہین ضد سمجہتے
ہین اسکا بیان بہی وہین جہاد کی بحث مین آویگا قولہ در قرآن
بضد آیات مزبورہ یعنے آیات تقدیر چنان آیات نیز مرقوم
اند کہ در انہا بہ بے ایمانان جنین تکلیف شدہ و بیان گردیدہ کہ
اگر بقران ایمان نیاورند اصحاب جحیم خواہند شد چنانچہ بنابر

مضمون ہمچو آیات اختیار قبول یا رد کردن تکلیف ایمان در انسان
باقی است * اسکا جواب اوسی تقدیر کے بحث مین آویگا خلاصہ
یہہ کہ اجرای احکام تشریعی اور امضای امور تقدیری مین عقلا
کچھ منافاۃ نہین ہے اور اگر بالفرض ہے تو بہ نسبت عہد عتیق
اور عہد جدید کے بہی بعینہ یہی اعتراض وارد ہوتا ہے
جو جواب وہان ہوگا وہی یہان بہی سمجھ لیجیے **قولہ** ہرچند
کہ در اکثر آیات قران مسطور است کہ عیسے مسیح محض بشر و بندہ
و پیغمبر است لیکن بضد انہا بازدہ موضع قران بیان شدہ است
کہ مسیح از جنس بنی نوع بشر نیست بلکہ مرتبہ اش اعلی است چنانکہ
در سورۃ النسا بیان گردیدہ است انما المسیح عیسے ابن مریم
رسول اللہ وکلمتہ القیہا الی مریم وروح منہ * اس آیت سے
یہہ بات سمجھ کر تفسرا لکہنا کہ مسیح از جنس بشر نیست تحریف
کرنا کہلاتا ہے اہل کتاب سے توریت اور انجیل کے شرح وار
تالیف کرنے مین ایسہی تحریف بہت ہوئی اور اگر جنس بشر سے
ہونے کے لیے والدین کا ہونا ضرور ہے تو چاہیے کہ
حضرت عیسے مین آدمیون کے خواص نہوتے حالانکہ بالاتفاق
ثابت ہے کہ انہین اس حیثیت سے کہ حضرت مریم سے تولد

ہوے یہہ جہت خواص آدمی کے تہے اور اپنی تئین بیسیون جگہہ ابن آدم کہا ہے اور آخر کار پہانسی پاکر معاذ الله ملعون ہوے اور چاہیے کہ حضرت آدم آدم نہون اسلیے کہ نہ اونکا باپ آدمی تہا اور نہ ماں اونکی آدمی تہی بلکہ صرف مٹی سے خدا نے اونکو بنایا تہا اور حضرت عیسے کو خدا کا کلمہ کہا سو ویسیہی کہا جیسے قران شریف مین اور جگہہ مطلق روح انسانی کے حق مین فرمایا قل الروح من امر ربی یہہ ویسا ہی محاورہ ہے جیسا ہر زبان مین جاری ہے کہ جب کوئی چیز بلا سابقہ اسباب ظہور مین آتی ہے یا اوسکے آثار اشیاے محسوسہ و مدرکہ سے جدا گانہ ہوتے ہین تو بولتے ہین کہ یہہ صرف خدا کا حکم اور خدا کی قدرت ہے اور ہر عاقل جانتا ہے کہ اسکے معنے یہہ نہین ہوتے کہ وہ چیز صفت قدیمہ خدا کی ہے سو جبکہ مشرکین عرب اور یہود یون نے دیکہا کہ مسلمان لوگ بہی حضرت عیسے کے بن باپ پیدا ہونے کے قائل ہین تو اعتراض سے پیش آنے لگے کہ بہلا یہہ کیونکر ہوا اوسکے جواب مین کہا گیا کہ یہہ صرف حکم خدا ہے کہ حضرت مریم پر ڈالا گیا یعنے بنابر تکوّن جنین اوسکے محل مین حکم خداوندی یعنے

کُن پہونچا سو جنین اوسی حکم سے بن گیا اور مین کہتا ہون
کہ بالفرض اگر کوئی پیغمبر خدا سے پوچہتا کہ یہ مخلوقات کثیرہ
کیا چیزین ہین تو شاید یہی ارشاد ہوتا کہ کلمات اللہ ہین
چنانکہ فرمایا قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل
ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا پس اگر کلمۃ اللہ خدا ہو
تو چاہیے کہ غیر متناہی خدا ہو سکتے ہون اور روح منہ جو کہا
سو یہہ وہی لفظ ہے جو حضرت آدم کے نسبت کہا گیا کہ
نفخت فیہ من روحی جیسی روحی کے لفظ مین روح کی نسبت خدا نے
اپنی طرف کی ویسہی روح منہ مین بہی روح کی نسبت
جو مریم کے پیٹ مین ڈالی گئی اپنی طرف کی اور تکون جنین
کو ما کے پیٹ مین ہر محاورے مین بولتے ہین کہ ایک جان
اوسکے پیٹ مین خدا کے یہان سی آئی ہے یہہ محاورہ
اس بنا پر ہے کہ جب تک جنین ما کے پیٹ مین ہے تو
اوسکا جُز ہے سو جان پڑنے کی نسبت اوسی کے پیٹ
کے طرف کی جاتی ہے نہ جنین کے بدن کے طرف اور حضرت
آدم کا بدن جو بنا تو زمین سے اوپر اور علحدہ تہا کا لجز تہا
لہذا وہان روح کے ڈلنے کی نسبت اونکے بدن کے

طرف کی گئی بخلاف حضرت مریم سے کہ یہان وہ جنین تک
اونسے جدا نہین ہوا اونکا جز تہا لہذا اوس روح سے کی
کی نسبت مریم سے طرف کی گئی اور پیکر عیسوی سے طرف
نہ کی گئی اسلیے کہ وہ مستقل بالذات علیحدہ نتہی اور یہ ظا
کہ حضرت عیسے باعتبار بدن سے کسی کے نزدیک عین رو
نہین ہین اور اسکی نفی خود انجیل مین موجود ہے چنانکہ تیسر
انجیل سے باب بست وچہارم مین لکہا ہے نسخہ ۱۸۳۹ و
۳۶ جب وہ یہہ کہہ رہے تہے یسوع آپ اونکے درمیان
کہڑا ہوا تہا اور اوسنے اونہین کہا تم پر سلام ۳۷ وے
گہبرا کے ڈر گئے اور سمجہے کہ ہمین روح نظر آتی ہے ۳۸ اوسنے
انہین کہا تم کیون حیران ہوا اور کیون تمہارے دلون مین
اندیشے پیدا ہوتے ہین ۳۹ میرے ہاتہون کو اور میرے
پاؤن کو دیکہو کہ مین آپہی ہون مجہے ٹٹولو اور دریافت کرو
کہ روح مین گوشت اور ہڈی نہین ہوتی جیسا تم مجہمین دیکہتے
۴۰ یہہ کہکے اپنے ہاتہون اور پاؤن کو اونہین دکہلایا ۴۱
ہنوز وے خوشی سے یقین نہین لاتے تہے اور تعجب
کرتے تہے اوسنے اونسے پوچہا تمہارے پاس کچہہ کہانے

چیز یہان ہے ۴۲ انہون نے اوسے تہوڑی سی بہونی ہوئی
مچھلی اور شہد کا چھتا دیا ۴۳ اوسنے لیکر اونکے سامنے کہایا
* یہہ ماجرا ہے ظہور عیسوی کا بعد واقعہ صلیب کے لوگون
کے دلون مین جو شبہہ پڑا تہا کہ حضرت عیسے شہید ہو گئے
اسلیے آپنے خود باذن اللہ از روی کرامت اپنے خاص
حواریون پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ مین اوسی بدن عنصری سے
موجود ہون اور احکام عالم ناسوتی کے مجھمین باقی ہین یعنے
کہانا کہانا پس ذری انصاف کیجیے کہ یہہ وہی دلیل ہے
جو قران شریف مین بہ نسبت بطلان الوہیت مریم کے کہ بعض
فریق عیسائیون کے انہین بہی خدا جانتے تہے اور بہ نسبت
بطلان الوہیت عیسویہ کے معًا فرمائی ہے کانا یاکلان الطعام
یعنے وے دونون کہانا کہاتے تہے اور خدا کہانے سے
منزہ ہے سو یہان حضرت عیسے نے روح کی عینیت کی اپنے
سے نفی کی پس روح منہ سے یہہ نہ سمجہنا چاہیے کہ حضرت
عیسے خود ہی روح تہے بلکہ جو مرتبہ جنین کا جزو مادر کا مرتبہ ہے
ہذا روح کے ڈالنے کے نسبت اوسکی ماکے طرف کی گئی
نہ کہ جنین کے بدن کے طرف کہ ہنوز وہ علحدہ نتہا اور جب

روح سے حضرت عیسے کی مباینت ثابت ہوئی تو واجب الوجود
کہ روح سے بہی زیادہ تر وہ مجرد اور منزہ ہے اوسکی مباینت
حضرت عیسے سے کے تعین شخصی سے بطریق اولی ثابت ہوئی
بالجملہ حضرت عیسے جنس بنی نوع بشر سے باہر نہین ہو سکتے
اور یہی ہمارا مطلب ہے **قولہ** صفحہ ۳۳ م بلفظہ کہ در این آیت
بمسیح کلمہ خدا خطاب شدہ است انتقال یافتۂ انجیل است
* یہہ عجیب بات ہے کہ قران جہان کہین انجیل سے موافق ہے
تو وہ اوسمین متہم بسرقہ ہوا اور جہان کہین ناموافق ہو تو
وہ غلط گنا جاے یہہ تو اوسی شخص کو کہنا فی الجملہ پہونچتا ہے
جو ایکہی نبی کا قائل ہو ورنہ جو کوئی متعدد نبیون کا قائل ہوگا
تو یہہ قباحت بعینہا اوسکے طرف عائد ہوگی اسلیے کہ بحصر
عقلی دو حال سے خالی نہین دوسرا نبی یا اول سے موافق
ہوگا یا ناموافق پہلی صورتمین سرقے کی تہمت لگیگی اور
دوسری صورتمین غلطی کی تہمت ہوگی اسکا نام الحاد اور زندقہ
ہے کہ نبیون کے مقابلے مین صرف احتمالات وہمیہ پر چلنا
بعد اوسکے پادریصاحب نے جو صفحہ ۳۱ م سے آخر فصل
تک بطور دفع دخل مقدر کے لکہا اور اوسکا مطلب یہہ ہے

کہ مسلمان لوگ کبھی ایسے تعارضات اور قباحات سے کے جو قران کے معنون سے کے نبسبت ہمنے لکہے ہین دفع کرنے کے لیے نسخ کے قائل ہوتے ہین اور کبھی کہنے لگتے ہین کہ قران کے سات بطن ہین یعنے معنے در معنے بہت سے معنے ہین تو یہہ پادریصاحب نے ناحق تکلیف اوٹہائی اسلیے کہ جن آیتون کو وے متعارض سمجہے ہین اونمین تعارض ہی نہین ہے تا ہمکو ارتکاب نسخ کی حاجت پڑے چنانکہ تقدیر جہاد کی بحث مین معلوم ہوگا مگر البتہ بعضی جگہہ قران مین کہ سب ایکبارگی نہین نازل ہوا ہے بعضی جگہہ نسخ حکم سابق بہی ہے مگر جن آیتون کو پادریصاحب درباب جہاد یا مسئلہ تقدیر متعارض سمجہے ہین سو غلطی سمجہے ہین اور بطن اندر بطن کا مضمون جو ہے سو اسکے یہہ معنے نہین ہین کہ نصوص قرانیہ کے جو ظاہری معنے ہین اوسکے ضد اور متناقض باطنی معنے ہوتے ہین بلکہ ہمارے یہان اصول مین داخل ہے النصوص تحمل علی ظواہرہا بقید مراعت قاعدہ النصوص یفسر بعضہ بعضا اور باستعانت عقل خالص کے کہ اول مخاطب صحیح اور مایہ التکلیف وہی ہے نہ باتباع ہوای

نفس اور توہمات واہیہ سے کے اور نہ بطور غتر بود در لاتقربوا الصلوٰۃ
سے کے اور ہمنے خود بعضے عیسائیون سے سنا ہے کہ انجیل کے
معنون کی تہاہ نہین ملتی نت نئی بات نکلتی ہے **بالجملہ** نفس
الاعتراضات خود پادریصاحب نے بہ نسبت اعجاز قرانی اور
معانی قرآن سے کیے اونکا جواب ہو چکا اور بطادی سخن مین
جو کچھہ انہون نے اور لکہا وہ محض بیہودہ اور رد لکہنا بہی اونکا
فضول ہے **قولہ** فصل چہارم صفحہ ۴۳۶ در ذکر کلمات چند در
باب رفتار و صفات محمد صلی اللہ علیہ وسلم است * افسوس
پادریصاحب اس مقام مین اپنی عاقبت کی خرابی کی بنیاد اور مستحکم
کرتے ہین اور آفتاب پر خاک ڈالتے ہین جسطرح یہودی لوگ
کرتے ہین اور یہہ نہین سمجھتے کہ آفتاب پر جو کوئی خاک ڈالتا ہے
اوستک نہین پہونچتی ہے بلکہ اوسی خاک ڈالنے والے پر وہ
پڑتی ہے **قولہ** نہایت نظر بکلام واضح قرآن ہیچ معجزہ از
محمد صلعم صدور نیافتہ الی آخر ما قال تا سطر ۸ صفحہ ۴۳۹
اسکا جواب دوسری رسالے کے جواب مین جہان اسکی بحث ہے
لکہا گیا وہان دیکہہ لیجیے **قولہ** صفحہ ۴۳۹ سطر ۹ نہایت بعض
اوقات محمد یان آیہ سورۃ القمر را چنانکہ اقتربت الساعۃ وانشق

الخ الی قوله دلیل آورده میخواهند که از آیت مزبور معجزه محمد صلعم
ثابت کنند باوجودیکه از معنے خود آیت معلوم ویقین نمیگردد
که بمحمد نسبت داشته باشد بلکه موافق قاعده تفسیر صحیح معنے
آیت بروز قیامت منسوب است الی قوله قاضی بیضاوی وغیره
کلمات اقتربت الساعة بمعنی روز قیامت تفسیر نموده ونسبت داده
میگویند که یکے از علامات روز قیامت موافق مضمون این آیت
اینست که ماه شگافته خواهد شد * جواب اس آیت مین
پیغمبر خدا کے طرف نسبت کے تصریح ہونے اور نہونے کی
گفتگو مفصلاً استفسار پانزدہم مین ہے اعادہ اوسکا موجب
تطویل ہے اوسیے وہین دیکھہ لیجیے اور یہہ جو پادری صاحب
نے کہا کہ موافق قاعدے تفسیر کے یہہ خبر قیامت کی
معلوم ہوتی ہے سو محض غلط کہا اسلیے کہ اوسکے بعد والی
آیت یہہ ہے ان یروا آیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر یعنے نا الفاف
بے دینون کا یہہ حال ہے کہ اگر دیکھتے ہین کوئی معجزہ تو
کہتے ہین کہ یہہ تو جادو ہے کہ ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے
پس قاعدہ تفسیر کا مقتضی ہمارے مطلب کے صحت کو ہے
نہ کہ پادری صاحب کے اور بعد اسکے جو اس سورۃ مین

قیامت کا ذکر کیا تو اسیکے تمہید کے لیے اس معجزہ کو ذکر کیا ورنہ اسکے
ذکر کی کچہہ حاجت نہ تہی یعنے قیامت سے بے دین لوگ جو منکر
ہین تو اپنی انکار کی وجہون مین بعضے یہہ بہی کہتے ہین کہ
قیامت مستلزم ہے اجرام علویہ کی خرابی کی اور اجرام علویہ کا
خراب ہونا یعنے ٹوٹ پہوٹ جانا محال ہے پس قیامت
بہی محال ہے اسواسیطے شروع سورہ مین شق القمر کے
معجزے کا ذکر کیا یعنے استدلال اور استبعاد عقلی ماخوذ
ہوتا ہے بدیہیات سے اور جبکہ بداہۃ عقل گواہی دیتی ہے
کہ ٹوٹنا اجرام علویہ کا محال نہین ہے تو نظر اور فکر کی حاجت
درباب اوسکے استحالے اور عدم استحالے کے کیا رہی پس معنے
آیت کے یہہ ہین کہ دور اخر الزمان کا پہونچا اور قیامت پاس آلگی
اور چاند بہی پہٹ چکا یعنے وہ اصل فاسد امتناع خرق والتیام
اجرام علویہ کا بداہۃ عقل باطل ہو چکا اب اوسکے آنے مین دسیسے
شبہات واہیہ نکیا کرو اور یہہ جو پادری صاحب نے لکہا کہ
بیضاوی والے اور اور مفسرون نے اس آیت کو بمعنی سینشق القمر
لکہا ہے یعنے آگے چل کر چاند پہٹیگا سو پادری صاحب نے خود مغالطہ
کہایا ہے یا یہہ کہ مغالطہ دینے کے لیے یہہ تقریر انہون نے لکہی ہے

سلیے کہ کسی مفسر معتمد علیہ نے جنکی کتابین متداول اور مستند ہین
ور جنکی جلالت شان اور وثاقت حال کمال شہرت سے
ابت ہے اپنا مذہب یا اپنی تحقیق اسطرح پر نہین لکھی ہے
ہ انشق القمر اس جگہہ بمعنے سینشق القمر ہے بلکہ جسنے
لکھا ہے بلا ذکر نام قائل یون لکھا ہے کہ بعضے ایسا کہتے
ہین اور اوسکے قول کو پہر رد ہی کیا ہے لیکن بیضاوی والے
نے بطور اپنی تفسیر کے دستور کے اوس قول کو رد تو
کیا مگر رد کی تقریر شد و مد سے نہین لکھی بخلاف اور مفسرون
کے چنانکہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ یہہ سخن یعنے انشق القمر
کو بمعنے سینشق القمر کہنا اونہین لوگونکا قول ہے جنپر مسائل
طبیعیات ارسطو کے غالب آگئے ہین اور اسلام اونکا
صرف براے نام ہے کسی صحابی یا عالم تابعی یا تبع تابعی
جلیل القدر یا کسی مجتہد کا یہہ قول نہین ہے کہ انشق القمر
بمعنے سینشق القمر ہے اصل حقیقت یہہ ہے کہ اکناف عالم
مین اسلام کے پہیلنے کے سبب سے بہت لوگ طبعاً ظاہر
مین مسلمان اور باطن مین دشمن پیغمبر خدا کے ہوئے ہین
خصوصاً مجوسی لوگ چنانکہ خود انہین کے پیغمبر جہار دہم ساسان

نخستین نے خبر دی ہے پس جبتک کسی عالم کی حقیقت
حال بکمال وضوح نہ معلوم ہو اور اوسکی بابتکے کئی شواہد اور
متابعات بہم نہ پہونچیں تب تک ہر ایک طرح کی بات اوسکی
قابل سننے کے نہیں ہے اور جیسا کہ ڈاکٹر ٹیلر صاحب نے
لب التواریخ کے دفتر اول کے بیتالیسوین باب کے
چوتھی فصل مین لکھا کہ ابتدا مین اون قابل شخصوںکے
سبب سے بھی جنہون نے قصد کیا کہ احکام دین مسیح کو
گبروںکے حکما کی حکمت سے تطبیق دین مسیحی کلیسیا نے بہت
ضرر اوٹھایا* بعضے علماے اسلام بھی اسی بلا مین پڑے
اور بموداے لتتبعن من کان قبلکم کے حکماے پارس اور
یونان کے پچھلے مذہب کے موافق جسکا رواج بہت ہو گیا
تھا حتی الوسع ایات قرانی اور احادیث مصطفویہ کی پھیر
پھار کے تاویلین کین پس کسی اگلے شخص نے انشق القمر
کے مضمونکو خلاف مسئلہ حکمت مشہورہ یونانیون اور
گبرون کے دیکھا اوسکی توجیہ کی اور انشقاق اور انفطار
جو قیامت کو ہونے والا تھا اوسکو محمول تجوریہ کرکے کہنے
لگے کہ یہہ اشارہ ہے مصیبت عظمی اور داہیہ کبری کے

واقع ہونیکا جیسا کہ اکثر مسیحی حضرت عیسے کی اوس باتکو کہ آسمان
کے تارے جہڑ پڑینگے اور قوۃ فلکی بودی ہو جائیگی اور چاند
سورج بے نور ہو جاینگے بعضی جہتون سے تاویل کر کے
کہتے ہین کہ یہہ اشارہ ہے ایک بڑی مصیبت سے جسکا
ظہور بعد واقعہ صلیب کے پچاس برس گذر نے پر طیطوس
رومی کے ہاتہہ سے اورشلیم پر ہوا بالجملہ ہر ایک مستور الحال
کے کچہہ کہنے سے قرآن اور حدیث کے لفظی معنے نہین
بدل سکتے ہین اور اگر کسیکے اپنے فہم ناقص کے موافق
خدا کے کلام کی تاویل بیجا کرنے سے اصل مطلب مین فتور
آتا ہو تو چاہیے کہ رومن کاتہلک اور پوپون کی باتون سے
جو انجیل کے معنے اپنے طور پر کہا اور پہیر اکرتے ہین اصل
دین مسیحی یا انجیل مین خلل آجاوے حالانکہ آپ لوگ کہتے
ہین کہ کچہہ خلل نہین آتا اسیطرح جسنے انشق القمر کے
معنے پہیر کر سینشق القمر ٹہرائے اوسکے ٹہرانے سے
انشق کے لفظ کے معنے نہین بدل جاسکتے وہ جسطرح بر
ہین اوسیطرح پر ہین بالجملہ جسطرح معجزہ شق القمر کا صادر
ہونا حضرت خاتم النبیین سے ثابت ہے اوسطرح معجزہ توقف

شمس وسط السما مین چار پہر تک حضرت یوشع سے اور
معجزہ رد الشمس دس درجے تک حضرت اشعیا سے اور
تاریک ہو جانا آفتاب کا حضرت عیسے کے صلیب کے وقت
بلکہ کوئی معجزہ کسی نبی کا نہین ثابت ہے اسطرح پر کہ بدون
تصدیق مصطفوی کے اوسکے ماننے کی کوئی سبیل ہو
قوله صفحہ ۴۴ و دیگر اخبار قبل از وقوع نیز در قران ذکر نشدہ
است * یہہ جملہ محض غلط ہے پادری صاحب مغالطہ دیتے
ہین اسکی بحث استفسار پانزدہم مین دیکھو **قوله** یعنے
چنین پیش گفتنیہا کہ مانند پیش گفتنیہا ے کتب مقدسہ باشد
در قران ذکر نگشتہ و تحریر نیافتہ است * یہہ جملہ سچ ہے
بایمعنے کہ بیبل مین جو پیشین گوئیان ہین اگر وے غیر الحاقی
متصور کیجائین تو مانند احادیث مصطفویہ مندرجہ مدارج
النبوۃ وغیرہ کے ہین نہ مانند اون پیشین گوئیون کے
جو در ضمن اوس کلام کے ہین جو بالفاظہ کلام الہی ہے
یہہ تو فرق باعتبار ذات کلام کے ہے اور بنظر صفت
کے یہہ فرق ہے کہ بیبل کی پیشین گوئیون کی جہان مین
کوئی سند نہین ہے جس سے معلوم ہو کہ درحقیقت

اوس نبی کی پیشین گوئی ہے جسکی طرف منسوب ہے
اور بعد وقوع واقعہ کے کہینچ لینے مذہب کی رونق
کے لیے نہین ملادی ہے اور ان معنون پر بھی وہ جملہ
پادریصاحب کا سچ ہے کہ جسطرح اشعیا اور عیسے
علیہما السلام کی بعضی بلکہ اکثر پیشین گوئیان ہین صرف
بطور معمی یا خواب کے ہین جسپر چاہو منطبق کر لو یا باعتبار
ظاہری معنون کے محض جہوٹہہ ہین یا مانند کلام یوحنا کے
کہ محض مجذوبون کی سے بڑ ہے ویسی پیشین گوئیان البتہ
قرآن مین نہین ہین اور جس قلت کے ساتھہ احادیث
عیسویہ مندرجہ اناجیل بلکہ احادیث جملہ انبیای بنی اسرائیل
مندرجہ بیبل مین پیشین گوئیان ہین اوتنی ہی کلام مصطفوی
مین نہین ہین بلکہ بہت زیادہ ہین اور جسطرح احادیث انبیاء
بنی اسرائیل کلام الہی سے مخلوط ہو کر لکہی گئی ہین اوسطرح البتہ
احادیث مصطفویہ مخلوط بکلام الہی نہین قلمبند ہوئین ان سب
مراتب کی گفتگو تفصیلی اوسی استفسار پانزدہم مین ہے

قولہ ازانجملہ در سورۃ القمر مذکور است سیہزم الجمع ویولون
الدبر الی قولہ محض جہت رفع خوف و دلیر ساختن لشکریان

آیت مذکوره گفته شده چنانکه این قاعده درمیان هر سردار و هر لشکر کمشئے متداول است * اس خبر کو جو محمدی لوگ پیشین گوئی کہتے ہین تو اوسیطرح پر کہتے ہین جسطرح عیسائی لوگ بعضی اون تیرہ پیشین گوئیون کو جو انجیل سے ہمنے استفسار سیزدہم مین نقل کین ہین اور اسیدن سے لیے ہمنے نقل کین ہین اونہین دیکھہ لیجیے یعنے بعضی اونمین سے ایسی ہین کہ ہر عاقل اور ہر متفرس ویسیہی باتین کہا کرتا ہے اور سچی ہوا کرتی ہین اصل حقیقت یہہ ہے کہ انبیا لوگ بہی بعضی خبر ایسی کہتے ہین کہ متفرسین بہی ویسی باتین کہا کرتے ہین مگر متفرسین کو جو دعوی اعجاز باظہار نبوۃ نہین ہوتا ہے لہذا اونکی ویسی باتین کبہی سچی ہی ہوجاتی ہین اور اگر ایسے متفرس بمقابلہ اور بمعارضہ انبیا یا بادعای کاذب نبوۃ کہین تو خداوند تعالے بالکل اُنہین جہوٹہا کردیے چنانکہ متنبیون کے حالات سے جو قبل حضرت خاتم النبیین اور بعد حضرت عیسے اور بعد حضرت خاتم النبیین سے کذب ہے ظاہر ہے اور اسکا کچہہ ذکر استفسار چہاردہم مین ہے دیکھہ لو اور انبیا لوگ چونکہ ادعا عموم پیشوائی کا رکہتے ہین تو صرف تفرس سے

ایسا حکم قطعی نہین دیتے ہین کہ خدانخواستہ اگر جہوٹہہ ہوجاے
تو نافرمانی حضرت حق لازم آوے بلکہ جو خبر کہتے ہین سو نبو
نبوۃ کہتے ہین اور حضرت موسے نے اسی جہت سے توریت
مین فرمایا کہ متنبی کی علامت یہہ ہے کہ پیشین گوئی اوسکی
سچ نہو آس سے ثابت ہوا کہ اگر ایسی بات متفرس
بہی کہے گا تو خدا اوسکو جہوٹہا کردیگا گو کہ وے لوگ جو بلا
دعوی نبوۃ صرف تفرس سے کہتے ہین اونمین سچے بہی
ہوا کرتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ انبیا کے دانشمند ہونے
مین طاحدہ اور زنادقہ کو بہی شک نہین پس ایسی بات اسطرح پر
کہنا کہ درصورت ظہور صدق کچہہ فائدہ نہو اور درصورت
ظہور کذب ساری شخصیت خاک مین ملجای ایسے دانشمندون
سے نہین ہوسکتا اگر عیسائیونکا حضرت عیسے کے ساتہہ
ایسا عقیدہ ہو تو ہو ہمین کسی نبی کے ساتہہ ایسا خیال بہی
نہیں چہ جا کہ معاذ اللہ عقیدہ ہو **قولہ** صفحہ ۱۴۲ درسورۃ الروم
مرقوم است الخ * اسکی بحث مفصل استفسار پانزدہم مین ہے
بالجملہ یہہ دونو اعتراض پادریصاحب کے ملحدانہ ہین بعینہ
حضرت عیسے کے طرف بہی عائد ہوتے ہین جو اون سبکا

جواب ہے وہی یہان بہی ہے **قولہ** صفحہ ۳۳۴ نہایت معجزات کثیرہ وعلامات غریبہ وامورات عجیبہ کہ گویا از محمد صلعم صادر گشتہ باشد محمدیان بزبان احادیث نقل میکنند اما در صحت وحقیت انہا بچند سبب شک کلی است * پہلے مجہے ضرور ہے کہ جسطرح پادریصاحب نے جو تقریر اسمقام پر تا سطر ۱۳ صفحہ ۳۵۰ کی ہے اوسکے مثل مین بہی لکہون بعد اوسکے اونکی تقریر کا تفصیلی جواب دون * نہایت معجزات کثیرہ وعلامات وامورات عجیبہ کہ گویا از عیسے ع صادر گشتہ باشد عیسائیان بطور احادیث نقل میکنند کہ تالیفش را انجیل نامند اما در عدم صحت وثبوت ان ہیچ شک نیست وبدون تصدیق مصطفوی کسی عاقل ارادہ اثباتش نمی تواند کرد چہ جا کہ باثبات رسانیدن تواند وامتناع ثبوتش را چند سبب است پہلا سبب یہہ بات سب پر ظاہر ہے کہ ہر بات سیاہی سے کاغذ پر لکہی ہوی صحیح نہین ہوسکتی ورنہ حاتم کی ہفت سیر اور چار درویش کے قصے اور الف لیلہ کی کہانیان اور امیر حمزہ اور عمر عیار کے داستان سب صحیح اور واقعی سمجہی جائین اور جو نوشتہ مدعی یا مدعا علیہ عدالتمین پیش کرے وہ بمجرد پڑہے جانیکے

مقبول ہو جاوے پس ضرور ہوا کہ سمعی بات کے لیے تحریری
ہو یا تقریری جب سندین بجمیع شرائطہا پائی جائین تب ثابت
ہوتی ہے سو انجیل کے لیئے ایک سند بہی صحیح مرفوع متصل
کسی عیسائی کے پاس نہیں ہے چنانکہ اسکی تفصیل استفسار
پانزدہم مین ہے دوسرا سبب یہہ بات نہایت ہی ظاہر ہے
نبی کی نبوة نہیں تسلیم کیجاتی مگر عقل کے رو سے اور اگر عقل
سے قطع نظر کیجاوے تو جسکا جی چاہے جسکو سچا جانے
اور جسکو چاہے جہوٹہا پس ضرور ہوا کہ نبی کی نبوة کے
دریافت کے لیے پہلے یہہ دریافت کرنا چاہیے کہ آیا نبوة شیئے
ممکن الوقوع ہے یا ممتنع الوقوع اور جب اسپر مدار اوسکا
ہوا تو ضرور ہے کہ نبی وہی شخص ہو جو ممکن کو واجب اور
ممتنع کو واقعی نہ کہے اور اگر بظاہر کہے بہی تو وہ درحقیقت
مأول ہو نہ کہ محمول ہو ظاہر پر جب یہہ بات ٹہر چکی تو حضرت
عیسے بقول عیسائیون کے اپنی تئین واجب الوجود کہتے اور
سمجہتے تہے کہ واجب الوجود ایک ہی ہے اور تین شخص بہی ہین
چنانکہ ایک اون تینون مین سے مین ہون اور جو کوئی میرے
سواے ایسا دعوا کرے وہ جہوٹہا ہے اور از روی ہمارے

استفسار یکم اور دوم سے اور بھی باتفاق کافۂ عقلا کے
ممتنع ہے یہہ بات کہ واجب الوجود ایک شخص بھی ہو اور
تین شخص بھی ہوں کہ ایک آسمان پر بیٹھا رہے اور ایک
کبوتر کی صورت پر اترے اور جس خدا پر وہ اوترے
وہ خدا ملعون ہوکر تین دن دوزخ مین رہے پس معلوم ہوا
کہ حضرت عیسے کا سب بیان معاذ اللہ جھوٹھہ ہے اور کرامتین
اگر بالفرض ہوی بھی ہاون تو ویسی ہی ہونگی جیسے مسیح دجال
سے ہونے والی ہین تیسرا سبب جتنی روائتین انجیلون
مین مشتمل بر کلام عیسوی ہین اونمین سے بعضونکو ایک
انجیل والا مختصر آیا مطولاً نقل کرتا ہے اور دوسری انجیل
والا اوسکے خلاف کمی بیشی کرتا ہے حالانکہ وے دونون
ایکہی وقت کی باتین نقل کرتے ہین پس نہین معلوم کہ کون
اونمین سے سچا اور کون جھوٹھا ہے چوتھا سبب بہت
سے روائتیں انجیل مین باہمدیگر متعارض ہین چنانکہ استفسار
یازدہم مین گذرا پانچوان سبب بعضی باتین اوسمین محض
جھوٹھہ ہین جیسا کہ ترجمہ اشعیا نبی کی کتاب سے ایک لفظ
کا کنواری کرکے اور یہہ کہ جو بات ارمیا کی کتاب مین نہین

اوسے لکھا ہے کہ ارمیا کی کتاب مین سے ہے اور یہہ کہ عہد عتیق
مین کسی نبی نے نہین کہا کہ عیسے ناصری کہلائیگا اور انجیل مین
لکہا کہ اگلے انبیانے کہا ہے کہ عیسی ناصری کہلائیگا اور یہہ
کہ بعضی باتین جو اگلے انبیا نے اور وقایع کے نسبت لکہی
ہین او نہین انجیل والے برغلط لکہتے ہین کہ حضرت عیسی
کے حق مین ہین چنانکہ استفسار شانزدہم مین اسکی تفصیل
ہے چہٹا سبب بعضی پیشین گوئیان انجیل کی محض جہوٹہہ
ہو گئین جیسے مثلاً کہا تہا کہ اوس زمانے تک کہ آسمان
کے تارے گر پڑین اور قوتین افلاک کی بودی اور چاند
سورج بے نور ہو جائین اور مین پہر کر آؤن میرے اس
زمانے کے لوگ جیتے رہین گے حالانکہ ابتک کوئی جیتا
نہین رہا چہ جا کہ قیامت تک اور نہ ابتک کسینے ایسی تمیز
حضرت عیسے کو آسمان پر سے آتے دیکہا اور کہا تہا کہ مین
تین دن تین رات برابر قبر مین رہونگا حالانکہ صرف دو راتین
اور ایک دن بہر لاش قبر مین رہی اور پہر نکل گئی اور
اورشلیم کے ہیکل کے نسبت کہا تہا کہ یہان کچہہ عمارت
قائم نرہیگی حالانکہ عبدالملک ابن مروان کی بنوائی ہوئی

بڑی مسجد عظیم الشان وہان ابتک قائم ہے * بالجملہ میرے
اس تقریر کو یاد رکہیے اور بعد اوسکے پادریصاحب
نے جو اسباب اپنی شک کے ہمارے یہان کے احادیث
نبویہ کے نسبت بیان کیے ہین ان دونون کو میزان عقل
والنصاف مین رکہہ کر تولیے اور دیکھیے کہ درباب امتناع
ثبوت روایات مندرجہ اناجیل میری تقریر درست اور
قوی ہے یا درباب شک روایات مستخرجہ ائمہ حدیث پادریصاحب
کی تقریر درست اور قوی ہے **قولہ** سبب اول اصل
ناقلان حدیث زوجات و اقربا و اصحاب محمدؐ بودند پس
درینصورت شہادت انہا درباره محمدؐ چندان اعتبار
ندارد * **جواب** اسمقام پر پادریصاحب نے انکہیں
انصاف کی بند کر دین اور زبان ناانصافی کی کہول دی
اور عقل کو اپنے پاس سے بالکل علیحده کر دیا ہے
یہہ نہین دیکہتے کہ اقربا انحضرت کے نئے دین توحید کے
جاری کرنے اور موروثی دین بت پرستی کے موقوف
کرنے سے کیسے آپکے دشمن اور خون کے پیاسے
بن گئے تہے اگر اونمین سے صرف دسوین حصے کے

موافق ہي انحضرت کا ساتهہ ديتے تو کاہيکو انحضرت
کي نوبت اون مصيبتون کے اوٹهانے کي آتي جو انہون نے
اوٹهائي اور کاہيکو وطن چهوڑتے پس ہرگاه با اينهمہ عداوت
بعضے اونمين سے ايمان لائے اور اپني ديکهي ہوئي باتونکي گواہي دي
تو اونکي گواہي عقلاً بطريق اولى مقبول ہونے کے قابل ہوئي اور اگر
وے لوگ معجزے نقل نکرتے اور صرف اجنبي لوگ نقل کرتے تو
اوسوقت دشمن لوگ يہہ کہتے کہ محرم راز اور گهر والون نے تو کوئي
ايسي بات ديکهي ہي نہين باہر والونکا کيا اعتبار ہے پس خلق کي زبان سے
کسيطرح بچاؤ نہين ہوسکتا چنانکہ يہودي لوگ کہتے ہيں کہ ہم مين سے
جو لوگ توريت کے عالم تهے انہون نے تو حضرت عيسے سے کوئي
معجزه ديکها ہي نہين اور چند مچهوون اور ملاحون احمقونکا کيا اعتبار
عوام الناس تو ذري سے شعبدے مين اجاتے ہين آور اگر صرف
قرابت مستلزم کذب کي ہے تو انجيلين بالکل جهوٹهي ہين اسليے کہ يوسف
اور مريم کي خوابون کي روائتين اور وقت ولادت عيسوي کي باتين تو انجيل
والون نے لکهين دو حال سے خالي نہين يا اونہين سے سنکر لکهين
يا اپنے جي سے بنا کر لکهين بہرصورت اونکي دروغگوئي ثابت
ہوئي درصورت اول صرف پادري صاحب کے اس اصل

فاسد ہے گے راہ ہے اور درصورت دوم محض عقلاً باتفاق
اہل عقل اور جبکہ اونکی باتین قطعاً جھوٹھی ہوگئین تو باقی
روائتین اونکی بقاعدہ اصول سمعیات کے سب واجب
التکذیب ہوگئین کیونکہ جب کسیکا ایک بات مین کذب قطعی
ثابت ہوجاتاہے تو اوسکی سب روائتین بے اعتبار
ہوجاتی ہین پس ساری انجیلین جھوٹھی ہوگئین اور
اصحاب کا جو ذکر کیا سو یہہ اور بہی گرم ہوئی کیونکہ اس
قاعدے سے کہ اصحاب کی روائتین جھوٹھی ہوتی ہین
ساری بیبل غارت اور غلط ہوگئی اسلیئے کہ از حال ہوسے
تا حال عیسے جو اچھی باتین اونکی طرف منسوب کرکے توریت
اور انجیل مین لکھی گئی ہین بحصر عقلی دو حال سے خالی نہین
یا اُنہون نے خود لکھی ہین یا نہین اگر خود لکھی ہین تو محض
دعوا ٹھہرا اور دعوا بے گواہون کے جھوٹھا ٹھہرتا ہے
اور اگر اوسپر گواہیان گذری ہین یا درصورتیکہ اُنہون نے
خود نہین لکھین بلکہ اُنہین گواہون نے لکھی ہین تو بحصر عقلی
دو حال سے خالی نہین وے گواہ لوگ اون نبیون کے
قرابت دار تہے یا نہ تہے اگر قرابت دار تہے تو بموجب

پہلے قاعدے سے کہ قرابت والے کی گواہی ایسی باتون
مین پادریصاحب کے نزدیک جہوٹہی ہوتی ہے وے
سب باتین جہوٹہی ہین اور اگر قرابت دار نتہے تو بحصر
عقلی دو حال سے خالی نہین یا اون نبیون کے دیکہنے
والون اور ایمان لانیوالون مین سے تہے یا نہین اگر دیکہنے
والون اور ایمان لانیوالون مین سے تہے تو اونکے اصحاب
ٹہرے سو اصحاب کی گواہی جہوٹہہ ہوتی ہے تو سب جہوٹہہ
لکہا گیا اور اگر دیکہنے والون مین سے نتہے تو پہر کس سے سنکر
اونہون نے لکہا آیا اونہین نبیوکے قرابت والون یا اصحاب
سے سنکر لکہا یا اپنے جی سے بنا کر بہر صورت ان شقون پر
بہی اونکا کہنا بموجب تقریر سابق سب جہوٹہہ ہوا اور اگر یہہ
کہیے کہ جنہون نے وے باتین لکہین وے ایمان لانے
والون مین نتہے بلکہ سب کافر تہے تو یہہ بات آپ کہی نہین
سکتے اور اسمین بہی ساری کتابین آپکی جہوٹہی ہونگی
کیونکہ اوسے ظاہر ہوتا ہے کہ لکہنے والے اون کتابون
کے ایمان لانیوالون مین سے تہے علاوہ برین ملحد لوگ
کہین گے کہ ہرگاہ دیکہنے والے ایمان نہین لائے

تو معلوم ہوا کہ وسے حرکتین جو بطریق خرق عادت
سے کے نہین اونکے نزدیک بہانمتیون سے کے جہل یا ساحرون
کے سحر کے طور پر نہین اور اون نبیون کے حسن اخلاق
جو اُنہون سینے لکہی تو وسے اونکے نزدیک محض مکاری
اور فریب دہی کے لیے دنیا دارانہ سبہی اور جبکہ دیکہنے
والون کی تشخیص مین ایسا ثابت ہوا تو سننے والے بطریق
اولی ویسا ہی جاننا چاہین بہر حال اون نبیون کی سب باتون
کو پادریصاحب سینے یہان بالکل جہوٹہ اور بے اصل
ہونا اچہی طرح ثابت کیا کیون نہوشاباش حضرت عیسے
بہت خوش ہو نگے ع شادم کہ از رقیبان دامن
کشان گذشتی گو مشت خاک من ہم بر باد رفتہ باشد
پادریصاحب سینے یہان بیگانی بدشگنی کے لیے اپنی ناک
آپ کاٹی اور حضرت خاتم النبئین کے عداوت سے ساری
معاملات انبیای بنی اسرائیل کے خاک مین ملا سیئے اور
اس بات سے بالکل کارخانہ علوم دینیہ کا غلط ہو گیا اور
ساری تاریخین جہان کی سب جہوٹہی ہو گئین **قولہ**
سبب دوم راویان احادیث چنان اشخاص ہستند کہ معجزات

بچشم خود ندیده اند بلکه بعد انقضاے صد یاد وبست سال
که از وفات محمد صلعم گذشته بود راویان احادیث و نقلهاے
معجزات محمدؐ را متواتر شنیده و جمع آوری نموده بعد نصف
انها را بعلت بے اعتباری عمداً انداخته و ما بقی را معتبر شمرده
بتحریر انها اقدام ورزیده در کتب تالیف کرده شان ضبط
و ثبت نموده اند الی قوله معجزات را که در کتب خود نقل میکنند
بچشم خود ندیده و احادیثے که ترقیم کرده اند خود شان لفظاً
از زبان محمدؐ نشنیده اند پس شهادت انها در احادیث
معتبره اعتبار تمام ندارد * یهه تقریر پادری صاحب کی تب
صحیح اور موجب بی اعتباری روایات مستخرجه ائمه احادیث
هوتی جبکه اون روائیون مین بقاعده عقلیه ثبوت سمجهیات
کے سندین وے نقل نکرتے جیسا که مؤلفین اناجیل نے
کیا اور هرگاه اونهوے سندین نقل کین یعنے دیکهنے
والون سے بوسایط ثقات گواهیان سنکر نقل کین پس
بقاعده عقلیه مذبوره اوسمین کچهه گفتگو نرهی مگر سوفسطایانه
مجرد احتمال وهمی کذب کا باقی رها سو مجرد احتمال وهمی احاد
کے نسبت جیسا زبانی بیان کرنے مین هوتا هے ویسا هی

لکھے ہیں پس اگر انجیل کے مولفوں نے بالفرض اپنی دیکھی
اور بلا واسطہ سنی ہوئی کے لکھنے کا دعوا کیا ہے سو
اوسمین بھی وہی احتمال کذب قائم ہے اور جتنی گواہیان
جس مقدمے مین کیسے ہی معتبر آدمی کی بابت معائنے
کے گذرین سب مین بھی احتمال جاری ہے پس جو جواب
اسکا ہے وہی جواب ہماری طرف سے بھی سمجھ لیجیے اور ہیر
استفسار دوازدہم اور پانزدہم کو بغور پڑھ کر دیکھیے
اوسمین کوئی دقیقہ گفتگو کا ضروری فروگذاشت نہین ہوا
اگر اوسکا جواب پادریون سے سرانجام کو پہونچیگا تو
اوسوقت البتہ اور گفتگو کی حاجت ہے **قولہ** صفحہ ۴۴۴
سبب سیوم اینست کہ معنی اکثر احادیث بطریقی می باشد
کہ ہر عاقل و فکر کنندہ اگر چنانچہ تعصب را بجانب داری
کنار گذارد باسانی خواہد فہمید کہ محال است کہ ہمگی اینہا
راست و درست باشد چنانچہ از مطالب احادیثے کہ در کتب
حق الیقین و عین الحیات و سائر ہا ثابت گشتہ * اسکے
بعد پادریصاحب نے تا سطر ۱۴ صفحہ ۴۴۶ چند روائتین ان
دونون کتابون سے نقل کین سو اوسمین سے کوئی بات کسیطرح سے

عقلاً محال نہین ہے پس پادری صاحب کا یہہ کہنا کہ یہہ باتین
محال ہین محض جھوٹھہ ہے اور کوئی بات کسی کتاب مین
ہمارے یہان ایسی نہین لکھی ہے جو قطعاً ممتنع عقلی ہو جیسا
خدا کا آدمی بن کر یعقوب علیہ السلام سے رات بھر کشتی لڑنا
اور بے نس چڑہائی اوسکے پاؤنکی او نہین مغلوب کر سکنا
اور اسحق کی دعا کو بر غلط سمجھنا خدا کا اور نبیون کا گوسالہ
پرستی اور بت پرستی کروانا اور خدا کا رحم مریم مین جنین
بن کر رہنا اور پیدا ہو چکنے کے بعد یحیی کا مرید ہونا اور
اپنے بندون کی نجات کے لیے عدالت کے رو سے کوئی
سبیل نہ دیکھنا بجز اسکے کہ آپ ملعون ہو کر تین دن دوزخ
مین رہے اور ایک شخص بھی خدا ہو اور وہی خدا تین
شخص بھی ہون اور ایسی ایسی بیہودہ باتین جو عقلاً ممتنع
ہین کہین ہمارے یہان نہین لکھی ہیں علاوہ برین ہمارے
اوس قاعدے کو جو استفسار دوازدہم مین لکھا ہے
دیکھہ لیجیے کہ حیات القلوب اور عین الحیات کی جو تالیف ملا باقر
مجلسی کی ہین اسطرح کی روایتونکا ثبوت نہین ہے اور
اونکے ثبوت نہونے کے سبب سے اور سب روایتین

احادیث کی غیر ثابت ٹھہرین ایسا بھی عقلاً نہین ہوسکتا
حضرت یوحنا صاحب کے مشاہدات کی سیر کیجیے کہ
خلاف قیاس بات دنیا مین اوس سے زیادہ نہین
اور ہمارے یہان کی روائتین ایک طرح کی اگر غلط ہوئی ہ
تو اونکی غلطی سے باقی ہر طرح کی روائتین غلط نہین ہوسکتین
کیونکہ سب روائتین یک صفت اور یک سند مروی نہین ہ
چنانکہ اسی سیلیے دہ قاعدہ عقلیہ ہمارے یہان سمعیات کے
ثبوت عقلی کے باب مین مقرر کیا گیا ہے جسکا ذکر استفسا
دوازدہم مین گذرا **قولہ** سبب چہارم اینکہ احادیث بسیا
بخلاف وضد قرآن آمدہ مثلاً باین قسم کہ در قرآن مرقوم
شدہ است کہ از محمد صلعم ہیچ معجزہ بظہور نرسیدہ اما بو
احادیث نقل میکنند کہ معجزہ بسیار وبیشمار از محمد صلعم بظہور
* پادریصاحب کی غلطی ہے کسی آیت سے یہہ نہین نکلتا
کہ معجزہ پیغمبر خدا سے نہین صادر ہوا اور نہو گا بلکہ اجمالاً
جسطرح خود حاتم اور یلی رستم اور سلطنت سکندر ثابت
ہے اوسطرح پر قرآن مین کئی جگہہ اعجاز مصطفوی کی تصنا
ہے اور بعضے معجزات کا ذکر علی سبیل التفصیل بہی ہے

قوله و دیگر چنانکه سابقاً ذکر گردید که در قرآن بیان شده است
که محمد گنهگار بود و نهایت بنابر اکثر احادیث محمدیان بخلاف
آن ادعا میکنند که محمد معصوم بوده است * ہمارے
یہان عصمت انبیا کی صرف اونکے اس کہنے پر نہین
موقوف ہے کہ ہم معصوم ہین بلکہ موقوف ہے لوازم
نبوت کے ثبوت پر اور جب لوازم نبوہ ثابت ہولیے
تو واجب ہوگیا کہ وہ معصوم بہی ہو ورنہ یہہ لازم آویگا
کہ جسطرح مثلاً کوئی کسی شخص کو کہے کہ آدمی ہے اور
اوسکے ساتھہ کہے کہ ضحک بالقوہ اوسمین نہین ہے
اور جس عصمت کے ہم قائل ہین اوسکے منافی ہرطرح
کے گناہ کو نہین جانتے چہ جاکہ استغفار اور غفران کو
کسیطرح مستلزم ثبوت گناہ کا جانین چنانکہ گناہ اور استغفار
کے جو معنے ہمنے پہلے بیان کیے ہین عصمت اوسکے منافی
نہین ہے ہمارے اصول کے موافق اور آپکے یہان
تو انبیا مین عصمت شرط ہی نہین ہے اور احادیث مین تو
کہین تنصیص عصمت کی چندان ہے بہی نہین اور قران مین
ہے قوله و افضل ترین کل مخلوقات بود بلکہ باعث

ایجاد دنیا و ما فیہا ہمان است * یعنے حدیثون سے ایسا
نکلتا ہے سو باعث ایجاد عالم انحضرت سے اپنے تئین
کہنا بخوبی ثابت نہین ہے ہان مگر وے لوگ جنکی بزرگیان
مثل حواریون کی بزرگیون کے تہین اور ثبوت مین حواریون کی بزرگیون
سے زیادہ ترہین البتہ اسبات کے قائل ہین کہ حقیقت محمدیہ گویا علت
مادیہ سارے عالم کی ہے اور شخص اقدس ظاہری انحضرت کا بطور
علۃ غائیہ کے ہے اور انحضرت نے آپ خود یہہ البتہ فرمایا ہے کہ مجہے
خدانے سید اولاد آدم بنایا ہے سو اس کہنے پر طعن کرنا حماقت ہے اسلیے
کہ آدمی کے لیے نبوت سے زیادہ کوئی مرتبہ نہین ہے
اور ہرنبی کے ذمے واجب ہے کہ اپنے تئین نبی کہے
مگر انحضرت نے کہین اپنی تئین خدا یا خدا کا بیٹا یا تیسرا خدا یا
خدای مجسم نہین کہا ہے اور انحضرت کی افضلیت اور
سیادت مطلقہ انجیل سے ثابت ہے چنانکہ استفسار
شانزدہم مین گذرا علاوہ اسکے اگر کوئی دانشمند صرف
عقل کو اپنا پیشوا بنا وے اور تعصب مذہب موروثی سے
علحدہ ہوجاوے تو انحضرت کی افضلیت سب انبیاؤن پر
بوجوہ عقلیہ جان سکتا ہے ازانجملہ ایک یہہ ہے کہ پہلا حکم

شریعت کا جسکو حضرت عیسے نے حیات جاودانی فرمایا ہے
یہہ ہے کہ سواے واحد حقیقی کے کوئی مبدء کل کائنات اور
کوئی قابل عبادت کے نہیں ہے اور اسیکے لیے سب
انبیا آتے اور اسی پر اپنی جانین دیتے رہے اور اسی کے
رواج کے لیے اپنی آرام اور چین اور عزت اور آبرو
دنیا کی کہونے اور اپنے جان و مال اور زن و فرزند سے
دست بردار ہوتے رہے سو یہہ حکم جسطرح محمد رسول
اللہ والذین معہ کے ہاتہون سے پہیلا اوسکا عشر عشیر
بہی کسی نبی کے ہاتہون سے نہین پہیلا اور حضرت عیسے
کے یہان تو بالکل معاملہ اولٹ گیا یعنے مدار نجات
اسپر آرہا کہ خدا ایک شخص بہی ہے اور تین شخص بہی خدا
ہین چنانکہ ہمارے یہان لکہا ہے کہ اسی جہت حضرت
عیسے مارے شرم کے فتح باب شفاعت پر اقدام نکرسکین
گے گو کہ بعد فتح باب شفاعت البتہ بہوتیرونکے شافع ہونگے
از انجملہ جسطرح کے ایمان کو حضرت عیسے نے حیات
جاودانی فرمایا یعنے معبود حقیقی پر دل و جان سے فدا
ہونا اور جس ایمان کی نشانی یہہ فرمائی تہی کہ اگر ذری

ایمان ہو تو سطح دریا پر آدمی چلا جاوے اور پہاڑ کو اگر کہی کہ
ہٹ جا تو اپنی جگہہ سے ہٹ جاوے اور فرمایا کہ مجھسے بہتر
کام کرنے لگے اسطرح کے ایمان کے لوگ جتنے ہمارے
حضرت کی امت مین ہوتے رہے ہین اوستے کسی امت
مین نہین ہوئے گو کہ اواسط قرون ہجریہ تک بہت ہوتے
اور بعد اوسکے کم ہوئے چنانکہ اس نالایق نے بہی
بعضے آدمی ایسے دیکہے ہین از انجملہ اگلے سب انبیاے بنی
اسرائیل پر ایمان لانے کی بسبب فقدان اسناد اور
ثبوت تحریف کے کوئی سبیل نہین باقی رہی بجز تصدیق
حضرت خاتم النبیین کے **قولہ** صفحہ ۴۴۷ چنانکہ در سورہ
والضحی مرقوم است ووجدک ضالاً فہدی **جواب**
ہمارے یہان راہ گم کرنے کے کئی معنے ہین ایک
یہہ کہ راہ حق نہ پانا اور شئے گم گشتہ کے مانند اوسکو ڈہونڈہنا
اور دوسرے یہہ کہ راہ حق چہوڑ دینا اور راہ دیگر پہ چلنا
سو پہلے معنے منافی عصمت انبیا کے قبل نبوت کے
ہمارے یہان نہین ہین مگر دوسرے معنے البتہ منافی
عصمت ہین سو انحضرت پر دوسرے معنے صادق

نہین آتے اسلیے کہ قبل انحضرت کی نبوت سے راہ
حق کہین کہلی ہوئی تہی ہی نہین جسکا چہوڑنا اونکی نسبت
متوہم ہوسکے جتنی راہین تہین اونمین بڑے بڑے پہاڑ
اور دریا شرک اور بدعت اور اختلاف اور اختلال اور
تحریف اور خیانت کے پڑگئے تہے مگر اسبات سے
یہہ لازم نہین آتا کہ انحضرت نے بت پرستی کی ہو اور
یہہ بہی احتمال ہے کہ ضلالت اور رداہت سے یہان لغوی
معنے مراد ہون پس جسطرح خداوند تعالے نے اوس
آیت کے قبل اور بعد انعامات دنیویہ کا ذکر کیا یعنے فرمایا
الم یجدک یتیما فاوی اور فرمایا ووجدک عائلا فاغنی ویساہی
شاید کبہی حضرت سرور کائنات قبل نبوۃ کے کہین
راہ بہول گئے ہون اور بسبب مقابلہ ہلاکت کے گہبرانے
لگے ہون اور خدا نے اوس گہبراہٹ سے نکالدیا ہو
اوسی ماجرے کے طرف یہہ اشارہ ہو چنانکہ بعضی روایتون
مین آیا ہے یا ایام رضاعت مین اونکی دایہ نے ایک بار اونکو
مکے مین گم کیا تہا اور بعد اوسکے غیب سے پہر اونہین نے
وہان آنکو رکہا ہوا پایا **قولہ** در سورہ شوری است ما کنت

تدري ما الكتاب ولا الايمان * ہمارے یہان ایمان صرف
خدا کے ایک جاننے کا نام نہین ہے بلکہ رسالت اور معاد
کا بہی اعتقاد منجملہ ارکان ایمان ہے اور یہہ بہي ہمارے
یہان ثابت ہے کہ قبل ظہور نبوت نہ معلوم ہونا معاد اور
رسالت کے حال کا منافي عصمت انبیا نہین ہے اور دو
بانو نکا نہ جاننا مستلزم شرک اور بت پرستي کو نہین ہے
تا کہ ہمارے اصول پر منافاۃ عصمت سے لازم آوے
بالجملہ عصمت کا مسئلہ ہمارے یہان کا ہے اوسکے منافي
اور غیر منافي ہونے مین بہي ہمارے یہان ہي کے اصول کو
دیکہنا چاہیے اور عیسائیونکے یہان انبیا مین سرے سے
عصمت ہي نہین مسلم ہے بلکہ بعد نبوت کے شرک اور
بت پرستي کروانا بہي جائز جانتے ہین تو اونکو بطور خود
کچہہ جاي اعتراض نہین ہے **قولہ** صفحہ ۲۴۴ سبب پنجم
اینکہ احادیث مختلف یکدیگر اند مثلاً باین قسم کہ درمیان
اہل تسنن احادیث غیر آن احادیث ہستند کہ درمیان شیعیان
مشہور و مستعمل گشتہ اند * **جواب** یہان گفتگو معجزات
کے باب مین ہے سو معجزات مصطفویہ مین کچہہ اختلاف

شیعہ اور سنی کا نہین ہے اور اگر مطلق اختلاف بعضی باتونکا
موجب سقوط قدر متفق علیہ کا بھی ہو تو چاہیے انجیلین بھی
ساقط عن الاعتبار ہون اسلیے اہل انجیل یعنے عیسائیون
مین شیعہ اور سنی سے زیادہ تر اختلاف اور مکافرہ اور
مضالہ ہوتا چلا آیا ہے اور خود اناجیل کی روائتین بھی آپسمین
مختلف ہین چنانکہ استفسار یازدہم مین ہم نے بطور رشتے
نمونہ بیان کیا ہے **قولہ** علاوہ برین درمیان احادیث
شیعہ احادیث بسیار بضد وخلاف یکدیگر وارد شدہ اند
الی قولہ وہمین طریق احادیث سنی نیز مانند احادیث شیعہ
است * درباب معجزات مصطفویہ جو روائتین سنیون کے
یہان ہین اونمین تعارض نہین ہے اور کسیقدر بعضے
واقعہ کے بعضے خصوصیات مین جو اختلاف ہے سو روایات
مندرجہ اناجیل کے اختلاف سے زیادہ نہین ہے **قولہ**
صفحہ ۴۹۲ چنانکہ نبابر احادیث شیعہ علی ابن ابراہیم
ابن ہاشم در خصوص اختلاف وچند احادیث از علی ابن
ابی طالب سوال کرد علی در جواب او گفت کہ اگر تو معتبر
وغیر معتبری احادیث رانمی توانی فہمید ودر شک ہستی

اول چنان است که الی ظهور امام مهدی منتظر باشی الی قوله
و همین حدیث در کافی در باب اختلاف احادیث واضحاً بتطبیق
مرقوم شده است * درصورت فرض کرنے صحت روایت
کافی سے یہہ سخن احادیث متعارضہ مین ہے اور سب احادیث
متضمن معجزات مصطفویہ مین تعارض نہین ہے سیکڑون
روایتین بلاتناقض اور بلاتعارض ہین اور قرآن اون سب
پر علاوہ ہے بالجملہ ہر کوئی جانتا ہے کہ دس آدمی بالفرض
اگر دس باتین نقل کرین اور نو مین ہمدیگر اختلاف کرین اور
صرف دسوین مین لفظاً اور معناً اور حتماً اور جزماً اتفاق کرین
تو ازروی قاعدہ سمعیات سے کے ثبوت عقلی سے وہ دسوین
بات غلط نہین ہو سکتی اور بفرض محال اگر یہہ صورت
موجب سقوط قدر متفق علیہ کی بہی ہو تو چاہیے کہ انجیلین
بہی سب جہوٹہی ہو جائین اسلیے کہ اونکے اپسمین اختلاف
کمی بیشی روایات اور اور مطالب کا حد سے زیادہ ہے
بہلا انصاف کرو کہ یہہ گفتگو علاوہ از قران صرف بنظر احادیث
کے ہے واسطے ہر مذہب ہے کہ جسمین صرف احادیث ہی کی
تالیف پر مدار ہو ایمان کا جسکا نام انجیل قرار پایا اور اوسکی

سند بہی کہین نہ پائی جاے کہ کسنے تالیف کی اور وہ کون
آدمی تہا اور معہذا اونمین اختلاف روایات اور اوسکے
ساتہہ تحریف بہی ثابت ہو ایسی ایسی باتین اگر ملحد لوگ
مسلمانون کے سامنے کرین تو کچہہ گنجایش بہی ہے
ملیین کو تو مسلمانون کے سامنے سر اوٹہانے اور
دم مارنے کی جگہہ نہین ہے جو کوئی ذہین اور فہمیدہ ہوگا
وہ میری اسبابکو خوب سمجہتا ہو گا **قولہ** اگرچہ انکہ احادیث
بالکلیہ خلاف ہم نباشند باز چنان اعتبار ے ندارند کہ انہا
را در خصوص اعتقاد دلیل توان آورد * یہہ کلیہ یادر حضرت
کا محض غلط ہے اسلیے کہ سمعیات مین جسقدر اہل اختلاف
کا متفق علیہ ہو وہ کسی دلیل سے ساقط عن الاعتبار نہین
ہو سکتا بشرطے کہ قدر متفق علیہ حسی اور سندی امر ہو

اور ہم کہتے ہین کہ اگرچہ در انجیل ہیچگونہ اختلاف روایت

فرض کردم کہ نباشد باز چنان اعتباری ندارد کہ انہارا

در خصوص اعتقاد دلیل توان آورد چہ ہیچیک سندش

یافتہ نمی شود کہ تالیف کنندگانش کدام کسان وچگونہ

بودہ اند ومعہذا دخل وتصرف وادراج کلام غیرنبی وغیر

مؤلف و اختلاف نسخہ ہا از انہا کالشمس فی نصف النہار روشن است
* دیکھیے یہہ تقریر عقلاً قابل تسلیم کے ہے یا پادریصاحب
کا وہ جملہ **قولہ** اگر بالفرض قبول نمایم کہ محمد صلعم معجزہ نمودہ
باشد باز قرآن او باطل است و خود او پیغمبر صادق نخواہد بود
زیراکہ قرآن ضد و بر خلاف انجیل است و سابقاً ذکر و ثابت
نمودہ ایم کہ انجیل کلام خدا است و اصلاً منسوخ نشدہ
و تحریف ہم نگردیدہ است * **جواب مسلمانہ** امتناع
نسخ اور تحریف کا سخن پادریصاحب کا باطل ہے اور
اس انجیل کا کلام الہی ہونا بلفظہ بالاتفاق باطل ہے اور
بطور حدیث عیسوی ہونا بھی باطل ہے اسلیے کہ وے
عبری بولتے تھے اور انجیل عبری دنیا مین رہی نہین اور
تیسری فصل مین جو پادریصاحب نے انجیل کے کلام الہی
ہونے کی دلیل لکھی ہے اوسکا ذکر آگے آویگا جواب
بیہودہ یا نہ ذری اسکو کان لگاکر سنیے کہ کیسا مدلل ہے
اور بدون انکار کے اصول ملت نصرانیہ سے کیسا ممتنع
الرفع ہے * اگر بالفرض قبول نمایم کہ عیسے معجزہ نمودہ باشد
باز انجیل او باطل است و او پیغمبر صادق نخواہد بود زیراکہ

انجیل ضد و بر خلاف کتاب موسے است و بجای خود ثابت
و انجیل خود مقر است که کتاب موسے کلام الهی است
و اصلا منسوخ نشده و هیچگونه تحریفے دران راه نیافته و مخالفت
بودن انجیل از کتاب موسے بهزاران وجوه ثابت از انجمله
چند وجه مخالفت که خود عیسائیان بدان اعتراف دارند
بیان میکنم اول اینکه بسیاری از احکام ظاهریه در توریت
نوشته می تولیه که همچنین تا ابدالاباد همه کرده باشند و
عیسے میگوید که ظاهریت ان ممنوع و مبدل به باطن گشته
و شرح این تبدیل عیسائیان بعجب جمله هایے بے معنی میکنند
که هیچ مطلبش بفهم هیچ مکلفے درآمدن نمی تواند مثلاً اینکه میگویند
که قربانیهایے محکومه توریت نمونه ان یک قربانی بود که
عیسے مسیح بوجود خود بعمل آورد یا اینکه میگویند که احکام ظاهر
توریت سایه چیز آینده بوده است و حقیقت ان مسیح است
یا اینکه از ختنه ابدی الحکم ختنه دل مراد است برای خدا
انصاف باید داد که معنی هیچیک جمله از جمله های مذکوره هیچگو
بفهمید کسیے درامدن می تواند حاشا و کلا دوم اینکه در
توریت مذکور است که هر که حادث را معبود گوید او محض

دروغگو واجب القتل است اگرچه معجزات عظیمه نموده باشد
و عیسی از بطن مریم و صلب یوسف نجار پیدا شد و حادث بود
و میگفت که من خدا هستم معهذا بتقریر بعضی اینهم می گفت که سه تا
خدا هستند یکی از آن منم که در شکم مریم جسم گرفتم و یکی بر آسمان
نشسته می ماند و یکی از پیش خدای آسمان بر صورت
کبوتر آمده در من حلول کرد سیوم اینکه در توریت مذکور است
که هر پیغمبری که دروغی بر خدا بندد او کشته شود پس عیسی
چون کشته شد معلوم گردید که دروغگو بود چهارم اینکه بر وقت
جان دادن دروغ گفت که ای معبود من چرا متروکم ساختی
پنجم اینکه در توریت مذکور است که بر مدعی نبوتی که پیشین
گوئی کند و سخنش دروغ برآید او را نبی ندانند و عیسی همچنین
گفته بود که تا فرو افتادن ستارگان و سترخی شدن
قوتهای فلکیه و بی نور شدن نیرین بعض مردم زمانه
من باقی خواهند ماند تا اینکه باز فرود آمدنم را از آسمان
خواهند دید و آن دروغ برآمد یعنی هنوز کسی از آن وقت
زنده نیست چه جا که تا قیامت و نه کسی هنوز گاهی از آسمان
[illegible]

یہہ تقریر یہودیون کی کتنی مدلل ہے مین نہین جانتا ہون کہ
جب تک عیسائی لوگ اپنے عقیدہ ہای باطلہ سے توبہ نکرین
تب تک اس تقریر کو بوجہ معقول بلا مکابرہ اوٹہا سکین قولہ
۵۴۱ صفحہ در خصوص اینکہ خواص وصفات محمد صلعم کہ درین
آیت مرقوم گشتہ چہ گویم وچہ گمان بریم مثلاً در سورۃ الاحزاب
است کہ یا ایہا النبی انا احللنا لک ازواجک اللاتی آتیت
اجورہن وما ملکت یمینک الآیہ * یہان سے لیکر اس فصل
کے آخر تک وہے آیتین جنمین مذکور ہے کہ خداوند تعالے
نے پیغمبر خدا کو چار عورتون سے زیادہ نکاح کی اجازت
دی اور زید ابن حارثہ کی زوجہ سے بعد اوسکے طلاق
دینے کے نکاح ہونے کا مذکور اور حضرت ماریہ قبطیہ کے
قصے کا اشارہ اور بے مہر جائز ہونا آپکے نکاح کا ذکر ہے
لکہہ کر پادری صاحب نے یہودیون کے طرح بدگمانیان اپنی
واشگاف ظاہر کرکے اپنی عاقبت درست کی ہے سو اونکی
بدگمانیونکا تو وہی جواب ہے جو یہودیونکی بدگمانیون کا جواب
ہے اور باقی معقول جواب تحقیقی اور الزامی یہہ ہے جواب
تحقیقی کوئی دلیل عقلی یا نقلی توریت اور انجیل سے بہی

اسبات پر نہین قائم ہے کہ خداوند تعالے کسی نبی کو
بہت سی بیبیان کرنے کی اجازت نہین دے سکتا
اور کوئی دلیل عقلی یا نقلی توریت اور انجیل کی اسبات پر
بہی نہین قائم ہے کہ جو بہت سی بیبیان کرے وہ نبی نہین
ہو سکتا رہا مطلقہ سے نکاح کرنا سو اگرچہ انجیل مین منع
کیا گیا ہے مگر توریت مین درست ہے اور عیسائیونکا
دعوا ہے کہ توریت اور انجیل آپسمین متحد ہین ناسخ
منسوخ نہین ہین اور ہمارے نزدیک توریت کا حکم بہر
بحال اور انجیل کا وہ حکم منسوخ ہوا ہے اور تبنّی موجب
حرمت نکاح اوسکے زوجہ کی نہ عقلاً ہو سکتی ہے اور
نہ کہین توریت یا انجیل مین اوسکی تحریم لکہی ہے پس کوئی
اعتراض صحیح نہین ہو سکتا اور رہی بدگمانی جتنے ملحد اور
بے دین اور بدنصیب ہین انبیا کے دشمن ہوتے رہے ہے
ہین اور بدگمانیان کرتے رہے ہین اوسکا جواب خدا کے
پاس ہے اور محض عقلاً حلت اور حرمت نکاح کے مسائل
کسیطرح نہین ثابت ہو سکتے اسی لیے پارسیون کے
یہان ما بہن بیٹی سے بہی نکاح درست ہے اور ہندوون

کے یہان ست جگ مین عورتین پابند اپنے شوہرون
کی نہین ہوا کرتی تہین اور وہ زمانہ خیر محض تہا اور اب اونکے
شاستر مین کئی پشت تک کی جزّیت مین بہی نکاح حرام ہے
اور جمع بین الاختین شریعت یعقوبیہ مین درست تہا اور
توریت مین حرام ہو گیا اور قلت اور کثرت نکاح مین شناعت
عقلی یہہ ہے کہ ضعیف القوی کو افراط صحبت عورت موجب
حدوث امراض اور جمودت طبع ہوتی ہے اور شدید القوی
کو تفریط موجب حدوث امراض اور جمودت طبع ہوتی ہے
سو اسکا حال اوسیکو معلوم ہو گا جو نکاح کرتا ہے اور کسیکو
کیا معلوم **جواب الزامی** کتاب استثنا باب بست ویکم
نسخہ ۱۸۲۵ درس ۱۱ اون اسیرون مین جو تو خوبصورت
عورت دیکہے اور تیرا جی اوسپر چلے کہ تو اوسے اپنی
جورو کرے ۱۲ تو تو اوسے اپنے گہر مین لا اوسکا سر منڈوا اور
ناخن کٹوا ۱۳ تو وہ اسیری کا لباس اوتارے اور تیرے
گہر مین رہے اور کامل مہینا بہر اپنے باپ اور ماکے سوگ
مین بیٹہے بعد اوسکے تو اوسیکے ساتہہ خلوت کر اور اوسکا خصم
بن اور وہ تیری جورو بنے * دیکہو حضرت موسے نے بہی انتہا

عورتون کے رکہنے کی اجازت دیتے ہین کہ جس کافر کی
بیٹی کوئی مومن پکڑ پاوے تو اوسکو بے تکلف جورو بناوے
اور کچہہ تعداد اور شمار کی قید نہین لگائی اور کتاب پیدائش
کے باب ششم مین یون ہے نسخہ ۲۵ سنہ ۱۸ ورس ۲ خدا کے
بیٹون نے آدمیون کی بیٹیون کو دیکہا کہ وے خوبصورت
ہین تو اون سبہون مین سے جسنے جسکو پسند کیا اوسنے
اوس سے بیاہ کیا الی قولہ تم اوسکے بعد جب خدا کے
بیٹے آدمیون کی بیٹیون سے ہم بستر ہوے تو اونسے
لڑکے پیدا ہوے اور یہہ وہ اقویا تہے جو قدیم سے نامور تہے
* دیکہو جنکو توریت مین خدا نے اپنے بیٹے کہا وے بہی یون ہین
مین سے پسند اور ناپسند کرنے کی تمیز رکہتے تہے اور
یہہ نہین ہو سکتا ہے جب تک دل مین مزا نہو تس پر گاہ
حضرت عیسے کے علاتی بہائی عورتون سے رغبت رکہتے
تہے تو عبد اللہ ابن عبد اللہ جو صرف رسول اللہ ہو اونسے
اگر رغبت کی تو کیا مضایقہ اور کتاب خروج کے باب
چہارم کے ورس بست و دوم مین لکہا ہے سنہ ۲۵ ۱۸
اسرائیل میرا پلوٹہا بیٹا ہے * اور اوسی کتاب کے

باب بست ونہم مین یون ہے نسخہ ۴۵ سنہ ۱۸ ورس ۱۷
راحیل خوشرو اور خوبصورت تہی ۱۸ اور یعقوب راحیل
پر عاشق تہا سو اوسنے کہا یعنے اپنے سسر سے کہ تیری
چہوٹی بیٹی راحیل کے لیے سات برس تیری خدمت
کرونگا * دیکھو باوجودی کہ یعقوب حضرت علیسے پر رئیس
تہے کیونکہ پہلا بیٹا فرنگیون کے اصول سے موافق
مالک ریاست موروثی کا ہوتا ہے معہذا صرف عورت
کی محبت سے سات برس کی خدمتگاری اختیار کی
اور اخبار الایام کی پہلی کتاب کے بائیسوین باب مین
حضرت داؤد کے نسبت خطاب کرکے یون لکہا ہے
نسخہ ۳۹ سنہ ۱۸ ورس ۹ اینک پسری برای تو بوجود
خواہد آمد کہ او صاحب راحت خواہد بود و من او را از تمامی
دشمنان راحت خواہم بخشید چہ نام وے سلیمان خواہد بود
و من در ایام وے سلامت و آرام بہ بنی اسرائیل خواہم بخشید
او خانہ بنام من بنا خواہد کرد و او پسر من و من پدر
وے خواہم بود و تخت سلطنتش را بر بنی اسرائیل تا الابد
[illegible]

ورس باندہم مین ہے کہ یہواہ کے طرف سے سلیمان
اوترا * دیکہیے یہان سے تین باتین ظاہر ہوتی ہین
یہہ کہ یہہ پیشین گوئی پوری نہوئی کیونکہ سلطنت بنی ا
کی اب کہین ذری بہی نہین باقی رہی دوم یہہ کہ یاد
لوگ مغالطہ دینے کے لیے کہا کرتے ہین کہ حضر
ہاجرہ لونڈی تہین پس لونڈی کی اولاد کسطرح
مطلق ہو سکتی ہے اور یہان دیکہیے کہ سلیمان کو
عام بنی اسرائیل کا ہمیشہ کے لیے لکہا ہے حالانکہ از
جیل سے ظاہر ہے غالبا کہ صموئیل کی کتاب مین ہو کہ
حضرت سلیمان اسی زنا سے پیدا ہوئے تہے جو معاذاللہ حضرت
داؤد نے اوریا کی عورت سے کیا تہا تیسری یہہ
یہان خدا نے حضرت سلیمان کو اپنا بیٹا آپ کہا اور حضرت
عیسے کے نسبت کہین نہین لکہا کہ خدا نے آپ انہین
اپنا بیٹا کہا ہے اور جسطرح عیسائی لوگ حضرت عیسے
کو اسرائیل کا بادشاہ جانتے ہین یہان خدا نے خود حضرت
سلیمان کو فرمایا پس افضلیت حضرت سلیمان کی یہان سے
ثابت ہوئی اور برابری مین تو کچہہ گفتگو ہی نہی اور کتاب

اول سلاطین کے گیارھوین باب کے تیسرے درس
مین لکھا ہے کہ سلیمان کی سات سو آزاد جوروان تھین
اور تین سو لونڈیان * دیکھیے کہان تو اور کہان ہزار خدا کے
بیٹے نے ہزار عورتین رکھین پس اوسکے پیغمبر نے اگر نو
محل کیے تو کیا قباحت ہوئی اور اوسی کتاب مین جو معاذ اللہ
حضرت سلیمان کے رتبے کے نسبت انحطاط کی تہمت
باندھی ہے تو صرف اس بنا پر ہے کہ بت پرست عورت
سے انھون نے نکاح کیا اور خود بھی بت پرستی کی نہ کہ
کثرت ازدواج کی جہت سے اونکا رتبہ کم ہو گیا یہہ کہین نہین
لکھا ہے اور حضرت سلیمان کے رتبے کے گھٹ جانیکے
اور اونکے نسبت بت پرست ہو جانے کی روائتین معاذ اللہ
اگر صحیح ہین تو اس نظر سے کہ خدا نے انکو اپنا بیٹا بنایا اور
ریاست عامہ دی معہذا اوسے معاذ اللہ مرتد ہو گئے تو حضرت
عیسے پر بھی گمان صحیح ہو سکتا ہے کہ انھون نے ازراہ
اپنے تئین خدا کہا ہو اور پولوس کے نامہ موسومہ اہل
افسس کے باب پنجم کے درس بست و ہشتم مین لکھا ہے
نسخہ ۱۶۱ برمردان واجب است کہ زنان خود را دوست

دارند ہمچو بدنہاے نود * اور پولوس کا قول عیسائیونکے
یہان بعینہ روح القدس بلکہ تینون خدا کے قول کے برابر ہے
پس اس واجب کے ادا سے محروم رہنا بہتر یا اوسکا بجا لانا اور
یہہ جاننا چاہیے کہ توریت سے ظاہر ہے اور سب عیسائیون
کے یہان مسلم الثبوت ہے کہ حضرت ابراہیم کی تین عورتین تہین
اور حضرت یعقوب کی چار عورتین دو منکوحہ کہ آپسمین حقیقی تہین اور اونکی
دو لونڈیان اونکی حرمین تہین اور سارے سب انبیاے بنی اسرائیل اونہین
چارون عورتون کی اولاد ہین نہ کہ صرف اونہین دو منکوحہ کی اور حضرت
موسے کی ایک منکوحہ اور ایک حبشیہ حرم تہی اور
اسیرون مین جس عورت پر جی چلتا تہا اوسکو رکہنے
کی اجازت عام تہی حضرت داؤد کی بہی بہت سی بیٹیان
تہین اور کتاب پیدایش کے باب بستم کے ورس
دوازدہم سے از روی تین نسخون یعنے ۱۶۲۵ء اور
۱۸۲۵ء اور ۱۸۳۹ء کے ظاہر ہے کہ حضرت سارا زوجہ
مطہرہ حضرت ابراہیم اونکی علاتی بہن تہین پس تمام
انبیای بنی اسرائیل اونہین کے اولاد ہین از موسے تا عیسے
علیہم السلام ...

کرینے پر طعن کرنا محض بیجا ہے یہہ تو ہمنے اپنے طور پر
جواب دیا اور عیسائیون کے اصول پر ہرگاہ خدا کا ایک
عورت کے پیٹ مین نطفہ اور علقہ اور مضغہ اور جنین
بن کر رہنا اور مخرج معلوم سے نکلنا اور جوان ہو کر
ملعون ہونا اور تین دن دوزخ مین رہنا جائز ہو تو حضرت
خاتم النبیین کو اگر بے انتہا عورتون سے نکاح کرنے
کی خدا اجازت دے تو کون سی اوسکی قدوسیت مین
قباحت عاید ہوئی اور تیسری انجیل کے آٹھوین باب
کے دوسرے اور تیسرے ورس سے ظاہر ہے کہ
بہو تیری رنڈیان اپنے مال سے حضرت عیسے کی خدمت
کرتی تہین اور ساتھ ساتھ پہرا کرتی تہین * پس اگر کوئی
یہودی از راہ خباثت اور بد باطنی کے کہے کہ حضرت عیسے
خوشرو جوان تہے رنڈیان اونکے ساتھ صرف حرام کار
کے لیے رہتی تہین اسیواسطے حضرت عیسے نے بیاہ
نکیا اور ظاہر یہہ کرتے تہے کہ مجہے عورت سے رغبت
نہین تو کیا جواب ہوگا اور پہلی انجیل کے باب یازدہم
کے ورس نوزدہم مین حضرت عیسے نے مخالفونکا خیال

اپنے حق مین قبول کر کے کہا کہ مین توڑا کہاؤ اور شرابی
ہوان پس دونون باتون کے ملانے سے اور شراب
کی برستیون کے لحاظ سے جو کوئی کچھ بدگمانی نکرے
سو تہوڑا ہے اور دشمن کے نظرین ان باتون سے کیسی
تن آسانی اور بے ریاضتی حضرت عیسے کی بوجہی جاتی ہے
قولہ صفحہ ۴۵۷ فصل پنجم در بیان مشہور و منتشر گشتن
دین اسلام است * یہہ ساری فصل پادریصاحب
نے بطور ملحد دینکے لکہی ہے یعنے صرف اپنی بدگمانی
سے نبی کے لوازم نبوۃ سے چشم پوشی کر کے بعض افعال
کو اونکے کہ سراسر عقلاً محمود ہین حکماً محمول کرنا بدی پر
کہ ملحد دینکا یہی قاعدہ کلیہ ہے لہذا ضرور ہوا کہ ایک معارضہ
موافق اصول ملحد دینکے کیا جاے پس جو جواب عقلی اوسکا ہوگا وہی
عقلی جواب ہمارے طرف سے بہی ہوگا معارضہ
ہم مشاہدہ کرتے ہین کہ اکثر اوقات اسطرح کے وقایع ہوے ہین کہ بعضے
شخص اپنے موروثی دین مین بعضی باتین صرف اپنے
ہوای نفس سے محض دنیا طلبی یا اور کسی مصلحت سے
یا بسبب ضعف قوۃ متفکرہ کے بطور مالیخولیا کے نئی نکالتے

ہین اور نئے نئے دعوے کرنے لگتے ہین چنانچہ پطرس
حواري نے عیسائیون مین ایسے لوگون کے ہونے کی خبر
دي ہے کہ وے ہلاک کرنے والی راہین پہیلا دین
گی پس کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اوس مذہب والونکے
ہاتہون سے وہ شخص اسطرح مارا پڑتا ہے کہ پہر اوسکے
بعد اوسکی سب باتین صفحہ روزگار سے نسیاً منسیاً ہوجاتی
ہین اور کبہی ایسا ہوتا ہے کہ بلا تخویف اور بلا تطمیع اوسکی
وے باتیں پہیل پڑتی ہین اور یہہ بہی بتجربہ ثابت ہے
کہ جو کوئی شخص کسی دین کا اوس دین کے امہات اصول
اور اوسکے ماخذ کو مسلم رکہہ کر نئی بات نکالتا ہے تو وہ
بتکلف بہت جلد پہیل سکتی ہے بلا خوف اور بلا طمع تو در
اور جو بالکل اپنے موروثی جمہوری دین کے اصل ماخذ
یا امہات اصول کی تغلیط کرتا ہے یا اوسکی موقوفی چاہتا
ہے تو البتہ اوسکی بات پہیلنا منجملہ محالات عادیہ ہے بلکہ
بدون اسباب قویہ مطلق پیش نہین جاتی اور یہہ بہی
بتجربہ ثابت ہے کہ طبایع آدمیون کے تشبیہات کے
طرف یعنے جسمانیات کی پرستش اور ظاہری طمطراق

کی باتونکے طرف بمیلان تمام رجوع ہوتی ہین اور اون [illegible]
جنہین کچھ دنیوی فائدے نہون بالطبع سبکدوشی چاہیئے ہے
پس جسطرح ہندوون مین اوس سے گورکہناتہہ اور کبیر اور
پیران ناتہہ اور نانک شاہ اور مسلمانون کے لباس مین
خفی شان نمود اور رسول شاہ اور اسیطرح دونون فرقون
مین اور اور لوگ اور اور دین والون مین ایسے لوگ
گذرے کہ اوس اصل دین کو جسکی زد مین تہے مسلم
رکہہ کر اونکے نصوص محکمہ اور احکام مسلمہ کو تسلیم کرکے
اوسکی تاویلین کین اور ظاہر کیا کہ ہم ہی صاحب الہام
ہین اور اپنے موافق ہواے نفس کے کسی مصلحت سے
راہ سے یا صرف بطور مالیخولیا کے چند مسئلے ایجاد
کیے اور کہنے لگے کہ خدا اسی طریقے مین ملتا ہے اور
مجہے اپنا مقتدا جانو اور مجہے اپنا وسیلہ عند اللہ سمجہو
پس تہوڑے دنون تک اور لوگ بسبب احداث نئی
باتون کے اونکے ساتہہ عداوتین کرتے رہے اور
کچہہ لوگ سر سے بغیر خوف جان اور بدون
طمع زر اونکے دام مین پہنس کر بقول شخصے کہ پیران نمی پرند

مریدان می پرانند اونکی ہوا خواہیون مین جان دینے
لگے ہوتے ہوتے اونکا ایک جتہا ہو گیا اور اگر کچھ لوگ
حکمت کی باتین پڑہے ہوے اونمین ہوئے تو اور بہی
اونہون نے اوسکی رونق دی یہانتک کہ اونمین اگر کوئی صاحب
حکومت ہو گیا یا کوئی صاحب ریاست تو بہلا چنگا ایک دین
ٹہر گیا اور کچھ حاجت شمشیرزنی وغیرہ کی نہوئی اسیطرح
معاذ اللہ عیسے نے کہا کہ آؤ ہم بہی ایسی کچھ بات کرین
یا شاید بطور مالیخولیا کے اوسکے جی مین آئی کہ مین خدا
ہون یا خدا کا بیٹا ہون بعضے حمقا اوسکے دام مین پہنس گئے
اور اوسکے خادم خاص نے یہانتک کہ اپنی حماقت سے
اپنی جان دیتے تک بہی دریغ نہ کیا اور عیسے نے حکمت کی یہہ
کہ توریت کی نسبت بظاہر کچھ اعتراض نہ کیا اور دلمین
یہہ منظور رکہا کہ اوسکو بالکل خاک مین ملائیے پس کہنے
لگا کہ یہہ سب احکام ماوّل ہین سو خلقت بہیڑیا دہسان جسطرح
اور متنبیون کے دام مین پہنس جایا کی ہے جوق جوق
لوگ اوسکے مریدون کے دام مین آنے لگے اور یہہ نہ دیکہا
اونہون نے کہ اگر وہ خدا ہوتا تو پہانسی پانے کے وقت

الہی الہی کرکے کاہے کو پکارتا اور اگر سچا نبی ہوتا تو مقتل
جانے کے وقت اضطراب مین وہ بات جو بسبب ملت
ہو رہی کے اوسکے جی مین تھی یعنے جانتا تھا کہ از روی
توریت کے مین متروک الہی ہون کیون کہتا اور یہہ بھی
اونہون نے نہ خیال کیا کہ توریت مین جو علامتین سچے نبی
کی لکھی ہین وہ مفقود ہین یعنے اوسمین منجملہ علامت صدق
نبوۃ یہہ بھی تھا کہ حادث کو معبود نکہے اور یسوع تو اپنے تئین
معبود کہتا تھا اور یہہ بھی تھا کہ پیشین گوئی اوسکی کوئی
جھوٹھہ نہو اور یہان ایسا ہی ہوا چنانکہ اسی سبب سے جماعۃ
علماے یہود نے اوسکے قتل کا فتوا دیا با اینہمہ آدمی جو
بالطبع تشبیہات کے طرف مائل ہے بہت لوگ اوس
مذہب مین مانند سکہون اور گورکہا نیون اور رسول
شاہیون اور خفی شان نمودیون کے در آئے اور جو
اونہون نے دیکھا کہ اسنے تو گوہ موت سے بھی احتراز
کرنے کی قید نہین رکھی اور نہ کسی جانور کے نہ کھانے
کی بلکہ سبکو جائز کہتا ہے اور عبادت مین سبکو خود مختار
کرتا ہے چنانکہ اسکی تصریح ڈاکتر ٹیلر صاحب کے تاریخ

ہے ظاہر ہے بے تکلف اوس مذہب کو سچا سمجھنے لگے
اور سمجھے کہ فی الواقعی خدا کو اس بات سے کیا کام ہے
کہ فلانی چیز کھاؤ فلانی چیز نہ کھاؤ یہہ کام کرو یہہ کام نکرو صرف
جو دنیا کے انتظام اور آپس کے متفق ہونے مین کام آوین
اونہین کو سچا سمجھنا چاہیے باقی سب واہیات ہے تا انکہ
رفتہ رفتہ آخر مائۃ ثالثہ عیسویہ مین کوئی عیسائی
دانشمند قیصر یعنے شاہنشاہ فرنگ کے دربار مین جا گھسا اور جسطرح
فیضی اور ابو الفضل نے اکبر کے دربار مین گھس کر
اوسکو مذہب موروثی سے باہر کر دیا اوسیطرح اوس
عیسائی نے قیصر کو بھی عیسائی کر ڈالا اور مذہب موروثی
سے باہر کر دیا اور یہہ بات بھی بتجربہ ظاہر ہے کہ اہل فرنگ
اپنے بادشاہ کی تابعداری مین بہت غلو کرتے رہتے
ہین پس سیکڑون فرنگی عیسائی ہو گیا مگر اوس قیصر کے
بعد اوسکا بیٹا یا پوتا مجوسی ہو گیا لیکن جانشین ششم اوسی
قیصر عیسائی اول کا پھر عیسائی ہوا اور فرمان عام بتقید
بلیغ جاری کیا کہ جو کوئی میرے قلمرو مین رہکر عیسائی نہو
وہ مار ڈالا جاوے چنانکہ اتنی بات تو سب انگریزی تاریخون

مین بہی لکہی ہے پہر اب کیا کہا جاے کہ کیا ہوا انہو دونون مین جمہور اہل فرنگ دین موروثی کو چہوڑ کر ایک نئی بت پرستی کے طرف مائل ہو گئے ہے یعنے عیسے کو خدا سمجہنے لگے اور بعد اوسکے اونمین ایک لوگ ایسے پیدا ہوئے کہ دین کے حاکم ہو گئے جو اونکے جی مین آیا وہ اونہون نے جاری کیا یہانتک کہ مسلمانون کا عہد ہوا اور سلطنت قیصر کی یعنے شاہنشاہ فرنگ کی بالکل مبتذل ہو گئی بعد اوسکے تہوڑے دنون کے اونکے سب دین کے حاکمون نے جہاد مقدس نکالا کہ فرنگستان سے مسلمانونکو مارکے نکالدو اور جو نہ نکلے اور پہر عیسائیت کے طرف رجوع نکرے اوسے مارڈالو چنانکہ ڈیڑہ سو برس تک تمام فرنگستان کے بادشاہ اسی بات پر متفق رہے کہ جہانتک جو غیر عیسائی ہو اوسے مارڈالو غرضکہ دین مسیحی کے پہیلنے کی یہی صورت ہوئی اور اہل تاریخ پر یہہ بات پوشیدہ نہین ہے کہ بالغا ما بلغ جہانتک خبر لیجیے بت پرستی ایسی سہل طرح پہیل جایا کی ہے جسکا کچہہ بیان نہین ہوسکتا ایک ادنی تحریک سے اسکا

جہٹ پٹ رواج ہوجاتا ہے اور جبکہ اوسکے ساتھہ جبروت
شاہنشاہی بہی منضم ہو اور ایک ولایات عظیمہ سے کے تمام بادشاہ
اوسکے لیے ایک مدت تک شمشیر زنی کرین تو کیون نہ پہیلے
چنانکہ عیسے پرستی اسیطرح پہیلی اور ہمنے اور لوگون سے
بہی ہزارون آدمی مذہب موروثی تبدیل کرنے والے
اور ہزارون بے دین اور ملحد اور دہریے ہوتے دیکہے
کہ صرف صحبت کی جہت سے ہو جایا کیے ہین اور کچہہ طمع
زر یا خوف جان نہین ہوا کیا پس صرف صحبت کی تاثیر سے
دین موروثی چہوڑنا مستلزم اس امر کو نہین کہ دین موروثی
غلط تہا اور نیا دین درست ہے اگر یہہ بات صحیح ہو تو چاہیے
کہ الحاد اور دہر بہی دین حق ہو اسلیے کہ کسی ملحد اور دہریے
کو ہمنے نہین دیکہا کہ صرف بطمع زر یا بخوف شمشیر ملحد اور
دہری ہو گیا ہو حالانکہ باتفاق سائر ملتین طریقہ الحاد اور
دہر کا باطل ہے اور چاہیے کہ قسطنطین اول کے بیٹے یا پوتے
کا مجوسی ہونا بہی بجا سمجہا جاے پس اسیطرح اب بہی لوگ
بعضے بعضے عیسائی ہوجاتے ہین اور ہرگاہ صرف صحبت سے
ایسا ہوا کرتا ہے تو درصورتیکہ حصول وجاہت پیش اہل حکومت

بہی مطمح نظر ہو تو بطریق اولیٰ دین موروثی لوگ چہوڑ چکے ہین
چنانچہ اسباتکی دلیل قاطع یہہ ہے کہ ہندوستانی عملداری
مین کوئی ہندو و مسلمان کرسٹن نہین ہوتا رہا اور انگریزی
عملداری مین کوئی عیسائی ہندو یا مسلمان نہین ہوتا ہے
الا ماشاء اللہ بر سبیل شاذ و نادر انتہیٰ مینے بہ نسبت
حضرت عیسے علیہ السلام کے جو ملحدانہ تقریر لکہی واللہ صرف
الزاماً لکہی اور اللہ کے عنایت سے میرے دلمین اوسکا
وسوسہ بہی نہین چہ جاکہ گمان اَب مین جہاد کی بحث
شروع کرتا ہون جاننا چاہیے کہ پادری لوگ عوام
مسلمانون اور اپنے تابعدارون اور ہندؤون کو اکثر ایسی
مسئلہ جہاد کو بتقریر رنگارنگ بیان کرکے دین اسلام سے
بیزار کرتے ہین اور عجیب و غریب مغالطے دیا کرتے ہین اور
بے وقوف لوگ اس مغالطے مین مارے پڑتے ہین اور
بہ نسبت حضرت سید المرسلین علیہ الصلواۃ والسلام کے
بدگمانیان اونکے دلون مین آجاتی ہین اسلیے مجہے
ضرور ہوا کہ پہلے جہاد کی حقیقت اور اوسکی صفت اپنے
اصول کے موافق بیان کرون بعد اسکے اوسکا استحسان

بدلیل عقلی ثابت کرون اور اوسکے لیے دلیل الزامی
بہی لکہون حقیقت اور صفت جہاد کی ہماری شریعت مین
از روی قرآن شریف اور احادیث متواترة المعنے
اور آثار خلفای راشدین اور اجماعیات ائمہ دین کے
یہہ بات ٹہر رہی ہے کہ جو لوگ منکر ہین توحید عبادت
مبدے سے یا معاد جسمانی اور عالم جسمانی کی اس
صورت خاص کی تبدیل سے جو ایکروز ہونے والی ہے
یا تصدیق مصطفوی سے یا اونکے کسی حکم متواتر اور
اجماعی الثبوت سے مثلاً نماز یا روزہ یا زکواۃ یا حج سے
اون لوگون کو پہلے بموعظت حسنہ دعوت کرنا چاہیے
اوس انکار سے باز آنے کے لیے پس اگر بہدایت
عقل سلیم مان لین تو ہمارے بہائی ہین جو ہماری لیے
ہے سو اونکے لیے بہی ہے اور جو ہمارے اوپر ہے
وہ اونپر بہی ہے اور اگر موعظت حسنہ سے نہ مانین تو
اونکی مغلوبیت کے اظہار کے لیے اونسے موافق
تصریحات فقہ علی اختلاف الروایات فی نفر چند روپئے
سالانہ حسب استطاعت یا سب سے جو بصلح مناسب ہو

یا اونکے رئیس ہیے کہ کتنہی بڑا آدمی ہو تو تیرہ روپیئے کئی
آنے سال ہیے زیادہ نہین ہیے مقرر کروالینا چاہیے اور
جو کسب و عمل کی طاقت نرکہتا ہو ادس ہیے کچہ
بہی نہین اور اگر وے اپنی مغلوبیت نہ گوارا کرین تو اونسے
کہا جاوے کہ آمادہ لڑائی کے ہو ہم تمسے لڑینگے اور
تمہین لوٹینگے اور تمہارے جورو لڑکے چہین لینگے
بعد اوسکے یہان تک اونسے لڑے کہ حکومت اسلامیہ
اوسپر جم جاوے اور فتنہ اوسکے استقلال حکومت کا
فرو ہو جاوے اور وے احد الامرین جنکا اوپر ذکر ہوا
قبول کرلین اور صرف خاص تبدیل مذہب کی انتظار
نہ کی جاوے فقط یہہ تو صورت جہاد کی ہوئی اسکے سوا؛
جو تقریرین پادری لوگ مسلمانونکے گمراہ کرنیکے
لیے درباب بیان احکام جہاد کیا کرتے ہین سب جہوٹہہ
ہین اور جو کوئی کچہہ کہے بالکل غلط ہیے اب آگے دلیل اوسکے
استحسان کی سنیے دلیل عقلی اس امر کے خوبی کی مشتمل
ہیے اوپر کئی مقدمون کے پہلا مقدمہ عقلاً اور شرعاً
باتفاق سائر عقلا اور جملہ ملتیین مسلم الثبوت ہیے کہ آدمی

کے لیے قوت عملیہ کی اصلاح سے قوة نظریہ کی اصلاح
مقدم ہے یعنے اعمال کی درستی سے عقائد کی درستی
مقدم ہے اور اسی جگہہ سے یہہ بات ہے کہ اگر کوئی
شخص کتنا ہی بڑا سخی اور مروت والا اور حلیم اور کریم
الطبع اور فروتن اور ہنرمند ہو اگر عیسے کو جہوٹہا اور
فریبیا جانتا ہو تو عیسائیون کے نزدیک وہ شخص آخرت
مین بدتر گنا جائیگا اوس شخص سے جو مثلاً بخیل اور بے
مروت اور درشت طبع اور بدمعاملہ اور بے ہنر ہو
مگر ساتہہ ان سب باتون کے حضرت عیسے کو اپنے دل
وجان سے سچا اور اپنی تئین اون بری باتون مین برا
اور خدا کا گنہکار جانتا ہو اور دہریہ کے نزدیک یہی
دانشمند اچہا ہے بیوقوف سے دوسرا مقدمہ
تمام اہل تجربہ کے اتفاق سے یہہ بات ثابت ہے کہ دل
سے بعضی بات کے سمجہنے مین جو غلطی واقع ہوا کرتی ہے
وہ سمجہانے سے کبہی نکل بہی جاتی ہے اور جو بری بات
بعض اوقات دلمین جم جاتی ہے وہ دوسرے کے
سوجہانے اور بوجہانے سے دل سے مٹ بہی جاتی ہے

تیسرا مقدمہ یہہ بہی باتفاق اہل تجربہ کے بدیہی الثبوت ہے کہ آدمی کو اپنے خلاف طبع بہ نسبت امور مخصوصہ صنف کے دوسرے کی بات نہ ماننے کا بہت بڑا سبب اپنی صنف کی وجاہت اور سطوت واقع ہوا کرتی ہے کہ اس وجاہت اور سطوت کے سبب سے دوسرے غیر صنف کی بات پر کان دہرنے کو عار و ننگ جانتا ہے چہ جاکہ اسکو قبول کرنا کہ یہہ تو بہت دور ہے اور جب تک جی لگا کر سنیگا نہیں تو ماننے کی نوبت کاہیکو پہونچیگی چوتہا مقدمہ یہہ بہی ازروی تجربہ ظاہر ہے کہ اپنے خلاف طبع امور مخصوصہ صنفیہ کے مخالف باتیں دوسرے کی کان رکہہ کر سننا اسکا بہت بڑا باعث قوی کوئی مثل غلبہ وجاہت اور سطوت صنفیہ اوس کہنے والے کے نہیں ہے ہرگاہ یہہ مقدمے عقلاً قابل پذیرائی ہو لیے تو جو بات بہت مدت اور اوسکے خلاف کوئی شخص اپنی نادانی سے سمجہہ بیٹہا ہوگا تو درصورتیکہ وہ خلاف بات اوسکے یہان بطور رسوم صنفی اور لوازم قومیت ٹہر رہی ہوگی تو جب تک اوس قوم کی سطوت اور وجاہت غالبہ باقی ہے تب تک اوس

اچهي باتكو کاهيكو سُنيگا اور جبكه اوسكے كان دهرنے سے
سے مايوسي ہے تو اميد ماننے كي بہت دور ہے اس
صورت مين موافق مقدمه سيوم اور چهارم كے اوسكے
قوم كي سطوت كو توڑنا اور اچهي بات والونكي وجاهت
اور سطوت كو بڑهانا بالبداهت مستحسن بلكه ضرور ہے
بنابرين تقدير نفس الجهاد پر جسكا مدار انهين مقدمات چهارگانه
پر ہے كوئي اعتراض عقلي نهين ہوسكتا مگر يهه كه جس باتكو
جهاد والے اچها سمجهے ہين وه بات اچهي بهي ہو سو يهه بحث
دوسري ہے اوسكے مباحثه كي جگهه يهه نهين ہے اسكو
عليحده طي كرلينا چاہيے اور جبكه اس مسئلے كا حُسن
عقلاً ظاهر اور از روي تجربه متحقق بهي ہوا اور اسبات پر
كه وه فائده جو ہمنے از روي مقدمات مذكوره كے بيان كيا
ہرگز جهاد سے نهين حاصل ہوسكتا ہے بلكه ممتنع ہے
كوئي برهان عقلي قائم نهين ہوسكتي تو پهر اس مسئلے
كے اجرا مين اور نبوت اور رسالت الٰهيه مين عقلاً كسيطرح
كي منافاة نهين ثابت ہوسكتي اور يهه مسئله عقلاً موجب
بطلان نبوت الٰهيه نهين ہوسكتا اور جو لوگ جو يهي ہے

ممتنعات عقلیہ کے جواز بلکہ وقوع کے مسئلے کو مانتے اور مدار نجات کا جانتے ہین یعنے واجب الوجود کا ایک شخص بھی ہونا اور تین شخص بھی اونکو تو دم مارنے کی جگہ نہین ہے اور پادری صاحب نے جو اسباب چھے فصل سیوم مین آیتین معارض آیات جہاد کے نقل کین سو وہ معارض نہین اور اونکا بیان اسطور پر ہے قولہ صفحہ ۲۲۸ اور ۲۲۹ لا اکراہ فی الدین اس آیت کا اتنا ہی مطلب ہے کہ دین کے حاصل ہونے مین اکراہ کو دخل نہین یعنے کسیکے دلمین اکراہ سے دین نہین جمتا ہے مدعا یہہ کہ جو قرآن شریف مین حکم ہے کہ فاقتلوا ہم حیث وجدتموہم سو یہہ حکم خاص اُنہین لوگون کے حق مین ہے جو وہان بت پرست تہے اور موسے اور عیسے کو بہی نہین مانتے تہے اور برسون اونکو سمجہاتے گذرا اُنہون نے نہ مانا اور نہ ماننے کے سوا خدا پرستون اور توحید والون پر ہزارون طرح کے اُنہون نے ظلم کیے اور کرتے تہے اور بت پرستی کے لیے جسپر قابو پاتے اکراہ کرتے اور مار ڈالتے اور لوٹ لیتے تہے اور انواع انواع فساد توحید کے

موقوفی کے لیے برپا کرتے تھے سو صرف اونکی تذلیل
کے لیے حکم دیا کہ اونکو جہان پاؤ لوٹ لو مار ڈالو ہان اگر
بظاہر اسلام قبول کرین تو اونکو چھوڑ دو اس سے یہہ غرض بھی
نہی کہ دلمین اونکے ایمان آجاوے بلکہ صرف بطور غضب
الہی کے اونکے نسبت یہہ حکم ہوا تہا کہ اونکو ذلیل کرو
اور یہہ حکم قرآن کا عام نہین ہے کہ جو کوئی جب کبھی اسلام
نہ قبول کرے اوسے مار ڈالو اور مرتد کے لیے جو حکم
ہے کہ بعد فہمایش کے اگر نمانے تو مار ڈالو تو یہہ بھی اسواسطے
نہین ہے کہ اوسکے دلمین ایمان آجاوے بلکہ صرف تذلیل
کے لیے اور بطور سیاست مدنی کے یہہ حکم ہے اور
بڑے ظلم کی بات ہے کہ بادشاہ عادل سے بغاوت
کرنے پر تو قتل باغی مستحسن سمجہا جاوے اور خدا کے پیغمبر سے
بغاوت کرنے والونکا قتل مذموم ہو **قوله** درسورہ غاشیہ

مسطور است فذکر انما انت مذکر لست علیهم بمصیطر * اسکا
مطلب یہہ ہے کہ تو صرف نصیحت کرنے والا ہے کچھہ اونپر
تو متسلط نہین ہے پس ظاہر ہے کہ جہاد موقوف ہے
حصول جماعت پر اور جماعت کا حاصل ہونا موقوف ہے

نصیحت پر اور جب تک جماعت نہ حاصل ہو تو بجز سوائے
نصیحت کے اور کیا کرے کسیطرح کا تسلط اسکو نہین ہے
اب دیکھیے جہاد کی ممانعت تو یہان سے بوجھی بھی نہین
جاتی چہ جاکہ ظاہر ہو اور ہرگاہ ممانعت نہ بوجھی گیی تو آیات
جہاد سے اس آیت کو تعارض نہوا پادریصاحب کی
نافہمی ہے جو اسکو معارض اوسکا سمجھے ہین **قولہ** در سورۂ
نور تحریر یافتہ است ان تطیعوہ تھتدوا وما علی الرسول الا البلاغ
* یعنے اگر رسول اللہ کی فرمان برداری کردیگے تو منزل
مقصود کو پہونچوگے اور اس رسول کے ذمے کچھ نہین ہے
بجز پیغام رسانی کے سو اوس پیغام مین یہہ بھی داخل
ہے کہ جب تک اجازت جواز جہاد کی حاصل نہو اور شرطین
اوسکی پائی نہ جائین تو صرف صبر کرنا چاہیے اور ممانعت
جہاد کی یہان سے بھی نہ نکلی تا آیات جہاد سے تناقض پیدا
ہو **دلیل الزامی** کافرون کا کفر کی جہت سے قتل
کرنا صرف مخصوص بشریعہ محمدیہ نہین ہے بلکہ اگلے دینون
مین ہوتا رہا ہے چنانکہ ہندوٗن کے یہان بڑی پوتھی بھارت
کے سانت پرب دوازدہم مین لکھا ہے کہ راجہ پرتھہ

جو رجہ ہین کے بعد ظاہر ہوا اور سارے حریف اوسکے
دنیا کے اوسکے وقت سے نکلے ہین اوسکو خداوند تعالی
نے حکم عام دیا کہ لوگون کی میری بندگی کے لیے دعوت کر اور
جو نہ مانے اوسے مار ڈال اور سنکراچارج جو بعد بکرما
جیت کے ہوا اپنی پوتہی مین صاف لکہتا ہے کہ توحید کے
نہ ماننے پر آدمیونکا مار ڈالنا جائز ہے اور پارسیون
کے یہان گشتاسپ اور لہراسپ کا زرتشت اپنے
پیغمبر کے کہنے کے موافق دین کا رواج دینا بشمشیر نی
اور نوشیروان وغیرہ عادلین کا مرواڈالنا مزدک
متنبی وغیرہ کو صرف جہوٹے دعوے نبوۃ پر ثابت ہے
ان سبکی تفصیل یہان ہمین لکہنا ضرور نہین مگر ملت موسویہ
کے یہان کی تفصیل اس مسئلے کی بیبل سے نقل کرتا
ہون کتاب خروج باب بست وسیوم نسخہ ۱۸۳۱ اور ۱۸۴۴
فرشتہ من پیش تو خواہد رفت وبسر حدا موریان
وحتیان وفرزیان وکنعانیان وحویان ویبوسیان ترا
خواہد رسانید ہم معبودان انہارا سجدہ مکن وعبادت
منمای وبا اعمال شان موافقت مکن بلکہ می باید کہ انہارا

بالتمام استیصال نمائی و بتهاے ایشان را بسر تا پا ریزه ریزه کنی * کتاب مزبور باب سی و چهارم نسخهٔ ۳۹ تا ۱۱ ورس ۱۳ آز نهار با سکنهٔ دیار یے که متوجه ان باشی عهدے مبند مباد ادام قوم تو شوند ۱۳ و مذبحهای ایشان را خراب کنید و اصنام ایشان را بشکنید و غلّه ایشان را ببرید ۱۴ از ان رو که پرستش معبود دیگر روا نیست بسبب اینکه خداوند یے که اسمش غیور است خداے است غیور * کتاب عدد باب سی و یکم نسخهٔ ۲۵ تا ۱۰ ورس ۷ انهون نے مدیانیون سے لڑائی کی جیسا ہوا ہ نے موسے کو فرمایا تھا اور سارے مردون کو قتل کیا ۸ اور انہون نے اون مقتولون کے سوا آوی اور رقیم اور صور اور حور اور رابع جو مدیان کے پانچ بادشاہ تھے اونہین جان سے مارا اور بعور کے بیٹے بلعام کو بھی تلوار سے قتل کیا ۹ اور بنی اسرائیل نے مدیان کی رنڈیون اور بچّون کو اسیر کیا اور اونکے مویشی اور چار پائے اور مال اور اسباب سب کچھ لوٹ لیا ۱۰ اور اونکی ساری بستیون اور گھرون اور محلّون کو پھونک دیا

۱۱ اور اُنھون نے ساري غنيمت اور سارے اسير اور انسان اور حيوان سب ليے ۱۲ اور موسي پاس قيدي اور غنيمت لوٹ لائے الي قوله ۱۴ موسے اونپر غصه هوا اور اونكو كها كه تمنے سب رنڈيون كو جيتا ركها الي قوله ۱۷ سو اون بچون كو جتنے لڑكے هين سب قتل كرو اور هر ايك رنڈي كو جو مرد كے ساتهه سونا جانتي هے جانسے مارو ۱۸ ليكن وه لڑكيان جو مرد كے ساتهه سونا نهين جانتي هين اونهين اپنے ليے رهنے دو * ديكهو لڑكون كے مارنے كو بهي كها اور هماري شريعت مين لڑكونكے مارنيكا حكم نهين هے اور نه عورت كا مگر يهه كه سر منشاء فساد هو انصاف كرو جسطرح لڑكيان قابل غضب الهي نه تهين اوسيطرح لڑكے بهي نه تهے مهند لڑكے مارڈالے گئے اور لڑكيان صرف مزے داري كے ليے ركهه لي گئين اوسپر بهي همارے يهان كے مسئله جهاد پر هنسنا كيا نا انصافي هے اگر كوئي ملحد هے تو هے عيسائيون كو كچهه طعن كرنا نهين پهونچتا كتاب استثنا باب هفتم نسخه ۱۸۶۵ع درس ۱ جبكه پهونچاوے تيرا خدا تجكو اوس سرزمين مين كه تو جسكا وارث هونے

که مفصلاً بیان نمایم ۳۳ که ایشان از راه ایمان بر ممالک
غلبه نموده و به نیکوکرداری پرداخته و آخذ وعده ها گردیدند
و دهن شیران را بند نمودند و بدمهای شمشیر رستگار
شدند و از ضعف بقوت رسیدند و در جنگ دلیر شدند
و قلعهای بیگانگان را منهدم ساختند * یہان بہی دیکہنے
اور یاد رکہنے کی یہہ بات ہے کہ حضرت داؤد کی لڑائیون
کو پولوس نیکوکرداری مین گنتا ہے اور کہتا ہے کہ پیغمبر
لوگ بزور مقابلہ بہی فتحیاب ہوتے رہے ہین اب
دیکہیے پادری فنڈر صاحب ان لڑائیون کی کیا خوب
تاویل کرتے ہین **قوله** باب سیوم فصل پنجم صفحہ ۲۶۱
نہایت برخی از علماے اسلام مقدمہ جدال و قتال
بنی اسرائیل کنعانیان را و غزوات داؤد را بمیان آورده
میگویند چنانکه به بنی اسرائیل قتل و جدال کنعانیان جائز
و حلال بود بہمان طریق جہاد در راه دین محمدؐ نیز جائز
گردید و حال انکه ادعای مذکور محض از ندانستن و نفہمیدن
مطلب توریت است زیرا که خدا در توریت به بنی اسرائیل
نفرموده بود که نخست به کنعانیان تکلیف ایمان نمایند و ثانیاً

هرگاه تکلیف را منقاد نگردند ایشان را قتل و غارت سازند بلکه حکم
خدا این بود که انها را بجهت گناهان کثیره و اعمال قبیحه قتل عام سازند پس
مدعای جنگ بنی اسرائیل تکلیف اهل کنعان نبود بلکه غضب
الهی بود که خدا بوساطت بنی اسرائیل در پاداش اعمال
قبیحه ایشان بظهور و انجام رسانید و همچنین مدعای
جنگ و جدال داؤد در راه دین نبوده است بلکه چون
بادشاه بود جهت استقلال امر سلطنت خود جنگ و جدال
می نمود * پادری صاحب نے یہان بھی بہت سی داد
تحریف کی دی اور توریت کے معنون کو بالکل بدل ڈالا
مین پوچھتا ہون کہ بالفرض اگر وے مقابلے والے حضرت
موسے اور حضرت یوشع کے بالکل خدا کے مطیع اور
منقاد ہو جاتے تب بھی بجہت اپنے اگلے اعمال قبیحہ کے
مستحق مار ڈالنے کے ہوتے یا نہوتے اگر نہوتے تو ہمارا
مطلب ثابت ہوا کہ صرف تکلیف شرعی کے لیے ان کے
ساتھہ مقاتلہ کیا گیا اور تکلیف شرعی کے لیے قتل کرنے
کو کافر دیکے حق مین ہم بھی غضب الہی جانتے ہین رحمت
الہی نہین جانتے اور اگر کہیے کہ اگرچہ وے تائب ہوتے

اور حضرت موسے اور یوشع کی تابعداری کا اقرار کرتے
تب بھی مار ڈالنے کے قابل ہوتے تو ہمارے یہان تین جواب
ہین اول یہہ کہ مجرد احتمال وہمی تمہارا ہمارے الزام کو رفع
نہین کر سکتا اسلیے کہ کوئی لفظ اور کوئی قرینہ توریت کے
ان مقامون مین ایسا نہین ہے جس سے یہہ بوجہا جائے
دوسرے یہہ کہ اسصورتمین شناعت عقلی اس مسئلے پر عائد ہوتی ہے
یعنے ایک کافر جمہور اگرچہ بعاجزی پیش آوے تو بھی اوسے
مار ڈالیے نہ کہ ہمارے یہان کے مسئلے پر کہ اگر کوئی کافر حربی
بعاجزی پیش آوے اور گڑگڑانے لگے اور اپنی جان بچانے
کے لیے کہے مین اپنے برے کامون سے باز آیا تو اوسکو
نہ مارینگے اسلیے کہ شاید رفتہ رفتہ اوسکے دلمین بھی اچھے
کامون کی خوبی جم جاوے اور بخوبی اونہین عمل مین لاوے
تیسرے یہہ کہ یہہ سخن محض غلط ہے کیونکہ کتاب استثنا کے باب
بستم مین یون لکھا ہے نسخہ سنہ ١٨٢٥ درس ١٠ اور جب تو قتال
کے لیے کسی شہر سے نزدیک ہو تو پہلے صلح کا پیغام کرا
تب یون ہوگا کہ اگر انہون نے صلح قبول کی اور دروازے
کہول دیے تو ساری خلق جو اوس شہر مین ہے

تیری خراج گذار ہوگی اور تیری خدمت کریگی نسخہ اربانویسیہ
سنہ ۱۶۲۵ اور درس آ آفان قبلت یعنے الصلح وفتحت لک الابواب
فکل الشعب الذی فیہا یخلص دیکو والک عبیداً یعطوک الجزیہ
* یعنے سب غلام لونڈی ہو جاینگے اور جزیہ دیا کرینگے اور
یوشع کی کتاب کے پہلے باب کا درس آخر یہہ ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۹
ہرانکہ تمرد حکم تو کند و در ہرچہ بفرمائی کلمات ترا اطاعت نکند مقتول
شود نسخہ سنہ ۱۸۴۵ جو کوئی کہ تیرے حکم کی مخالفت کرے اور تیری
ساری باتونکا جو تو اوس سے فرماوے شنوا نہو مار ڈالا جاوے
* دیکھو یہہ سب جملے بعبارۃ النص مفید ہین اسبات کے کہ اگر وے
لوگ مقتولین فرمان برداری ہوسے اور یوشع کی کرتے تو
نہ مارڈالے جاتے یہان سے صاف ثابت ہوگیا کہ پادری صاحب
نے محض مغالطہ دہی کے لیے یہہ کہا ہے کہ اون پیغمبرون کے
مقاتلات مین دعوت اور استدعای اطاعت کا مضمون نتہا
اور پادری صاحب نے جو لکھا ہے کہ صرف اون مقتولون کے
اعمال قبیحہ کے عوض مین یہہ کیا گیا تہا اسکا اگر یہہ مطلب ہے
کہ اونکی بت پرستیون اور شرک کی باتون سے یہہ معاملہ
اونسے ہوا تو تو ہمارا مطلب ثابت ہوا یعنے جہاد اسی کو کہتے ہین

اور اگر مراد اونکی یہہ ہے کہ کفر و شرک باعث اونکے قتل
و غارت کا نہین ہوا تہا بلکہ صرف اور اعمال قبیحہ باعث اس
قتال و جدال کے ہوئے تو محض غلط ہے اسلیے کہ اون
درسون سے جو ہم اوپر لکہہ آئے ہین صاف ظاہر ہے
کہ صرف بت پرستی اونکی علت اونکے قتل و غارت کی
واقع ہوئی یہان تک کہ ایک عورت فاحشہ نے جو حضرت
یوشع کے جاسوسون کی مہمان داری کی تہی تو بروقت
فتحیابی کے حضرت یوشع نے قتل عام کے حکم سے اوس
عورت کو مع اوسکے لواحقون کے مستثنے کردیا چنانچہ
اسکی تفصیل یوشع کی کتاب کے چہٹین باب کے درس ۲۲
سے ۲۵ تک لکہی ہے اور پولوس کے خط موسومہ
عبرانیون کے باب یازدہم کے درس ۳۱ مین اوسکی
تصدیق ہے پس معلوم ہوا کہ بداعمالی کو مطلق ان معاملات
مین دخل نتہا ورنہ عورت فاحشہ کا بچا لینا کیونکر درست
ہوتا اور یہہ جو پادری صاحب نے کہا کہ یہہ قتل و غارت بطور
غضب الہی کے تہا تو اسکا مطلب اگر یہہ ہے کہ بت پرستون
کو بت پرستی کے سبب سے تا وقتیکہ وے گردن زیر

حکم نرکہین مار ڈالنا اونکے حق مین خدا کا غضب ہے اور
یہہ ویسا نہین ہے جیسے پیغمبر لوگ مار ڈالے جاتے ہین
کہ وہ اونکے حق مین رحمت الٰہیہ ہے تو ہمارا عین مطلب ہے
اور ہم بہی جہاد کو در حق کفار غضب الٰہی سمجہتے ہین اور اگر یہہ
مراد ہے کہ جسطرح قوم نوح اور قوم لوط پر عذاب آسمانی
اوترا تہا اوسیطرح اوس قتل وغارت کا بہی معاملہ تہا
سوا اسکے بہی تین جواب ہین اول یہہ کہ یہہ تمہارا مجرد احتمال
وہمی ہمارے الزام کو رفع نہین کر سکتا ہے اسلیے کہ کوئی
لفظ انمقامون مین اسطرح کا نہین وارد ہے جس سے
تشبیہ مذکور کا مضمون کچہہ بہی صحیح بوجہا جاوے دوسرا
یہہ کہ وہی مضمون در گذر کرنیکا بر وقت صلح اور عطاے
جزیہ اور فتح باب قلعہ وغیرہ کا لحاظ کرو کہ یہ باتین صاف
دلالت کرتی ہین کہ اونکے حق مین وہ مقاتلہ اسطرح
کا غضب الٰہی تہا جسطرح پر ہم جہاد کو کہتے ہین نہ کہ اوسطرح
پر جو قوم نوح اور لوط پر اوترا اسلیے کہ کوئی شرط اوس
کے اترنے کے باب مین نہین ہوئی تہی بلکہ دفعۃً بعد
سرتابیون کے عذاب اونپر نازل ہوگیا تیسرا یہہ کہ اگر یہہ

معاملہ مقاتلہ مذکورہ کا بطور عذاب نوح ولوط کے
ہوتا تو چاہیے کہ بنی اسرائیل مثل ملائکہ کے کسیطرح سے
اوسمین مصدر قصور اور کسیطرح متضرر نہوتے حالانکہ
کتاب یوشع کے ساتوین باب مین یون ہے نسخہ ۵ سنہ ۹ا اور
۴ چنانچہ لوگون مین سے تین ہزار کے قدر مرد چڑہ گئے
اور عی کے لوگون سے بہاگ آئے ۵ اور عی والون نے
اونمین سے چہتیس ۳۶ آدمی مار لیے کہ وے دروازے کے
مقابل سے لیکے سبریم تک انہین رگیدے آئے
انہون نے اوترتے وقت انہین مارا سو لوگون کے
دل پگہل گئے اور پانی سے ہوگئے ۶ تب یوشع اور
سارے اسرائیلی مشائخ نے اپنے کپڑے پہاڑے اور
یہواہ کے صندوق سیادت کے آگے شام تک اوندہے
پڑے رہے اور اپنے سرون پر خاک اوڑائی * بالجملہ
پادری کی ساری توجیہ غلط ہوگئے اور حضرت داؤد کے
نسبت جو انہون نے لکہا کہ دین کے واسطے وے نہین
لڑے بلکہ سلطنت بڑہانے کے لیے تو آیا اونکا سلطنت
بڑہانا نیکوکاری تہی یا بدکاری در صورت دوم پولوس کی

تکذیب ہوتی ہے اسلیے کہ وہ اونکے اسبابکو منجملہ نیکو کاری
لکہتا ہے در صورت اول ہمارا مطلب حاصل ہوا
کہ سلطنت بڑہانا بہی پیغمبرونکا منجملہ نیکو کاری ہوتا ہے اور
جو کوئی نیکو کاری کو بدکاری کہے تو وہ خود بدکار ہے رہا
مسئلہ مرتد کا کہ وہ مارہی ڈالا جاے تو وہ ایسی بات ہے
جیسے کتاب خروج کے بائیسوین باب مین ہے بسنجی گتنہ ۱۸۵۸
درس ۲۰ جو کوئی یہواہ کے سوا کسی معبود کی نذر چڑہاوے
وہ مار ڈالا جاے * اور کتاب استثنا کے بات ہفتدہم
کے اون ورخون کو جو مینے نقل کیے پہر ملاحظہ کیجیے
کہ انمقامون مین کسی قوم خاص کی تخصیص نہین ہے بلکہ
مطلق بنی اسرائیل کے حق میں یہہ فرمایا ہے مگر ہماری
شریعت مین اتنا اور بڑہا دیا گیا کہ پہلے اوسکو سمجہانا چاہیے شائد
محض غلط فہمی سے وہ مرتد ہو گیا ہو اور توریت مین تو اتنا ہی
نہین ہے پس عقلاً ہمارے یہان کا مسئلہ مستحسن ٹہرا یا توریت
کا ذری انصاف کیجیے اور پادری لوگ اسمقام مین یہہ
بہی مغالطہ دیا کرتے ہین کہ اگر مسلمانون مین شمشیر زنی
نہوتی تو اونکا دین نہ پہیلتا صرف تلوار کے زور سے

وہ دین پہیلایا گیا ہے **جواب** اس تقریر کا مطلب مین
آج تک نہین سمجہا ظاہرا یہی مطلب معلوم ہوتا ہے کہ جو دین
بلا شمشیر زنی پہیلے سو یقیناً حق ہے اور جو بشمشیر زنی پہیلے وہ
عام ہے اس سے کہ مشکوک اور باطل ہو یا نہو اگر یہی مطلب
ہے تو محض جہوٹہہ ہے کیونکہ اگر یہہ بات سچ کہی جاے
تو چاہیے کہ اگلے عربون کی بت پرستی اور اسیطرح
انگلستان کی اگلی بت پرستیان اور ہندوستان کی نہی
اور لانبے گرو اور بودہ کا مذہب اور نانک شاہی اور
کبیر پنتہی اور ملاحدہ مانی نقاش اور خفی شتان نمودیون کا
مذہب یہہ سب حق ٹہرین اسلیے کہ ان دینون مین سے
کسیکے لیے کسینے شمشیر زنی نہین کی حالانکہ یہہ بات بالاتفاق
باطل ہے اور چاہیے کہ تیرہ برس کے اندر قبل اجرائی
جہاد کے جو سیکڑون آدمی مسلمان ہوے کہ اونمین بعضے
جہابذہ علمای یہود اور امرای نصارے بہی داخل ہین
اور سوای مشرکین عرب کے جو اور لوگ مثل اہل فارس
اور اشیای روم اور ترکستان اور مصر اور حبش اور
بعضے یہودی اور نصاریٰ جو بعد اجرای جہاد کے

مسلمان ہوئے تو یہہ بہی حق سمجہا جاے کیونکہ اونپر اکراہ
نہین ہوا تہا حالانکہ آپ لوگ نہین حق جانتے اور جو قسطنطنین
اول کے جانشین ششم نے فرمان عام جاری کیا تہا
کہ جو عیسائی نہو وہ مار ڈالا جاے اور اسیطرح جو اکثر
ملوک فرنگ نے آگے صرف دین کے بابت خونریزیان
کی ہین اور ایسے ہی اسباب سے دین عیسائی فرنگستان
مین بہت پہیلا اور مستحکم ہوا چنانکہ انگریزی تاریخین
اسکی گواہ ہین اور ڈاکتر ٹیلر کی تاریخ مین بہی مجملاً یہہ
حال لکہا ہے تو چاہیے بطریق اولی باطل ہو اسلیے
کہ دین اسلام مین بجز خاص مشرکین عرب اور اقوام
عرب اور کل ماعدا اسکے لیے یہہ حکم کسی نے نہین جاری
کیا تہا کہ جو مسلمان نہو سو مار ڈالا جاے بخلاف فرمان
جانشین ششم قسطنطنین اول اور احکام اور ملوک فرنگ کے
کہ وے سب بر سبیل اکراہ فی الدین کے جاری ہوئے
تہے حالانکہ یہہ بہی اب نہین مانتے اور اگر اوس مغالطے
کا یہہ مطلب ہے کہ جو دین شمشیرزنی سے قائم ہو سو یقیناً
باطل ہے اور جو بلا شمشیرزنی پہیلے وہ عام ہے اس سے

کہ مشکوک اور باطل ہویا نہو تو اوسکے دو جواب ہین اول یہہ
کہ سوای مشرکین عرب کے اور کسی قوم کے لیے بطور اکراہ
کے دین کے لیے شمشیرزنی اصول اسلامیہ مین داخل نہین
ہے اور مشرکین عرب کے لیے جو شمشیرزنی بطور اکراہ
کے ہوئی تو بعینہ ویسیہی تہی جیسے حضرت موسے اور حضرت
یوشع نے کنعانیون وغیرہ کے اوپر کی چاہیے کہ دین
موسوی بہی باطل ٹہرے اور اگر کہیے کہ بعضے جابرہ لوگ
اسلامیہ نے اور جگہہ بہی بطور اکراہ کے شمشیرزنی کی تو
اول اسکا ثبوت چاہیے علاوہ برین اگر کسی نے کی تو خال
خال کہین اتفاقیہ برسبیل ندرت کے ہوگی معہذا اوس
شمشیرزنی سے کچہہ دین نہین پہیلا جیسا بغیر شمشیرزنی
کے خلفای راشدین اور اونکے تابعین بالاحسان کے
ہاتہہ سے پہیلا پس جابرہ کے اکراہ کرنے سے اصل
دین باطل نہین ہوسکتا ورنہ چاہیے کہ قیصر وغیرہ کے
ہاتہہ سے بہی جو اکراہ ہوا تو دین عیسائی باطل ہوجاے
حالانکہ اسکے آپ قائل نہین ہین دوم یہہ کہ کوئی برہان
عقلی اسبات پر قائم نہین ہے کہ جس بات کے لیے شمشیرزنی

کیجاے وہ باطل ہی ہو بلکہ بداہتہً عقل حاکم ہے کہ حق یا باطل
ہونا کسی مذہب کا اور سخن ہے اور شمشیرزنی کرنا یا نکرنا
دوسرا سخن ہے اسکو مذہب کے حق و بطلان مین
کچھہ دخل نہین ہے اور اگر اوس مغالطے کا یہہ مطلب
ہے کہ اگر حکومت اسلامیہ کا پایہ بلند نہوتا تو دین اسلام
نہ پہیلتا سو اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ تو ہم پہلے کہہ آئے
کہ جب تک وجاہت اور سطوت کا پایہ بلند نہین ہوتا ہے
تب تک مخالفین جنکی قوم بر سر سطوت ہوتی ہے کسیطرح
بات کے شنوا نہین ہوتے چنانکہ اسی جہت سے جب تک
انگریز لوگ ہندوستان مین ملوکانہ داخل نہین ہوئے کوئی
کرشٹن نہین ہوا اور جب تک امریکہ مین عیسائی لوگون کی
حکومت نہین ہوئی کوئی شخص وہان عیسائی نہین ہوا اور
جب تک فرنگستان مین شاہنشاہ عیسائی نہین ہوا تب تک
مذہب عیسائی وہان کچھہ بہی نہین پہیلا تہا اور جب تک
ایکبرٹ شاہنشاہ انگلستان کا عیسائی نہین ہوا کوئی
وہانکا آدمی عیسائی نہین ہوا تہا اور قیصر اور ایکبرٹ
کا نصرانی ہونا اسیطور پر ہوا جسطرح اکبر بادشاہ ملحد ہوگیا

یا اور بہت سے آدمي دیکہے کہ باوجود ثروت اور مکنت کے صرف بسبب صحبت کے دین موروثي سے پہر جاتے ہین علاوہ برین از روي تجربہ ثابت ہے کہ جس مذہب مین پرستش مادیات کي اور اسقاط قیود شرعیہ کي گرم بازاري ہوتي ہے وہ مذہب بہ نسبت اوس مذہب کے جسمین تشبیہات سے تبرّی اور تنزیہات پر دارمدار ہوتا ہے بہت زیادہ پہیلتا ہے چنانکہ اسي جہت سے جب تک مذہب عیسوي اصول حقہ پر رہا یعنے حضرت عیسے خدا نہین ٹہرائے گئے اور تکلیفات شرعیہ کے سقوط کا مسئلہ نہین جاری ہوا مذہب عیسوي کچہہ بہي نہین پہیلا اور جبکہ حضرت عیسے کي پرستش اور تکلیفات شرعیہ کا سقوط منجملہ اصول دین عیسوي ٹہرائے گئے تو جوق جوق لوگ اوسمین داخل ہوئے اور جبکہ اوسکے ساتہہ سطوت قیصریہ منضم ہوئي تو پہر وہ مذہب عموماً پہیل پڑا چنانکہ میرے اسمضمونکي تصدیق اون لوگون کو جنہون نے تواریخ اہل فرنگ کي دیکہي ہوگي اور شیوع ملت عیسویہ کے دہون کي اون تاریخون سے تفتیش کي ہوگي ایسي ہوگي جیسے دوپہر کے افتاب کی تصدیق

ہوتی ہے دو ایک جملے ڈاکٹر ٹیلر کی تاریخ سے مین بیان
کرتا ہون کہ اوس سے بہی فی الجملہ میری اسبابکی
تصدیق ہوتی ہے اور بعضے حالات اور بہی متعلق اسکے
ظاہر ہوتے ہین دفتر اول باب چہل و پنجم فصل سیوم
اسبات مین رواۃ کے آرا مختلف ہین کہ ابتدا مین مسیحی
دین کے رسوم کس ڈہب کی تہے اور انتظام اوسکا
کس نوع کا تہا اور نہ فقط کاتہولک اور پروتستنٹون کے
درمیان اس امر مین راے کا اختلاف ہے بلکہ پچھلے
فرقے کے مختلف گروہون مین بہی چنانچہ لوتری اور کالونی
مین بہی رد و بدل ہے علاوہ اسکے ایک راے یہہ بہی
ہے کہ ہمارے مسیحی اور اوسکے حواریون نے اپنے
دین کے خالص احکام کے مطابق وعظ اور نصیحت کی
ترویج پر اکتفا کی اور اسبات پر مسیحیون کو مختار چہوڑا
کہ اپنے اپنے ملکی رسوم کے موافق اپنے لیے قواعد
عبادت کے ٹہراوین * پس حضرت عیسے اور حواریون
کے طرف منسوب کرنا اس طریقہ اباحت عامہ کو تو غلط
اور محتاج بہ ثبوت ہے ہان شاید لوتہر نے ایجاد کیا

تو گیا ہو چنانکہ اوسکے بعضے خطوں سے مستنبط ہوتا ہے
اور پہیلنا دین کا صرف اباحت عامہ کے سبب سے باقرار
مورخ مسیحی ثابت ہو گیا اور وہی مورخ دفتر دوم مین لکہتا ہے
* اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ دین مسیحی نے اول خیال
عظمت کو بحال نسا کے لوگون کے دلون مین جگہہ دی
اور تب ہی سے نسوان تزئین المجلس گنی جاتی ہین اور
یہہ وجہ ذکور کے طرف سے اونکی حفاظت ہونے لگی الی آن
قال اور بہادری کے لیے اس سے کوئی بڑی بہادری
نتہی کہ اون پریزادون کی عفت اور عصمت کی نگہبانی اور
عزت کرین پس اس بہادری مین عشق بازی بہی مدام ہم
آغوشں رہی الی آن قال پس یہہ بات کہی جاسکتی ہے کہ عشق
بازی نے اس سبب سے بہت سی ترقی حاصل کی * اور وہی
مورخ دفتر اول کے باب چہل و پنجم کے فصل چہارم مین لکہتا ہے
* دوسرے قرن مین مذہب کے قواعد اور رسوم کے ٹہرانے کے لیے
لوگون کو مجتمع کیا اور ایک اجماع ملقب سینودی اور کونسلیا ہونے لگا
اور اونمین علماي دین سے ایک سردار ٹہرا تہوڑے عرصے کے بعد
ایک عمدہ تر فرقہ اباڈ نکا یعنے وے کہ جنہین پوپ کہتے ہین نکلا جو کہ مسیحی

ملکون مین کامران تہے اور اونہین بہی درجی اوتریکے مقرر
ہوئے اور سب آباؤ نکا سردار روم کا اُسقف ٹہرا * اور
فصل ہشتم مین لکہتا ہے * پہر کلیسا نے ایک بدعت نکالی
جو منجر بسوی شرک تہی اور اُنہون نے بہت سے مقدسون
اور قبرکون کی پرستش اغاز کی اور علاوہ اسکے اور بہت سے
نئے احکام نکالے * اور صاحب سیر المتقدمین عیسائی
اور اور بہی اونکے مورخین لکہتے ہین کہ سنہ ۳۰۹ مسیحی
مین بعد اسکے کہ قسطنطین اول جو عیسائی ہوا تہا اوسکا
جانشین سیوم جولین نامی صحبت مین مجوسیون کے
مرتد ہو گیا جانشین ششم نے باتفاق اہل دربار کے
ایک فرمان جاری کیا کہ ساری رومی سلطنت مسیحی ہوجاے
اور جو مسیحی نہو سو مار ڈالا جاوے * پس دیکہیے جسطرح
قسطنطین اول ایک عیسائی کے صحبت سے عیسائی ہو گیا تہا
اوسیطرح اوسکا پوتا مجوسی ہو گیا تہا اس سے معلوم
ہوا کہ صرف صحبت کی جہت سے بہی دین ناحق متعدی
ہوتا ہے اور یہہ بہی ثابت ہوا کہ شمشیر زنی سے جو دین
پہیلے سو وہ ناحق نہین بہی ہوتا ہے اور خصوصاً جبکہ

پریزادون کی عشقبازی بہی ہم اغوش ہو تو اور یہی عیسائیون
کے نزدیک وہ دین ناحق نہین ہوتا ہے باالجملہ رواج مذہب
کا بغیر شمشیرزنی نہ موجب اوسکی حقیت کا ہوتا ہے اور نہ
رواج اوسکا بشمشیرزنی موجب اوسکے بطلان کا ہے
اور صرف سطوت فرمانروائی کے جہت سے دین
کا پہیلنا بہی دو طرح پر ہوتا ہے ایک یہہ کہ اہل حکومت
کی فروتنی اور مروت اور سخاوت اور عدم تنگ گیری
اور تہذیب اخلاق اور حسن اعمال اور زہد اور
بزرگیان باعث ہوتی ہین جیسا ہمارے یہان پہلے
طلیقے والون کے ہاتہہ سے ہوا جون جون اونکے آثار
کم ہونے گئے دین کی ترویج کم ہوتی گئی گو کہ سطوت
اور طمطراق ظاہری اور جبر و قہر مسلمانونکا بڑہتا گیا
اور بعد اوس زمانے کے جو پہیلا تو اکثر بزرگون کی
کرامتون سے پہیلا اور دوسری طرح یہہ کہ تنگی معاش
رعایا اور ترفع حکام اور زرکشی حاکم کی باعث ہو جیسا اب
ہم دین عیسائی کے رواج مین دیکہتے ہین سوای اون
لوگون کے جو ننگے بہوکے بہت رہے اور ابواب

معیشت سے کے اونپر بند ہوئے اور کوئی بہت کمتر عیسائی ہوتا ہے
مگر شاذ و نادر اوسطرح پر جیسا قسطنطنین اول کا پوتا مجوسی یا
اکبر بادشاہ بیدین ہوگیا اب مین پوچھتا ہون کہ کتاب
خروج کے بابونسے ظاہر ہے کہ سب بنی اسرائیل بموجب
حکم یہواہ اور موسے کے مصریونسے کرورون روپئے
کا چاندی سونا از قسم زیور اور ظروف اور اسیطرح کپڑے
بھی عاریت لیکر مصر سے روپوش ہوکے بھاگے سو
عاریت لیکر کافرون کا اسباب اور دغے سے بھاگنا
ہماری شریعت مین جائز نہین ہے اور توریت مین اسکا
حکم ہوا پس شناعت عقلی کسمین ہے اور تقاضاے روح
کو ایسے ہی احکام رفع کرتے ہین اور انجیل اول کے
باب بست و یکم کے درس ہیجدہم اور نوزدہم مین لکھا ہے کہ حضرت عیسے
ایک انجیر کے درخت پر صرف اس جہت سے کہ اوسمین
پھل نتھے خفہ ہوئے پس جمادات پر خفہ ہونا عقلاً کمال
جہالت کی بات ہے اور اوسی انجیل کے تیئیسوین ٢٣ باب
مین دیکھیے کہ حضرت عیسے نے کون سا مرتبہ درشت گوئی کا
اوٹھا رکھا جو یہودیون کے خطاب مین اونکے کفریات پر

نہین کیا اور ایکبار بطرس حواری نے جو خوشامد کا کلمہ کہا
تو اوسکی تعریف کی اور دم بھر کے بعد جو اوسنے فی الجملہ
خلاف طبع آپکے بات کہی تو اوسے شیطان ٹھہرایا چنانچہ
انجیل اول کے باب شانزدہم کے ورس ۱۶ اور ۱۷
کے ملانے سے ورس ۲۲ اور ۲۳ کے ساتھہ ظاہر ہوتا
ہے ان باتونکو نہ دیکھنا اور مضمون آیہ کریمہ واغلظ علیہم کے
معنون پر بغیر سمجھے بوجھے طعنہ کرنا کیسی نا انصافی ہے الحمد للہ
میزان الحق والے کے شبہونکا جواب ہو چکا مگر ایک
بات باقی رہی وہ یہہ کہ اوسنے اپنی کتاب کے باب دوم
اور بعضی فصلون مین باب سیوم کے بعض مضامین اناجیل
کو قرآن کے بعضے مضمون پر بغیر سمجھے بوجھے ترجیح دیکر اس
ترجیح کو معاذ اللہ موجب عدم حقیت قرآن اور دلیل کلام
الہی ہونے انجیل کی گردانتا ہے اور کہتا ہے کہ تقاضاے روح
قرآن سے نہین رفع ہوتا ہے اور انجیلون سے ہوتا
ہے ایسی باتونسے مینے کہین تعرض نہین کیا اسواسطے
کہ اوس کتاب کے اعتراضات کے جوابون کے تمام
ہونے پر اوسکا تعرض مناسب سمجھا گیا سو اب جاننا چاہیے

کہ انجیلون مین جن باتونکو پادریصاحب موجب رفع تقاضے
روح سمجھے ہین دو حال سے خالی نہین توریت مین وے
باتین ہین یا نہین اگر ہین تو محض سرقہ ثابت ہوا انجیل
کی بذاتہ کچھہ تعریف نہ نکلی اور اگر نہین ہین تو دو حال سے
خالی نہین اون باتونکا نہونا موجب بطلان اوس کتاب کا جسمین
ویسی باتین نہون ہوسکتا ہے یا نہین اگر ہوسکتا ہے تو توریت
باطل ہوئی اور اگر نہین ہوسکتا ہے تو بالفرض محال
کہ قرآن شریف مین وے باتین نہون تو بہی قرآن نہین
باطل ہوسکتا ہے چہ جاکہ وے باتین اور اوس سے
بہتر بہی قرآن مین ہون اور مین سچ کہتا ہون کہ
انجیلون مین کوئی بات جو عقلاً علی الاطلاق مستحسن ہو
ایسی نہین ہے جو کسی دین مین اوسکا استحسان نہ
مذکور ہو گل سرسبد سب باتونکا عیسائیون کے
نزدیک یہہ ہے کہ انجیل مین لکھا ہے کہ دشمن سے
انتقام نہ لینا چاہیے بلکہ اوسکے بدلے مین سلوک
کرنا چاہیے سو مین کہتا ہون کہ آیا یہہ امر وجوبی ہے
یا استحبابی اگر وجوبی ہے تو کئی قباحتین لازم آوینگی

اول یہہ کہ آیا اسکا وجوب ایسا ہے کہ جس دین مین اوسکا وجوب نہو سو وہ دین باطل ہے تو چاہیے کہ توریت باطل ہو اسلیے کہ اوسمین کہین اوسکے وجوب کا ذکر نہین چنانکہ یہود یون اور عیسائیونکا اسپر اتفاق ہے اور اگر ایسا نہین ہے تو کچہہ اعتراض نہین دوسری یہہ کہ جیسے احکام سیاسات متعلقہ فوجداری عدالت بلکہ عدالت دیوانی کے بہی اہل حکومت ملت عیسائیہ کے ہاتون سے ابتدا سے ابتک ہوئی اور ہوتے جاتے ہین موجب کمال عذاب اخروی اور ناخوشنودی حضرت حق ہو اور سراپا کارخانہ عدالت کا عین ظلم ٹہر جاوے اسلیے کہ طالب اپنے حق کا بموجب ارشاد عیسوی ناحق پر ہے پس اوسکی اعانت ظلم کی اعانت ہے اور اگر دشمن سے دین کا دشمن مراد ہے تو باب بست سیوم مین انجیل اول کے حضرت عیسے نے یہودیون کو حد سے زیادہ جو گالیان دین تو ظلم کیا اور مقالات موسویہ اور یوشعیہ بہت بڑا ظلم ٹہرا تیسری یہہ کہ انجیل سے فی الجملہ بدلا لینا بہی نکلتا ہے چنانکہ پہلی انجیل کے

اٹھارہوین باب کے پندرہوین اور سولہوین درس
سے پوچھا جاتا ہے تو سرے سے وہ مسئلہ وجوبکا باطل
ہوگیا اور اگر وجوبی نہین ہے اور دشمن سے مراد دشمن
دنیوی ہے تو قران شریف مین کئی جگہہ لکھا ہے کہ عفو
بہتر ہے چنانکہ الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس
کی علانیہ تعریف لکھی ہے اور وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمہ
اور ایثار دوسرے کا اپنی جان پر اور اور باتین ہوا سواہ
اور شفقت علی خلق اللہ کی قران مین اتنی ہین کہ انجیلون مین
نہین ہین چنانکہ بہت لوگ کہتے اور کرتے آئے ہین جیسا
سعدی نے فرمایا ؎ بدی رابدی سہل باشد جزا *
اگر مردی اَحسِن اِلیٰ مَن اَسا * بالجملہ دشمن دنیوی سے
انتقام نہ لینے کو اچھا کہنا اگر موجب ہوا سبا تکا کہ جس
کتاب مین ایسا حکم لکھا ہے وہ کلام الہی ہے تو چاہیے
کہ کتب حکمت عملیہ قدیمہ یونانیہ اور پارسیہ اور ہندیہ
کے جو حضرت عیسے کے زمانے سے پہلے سے کے ہین
سب کلام الہی ٹہر جائین دیکہو یہہ کیسی سفاہت کی
بات ہے کہ صرف مستحسنات عقلیہ کے ذکر کرنے سے

کتاب کو کہنا کہ یہہ کلام الہي ہے یہہ سوا ہے اوس شخص کے
جسکي عقل بالکل کہو گئي ہو اور کون کہیگا اور بیبل مین بہت بانین
خلاف استحسان عقلي لکہي ہین اور بنظر سرسري ہینے
دیکہي ہین اونہین سے جو سر دست یاد پڑتي ہین انہین
لکہتا ہون دیکہیے تقاضاے روح کو کیا ایسهي باتین رفع
کرتي ہین حاشا و کلا مگر اونہین سے جو معارض قرآن شریف
کے نہین ہین اونکو تکذیبا مین نقل نہین کرتا ہون خداوند تعالی
مجہے انبیا علیہم السلام کي تکذیب اور توہین سے محفوظ رکہے مگر صرف
پادري صاحبون کے الزام کے لیے نقل کرتا ہون اور بعضي
باتونکا پتا اسي جگہہ دیتا ہون اور بعضي باتونکا پتا اسي میري
کتاب کے اور مقامون سے مل سکتا ہے اور بعضي ایسي
ہین کہ اگرچہ بیبل مین نہین مذکور ہین مگر عیسائیون کے
عقیدے مین داخل ہین جسطرح ہمارے عقیدے مین لا اله
الا الله محمد رسول الله داخل ہے اور کسي عیسائي کو اوس سے
انکار نہین ہے ازانجملہ پیدایش کي کتاب مین لکہا ہے کہ خدا
آدمیون کے بنانے سے بہت شرمندہ ہوا اور پچتایا **ازانجملہ**
اوسي مین لکہا ہے کہ خدا آدمي بن کر رات بہر یعقوب سے

کشتی لڑتا رہا اور جب مغلوب نکر سکا تو اوسکے پائوں کی نس چڑہاکر دیے مارا **ازانجملہ** خدا اسحٰق کی دعا کو جو عیص کے حق مین اونہون نے کی تہی یعقوب کے حق مین سمجہا **ازانجملہ** گوسالہ پرست اور بت پرست کو نبی کرنا کہ عین زمانہ نبوۃ مین اونہون نے گوسالہ پرستی کروائی اور بت پرستی کی جیسا کہ معاذ اللہ حضرت ہارون اور حضرت سلیمان کے نسبت توریت مین لکہا ہے۔ **ازانجملہ** زبور یکصد و چہارم مین لکہا ہے کہ یہواہ نے بدلیون کو اپنا مرکب بنایا اور ہوا کی بازوٗون پر وہ سیر کرتا پہرتا ہے **ازانجملہ** زبور ہفتاد و ششم مین لکہا ہے کہ خداوند سے چونکا اور راد شخنے مانند پہلوان بیخوردہ کے عربدہ کیا اور اپنے دشمنون کی پچہاڑی ماری **ازانجملہ** خدا مریم کے پیٹ مین نو مہینے رہا اور پیدا ہوکر بڑہتے بڑہتے جب جوان ہوا تو یحیی پیغمبر کا مرید ہوا اور آخرکار ملعون ہوکر تین دن دوزخ مین رہا **ازانجملہ** خدا نے موسےٰ سے کہا کہ بنی اسرائیل سے کہہ کہ فرعونیون سے زیور طلائی اور برتن نقرئی وغیرہ اور کپڑے اچہے اچہے فی کس عاریت لیوین اور لیکر دغے سے بہاگ جائین **ازانجملہ** خدا نے موسےٰ کو حکم دیا کہ بدون تبلیغ دعوت اپنے مخالفون اور اونکے زن و فرزند

اور ننہین ننہین بچون کو مارڈالو اور اونکو بالکل لوٹ لو اور چھوٹی لڑکیون کو اپنے لیے رہنے دو **ازانجملہ** موسے کو حکم دیا جو کوئی غیر خدا کی نذر مانے اوسے مارڈالو یعنے بدون فہمایش اور بدون انتظار توبہ کے **ازانجملہ** انجیلون مین ہے کہ خدا کا احمقانہ کام آدمیون کے عاقلانہ کام سے بہتر ہے **ازانجملہ** انجیل مین ہے کہ مردون کو واجب ہے کہ عورتون کو چاہا کرین مانند اپنے بدن کے **ازانجملہ** انجیل سے ظاہر ہے کہ زانیہ عورت کا زنا اگرچہ ثابت ہو تب بہی اوسکو سزا مت دو **ازانجملہ** پہلی انجیل والا گیارہوین باب کے نوین ورس مین حضرت عیسے کا قول نقل کرتا ہے کہ یحیی کا مرتبہ نبی سے زیادہ ہے اور پہر گیارہوین ورس مین کہا کہ یحیی سے زیادہ بزرگ کوئی آدمی نہین ہوا ہے مگر اوسی جگہہ یہہ بہی کہا کہ آسمانی بادشاہت مین جو چہوٹا ہے وہ بہی یحیی سے بڑا ہے اور سب عیسائی بالاتفاق کہتے ہین کہ آسمانی بادشاہت عبارت ہے راہ نجات سے پس دیکہیے ان سب باتونکے ملانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو تمام انبیا سے زیادہ بزرگ ہے یعنے یحیی وہ آسمانی بادشاہت مین نہین داخل ہوگا اور آسمانی بادشاہت والا اگرچہ کمترین ہو وہ حضرت موسے اور یحیی سے بہی افضل ہے **ازانجملہ** اوس باب کے بارہوین

ورس مین ہے کہ یحیی کے وقت سے ابتک آسمان کی بادشاہت پر جبر
اور زبردستی کیا کرتے ہین اور زبردست اوسے چھین لیتے ہین * دیکھو
یہہ کیسی بات ہے راہ نجات پر زبردستی اور اوسکا چھین لینا کیسا
از انجملہ پہلی انجیل کے دسوین باب مین ہے نسخہ ۳۹ ورس ۳۴
یہہ گمان مت کرو کہ مین ملاپ کرانے آیا ہون ملاپ کروانے نہین آیا ہون
تلوار چلوانے آیا ہون ۳۵ مین اسلیئے آیا ہون کہ مرد کو اوسکے باپ سے
اور بیٹیون کو اوسکی ماسے اور بہو کو اوسکی ساس سے جدا کرودن
* حالانکہ خود ہی کہا تہا کہ مبارک وے ہین جو صلح کروانے والے ہین وے
خدا کے فرزند کہاوینگے * چنانکہ اوسی انجیل کے پانچوین
باب کے نوین ورس مین ہے یہہ کیسی باتین خلاف
تقاضاے روح انسانی ہین از انجملہ اوسی انجیل کے بارہوین
باب مین ورس ۴۳ سے ۴۵ تک حضرت عیسے سے
نقل کیا کہ ناپاک روح جب آدمی سے جدا ہوتی ہے اور
سو کہے مکان مین آرام نہین پاتی ہے تو جہان سے
نکلی ہے وہان آتی ہے اور اوسمقام کو اچھا پاک صاف
پاکر سات روحین ناپاک اور بولا لاتی ہے وے سب
ملکر وہان رہتی ہین * اول دیکہیے کہ جب مطلق روح

ناپاک کا یہہ حال ہے تو اور ساتون روحین ناپاک اوسکے
ساتھہ کہان سے آدینگی اسلیے کہ وے بہی اپنے اپنے
مکانون مین جہانسے نکلی ہین جائنگی دوسرے یہہ کہ جس مکان
سے نکلی ہین اوس مکان سے کیا مراد ہے اگر اوسکا
بدن مراد ہے سو وہ تو سڑ گل جاتا ہے اور چونکہ بری روح
کا ہے سو برا ہوتا ہے اچہا پاک صاف کیونکر ہوگا اور اگر
مراد اوس مقام سے ہے جہان وہ مرا تہا سو وہ مکان
اکثر سوکہا بہی ہوتا ہے اور سوکہے مکان کو کہا ہے کہ اوسمین
ناپاک روح کو آرام نہین ملتی ہے تیسرے یہہ کہ روح تو
بالاتفاق غیر جسمانی ہے سو اوسکو سوکہے اور تر مکان سے
ڈہوندنے سے کیا علاقہ ازانجملہ اوسی باب کے درس
۲۵ اور ۲۶ مین لکہا ہے کہ حضرت عیسے فرماتے ہین کہ مین
باعانت دیؤون کے سردار کے دیؤون کو نہین دفع
کرتا ہون اور اوسکی دلیل یہہ لاتے ہین کہ اگر دیؤون
مین نفاق اور اختلاف ہو تو اونکی سلطنت کاہے کو قائم
رہے * حالانکہ بقول پادریون کے عقل کے رو سے یہہ
صرف مغالطہ معلوم ہوتا ہے اسلیے کہ ہم دیکہتے ہین کہ

بعضے بعضے ظالم بادشاہ ایک مدت تک اپنے لوگون پر آپ ظلم کیا کرتے
ہین اور اونکی سلطنت شخصی قائم رہتی ہے چہ جاکہ صنفی چنانکہ انگلستان
کی تواریخ سے ظاہر ہے کہ آگے وہان بہی بڑے ظالم بادشاہ
گذرے ہین معہذا وہ سلطنت قائم رہی ہان یہہ صحیح ہے کہ اگر
برابر ہمیشہ ویسا ہی ظلم ہوتا رہے تو البتہ سلطنت قائم نہین رہ
سکتی ہے سو حضرت عیسے کا زمانہ بہت قلیل تہا اوتنی مدت
قلیلہ تک اگر رئیس دیوؤنکا اپنے لوگون کے خلاف مرضی اونپر
ظلم کرتا اور اوسکی سلطنت مین خلل نہ پڑتا تو ممکن تہا علاوہ
برین دیوؤنکا باز رکہنا آدمیون پر ناحق تصرف کرنے سے
ظلم نہین بلکہ عدل ہے پس اگر دیوؤنکا سردار اپنے لوگون
کو ظلم سے باز رکہتا تو چاہیے کہ موجب بقا اوسکی سلطنت
کا ہوتا نہ کہ موجب زوال کا ازانجملہ پہلی انجیل کے باب بست
سیوم کے درس سی پنجم میں ہے کہ ہابیل کے خون سے
لگا کر زکریا کے خون تک سبکا خون تم پر ہے دیکھو یہہ کیسی
بات ہے گناہ کرے کوئی پکڑے جائین اور لوگ سب ازانجملہ
احکام عشرہ کے بیان مین توریت مین لکھا ہے کہ بدکارونکا
بدلا دوسری تیسری چوتہی پشت تک لیا جاتا ہے * دیکھو

کیا ہی باتیں تقاضایے روح کو رفع کرتی ہین ازانجملہ ایک جگہہ
انجیل کے مولف نے حضرت عیسے کے طرف نسبت کرکے لکہا ہے
کہ آپ نے فرمایا کہ مین اور باپ ایک ہون اور اوسکے معنے
عیسائی لوگ کہتے ہین کہ حضرت عیسے نے یہہ جو کہا سو اپنی
الوہیت کا اظہار کیا اور دوسری جگہہ انجیل مین کہا کہ باپ
کچہہ نہین کرتا ہے سارے عالم کا اختیار مجہے حوالے کیا ہے
اور اسکو بہی عیسائی لوگ کہتے ہین کہ انہون نے اپنی الوہیت
کا اظہار کیا سو دیکہیے کہ یہہ کیسی بات ہے کہ عیسے اور خدا
حقیقی جس جہت سے کہ ایک تہے سو یہہ دو شخص کیونکر ہوئے
کہ ایک نے اپنی سلطنت اور اپنے سب اختیارات دوسرے کو
دیئیے تو تثلیث کا مسئلہ کیونکر صحیح ہو اسواسطے نہین رہی
بلکہ ایک کا تعطل اور دوسری کی کارکنی ثابت ہوتی ہے
ازانجملہ چوتہی انجیل کے اٹہارہوین باب مین اپنے
شاگردون کے حق مین خدا سے کہتے ہین کہ وہ بزرگی
جو تونے مجہے دی ہے مین نے اونہین دی تاکہ وے
جسطرح سے کہ ہم ایک ہین ایک ہون * اس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ جسطرح سے خدایے حقیقی نے حضرت

عیسے کو خدا بنایا اوسیطرح حضرت عیسے نے اپنے شاگردون
کو خدا بنایا علاوہ برین حضرت عیسے نے اپنی شب شہادت
کو اپنے بڑے شاگرد پطرس کو کہا کہ تو شیطان ہے
اس سے معلوم ہوا کہ معاذ اللہ جسکو حضرت عیسے نے
خدا بنایا وہ شیطان ہوا **از انجملہ** چوتہی انجیل کے چودہوین
باب کے درس دوازدہم مین ہے کہ حضرت عیسے
نے فرمایا کہ جو مجہہ پر ایمان لاتا ہے سے کام جو مین کرتا ہون
ان کامون سے بہتر کام وہ کریگا* پس اگر حضرت عیسے
کے معجزون سے اونکی خدائی ثابت ہوتی ہے تو چاہیے
اونکے ایمان لانے والے اونسے بہتر خدا ہون اور چاہیے
کہ کوئی عیسائی اس زمانے کا ایسا نہ سمجہا جاوے کہ
وہ عیسے پر ایمان لایا ہے کیونکہ اوس سے کوئی کام
ویسا بہی نہین ہوتا ہے چہ جا کہ اوس سے بہتر **از انجملہ**
پہلی انجیل کے پانچوین باب کا درس ۴۸ یہہ ہے کہ جیسا
تمہارا باپ جو آسمان پر ہے کامل ہے تم بہی کامل ہو*
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کا خدا ہونا ممکن ہے
از انجملہ پہلی انجیل کے باب دوازدہم کے درس ۵۰

سے تا ۵۰ جو لکہا ہے اوس سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسے
نے منجملہ احکام عشرہ ابدیّ البقا کے ایک حکم کو بالکل متروک
کیا یعنے اکرام والدہ نکیا ازانجملہ اوسی انجیل کے نوین
باب کے ورس ۱۴ سے ۱۵ تک جو لکہا ہے اوس سے
ظاہر ہے کہ نبی کے ہوتے ہوئے اوسکے امتی کو ریاضت
کرنا نہ چاہیے سو دیکہو یہہ بات کیسی تقاضای روح کے
خلاف ہے ازانجملہ اوسی انجیل کے باب پانزدہم کے
ورس ۲۲ سے ۲۸ تک جو لکہا ہے اوس سے ظاہر ہے
کہ دکہیا جو اپنا دکہہ کہے تو اوسے جہڑک دینا اور اپنے
قوم کے مقابلے مین اوسے کتا کہنا درست ہے ازانجملہ
اوسی انجیل کے باب بست ویکم کے ورس ۱۸ و ۱۹ سے
ظاہر ہے کہ حضرت عیسے نباتات پر خفہ ہوئے تہے دیکہو یہہ
بات تقاضاے روح کے کیسی خلاف ہے ازانجملہ حضرت
عیسے نے کہا ہے کہ جسوقت تارے آسمان سے گرینگے
اور چاند اور سورج بے نور ہو جاینگے مجہے سب آسمان پر
سے آتے دیکہین گے اور اوسوقت تک اس زمانے
کے لوگ زندہ رہین گے * دیکہو یہہ بات پوری نہوئی

از انجمله اوسی انجیل کے باب نوزدہم کے درس بست و ہشتم
سے ظاہر ہے کہ حضرت نے اپنے بارہ شاگردون کو فرمایا
کہ جب ابن آدم یعنے مین اپنے تخت حشمت پر بیٹھونگا تم بھی
بارہ تختون پر بیٹھوگے * حالانکہ اونہین بارہون مین سے
ایک بقول اہل اناجیل حضرت عیسے کی شب شہادت کو
مرتد ہوگیا از انجمله اوسی انجیل کے چوتھے باب مین ہے
نسخہ ۱۸۳۹ درس ۵ اوسوقت شیطان اوسے شہر
مقدس مین لے گیا اور بڑی عبادتگاہ کے کنگرے پر
کھڑا کرکے اوس سے کہا ۶ کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو آپکو
نیچے گرادے الی قولہ ۷ یسوع نے کہا کہ تو اوس خداوند
کو جو تیرا خدا ہے امتحان مت کر * دیکھو اگر امتحان دینا
مقصود تھا تو شیطان کے کہنے سے کنگری پر چڑھنا
کیسی حرکت ہے کیا روح حضرت عیسے کے حق مین ایسی
ہی تعلیم دیتی تھی از انجمله گیارہوین باب کے درس
۲۹ سے ۳۰ تک حضرت عیسے کا قول لکھا ہے کہ میرا جوا
آسان ہے میرا بوجھ ہلکا ہے اور باب ہفتم کے درس
۱۳ سے ۱۴ تک لکھا ہے کہ نجات کی راہ بہت سخت اور

دشوار گذار ہے ان دونون مضمونونکے ملانیسے یہ ظاہر
ہوتا ہے کہ حضرت عیسے کی پیروی مین نجات نہین ہے
از انجملہ اوسی باب کے پچیسوین ورس مین ہے نسخہ
[illegible] اے باپ آسمان و زمین کے مالک تیرا شکر کرتا ہون
کہ تونے ان چیزونکو حکیمون اور عاقلون سے چھپایا اور
لڑکون پر کہولا ۲۶ ایسا ہونے مین تیری رضامندی
تہی * دیکہو حق بات کا چہپا رہنا موجب رضامندی خدا
کیونکر ہوسکتا ہے اور بقول پادریون کے معلوم ہوتا ہے
کہ فہمیدہ آدمیون کے نزدیک حضرت عیسے کے لیے
لوازم نبوۃ نہین ثابت ہوے تہے صرف بیوقوفونہی نے
اونکو نبی سمجہا تہا انتہی بالجملہ ایسی ایسی باتین حواریون خصوصاً
پولوس کے خطون مین بہت ہین اور ایسہی باتین یہود
کی دستاویز انکار واقع ہوئی ہین مگر مین بفضلہ تعالے
حضرت موسے اور حضرت عیسے علیہما السلام کی نسبت
سوءظن سے بری ہون بالجملہ انجیلون مین اون باتونکے
سوا اور باتین جو ہین اونکو بلکہ اونکی ساری تعلیمات کو مین
بوجہتا ہون کہ دے سب موافق اون علامتونکے ہین

جو پادریصاحب نے الہام حقیقی کے شناخت کے لیے
بیان کی ہین یا نہین ہین اگر نہین ہین تو بقول پادریصاحب کے
انجیلیں الہام حقیقی نہین ہین اور اگر ہین تو مین پوچھتا ہون کہ
تعلیمات توریت کی اوسکے موافق ہین یا نہین ہین اگر نہین ہین
تو توریت الہام حقیقی نٹھری اور اگر موافق ہین تو بقول پادریصاحب
کے سرقہ لازم آیا کہ اونہین باتون کو توریت سے لیکر انجیلیں
بنائی ہین اور بعضے پادری لوگ اپنی نافہمی سے کہتے
ہین کہ معجزات بینہ کا ظہور موجب ثبوت نبوۃ اور مفید تمیز بین
النبی والمتنبی نہین ہوتا ہے سو اونسے ہم پوچھتے ہین کہ ایک
شخص موافق توریت وانجیل کے تعلیم دیے اور معجزہ ظاہر
نکرسکے اور کہے کہ مین نبی ہون تو چاہیے کہ وہ نبی برحق شمار
کیا جاوے سو ایسی بات وہی شخص کہیگا جو تقاضاے روح
انسانی سے بالکل بے بہرہ اور نابلد ہے انتہی میزان
الحق کے پہلے اور تیسرے باب کا جواب ہو چکا اور مینے
جو اوسکے جوابون کے ادا کرنے مین یہہ طریقہ اختیار کیا
کہ پادریصاحب کی فضول تقریرین نہین لکھین اور اوسکے
لفظ لفظ سے مینے تعرض نہین کیا سو اسکا سبب یہہ ہے

کہ طرز بیان اور تقریرین لاطائل اگر صرف دو ہی تین رسالون
مین پادریون کے ہوتین اور ویسے لوگ ایسے ہوتے کہ
اونکے تقریرون کی لغویت کے ثابت کر دینے سے اور
پادری لوگ سر بگریبان ہو جاتے اور اور صاحبان انگریز
اونکو آیندہ ویسی لغو تقریرین کرنے سے منع کر دیتے
تو البتہ اون تقریر ونکے لفظ لفظ کے بحث کا لطف تہا
اور ہرگاہ ایسا حال نہین ہے بلکہ ہزارون پادری اسی
کام کی روٹی کہاتے ہین اور یہی اونکی معاش ہے کہ اور
ملتون پر اعتراضین کیا کرین عام اس سے کہ معقول
ہون یا نامعقول اور نت نئے رسالے بے سروپا
لکھہ لکھہ کر چہپوایا کرین اور اپنے لڑکے بالون کے پیٹ
پالنے کے لیے شب و روز اسی کام مین مصروف رہتے
ہین اور معہذا جس کسی پادری کی بعضی تقریرون کی نامعقولیت
ثابت کر دیجیے تو اور کوئی عیسائی متاثر نہین ہوتا
اور اونکو سمجہاتا نہین ہے کہ ایسی نامعقول تقریرین
نکیا کرو ایسی صورت مین بہلا بتلاؤ ہم لوگ کہ اشاعت دین
کا پیشہ نہین رکہتے اور صاحبان عالیشان انگلستیہ باوجود

دوست رہکہنے مناظرہ معقول سے مناظرہ کرنے پر صرف
اونہین کو نوکر رکہتے ہین اور راد رحمت والون کو اس کام
پر کچہ نہین دیتے کہان تک پادریون کی تقریر و نکے لفظ
لفظ سے بحث کرین اتنا ہی غنیمت ہے کہ اہالیان سرکار
کمپنی نفس الاعتراضات کے جواب دینے کو منع نہین
کرتے اور جو اونہین حکمت پسند ہین دے سخن معقول
کو جو معرض جواب مین لکہا جاتا ہے پسند کرتے ہین
اور نفس الاعتراضات محصور ہی ہین اسلیے صرف
انہین کے جوابون پر اکتفا کرنا مستحسن معلوم ہوا جاننا
چاہیے کہ عیسائیون کو جسقدر گنجایش فی الجملہ معقول
گفتگو کی بمقابلہ اہل اسلام ہے سو اوسیقدر ہے جو رسالے
مذکورہ مین ساتہہ اور نامعقول تقریرون سے مندرج
ہے اور دوسرے رسالہ تحقیق دین حق مین جہان
کہین تہوڑا سا میزان الحق کی بعضی باتونکا پرتو ہے
وہ تو البتہ فی الجملہ معقول ہے اور باقی قدر کثیر اوسمین
میزان الحق کی نامعقول تقریرون سے زیادہ تر نامعقول
بیان ہے چنانکہ اوس دوسرے رسالے مین چار باتین

اور ایک اونکا تتمہ ہے اونمین سے پہلے اور چوتہے باب
مین البتہ بعضی اعتراضین فی الجملہ معقول اور قابل التفات
کے ہین اور اونکے سوا اور بعضی باتین اور سارا باب
دوم اور سیوم اور اوسکا تتمہ محض بیہودہ اور نامعقول
ہے نہین معلوم لکہنے والا کیا سمجہ کر لکہتا ہے اسلیئے مین
صرف پہلے اور چوتہے باب کا جواب لکہتا ہون اور جاننا
چاہیے کہ اس رسالے مین دو طرح کی اعتراضین ہین
ایک قرآن شریف کے بعضے بعضے مضمونون پر اور
دوسری بعضے احادیث کے مضمون پر اور دوسری
قسم کی دو قسمین ہین ایک وہ کہ ہمارے اصول ملت
اسلامیہ مین داخل ہین اور دوسری وہ کہ بسبب عدم
ثبوت قطعی کے ہمارے اصول مین داخل نہین ہین
سو مین تیسرے قسم کی باتون سے بحث نہین کرتا الا
ماشاء اللہ کہین کہین بطور تفنن طبع کے بعضی بات
جو تیسرے قسم کی ہے اوس سے بہی مینے تعرض کیا
جسکو مینے جانا کہ پادری لوگ اپنے دانست مین اوس
اعتراض کو اپنے بہت عسیر الحل اور سخت مشکل جانتے

ہین پہلا باب اوسکا خلاصہ مطلب یہہ ہے کہ قرآن
وحدیث مین بعضی باتین ایسی مذکور ہین جنسے ظاہر ہوتا ہے
کہ خداوند تعالے قدوس اور عادل اور رحیم اور عالم الغیب
اور صادق القول اور غیر متغیر نہین ہے سو اولگا پادری صاحب
صفحہ ۹ سے تا صفحہ ۳۴ یہہ اعتراض کرتے ہین کہ اس
قسم کی آیتون یعنے لقد ذرءنا لجہنم کثیرا من الجن والانس
کہ فنڈر صاحب نے بہی اپنے رسالے مین اوسکو نقل کیا
ہے اور ختم اللہ علے قلوبہم و علے سمعہم اور لو شاء اللہ ما
اشرکو اور من یشاء اللہ یضللہ ومن یشاء یجعلہ علے صراط مستقیم
اور انہین معنون کی حدیثون سے خدا کی قدوسیت اور
عدالت اور رحمت مین نقصان لازم آتا ہے * جواب
ایسی آیتون اور حدیثون کے جمع کرنے سے دو باتین
ثابت ہوتی ہین ایک تقدیر کا مسئلہ اور دوسری یہہ
کہ آدمیون کے افعال بمشیت الہی ظہور مین آتے ہین
سو تقدیر کے معنے ہمارے اصول میں یہہ ہین کہ جو کچہہ
عالم ظہور مین نمودار ہوتا ہے منجملہ جواہر ہو خواہ منجملہ
اعراض سبکا اندازہ ظہور کا یعنے یہہ کہ کیا اور کون

اور کیسا اور کتنا اور کب وغیرہ لوازم ظہور ازل سے
خداوند تعالے کے علم مین داخل نہین کہ سر ہو اوسکے
خلاف ظہور مین نہین آسکتا ہے اور جو چیز جس انداز سے
ظاہر ہوتی ہے وہ خداوند تعالے کے سابقہ عالم ازلی سے
باہر نہین ہوسکتی سو جو کچھہ اوسے معلوم ہے اوسکا ظہور
اوسکی مشیت سے ہوتا ہے یعنے اگر وہ چاہتا ہے تو ظاہر
ہوتا ہے اور اگر نہین چاہتا ہے نہین ظاہر ہوتا ہے
پس اگر پادری لوگ سابقہ عالم ازلی الہی سے منکر ہین تو خدا
کے عالم الغیب ہونے سے وہی منکر ٹہرے نہ کہ ہم اور
اونکو چاہیے کہ انبیا کی پیشین گوئیون سے ہاتھہ اوٹھاوین
کیونکہ اگر محض اٹکل اونکی ہے تو کچھہ کرامت نہین ہے اور
خدا کی بتائی ہوئی تو آپ کہی تسلیم کرینگے اسلیے کہ خدا اوسکے
جانتا ہی تہا بتاتا کہان سے اور نسخ کے معنے بگمان فاسد
جو اپنے نزدیک ٹہراکر مسلمانون کو الزام دیتے ہین کہ
اسمین خدا کی ناآل اندیشی ظاہر ہوتی ہے سو وے معنے
حقیقۃً انہین پر عائد ہوینگے یعنے خدا ناآل اندیش
ٹہریگا رہا دوسرا مسئلہ مشیت کا سو ہمارے اصول مین

اسطرح پر ہے کہ معلومات حضرت حق جل و علے کا ظہور
نہین ہوتا ہے مگر بموجب اوسکے ارادے کے نہ کہ اور کسیکے
ارادے سے اور جس چیز کو خداوند تعالے نے عرصہ
ظہور مین ذی علم اور صاحب ارادہ بنایا ہے مثلاً انسان
کو سوا اوسکے ارادے سے کے آثار نہین متفرع ہوتے ہین
اسطرح پر کہ اوسمین ارادہ الہی کو دخل نہو بلکہ جسطرح انسان
کی ہستی حدوثاً اور بقاءً ہر آن حضرت وجود واجب سے کے
فیض ارادے کی محتاج ہے اوسیطرح انسان سے کے
خواص ولوازم سے کے آثار بہی حدوثاً اور بقاءً اوسی فیض کے
محتاج ہین سو اگر اس مسئلے کی دقّت کا لحاظ ہوتا اور توریت
وانجیل مین اوسکی تنصیص مفسراً ہوتی تو بحول اللہ وقوتہ بتصدق
نعال مقدسہ غلامان شاہنشاہ دوجہان حضرت سرور کائنات
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کے اسمقام پر
اس مسئلے کے ثبوت کی دلیلین اور اوسپر جو ظاہرا
قباحتین وارد ہوتی ہین اوسکے رفع کی تقریرین تحقیقی
وضع پر لکہتا ایسی کہ سننے والون کو خدا چاہتا تو مزا ملتا مگر
اب بیبل میں بہی وہ مسئلہ مفسراً مذکور ہے

تو صرف جواب الزامی پر اکتفا کرتا ہون جاننا چاہیے کہ جواب
الزامی اوسکا دو طرح پر ہے ایک اجمالی دوسرا تفصیلی جواب
اجمالی یہہ بات بالاتفاق مسلم الثبوت ہے کہ خدا ہر چیز کو
اوسکے ظہور سے پہلے جانتا ہے اور یہہ بہی بالاتفاق
مسلم الثبوت ہے کہ آدمی کو معہ اوسکے لوازم اور خواص کے
خداوند تعالے نے بنایا ہے یعنے جیسی اوسکو ہستی
دی ہے ویسہی اوسمین قوۃ ارادیہ وغیرہ کی ہستی کو بہی
ودیعت کیا ہے ہرگاہ یہ دونو باتین متفق علیہ ٹہر لین
تو ہم کہتے ہین کہ خداوند تعالے پہلے سے جانتا تہا
کہ فلانے فلانے لوگ ازروی اپنے فہم وادراک اور
ارادے اور قدرت کے قتل عیسوی کے درپے ہونگے
اور تدبیرین کرکے مار ڈالینگے اور یہہ بہی جانتا تہا
کہ جو لوگ مرتکب ایسے امر قبیح کے ہونگے وے میرے
غضب مین گرفتار اور جہنم مین ہمیشہ کے لیے اوس حرکت
سے داخل ہونگے اور باانہمہ خداوند تعالے نے اون
لوگون کو پیدا کیا اور اونکی ذات کے پیدا کرنے پر اکتفا نہین
کی بلکہ اونکو ادراک اور ارادہ وغیرہ بہی دیا اور معہذا اوس

حرکت پر اوہنین مستوجب عذاب ابدی ہی کیا اسصورتمین
بقول پادریصاحب کے اونکے پیدا کرنیسے اسطرح
پر سراسر اونپر ظلم ہوا اور معاذ اللہ خداوند تعالے ظالم
اور بیرحم اور غیر مقدس ہی ٹہرا پس جس قباحت کی
جہت سے پادری لوگ اوس مسئلہ مشیت سے منکر
ہیں وہی قباحت بعینہا عائد ہوئی جواب الزامی تفصیلی
کتاب خروج کے ساتوین باب مین خطاب خداوندی
حضرت موسے اور حضرت ہارون علیہما السلام کے
نسبت یون منقول ہے نسخہ ۱۸۲۵ درس ۳ و ۴ مین
فرعون کے دلکو سخت کردونگا وہ تمہارا شنوا نہوگا * اور
اوسی باب مین اوسکا مصداق مولف توریت نے یون نقل
کیا ہے درس ۱۳ اوسنے فرعون کے دلکو سخت کردیا کہ
وہ جیسا یہوواہ نے فرمایا تہا شنوا نہوا * دیکھو پہر کیا فرعون
بسبب اوس عدم شنوائی کے مورد غضب الہی نہین ہوا
اور کیا جہنم مین نہین گیا اور اگر ایسا ہوا تو بقول پادریصاحب
کے خدا ظالم اور بیرحم ٹہرا کہ آپہی شنوا نہونے دیا
اور آپہی اوسکے شنوا نہونے پر اوسکو عذاب مین ڈالتا ہے

اور اشعیا کی کتاب کے چھٹین باب مین یون ہے نسخہ
سنہ ۱۸۳۹ اور درس ۹ برو واین قوم را بگو کہ بشنوید لیکن درک
مکنید ببینید لیکن دریافت مکنید ۱۰ دل این قوم را گندہ گردان
وگوشہای ایشانرا گران نما وچشمہای ایشانرا تیرہ
کن مبادا کہ ایشان از چشمہا ببینند وبگوشہا بشنوند وبدلہا
بفہمند وتوبہ کنند ومن ایشانرا شفا بخشم * غور کرو کہ یہ
احکام تکوینی ہین یا تشریعی اگر تشریعی ہین تو معلوم ہوا کہ معاذ اللہ
حضرت اشعیا مظہر اضلال اور شیطان محض تھے یا معاذ اللہ
شیطنت اور شریعت ایک ہی چیز ہے اور اگر تکوینی ہین
تو وہی ہمارا عقیدہ ثابت ہوا اور بقول پادریصاحب کے
ظلم اور بے رحمی خدا کے نسبت عائد ہوئی اور اوسی
کتاب کے باب چہل وپنجم مین ہے درس ۶ منم خدا وبجز
من دیگری نیست سازندہ نور وآفرینندہ تاریکی منم صلح
دہندہ وظاہر کنندہ شر منکہ خدایم اینہمہ را بوجود می آرم
نسخہ سنہ ۱۸۲۵ مین یہوواہ ہون اور میرے سوا کوئی نہین مین
روشنی بناتا ہون اور شر خلق کرتا ہون مین یہوواہ یہہ سب
کچھ کرتا ہون * دیکھو ظاہر کرنے والا شر کا کون ٹھہرا خداوند تعالی

فرماتا ہے کہ میرے سوا کوئی بہی نہین جہا کہ تین شخص قدیم
بالذات اور غیر مخلوق اور قادر مطلق اور خدا ہون اور
پہلی انجیل کے گیارہوین باب مین ہے نسخہ ۳۹ ۲۰ اور ۳۱
پہر اون شہرونکو جنمین اوسکے بہت سے معجزے ظاہر ہوے
تہے ملامت کرنے لگا کیونکہ انہون نے توبہ نہین کی تہی
الی قولہ ۲۵ اوسیوقت یسوع پہر کہنے لگا کہ اے باپ
آسمان اور زمین کے مالک مین تیرا شکر کرتا ہون کہ تونے
ان چیزونکو حکیمون اور عاقلون سے چہپایا ہے اور
لڑکون پر کہولا ہے ۲۶ ہان باپ ایسا ہونے مین تیری
رضامندی تہی * دیکہیے حضرت عیسے اسبا کو کہ جو لوگ
اپنی تئین دانشمند جانتے تہے اور اپنی حکمتون پر مغرور
تہے حضرت عیسے کی حقیت اور حقانیت نہ دریافت کر سکے
اور جو لوگ اُمّی اور نادان کہلاتے تہے وے اوس کی
حقیت اور حقانیت دریافت کرکے ایمان لائے خداوند تعالے
کے طرف منسوب کرتے ہین کہ یہی تیری خواہش تہی
سو اگر رضامندی کے معنے یہان خوشنودی کے
ہین تو شیطنت لازم ائی اور اگر خواہش اور مشیت کے

هین تو ہمارا عقیدہ ثابت ہوا اور چونکہ اوسپر حضرت عیسے شکر
کرتے ہین تو بقول پادریصاحب کے اونکے دو نو خدا ظالم
اور بے رحم ٹھہرے ہان اتنا فرق البتہ ہوا کہ آسمان پر والا خدا خود مرتکب
ظلم کا ہوا اور خدا ے مجسم زمین پر والا مرتکب ظلم نہین ہوا مگر اوسپر
خوش ہوا اور ظلم پر خوش ہونے والا بھی بالاتفاق ظالم ہے اور
دوسري انجیل کے چودہوین باب مین جہان حضرت عیسے
کي شب شہادت کي باتین لکھي ہین یون لکھا ہے نسخہ سنہ ۱۸۱۱
ورس ۳۵ تب زمین پر گرکے دعا مانگي کہ اگر ہو سکے تو یہہ
گھڑي مجھسے ٹل جاوے ۳۶ اور کہا اے باپ سب کچھہ
تجھہ پاس ممکن ہے اس پیالے کو یعنے میرے قتل
کو مجھسے دور کر لیکن جسطرح تو چاہتا ہے نہ اوسطرح
جو مین چاہتا ہون * دیکھو دوسرا خدا زمین پر
والا اپني جسمیت کے راہ سے اپني مشیت کا قصور بیان
کرتا ہے اور اپني شہادت کو جو اوسکے جسمیت سے
روے ہوئي آسمان والے خدا کے مشیت سے بحث
مین داخل کرتا ہے تو شاید بقول پادریصاحب کے
اپنے کو ظلم سے مبرا کرتا ہے اور دوسرے خدا آسمان

والے کو ظالم ٹھہراتا ہے کیونکہ بارہا کہتا تھا کہ میرا مارا جانا ظلم
سے ہوگا اور تیسری انجیل کے بائیسوین باب مین حضرت
عیسے اپنے گرفتار اور قتل ہونے کی نسبت فرماتے
ہین نسخہ ۱۸۱۶ ورس ۲۲ فرزند انسان بحسب تقدیر
میرود لیکن واے بر انکس کہ اورا گرفتار می کناند نسخہ
۱۸۴۱ ابن آدم جیسا مقدر ہے جاتا ہے لیکن اوس شخص پر
جسکے سبب سے وہ پکڑوایا جاتا ہے واویلا ہے *
دیکھو سبب سے یہان کیا مراد ہے اگر اپنا اظہار دین
جدید اور دعوی صداقت مراد ہے تو اوسپر واویلا کیسا
اور اگر یہوداے اسخروطی گرفتار کروانے والا مراد ہے
تو وہی بات ہماری ثابت ہوئی کیونکہ حضرت عیسے نہین
پکڑے گئے مگر مقدر سے اور مقدر کے معنے نہین ہین
مگر وہی تقدیر الہی اور پکڑوانے والا جہنمی بہی ہوگا اس صورت مین
وہی مشیت الہیہ باموار قبیحہ اور بقول پادری صاحب کے
ظلم اور بے رحمی حضرت حق تعالے اللہ عن ذالک علوا
کبیرا کی لازم آئی بالجملہ ایسے مضامین مفسد انجیل مین بہت
ہین مگر مجھے سردست معلوم نہین ہوئے علاوہ برین خدا تعالے

بالاتفاق علی الاطلاق اسباب پر قدرت رکھتا ہے جیسا
آدمی سے جس کام کو چاہے ہونے دیے اور معہذا
وہ کسی شریر کو شرارت کرنے سے باز نہین رکھتا
اور جانتا ہے کہ اس شرارت سے یہہ ہمیشہ کی آگ مین
پڑیگا پس بالبداہتہ بقول پادری صاحب کے بے رحمی اور
خلاف قدوسیت اوسکی ثابت ہوئی اور پادری لوگ
ایسے ورسون کی اگر کچہہ تاویل کر سکتے ہین تو قرآن اور
حدیث کی ایسی باتون کی تاویل کر لین تکذیب کرنے کی کوئی
وجہ نہین ہے غایت الامر یہہ کہ اوس تاویل مین مخالفت
اشعریہ وغیرہ فرقہ ہاے جمہوریہ اسلامیہ کی لازم آویگی
سو آیا کرے قرآن کی تکذیب کر کے اپنی تئین ہلاکت ابدی
مین کیون ڈالتے ہین مین سچ کہتا ہون کہ مسئلہ تقدیر
ومشیت سے کچہہ خلاف عدل و رحم اور تقدس درحقیقت
نہین لازم آتا ہے اور جو بظاہر لازم آتا ہے سو صرف
اسی جہت سے لازم آتا ہے کہ صفات اور افعال الٰہیہ کے
لیے جو الفاظ مستعمل ہین بعضے لوگ جانتے ہین کہ اون
لفظون کے جو معنے آدمیون مین ہین وہی معنے ایسا صاحب

مین بہی ہین حالانکہ ایسا نہین ہے الفاظ تو البتہ مشترک ہین
مگر معنون کی حقیقت جداگانہ ہے مثلاً سمیع کہ آدمی کو بہی کہہ
سکتے ہین اور اللہ کو بہی لکہتے ہین لیکن معنے کی حقیقت
ایک نہین ہے آدمی کی سماعت کی اور حقیقت ہے اور
خداوند تعالے کی سماعت کی وہ حقیقت نہین ہے ع چو نشنوی
سخن اہل دل مگو کہ خطا است   سخن شناس نہ دلبرا
خطا اینجا است باالجملہ عدل و رحم کے معنے خداوند تعالے
مین اوس طرح پر نہین ہین جو آدمی مین ہوتے ہین اعتراض
صفحہ ۱۳ ملائکہ نے سجدہ کرنے کو جو آدم کے لیے کہا
پادری صاحب کہتے ہین کہ بت پرستی اور ناپاک کام ہے
جواب تحقیقی سجدہ اور عبادت مترادف نہین ہین
عبادت یعنے اعتقاد رکہنا اسبات کا کہ بڑائی کی بات مین
ماسوا سے مستغنی اور بے نیاز ہے اور اس قسم کی
تعظیم کی نیت سے کوئی کام کسیکے لیے کرنا یہہ البتہ حضرت
واحد حقیقی مبدء کل کائنات کے سوا اور موجودات مین سے
کسیکے نسبت اعتقاد رکہنا یا اوسکے لیے کوئی کام کرنا
بت پرستی اور ناپاک کام ہے جیسا اہل تثلیث کرتے ہین

کر تین شخص اس مرتبے کے ٹھراتے ہین اور ہندو لوگ دس شخص اور صرف سجدہ یعنے کسیکے لیے سر کو زمین پر رکھہ دینا علی الاطلاق ناپاک کام نہین ہے ہان اگر اوس قسم کی تعظیم کی نیت سے کرے جو اوپر لکھی گئی تو البتہ عبادت ہوگی **جواب الزامی** کتاب پیدایش کے باب سی و ہفتم کے **درس** ہفتم مین حضرت یوسف کا جواب لکھا ہے کہ اُنہون نے دیکھا کہ چاند اور سورج اور گیارہ تارے مجھے سجدہ کرتے ہین اور اوسی باب کے **درس** یازدہم مین حضرت یعقوب سے اوسکی تعبیر یون منقول ہے کہ یوسف کو اوسکے والدین اور گیارہو بہائی سجدہ کرینگے اور باب سی و چہارم کے **درس** بست و ششم مین جو لکھا ہے اوس سے ظاہر ہے کہ اُنہون نے مصر مین یوسف کو سجدہ کیا سو کیا یوسف نے خواب مین یہہ دیکھا تہا کہ حضرت یعقوب وغیرہ اونکو معبود جانینگے اور کیا یوسف کو اُنہون نے اپنا معبود ٹھرایا تہا جسطرح عیسائی لوگ حضرت عیسے کو اور ہندو لوگ رامچندر اور کنہیا کو ٹھراتے ہین حاشا و کلا محض غلط ہے **اعتراض صفحہ ۱۵ آیہ**

کریمہ نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم کو لکھ کر کہتے ہین
کہ فلانے فلانے مفسرون نے جو اسکے معنے لکھے
ہین ہمین بیان کرتے شرم آتی ہے * شاید اون مفسرون
نے یہان وہ معنے ہی لکھی ہونگے جو شیعون کے یہان
مقرر ہین سو اونکے لکھنے سے اور شیعون کے اون
معنون کے مقرر کرنے سے قرآن شریف پر اعتراض
نہین ہو سکتا کیونکہ انی شئتم کے معنے صرف یہی نہین
ہین کہ جدھر سے چاہو بلکہ یہہ بہی ہین کہ جسطرح سے چاہو
اور حرث کا لفظ کہ اوسکے معنے ہین کہیتی مشعر بتوالد و تناسل
ہے اور اذی کا لفظ کہ اوسکے معنے ہین نجاست اور
وطی فی الحیض کے ممانعت کے اسباب مین دوسری
جگہہ قرآن شریف مین مذکور ہے یہہ دونو لفظین مقتضی ہین
کہ یہان انی شئتم کے وہی دوسرے معنے مقصود ہین
یعنے جسطرح سے اپنی زوجہ سے صحبت کرو کہ اوسکی
تقسیم تقسیم کرنے والون نے چھتیس ٣٦ قسم پر کی ہے
اور اوس آیت کے شان نزول سے بہی یہی ظاہر
ہے اور اگر فرقہ مختلفہ اسلامیہ کی اختلافی باتون سے

. اصل ملت اسلامیہ مین کچھہ خلل آتا ہے تو اختلافات اصولی
اور فروعی مذاہب مختلفہ عیسویہ سے اصل ملت عیسائیہ مین
بہی خلل آویگا حالانکہ آپ ایسا نہین جانتے مثلاً اگر رومن
کاتہلک جامعہ متوفیہ سے عشرین کا اصطباغ بہی منجملہ ضروریات
دین جانکر اوسکے مکان مخصوص مین پچکاری کیھولنس کر
مارسیتے ہین اور ہمنے سنا ہے کہ کتاب خروج کے باب
پانزدہم مین جو یہ لکہا ہے نسخہ ۲۵۱۸ اور سس ۲۰ ہارون
کی بہن مریم نبیہ نے دف ہاتہہ مین لیا اور سب عورتین
دفون کے ساتہہ تہرکتی ہوئین اوسکے پیچہے چلین *
اوسکے موافق اور جو دیسے ہی اور کہین لکہا ہو
اوسکے رد سے بہی آپ لوگ جو اپنے ساتہہ جوان
بیٹی بہن کو لیکر ناچتے ہین سو اسکو منجملہ مستحبات دینیہ
جانتے ہین اور جوان بیٹی بہن اور بگانی جورو سے
گالون اور ہونٹہون کی بچہے بازی کرنا اور چہاتیون پر
ہاتہہ پہیرنے کو آپ لوگ ایسا جانتے ہین جیسا ہمارے
یہان مردون مین مصافحہ کرنا اور چہوٹے بچون سے
پیار کا اختلاط کرنا یعنے مستحب اور مندوب جانتے ہین

اگر یون ہي ہے جیسا ہمنے سنا اور یہہ باتین آپکے یہان منجملہ ممنوعات شرعیہ نہین ہین تو بڑے شرم کي بات ہے اور اپني جورو سے جبکہ تفخیذ وغیرہ درست ہوئي تو اوسبات مین جو شیعون کے یہان مقرر ہے کوئي شناعت عرفیہ بہي عقلاً نرہي چہ جاکہ عقلیہ کہ وہ تو صرف عیسے کو دوسرا خدا اور روح القدس کو تیسرا خدا کہنے مین حتي ہے اوتني سوائے ایذا دہي خاصان خدا کے اور کسي بات مین نہین ہے

اعتراض صفحہ ۱۵۱ مضمون نکاح زوجہ مطلقہ متبني اور اشارہ قصہ ماریہ قبطیہ کو قران سے نقل کرکے پادري صاحب اپني عاقبت درست کرنے کے لیے کہتے ہین **قولہ** اسمقدمہ مین عقل حیران ہے کہ گویا خدا شہوت کا فرمان بردار ہے* **جواب** اگر مطلب یہہ ہے کہ زنان محللہ کے ساتہہ نکاح اور صحبت کي اجازت دینے سے شہوت کي فرمان برداري خدا کے نسبت لازم آتي ہے تو جہوٹہہ ہے ہرگز نہین لازم آتي اور بفرض محال اگر لازم آتي ہے تو توریت اور انجیل سے بہي لازم آتي ہے کیونکہ اونمین بہي بتصریح جورو بنانے کے مسئلے لکہے ہین چنانکہ آئي

سخن کے بحث مین آگے مین لکھہ چکا ہون اور اگر زنان
محللّہ سے صحبت کرنے اور اونکو اپنے لیے جائز الصحبت
ٹھرانے سے پادریصاحب کے گمان فاسد مین کچہہ ثبوت
نبوت مین خلل لازم آتا ہو تو محض ضلالت ہے اور ایسا
ہی خلل بزرکترین انبیائی پیشین مین بہی لازم آویگا چنانچہ
اسکی بحث بہی مفصلاً اوپر گذری ہے اور پادریون کو شرم
نہین آتی کہ اونکی بیبل سے ظاہر ہے کہ بت پرست اور
زناکار اور وہ کہ جسکی نسب مین دو جگہہ لفظ زنا تہا
ان سبکو خدا نے اپنا بیٹا اور نبی برحق اور شفیع مطلق
اور رئیس الابدی ٹھرایا ہے اور اوسکے کسی فضل و عظمت
مین خلل نہین آیا اور ایک نبی کو زنان محللّہ سے صحبت
کرنے کی اجازت دی اور اوس نبی نے جو اونکی صحبت
کو اپنے لیے جائز ظاہر کی سو اسمین خدا شہوت پرست
ٹھر گیا اور نبی غیر نبی ہو گیا اس بے انصافی کا جواب
خدا سے ملیگا **اعتراض** صفحہ ۴۷ بعضی روایتون مین
آیا ہے کہ ایک عابد مغرور بمقابلہ ایک عاصی شرمسار کے
جہنم مین بہیجا گیا اور وہ عاصی شرمسار بہشتی ہوا

اسپر پادریصاحب کہتے ہین کہ یہہ خلاف عدل ہے
جواب تیرہوین انجیل کے اٹھارہوین باب مین
بعینہ ویسا ماجرا لکھا ہے جو وہان ہمعنے ہین وہی اوس
روایت کے بہی ہین **اعتراض** صفحہ ۲۰ ایک روایت
مین آیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی انگلیان کاٹ ڈالی
تہین کہ اوسکے صدمے سے مرگیا سو وہ پیغمبر خدا کی
خدمت مین حاضر ہونے کی برکت سے بخشا گیا اور ایک
روایت مین آیا ہے کہ امت گذشتہ اسرائیلیہ سے ایک
شخص نے سو خون کیے تہے اور پہر اوسنے توبہ کی تو بخشا
گیا یہہ سب باتین خلاف عدل ہین اور پہلا باب ضد اوس
روایت کے بہی ہے کہ جسمین وارد ہے اپنی تئین آپ
مار ڈالنے والا جہنمی ہے **جواب** ہمارے اصول مین
داخل ہے کہ سولیے کفریات کے باقی گناہ دو قسم کے
ہین صغیرہ اور کبیرہ اگر کبائر سے آدمی اچھی طرح بچتا رہے
تو گمان غالب ہے کہ صغائر بخش دیے جائین بشرطیکہ
اونپر تعمد اصرار نہو ورنہ وہ بہی منجملہ کبائر ہو جاتے ہین
اور کبائر دو قسم ہین ایک حق اللہ ایک حق العباد پہلے قسم

سے کے کبائر کے نسبت یہہ گمان ہے کہ بے توبہ معاف نہیں
ہوسکتے الا ماشاء اللہ خدا اگر بعضون کو بخش بہی دیے
تو ہوسکتا ہے جیسا حضرت عیسے نے فرمایا کہ دولتمند
ملکوت مین داخل نہیں ہوسکتا جب تک اونٹ سوئی کے
ناکے سے نہ نکل جاے ہان مگر اللہ کے نزدیک سب
ممکن ہے اور دوسرے قسم کے کبائر کے نسبت یہہ
گمان ہے کہ جب تک صاحب حق عفو نکرے خدا بہی نہیں
معاف کریگا اور جو معاصی صرف استغفار سے بخشے جاتے
ہین وے ببرکت بعضے حسنات کے بہی کبہی بخشے جاتے
ہین اور حق العباد بخشے جانے کی یہہ بہی صورت ہوتی ہے
کہ خداوند تعالے اہل حق کے دلکو کسیطرح سے خوش
کردے کہ وہ اپنے ظالم کو اپنا حق بخش دے بالجملہ جسطرح
خداوند تعالے نے اسباب جلب لعنت اور عقوبت کے
تکوینا اور تشریعا مقرر کیے ہین اوسیطرح اسباب جلب
رحمت اور مغفرت کے بہی تکوینا اور تشریعا ٹہرائے ہین
اور موازنہ اون سبکے اثر و نکا بخصوصیات امزجہ شخصیہ
کسیکو نہین معلوم ہے گو کہ نوعیہ اثار اونکے از روی شرع

سے کے معلوم ہون جیسے اکثر ماکولات اور مشروبات وغیرہ
کے اثر ونکا موازنہ نوعي ازروي تجربہ سب اطبا و حاذقین
کو معلوم ہوتا ہے مگر موازنہ اون اثرونکا ازروی امزجہ
شخصیہ افراد بشری کے بہت دشواري ہے بعضے
شخصونکو کبھي معلوم ہوجاتا ہے جب یہہ بات ٹہرچکی
تو ازروي عقل ظاہر بین ہے کے بہي گنہگار کے بلا عقوبت
بخشش دینے مین مخالفت عدل کي نہین ثابت ہوسکتي
جب تک موازنہ حسنات اور سیئات شخصیہ کا بحسب
طبیعت شخصیہ محسن اور مسیي کے دربارہ کیفیت اور
کمیت آثار احسان اور اساءة کے معلوم ہوکر یہہ نہ ثابت
ہولے کہ فلانے شخص مین اثر حسنات کا کم ہے اثر
سیئات سے ہان اگر کسي دلیل سے پہلے یہہ ثابت
ہولے کہ فلانے شخص مین اثر سیئات کا غالب ہے
اور معہذا خدا نے اوسے بخش دیا تو البتہ عقل ظاہر
بین اوسے کہہ سکتي ہے کہ یہہ معاملہ خلاف عدالت
ہوا اور دنیا کے انتظام کي عدالت نوعیہ پر عاقبت کي
عدالت شخصیہ کو قیاس کرنا حماقت ہے نہیں جب تک

قواعد مذکورہ کے امتناع اور بطلان پر کوئی برہان عقلی یا شرعی نہ قائم ہو لے تب تک کیسا کوئی اعتراض ویسا جیسا پادریصاحب یہان کرتے ہین نہین لگ سکتا ہے مگر اس بحث من از روی توریت وانجیل کے جو اعتراض قائم ہوتا ہے مین نہین جانتا کہ کوئی پادری اوسکو مرتفع کرسکے اور وہ یہہ ہے کہ کتاب خروج باب بستم مین درضمن احکام عشرہ کہ حضرت موسے کو عیسائیون کے نزدیک دو لوحون پر صرف وہی لکھہ کر ملے تہے اور وے ممتنع النسخ ہین لکھا ہے نسخہ ۲۵ ۱۸۶۰ء اور س ۵ لانی اللہ ربک القادر الغیور مطالب بذنوب الآباء مع البنین والثوالث والروابع لشانئی ۶ وصانع الاحسان لالوف من محبی وحافظی وصایای نسخہ ۲۵ ۱۸۱۱ء اس لیے کہ مین یہواہ تیرا خدا غیور ہون آبا کی بدکاریون کی سزا اونکے لڑکون کو جو میرا کینہ رکہتے ہین اونکے تیسری اور چوتہی نسل تک دینے والا ہون اور اونمین سے ہزارون پر جو مجہے دوست رکہتے ہین اور میرے حکمون کو حفظ کرتے ہین

رحم کرنے والا ہون نسخہ سنہ ۱۸۳۹ ازان رو کہ من خداوند
خدایے تو غیور ہستم انتقام گیرندہ گناہان پدران از اولاد
تا سیوم و چہارم طبقہ کسانیکہ مرا دشمن دارند و رحم کنندہ
بر ہزاران از کسانیکہ مرا دوست دارند و احکام مرا ادا
نمایند * دیکھو یہہ کیسی ظلم کی بات ہے کہ باپ دادے
جو خدا سے دشمنی کرین اوسکا بدلا اونکی چوتھی پشت تک
لیا جاے اور یہہ بات کیسی خلاف عدالت ہے کہ ایک
دوستی کرنے والے کے ہزار دن تک کے گناہون سے
مواخذہ نہو اسمقدمے مین عقل حیران ہے کہ گویا خدا
ظلم کا دوستدار ہے کہ ایسی آئتیں نازل کیا کرتا ہے
اور زبور یکصد و نہم کے درس دوازدہم مین یون
ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۹ کسے مباد کہ دست شفقت براے وے
دراز کند و کسے مباد کہ بر یتیمانش مہربانی کند * دیکھو
گنہگار دونکے حق مین دعاے بدکی اور یہہ ظاہر ہے کہ یتیم
طفل غیر مکلف ہوتا ہے سو اوسے بھی بد دعا دی حالانکہ
وہ گنہگار ہو ہی نہین سکتا یہہ کیسی ظلم کی دعا کلام الہی
مین ہے اور تیسری انجیل کے گیارہوین باب مین ہے

نسخہ ۳۹ باب ۱۸ درس ۳۵ ہابیل کے خون سے لیکے زکریا کے خون تک جو قربانگاہ اور عبادتگاہ کے بیچ مارا گیا مین تمسے سچ کہتا ہون کہ سبکا بدلا اس زمانے کے لوگون سے لیا جایگا * دیکھو یہان دو طرح کا اشکال ہے ایک تو وہی کہ گناہ کرے کوئی اور اوسکے ساتھہ پکڑے جائین اور لوگ بہی دوسری مخالفت توریت کی ہے اوسمین تو چار درجے تک مجرم کے اولاد کے مواخذے کی وعید ہے اور یہان چار درجے سے زیادہ کو کہا اور اوسمین بہی اولاد مجرم کی قید نہین کیا خدا ظلم کا تابعدار ہے کہ ایسی آئین بیان کیا کرتا ہے اور پہلی انجیل کے باب دوازدہم کے درس سی ویکم اور سی دوم مین یون ہے نسخہ ۳۹ باب ۱۸ لوگونکے ہر طرح کا گناہ اور کفر معاف کیا جایگا مگر وہ کفر جو روح کے مقابلے مین ہو آدمی کو معاف کیا نجایگا اور جو کوئی ابن آدم کی بدگوئی کرتا ہے یہہ اوسے معاف کیا جایگا پر جو کوئی روح القدس کی بدگوئی کرے یہہ اوسے معاف کیا نہ جایگا نہ اس جہان مین اور نہ اوس جہان مین * دیکھو اس سے بوجھا جاتا ہے

کہ سواے تکذیب انجیل حقیقی کے باقی سب گناہ چاہے ہزارون
خون اور لاکھون غصب کیون نہون قطعاً معاف ہونگے یہہ
کیسی ناانصافی کی بات ہے اور کتنا بڑا ظلم ہے اور کیسا عدل
کو خاک مین ملانا ہے کیا خدا ایسیہی صفتین رکھتا ہے اور
دوسری انجیل کے تیسرے باب مین ہے ورس ۲۸ مین تمسے
سچ کہتا ہون کہ آدمیون کے سب گناہ اور کفر جو وے کرتے
ہین معاف کیے جاینگے ۲۹ لیکن جو روح القدس کے حقمین
کفر کی بات کہے اوسکی معافی کبھی نہوگی بلکہ وہ ہمیشہ کی سزا مین
گرفتار ہوگا * یہان دو اشکال ہین ایک تو وہی لزوم ظلم
بسبب عفو قطعی سب گناہونکے اور دوسری مخالفت زبور کی
یعنے کہ حضرت عیسے روح القدس کے خدمت مین بے ادبی
کرنے والے کو کہتے ہین کہ ابدی عذاب مین رہیگا اور زبور
یکصد و سیوم نسخہ ۱۸۳۹ کے ورس نہم سے ظاہر ہے کہ
کوئی شخص ابدی عذاب مین نرہیگا اور تیسری انجیل کے باب
ہفتم مین لکھا ہے ورس ۳۷ تا ۵۰ اوس شہر مین ایک
عورت جو گنہگار تھی الی قولہ اوسکے پانون چومے
اور انپر عطر ملنے لگی الی قولہ تب اوس عورت کے طرف

دیکھہ کر شمعون سے کہا الی قولہ اسکے گناہ جو بہت ہین معاف
کیے گئے کیونکہ اوسنے بہت پیار کیا ہے پر جسکے تہوڑے
معاف کیے گئے ہین وہ تہوڑا پیار کرتا ہے * دیکھو
بقول پادریصاحب یہہ کیسی عدالت شکنی ہوئی کہ صرف
حضرت عیسے کو پیار کرنے سے وے گناہ عورت بدکارہ
کے جو بہت سے تہے معاف کیے گئے اور یہہ کیسی
نا انصافی ہے کہ کیسا ہی کوئی گناہ کرے اور کتنا ہی
وہ بڑا گناہ اور کیسے ہی بہت سے ہون یہان تک کہ
ہزارون خون اور لاکہون غصب عمل ہین لایا ہو جب
وہ حضرت عیسے کو پیار کرے سب معاف ہو جائین
اور کچہہ اوسکو کسی بات کی سزا نہ دیجاے بالجملہ روایتون
کے مضمونون کے رو سے پادریصاحب ناحق ظلم کا
اعتراض کرتے ہین اون روایتون کے بالفاظ قطعی
الثبوت ہونے مین ہمارے یہان شبہہ ہے بخلاف
توریت و انجیل کے اون درسون کے ثبوت مین اہل
کتاب کو شبہہ نہین ہے پس دیکہیے پادری لوگ کیا جواب
دیتے ہین لوگو خدا کے لیے انصاف کرو کہ عیسائیون

کا اصل الاصول دین و ملت کا یہہ ٹھہرا ہے کہ ہر آدمی گنہگار ہے
اور کسیطرح وہ گناہونسے رستگار نہین ہوسکتا اسواسطے
عدل و رحمت کے برابر کرنے کے لیے خدا نے دوم نے
جسم پکڑا اور یہودون سے ایذائین سہین یہان تک
کہ از روی جسمیت کے قتل ہوا اور ملعون ہو کر تین دن دوزخ
مین رہا پس اگر ایسا نہوتا تو یا مخالفت عدل کی لازم آتی
یا مخالفت رحم کی بھلا غور کرو کہ اس حرکت بے معنی نامعقول
ممتنع الوقوع ہے اور عدل و رحم کے جبر و نقصان سے
کیا علاقہ جیسے کہتے ہین کہ پوچ یا در ہوا وہ ایسی بات
ہے اس عقیدہ مہملہ باطلہ کو نہ دیکھنا اور گناہ
کو شرمساری اور محبت نبوی اور توبہ کے سبب سے
بخشش دینے کو ظلم کہنا کیا ناانصافی ہے **اعتراض**
صفحہ ۴۴ آیہ اول سورہ اسری سے یعنے سبحان الذی اسریٰ
بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ
لکھہ کر کہتے ہین **قولہ** اورشلیم کی ہیکل تھی وہ جسکو
رومیون نے محمد صلعم سے چھہ سو برس پیشتر نیست و نابود
کر ڈالا اسطرح پر کہ اوسکا نشان بھی باقی رہا کیا قرآن کے

بانی سے یہہ بات نہ جانی * **جواب** اسی سورہ مین
تہوڑی دور آگے چلکر اوس ہیکل کی پہلی خرابی جو باتفاق
مورخین توریت اور بعض مورخین اسلام سے بخت نصر کے
ہاتہہ سے ہوئی اور دوسری بار اوسکی آبادی جو بالاتفاق
بادشاہ فارس کے ہاتہون سے ہوئی اور دوسری
بار کی خرابی اوسکی جو بالاتفاق طیطوس رومی کے ہاتہہ سے
ہوئی ان تینون حالتونکا بیان وارد ہے اور علاوہ اسکے
مکے والون کے نزدیک بسبب پیشہ تجارت کے اورشلیم
کے حالات مشہورہ ایسے ظاہر تہے جیسے ہملوگون کے
نزدیک کلکتے کے حالات مشہورہ پادریصاحب شاید
صرف در و دیوار و طاق و محراب کے بہت اچہی طرح
درست رہنے کو مسجد کا قائم رہنا جانتے ہین یہہ اونکی
غلطی ہے مسجد نام ہے صرف اوس زمین کے علو و سفل
کا جو خدا کے عبادت بدنی کے لیے باذن عام وقف
کردی گئی ہو سو ایسی چیز مین کسی متصرف کے تصرف اور
مخرب کی تخریب سے کچہہ خلل نہین آتا اور کسیطرح وہ مسجدیت
سے باہر نہین ہو سکتی اور بعضی روایتون مین جو کچہہ وہ بانی

بقیہ عمارتونکا ذکر ہے سو وہ واقعہ رومیہ سے کے منافی نہین
اسلیے کہ اوسکی اکثر تخریب بائدو دگی اور انبا شتگی ہوئی
تہی نہ یہہ کہ مطلق نام ونشان اوسکی عمارتونکا اوسوقت نہ باقی
رہا ہو اور بعد اوسکے پہر کسینے اوسکے کسی نشیمن کو مطلق
نہ بنایا ہو اور اگر بالفرض کسی تاریخ مین ایسا لکہا بہی ہو تو
کچہہ ضرور نہین کہ سچ بہی ہو تاریخون مین بعضی باتین محض
غیر واقعی بہی لکہی ہوتی ہین چنانکہ ڈاکتر ٹیلر صاحب نے
اورشلیم کے ذکر مین لکہا ہے کہ وہان حضرت عمر کی قبر ہے
اسلیے مسلمان لوگ اوسکی زیارت کو وہان جاتے
ہین حالانکہ کافہ مورخین گواہی دیتے ہین اور بتواتر متواتر
ثابت ہے کہ حضرت عمر کا مزار مدینہ منورہ مین پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے علاوہ برین زبور نہم
مین ہے ورس ۱۱ بسرائید بحمد خدا سئے کہ در صیہون آ
* اور زبور یکصد وسی ودوم مین ہے ورس ۱۳
صیہون تا ابد الاباد باقی خواہد ماند * دیکہو صیہون اورشلیم
کے عبادتگاہ قدیم کا نام ہے اوسکو ابدی کہا سو
اوسکے بعضے نشیمن کو حضرت عمر نے بروقت فتح اورشلیم

صاف کرکے نماز پڑہی تہی اور اسیکا ذکر ہے جو حدیث معراج
مین آیا ہے مگر یہہ بتاہے اسکے کیا معنے ہین جو انجیل اول
باب بست وچہارم ہے کے ورس دوم مین اوس عبادتگاہ
کے نسبت حضرت عیسے سے منقول ہے کہ وہان اینٹ
پر اینٹ کبہی نہ سنجے گی * حالانکہ اوسی مقام خاص مین
عبد الملک ابن مروان کی بنائی ہوئی مسجد ابتک قائم ہے
جسکا ذکر خود ہی پادریصاحب نے کیا ہے **اعتراض**
صفحہ ۳۳ **قولہ** توریت اور زبور اور نبیون کی
کتابون مین لکہا ہے کہ مسیح آویگا اور دکہہ سہیگا اور
لوگون کے گناہ کے واسطے مارا جایگا اور پہر تیسرے
دن جی اوٹہیگا اور انجیل مین لکہا ہے کہ ہزار دن کے
سامنے مارا گیا اور تواریخ رومی اور یونانی اور یہودی
اور سب عیسائی بہی گواہ ہین ان باتون کے مگر ان سب
سے خلاف قرآن انکار کرتا ہے اگر قرآن کا بانی تواریخ
زری بہی جانتا تو ایسی بات کبہی نہ لکہتا * **جواب** عہد عتیق
کے کسی رسالے مین یہہ نہین لکہا ہے جو پادریصاحب لکہتے
ہین یہہ محض اونکا گمان فاسد ہے اول تو حضرت عیسے

کی خبر ہی ایسی صاف صاف کہین نہین لکہی جیسے ہمارے پیغمبر
خدا کی خبرین لکہی ہین سوایے اس خبر کے کہ ایک کنواری بیٹا
جنیگی سو اسمین اول تو کچہہ اونکی حقیقت اور نبوۃ کے لوازم
کا ذکر نہین علاوہ برین کنوارپن عورت کا منجملہ علامات ظاہرہ
نہین جو منکر پر حجت ہو خصوصاً جبکہ اوس عورت کا شوہر بہی
موجود ہو اور شوہر کرنے کے بعد جنے اور جسقدر حضرت
عیسے کی اگلی کتابون مین خبر ہے اوسکا حال استفسار
شانزدہم مین لکہہ چکا ہون پہر حال قتل عیسوی کی خبر کو
جو پادری صاحب عہد عتیق کے طرف منسوب کرتے ہین یہہ
افتراء محض اور بہتان صرف ہے اور پادری صاحب کو یہہ
نہین سوجہتا کہ قرآن خود ہی معترف اور مظہر ہے اسبات کا
کہ یہودی اور عیسائی حضرت عیسے کے مقتول ہونے کے
قائل ہین اور باانیہمہ وے لکہتے ہین کہ بانی قران کو یہہ
بات تواریخ کی نہین معلوم ہوئی ایسے یاوہ گو کا جواب خدا سے
ملیگا ذری انصاف کیجیے اور گریبان مین سر ڈال کر تامل
فرمایے کہ صاحب قرآن کا اسمین کیا فائدہ تہا کہ ایک گروہ
عظیمہ اور انبوہ کثیرہ کے خلاف کہتا کہ حضرت عیسے قتل نہین

سے کیے گئے بلکہ یہین بدن عنصری آسمان پر چلے گئے بلکہ
اوس گروہ عظیمہ کی اوس باتین موافقت کرنے مین تو صاف
قران کو فائدہ تہا یعنے مخالفت کم ہوتی اور بطلان الوہیت
عیسویہ کی تائید پائی جاتی اور جو یونانیون اور یہودیون نے
اور اوس عصر کے عوام لوگون سے سنکر مولفین اناجیل
نے جو لکہا سو بجا لکہا غلط نہین لکہا کیونکہ حضرت عیسے
کی بعینہ شکل وہیئت کا آدمی گرفتار ہوا اور پہانسی دیا گیا
اس ناانصافی کا کچہہ جواب نہین ہے کہ قران مین جو بات
موافق بیبل کے ہے سو اوسپر تہمت سرقے کی لگے
اور جو خلاف ہے اوسپر تہمت کذب کی لگائی جاوے
اسطرح کی طعن بعینہ حضرت عیسے پر بہی عائد ہوتی ہے
رہی یہہ بات کہ سب انجیلونمین بکرر خود حضرت عیسے کا
قول منقول ہے کہ مین مارا جاؤنگا اور قبر سے بعد دفن ہونے
کے جی اٹہونگا سو اگر بالفرض ایسے اقوال عیسوی جسکا ترجمہ
مترجم یونانی نے ایسا کیا ہے جس سے وہ مضمون بوجہا
جاتا ہے بعینہ صحیح اور درست سمجہے جائین اور ثبوت تحریف
اور فقدان اسناد سے قطع نظر کیا جاوے تو اونکی تاویل

سکتی ہے مگر اوس مضمون کے تاویل کے بیان کرنے
سے پیشتر یہہ بات بیان کرنا ضرور ہے کہ آیا عیسائی لو[گ]
[انجی]ل کے کسی جملے کے معنے کی تاویل کرتے ہین یا نہین
اور اگر وے تاویل کرتے ہین تو اونکی وہ تاویل بہ نسبت ہماری
تاویل کے جو اس جگہہ ہم کرنے والے ہین معانی لغویہ اور عرفیہ
سے قریب تر ہے یا ہماری تاویل سو جاننا چاہیے کہ بیسیون
بلکہ سیکڑون جگہہ عیسائی لوگ بیبل کے جملون کی تاویلین
دور از کار و بعید از محاورہ کیا کرتے ہین سبکو انتخاب کر کے
لکھنا بے فائدہ دردسر کرنا ہے جو عیسائی ذی علم اور
فہمیدہ ہوگا بیشک اس بات مین تصدیق میری کریگا مگر
دو تین باتین بطور مشتے نمونہ مجھے یہان لکھنا ضرور ہے
ازانجملہ پہلی انجیل کے دسوین باب مین یون ہے
نسخہ لندن ۱۸۳۱ ورس ۳۴ یہہ گمان بکرو کہ مین زمین پر ملاپ
کروانے آیا ہون ملاپ کروانے نہین بلکہ تلوار چلوانے آیا ہون
* دیکھو ظاہرا یہہ مفسدون کی بات ہے **ازانجملہ** چوتھی
انجیل کے چھٹےین باب مین ہے ورس ۵۴ جو کوئی میرا
گوشت کہاتا ہے اور میرا لہو پیتا ہے ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے

اور مین اوسیے اخیر روز مین اوٹہاونگا ۵۵ کہ میرا گوشت فی الحقیقت کہانیکی اور میرا لہو فی الحقیقت پینیکی چیز ہے ۵۶ وہ جو میرا گوشت کہاتا ہے اور میرا لہو پیتا مجہہ مین رہتا ہے اور مین اوسمین ۵۷ جسطرح جیتے باپ نے مجہے بہیجا اور مین باپ سے جیتا ہون اوسیطرح جو مجہے کہاتا ہے مجہسے جیئیگا

* یہان اولاً ابطلان تثلیث کو سمجہیے کہ حضرت عیسے اپنی صفت حیات کو جو خدا مین عین ذات خدا ہوتی ہے فرماتے ہین کہ باپ کی جہت سے ہے پس جبکہ حیات کہ حضرت الوہیت مین عین ذات ہے حضرت عیسے مین اونکی ذات سے نتہی بلکہ خدا سے تہی تو تعین شخصی باطنی اونکا کہ ضرور ہے کہ وہ حی ہو جو اوسکا بقا موقوف تہا حضرت حق جل وعلے پر کیونکر خدا کے مرتبے کے برابر ہو سکتا ہے تاکہ اوس مرتبہ باطنی مین تعدد نکلے اسطرح کہ ہر واحد متعددین سے مساوی الرتبہ ہو اور جب اوس مرتبہ مین ویسا تعدد نہ نکلا تو تثلیث باطل ہوئی کیونکہ مرتبہ تعددین ہم سبہی از روی صادریت کے برابر ہین بعد اوسکے دیکہیے کہ حضرت عیسے اپنے مین اپنے عاشقون کے فنا ہونے اور اپنی محبت کو اونکے ساتہہ

کن لفظون سے تعبیر کرتے ہین کہ جملہ محاورات السنہ مشہورہ
سے علحدہ ہے **ازانجملہ** چوتھی انجیل کے دوسرے
باب مین ہے ورس ۱۸ و ۱۹ آتب یہودیون نے اوس سے
پوچھا تو کون سا معجزہ ہمین دکھاتا ہے کہ یہہ کام کرتا ہے
یسوع نے جواب مین اونہین کہا اس عبادتگاہ کو ڈہا دین
اور مین تین دن مین کھڑا کر دونگا * دیکھو یہانسے صاف
ظاہر ہے کہ حضرت عیسے ایک معجزے کا دعوا کرتے ہین
وہ یہہ کہ ہیکل سلیمانی کو بعد مسمار ہونے کے تین دن مین
بنا سکتا ہون چنانکہ اوسپر یہودیون نے اوسکے جواب
مین کہا ورس ۲۰ چھیالیس برس میں یہہ عبادتگاہ بنی ہے
تو اوسے تین دن مین کھڑا کریگا * اور مؤلف انجیل بلا ضرورت
عقلیہ اور شرعیہ اوسکی تاویل یون کرتا ہے ورس ۲۱
اوسنے اپنے بدن کی عبادتگاہ کی بات کہی * یعنے عبادتگاہ
سے حضرت عیسے کی مراد خود اپنی عمارت بدنی تھی **ازانجملہ**
اور اور باتین بھی اسی قبیل کی ہین چنانکہ بعضی اونمین سے
اوپر کے استفسارون سے ظاہر ہوتی ہین القصہ جب
یہہ بات ثابت ہوچکی کہ ضرورت عقلیہ بھی عیسائی لوگ

علے الخصوص مولفین اناجیل کلام عیسوی کی ایسی تائید
کرتے ہین تو ہم بہی حضرت عیسے کے ویسے کلام کی جس سے
ظاہر ایہہ بوجہا جاتا ہے کہ اپنے قتل کی خبر دیتے ہین دلیل
کر سکتے ہین اسطرح پر کہ حضرت عیسے نے بارہا بعبارات
گوناگون اپنے شاگردون کے نسبت فرمایا ہے کہ جو کوئی
جو معاملہ تمہیسے کرتا ہے اور کریگا اوسنے درحقیقت وہ معاملہ
مجہسے کیا چنانکہ کچہہ بیان اسکا استفسار سیوم مین گذرا
پس ہرگاہ یہہ ثابت ہو چکا تو سنیے کہ ہمارے یہان بعضی
روایتون مین آیا ہے چنانکہ جلال الدین سیوطی نے تفسیر
درمنثور مین لکہا ہے کہ جس رات کو حضرت عیسے کی گرفتاری
کی تدبیر یہودیون نے اونکے قتل کے لیے کی تہی اوس
رات کو قبیل گرفتار کرنے والون کے دوڑ آنے کے
شاگردون کے طرف مخاطب ہوکر حضرت عیسے نے فرمایا
کہ کون تم مین سے فدیہ ہونا قبول کرتا ہے ایک نے فرط
محبت سے عرض کیا کہ مین پس جسوقت لوگ آپکے پکڑنے
کو آئے اکثر شاگرد آپکے بہاگ گئے سوا اوسی ہول ذدل
مین حضرت عیسے غایب ہو گئے اور وہ حواری فدائی اونکی

شمعون پر ہو گیا اور وہی گرفتار ہو کر پہانسی دیا گیا اسصورتمین
جو معاملہ کافرون نے اوس فدائی کے ساتہہ کیا وہ درحقیقت
حضرت عیسے کے ساتہہ کیا اور انحضرت کو مرتبہ شہادت کا
حاصل ہوا اور وبال اوسکے قتل کا اون کافرون پر پڑا اور
جو آثار مترتب ہونے والے تہے ہوئے اور رہا یہہ
کہ اوسکی لاش تیسرے دن قبر سے غائب ہو کر کہان
گئی سو ہوسکتا ہے کہ جو اس امر کو مشتبہ کرنا اور ملتبس
رکہنا اللہ کو منظور تہا فرشتون نے اوس لاش کو
وہانسے غائب کر دیا ہوگا اور یہہ جو حضرت عیسے نے فرمایا
کہ مین قبر سے جی اوٹہونگا تو اوسکے معنے یہہ ہوسکتے ہین
کہ دنیا سے آسمان پر بعد واقعہ صلیب کے تیسرے دن
جاؤنگا تو مصلوب کی قبر سے جاؤنگا اور قبر سے مطلق
دنیا بہی مراد ہوسکتی ہے اسلیے کہ کفار اور دنیا دارونکو
سب محاورون مین مردہ کہتے ہین اور دلائل ہماری
اس تاویل کے ثبوت کے اور صحت ترجیح کے یہہ ہین پہلی
دلیل عقلاً تاویل مزبور جائز اور از روی محاورے کے
غیر ممتنع ہے اور جب وہ عقلاً غیر ممتنع ٹہری تو صاحب

معجزات کا خبر دینا اوسکے ثبوت کے لیے کفایت کرتا ہے
پس جو دلیل ثبوت قیامت کی ہے وہی دلیل حضرت عیسے
کے عدم قتل کی ہے دوسری دلیل حضرت عیسے کے حواری
واقعہ صلیب کے بعد تک بہی اسباتکا عقیدہ نہین رکہتے
تہے کہ حضرت عیسے قتل ہوکر جی اوٹہینگے اور یہہ مطلب
ہمارا خود مؤلفین اناجیل کے اظہار سے ثابت ہوتا ہے اور
اوسکے ساتہہ جو اپنے عقیدے کی بات وے ملاتے ہین
وہ ہم پر حجت نہین ہوسکتی کیونکہ اونکا وہ کہنا تو ایسا ہی ہے
جیسا ابکے عیسائی کہتے ہین اور وہ اظہار اونکا جو ہمارا مستدل
ہے سو یہہ ہے کہ چوتہی انجیل کے دوسرے باب کے بائیسوین
ورس مین مؤلف اوسکا کہتا ہے کہ جب وہ مردون سے
جی اوٹہا تب اوسکے شاگردون کو یاد آیا کہ اوسنے
یہہ کہا تہا اور وے کتابون اور یسوع کی کہی ہوئی بات
پر ایمان لائے * ذری انصاف کیجیے کہ حضرت عیسے
تا شب شہادت کہتے رہے ہون کہ مین مارا جاؤنگا
اور بعد اوسکے جی اوٹہونگا معہذا شاگردون کو اونکا
وہ کہنا یاد نرہا ہو اور وے تا عدم ظہور اوس

نجربے سے کے ایمان اونشابنکا نہ لائیے ہون کوئی عاقل
ایسی بات کہیگا اور اوسی انجیل کے بیسوین باب مین
مرقت اوسکا کہتا ہے ورس ۹ وے ہنوز کتاب
نہین سمجہتے تہے کہ وہ مردون سے جی اوٹہیگا * دیکہیے
مؤلف انجیل بطرس وغیرہ اجلہ حوارین عیسوی کو کہتا ہے
کہ وے نہ حضرت عیسے کا مطلب سمجہے تہے اور نہ اگلے
نبیونکا کلام سبحان اللہ پادری لوگ تو خوب سمجہے کہ اگلے
انبیا کہہ گئے تہے کہ عیسے شہید ہوگا اور پہر جی اوٹہیگا اور
مقربین عیسوی تا دم مفارقت حضرت عیسے کے اوس باتکو
نہ سمجہے یہہ بات کون باور کریگا اور اوسی انجیل کے
بارہوین باب مین ہے ورس ۳۲ اگر مین زمین سے اوٹہایا جاؤنگا
سبکو آپ تک کہینچونگا الی قولہ ۳۴ لوگون نے جواب مین کہا کہ ہمنے
کتاب مین سنا ہے کہ مسیح ہمیشہ رہیگا پہر تو کیون کر کہتا ہے کہ
ابن آدم کا اوٹہایا جانا ضرور ہے یہہ ابن آدم کون ہے ۳۵
تب یسوع نے اونہین کہا کہ روشنی ابہی تہوڑی تک تمہارے ساتہہ ہے جب تک
روشنی تمہارے ساتہہ ہے چلو نہ ہو کہ اندہیری تمہین چہپا لیے * یہا
وہ سخن پادریونکا کہ اگلی کتابون مین لکہا ہے کہ مسیح مارا جایگا کیسا غلط ہو گیا

اسپر بہي وے اس کہنے سے باز نہين ليے اور مينے
جو لکہا ہے کہ يہہ کہنا پادريونکا محض غلط ہے کيسا سچ ہو گيا
اسپر بہي وے نہين مانتے اور ديکہيے يہان سے ثابت
ہوتا ہے کہ اس معاملے کو اوس زمانے مين مشتبہ رکہنا
خدا کو منظور تہا کيونکہ حضرت عيسے نے حواريون کے سوال
کے اصل جواب کو ٹال کر کہا کہ تمہين ميري پيروي کرني چاہيے
ہے ہر بات کے بہيد کو جاننا نجات مين کچہ دخل نہين رکہتا
بالجملہ خوبي ثابت ہو گيا کہ حواريونکا عقيدہ اس مقدمے
مين تا واقعہ صليب يہي تہا جو قرآن مين ہے کہ ماقتلوہ وماصلبوہ
اور بعد واقعہ صليب کے حواريونکا عقيدہ بدل جانا جيسا
مولف انجيل کہتا ہے يہہ صرف گمان فاسد ہے جيسے
ہمارے يہان کے امامية مذہب والے کہ ہر گاہ انہون
نے ائمہ اثناعشر عليہم السلام کي موافقت اصول مين جمہور
مہاجرين وانصار رضي اللہ عنہم کے ساتہہ قرون اولي مين
ايسي ثابت ديکہي کہ اوس سے انکار نکر سکے بلکہ خود بہي
روايت کرنے لگے اور يہہ بات اونکے اپنے بعض اصول
کے خلاف تہي سو کہنے لگے کہ ديسے وے ناراض تہے

ظاہر مین کسی مصلحت سے موافقت رکھتے تہے علاوہ
برین اگر فرض کیا جاے کہ حواری لوگ بعد واقعہ صلیب کے
اوس معاملے کا اعتقاد لائے تو بہی ہماری دلیل تمام ہے
کیونکہ پیغمبرون کے ساتہہ ہونے کے زمانے مین اونکے
ساتہیون کا جو عقیدہ ہو وہی درست اور صحیح ہے بہ نسبت
اوس عقیدے کے جو اونکے خلاف مفارقت کے زمانے
مین ہوے ہم ہونچادین تیسری دلیل انجیل چہارم باب سیزدہم
درس ۳۳ جیسا مینے یہودیون سے کہا کہ جہان مین جاتا ہون
تم نہین آسکتے ویسا اب مین تمہین بہی کہتا ہون * پر ظاہر ہے
کہ اوس مقام سے مر کر جانا مراد نہین کیونکہ وے سب مر کر
جانے والے تہے اور جنت اور اعلی علیین مراد نہین ورنہ
حواریون کے نسبت ویسا نفرماتے پس مراد نہین ہے
مگر یہہ کہ جس حالت سے مین یہان سے جانے والا ہون
اوس حالت سے تم نہین جاؤگے یعنے بہمین بدن عنصری
بلا حیلولت موت چوتہی دلیل انجیل اول باب ۲۸ درس ۲۰
مین زمانے کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتہہ ہون *
یہان دو باتین دیکہیے ایک یہہ کہ زمانے کے آخر تک

کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ دنیا کے آخر تک یعنے
قرب قیامت تک اسلیے کہ زمانے کی کوئی حد نہین ہے
اوسکا آخر ٹھہرا ہے اور معیت باطنی بھی مراد نہین کیونکہ
معیت تو ابدی ہے پس معلوم ہوا کہ مراد بقای پیکر عنصری ہے
دوسری یہہ کہ ہمیشہ کا لفظ دیکھیے یعنے فرماتے ہین کہ
نہین ظہور عنصری دنیا کی تمامی تک ہمیشہ رہونگا نہ یہہ کہ بیچ
مین سے سلسلہ ہمیشگی کا منقطع ہو جاے اور صرف روح کا
برابر باقی رہنا بہی کے لیے ہے اور معیت حواریون کی انحضرت
ساتھہ عالم ملکوت مین ہمیشہ تک ہے نہ دنیا کی تمامی تک اور
مرکز آسمان پر جانا بہی اہل نجات کے لیے ہے اور جو بدکار
لوگ ہین اونکے ساتھہ معیت عیسے کی اب بھی نہین ہے بالجملہ
دنیا کی تمامی تک برابر باقی رہنا ازروی ظاہر لفظ کے دلالت
کرتا ہے کہ بیچ مین آپ کے نسبت موت نہین حائل ہوگی
پانچوین دلیل قاطع اور برہان ساطع پہلی انجیل کے ستائیسوے
باب کے چالیسوین ورس مین شخص مصلوب کے
حال مین لکھا ہے کہ بروقت صلیب پانے کے کہنے
لگا الہی الہی لم ترکتنی یعنے اے میرے خدا اے میرے خدا

تو نے مجہے کیون چہوڑ دیا آب غور کیجیے کہ حضرت عیسے صرف
پیغمبر خدا تہے یا خدا ہی اگر خدا ہی تہے تو سارا جملہ جہوٹہہ
ہے اسلیے کہ اگرچہ دوسرے خدا تہے اور ایک خدا
آسمان پر تہا مگر آسمان پر والا اونکی خدائی کی حیثیت سے
اونکا معبود نہین تہا اور چہوڑ دینے کا مضمون محض بے
معنی ہوا جاتا ہے اور اگر صرف پیغمبر خدا تہے تو صرف دوسرا
جملہ یعنے لما ترکتنی جہوٹہہ ہو جایگا کیونکہ نبی کی شہادت اسکی
کمال مقبولیت کا وقت ہے نہ کہ متروکیت اور مطرودیت
کا علاوہ برین اصل عبری لفظ اس جگہہ از روی اکثر نسخون
کے لما سبقتانی ہے یعنے تو مجہسے آگے کیون چلا گیا
اور مجہے دشمنون کے ہاتہہ مین چہوڑ گیا چنانکہ نسخہ اردو ۱۸۳۹
اور نسخہ عربیہ ۱۸۱۶ اور ۱۸۱۶ اور ۱۸۱۱ سے ظاہر ہے
بعضے مترجمون نے سبقتنی کے مضمونسے جو لازم آتا تہا
یعنے چہوڑ جانا اوسی کو اوس جگہہ لکہہ دیا پس کیا معبود
حضرت عیسے کا کوئی ایسا تہا جو پہلے یہان تہا اور پہر یہان
سے اونسے پیشتر چلا گیا الغرض یہانسے صاف ثابت
ہو گیا کہ حضرت عیسے بذات خاص نہین مصلوب ہوئے ور

گر کوئی کہے کہ درصورتی کہ حواری مصلوب ہوا تو بہی امر درست
! وسکی غلط ٹہرتی ہے کیونکہ اوسکی بہی مقبولیت ہی کا وقت
تہا تو ہم کہین ہیگے کہ وہ حواری ہمارے نزدیک معصوم
نہین ہے کہ کلمہ کاذبہ کا اوسکے مونہہ سے بروقت اضطرار
بہی نکلنا محال ہونا جائز ہے کہ گہبراہٹ سے یہہ کلمہ اوس
سے بمقتضاے بشریت نکل گیا جیسا کہ پطرس سے
واقع ہوا علاوہ برین اس تاویل کی حاجت نہین اوسوقت
ہے جبکہ لم تترکتنی کا کلمہ مسلم ہو ورنہ ہرگاہ اصل عبری مین
لم سبقتنی کا مضمون ہے تو کچہہ کذب بہی نہین ہے ہان صرف
اضطراب ثابت ہوا سو ہو کچہہ قباحت نہین رہا الہی الہی کا لفظ
سو یہان غالباً ویسا لفظ ہوگا جیسا حضرت داؤد صالحین
امت کو فرماتے تہے کہ تم خدا ہو یعنے حواری نے بہی یہین
معنی حضرت عیسے کو خدا کہا ہوگا نہ بایںمعنی کہ اب عیسائی کہتے
ہین کہ ویسا اور کوئی آدمی نہین ہو سکتا **بالجملہ** حواری کے
مصلوب کہنے مین حواریون کا اگلی کتابون سے یہہ سمجہنا کہ
حضرت عیسے مقتول نہونگے درست ہوا جاتا ہے اور یہہ
بدگمانی بقیہ حواریون پر سے اٹہی جاتی ہے کہ ویے واقعہ صلیب کے

بعد تمام ہی حضرت عیسی کی سب باتون کی تصدیق پوری نہین
کر چکے ہیے اور حضرت عیسی پر سے قباحت کذب کی اور
عیب اضطراب عامیانہ کا مرتفع ہوتا ہے اور معہذا آنحضرت
کی اوس بات مین کہ مین مار ڈالا جاونگا کچہہ خلل نہین لازم
آتا اور حضرت قرآن شریف کے اس جملے کے معنے کہ
ماقتلوہ وماصلبوہ اپنے ظاہر پر مسلم رہتے ہین اور وہ
دغدغہ جو حضرت خاتم النبین علیہ الصلواۃ والسلام کی تکذیب
سے ہلاکت ابدیہ کا ہے نہین باقی رہتا اور حضرت عیسے کو
مقتول ٹہرانے سے وے سب قباحتین لازم آتی ہین گوکہ
ایک جملہ اونکی باتونکا بلا تاویل ٹہرتا ہے ف موسی کی
کتاب مین کوئی جملہ جو مُصَدَّر بقال اللہ ہے معارض کسی جملہ
قرانیہ کے نہین ہے بجز اسکی کہ جابجا اوسمین بعضے احکام مختصہ
ملت موسویہ کے نسبت وارد ہے کہ یہہ حکم ابدی ہے
سو اوسکی غلطی حضرت عیسے ہی ثابت کر گئے ہین نہین معلوم
اصل مین کیا لفظ تہا جسکے مقام پر یہودی لوگ ابدی کا لفظ
لکہتے ہین غالبکہ ایسے مقامون مین یہہ مضمون ہوگا کہ متصلاً
برابر یہی احکام عمل مین لایا کرنا سو اسصورت مین مطلب یہہ

ٹہر سکتا ہے کہ جب تک دوسرا حکم نہ پہونچے اور زبور وغیرہ
انبیاے بنی اسرائیل کے دیے رسالے جنمین اکثر ادعیے
الہامات سے لکہے ہین کوئی جملہ کلام الہامی کا قران شریف کے
کسی جملے کے معارض نہین ہے علے ہذا القیاس انجیل
مین یعنے کلام عیسوی مین کوئی جملہ کسی جملہ قرانیہ سے
معارض نہین ہے بجز اون جملون کے جنسے بظاہر یہہ
بوجہا جاتا ہے کہ حضرت عیسے اپنے مارے جانے
کی خبر دیتے ہین سو اوسکا حال یہہ ہے جو مذکور ہوا یعنے
قطع نظر اسبات سے کہ انجیلون مین دخل و تصرف مولفین
یونانیہ کا ثابت ہے اور علاوہ اوس ثبوت کے
جو اُنہین کتابون سے نکلتا ہے بسبب عدم امتناع عقلی
کے صاحب معجزات کے کہنے سے بہی وہ ثابت ہے
اوسطرح کے جملے از روی اناجیل کے واجب التاویل
ٹہرتے ہین اور ہرگاہ واجب التاویل ٹہرے بلکہ جائز التاویل
ہونے کی صورتمین بہی ہم کہتے ہین کہ عیسائیون کو تکذیب
قران سے بڑا حذر چاہیے کہ اسمین ہلاکت ابدیہ کا از روی
عقل الحادی کے بہی دغدغہ شدید ہے علاوہ برین

قرآن کے اوس جملے سے یعنے ماقتلوہ وما صلبوہ کی بہی
ایک تاویل بعید ہو سکتی ہے باین تقریر کہ جو کوئی شخص
کسی کو قتل کرتا ہے سو اوسکا مطلب یہی ہوتا ہے کہ
روز رستخیز تک کے لیے سینے اسکی روح کا انزہاق
کردیا اسصورتمین جو مقتول ایسا کہ اوسپر اثر قتل کا صرف
دو ہی ایک دن باقی رہے اور بعد اوسکے پہر وہ جون
کا تون زندہ ہو جاوے تو درحقیقت وہ قتل اوسکا
عدم قتل کے برابر ہے اور جہرگاہ قتل اور عدم قتل برابر
ہوا تو دونون باتین ایسے مقام پر صحیح ہو سکتی ہین یعنے
یہہ بہی کہنا صحیح ہوگا کہ وہ مار ڈالا گیا اور یہہ بہی کہنا
صحیح ہوگا کہ نہین مار ڈالا گیا کیونکہ زندہ اوسی بدن سے
موجود ہے برین تقدیر مقتضاے حزم و احتیاط یہہ ہے
کہ قران کی عیسائی لوگ تاویل کرلین نہ کہ تکذیب کہ اوسمین
ہلاکت ابدیہ ہے اور اگر کوئی کہے کہ عیسائی لوگ تو ایسا ہی
جانتے تہے تو پہر اس کہنے سے کیا فائدہ ہوا کہ ماقتلوہ
وما صلبوہ تو ہم کہین گے کہ یہودی اور مشرک لوگون کے
کہنے کے موافق مسلمانون کا گمان ہوگا نہ کہ عیسائیون کے

سے کہنے کے موافق اسلیے وہ مضمون قرآن مین فرمایا گیا

اعتراض صفحہ ۳۳ **قولہ** قرآن کا حکم ہے کہ ہر روز
پانچ وقت نماز پڑھو الی قولہ جو لوگ کہ قطب کے آس پاس رہتے
ہین اور وہ سردی سے آنکھہ کے سوا کوئی عضو ننگا نہین
کرسکتے اگر وضو کرین تو نماز کیسے پڑہین اور کسطرح یہہ حکم
مانین اور جہان کہ چہہ مہینے کی رات اور ایسا ہی دن ہے
تو وہانکے مسلمان شائد برس بہر مین پانچ دفعہ نماز پڑہہ
سکتے ہین اگر کوئی ایسا حکم دیوے تو کون اوسے ہمہ دان
کہیگا * اس اعتراض کو پادری لوگ بہت بڑا بہاری
اور سخت مشکل جانتے ہین اور کہتے ہین کہ اس سے اسلام
کی تکلیف عام اور تعمیم احکام باطل ہوتی ہے اور اس بطلان کو
مسلمان لوگ نہین باطل کرسکتے حالانکہ بہت بودا اعتراض
اور محض مغلطہ اور سفسطہ ہے کیونکہ وضو کے نسبت یہہ جواب
ہے کہ ایسے مقامون مین آدمی کا رہنا سہنا دو حال سے خالی
نہین یا خشک زمین پر ہوگا یا جہاز پر ان دونون صورتون مین
اگر پانی کے استعمال سے ہلاکت یا حدوث مرض شدید کا
گمان غالب ہے تو تیمم ہو سکتا ہے اور تعداد نماز دن کے

نسبت یہہ جواب ہے کہ ہرگاہ اونکی توقیت لیل ونہار پر ہے
توجسطرح اطول النہار یعنے سولہہ گھنٹے مین ظہر وعصر کی اٹھہ
رکعتین پڑہتے ہین اور معہذا اقصر النہار یعنے آٹھہ گھنٹے مین بہی
وہی آٹھہ رکعتین فرض ہین اوسیطرح چھہ مہینے کے دن مین
بہی وہی آٹھہ رکعتیں پڑہینگے پس حکم اسلام کا ادا ہوجائیگا
اور جہان مہینونکا دن رات ہوتا ہے وہان صبح وشام بہی
ہوتی ہے سو فجر ومغرب بہی پڑہ سکتے ہین اور رات کو عشا
بہی پس کوئی اشکال باقی نرہا **اعتراض قولہ** پہر قرآن
مین حکم ہے کہ رمضان کے سارے مہینے روزہ رکہو اور
فجر سے شام تک کہانا پینا منع ہے الی قولہ پہلا یہہ حکم قرآن
کا قطب کے آس پاس رہنے والے کسطرح مانینگے
مضمون کے یہان تین یا چار یا چھہ مہینے کا دن ہے * اسکا
جواب بہی عقلا از روی قران کے ظاہر ہے کیونکہ قرآن شریف
مین جابجا ارد ہے کہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اور حدیثون
مین یہہ مضمون متواتر المعنے ہے کہ ما بعثت معسرا انما بعثت
میسرا یعنے کہ پیغمبر خدا فرماتے ہین کہ اللہ تعالے کسی جان
کو کسی حکم کی تکلیف نہین دیتا ہے مگر موافق اوسکے وسعت

استطاعت کے اور فرمایا کہ مین سختگیری کے لیے
نہین بہیجا گیا ہون اور مین نہین بہیجا گیا ہون مگر تسہیل اور
آسانی کے لیے چنانکہ صاحب الانجیل فرماتے تہے
کہ میرا جوا آسان ہے میرا بوجہہ ہلکا ہے **تنقیح بحث**
ایسے اعتراضونکا اصل مادہ یہہ ہے کہ تعمیل بعض احکام
شرعیہ مین بعض اوقات کچہہ عذرات درپیش ہوجاتے ہین
اور یہہ بات کہ بروقت لاحق ہونے اون عذرون کے
کیا کرنا چاہیے اون حکمون کے ساتہہ مفسر اً منصوص نہین
ہوتی سو یہہ معاملہ صرف شریعۃ اسلامیہ مین نہین ہے
بلکہ توریت وانجیل کے احکام مین بہی یہی حال ہے فرق
اتنا ہے کہ شریعۃ اسلامیہ مین ازروی کسی حجت کے
منجملہ حجتہاے اربعہ کے اجمالاً یا تفصیلاً اور کلیۃً یا جزئیۃً کوئی
نہ کوئی بات ایسی مقرر ہے کہ جس سے یہہ ظاہر ہوجاتا ہے
کہ بروقت پیش آنے اون عذرونکے کیا کرنا چاہیے
چنانکہ روزے کے مسئلہ مین بیان کیا گیا بخلاف شریعۃ
توریت وانجیل کے کہ اوسمین سے ایسا کچہہ نہین نکلتا ہے
چنانکہ آگے بیان کیا جاتا ہے مگر قبل اوس بیان کے

جاننا چاہیے کہ احکام تعبدیہ دو قسم ہین ایک موقتہ دوسرے
غیر موقتہ اور ہر واحد دو قسم ہین بدني یا مالي اور عذرات عائقہ
اوسکے کئي ایک ہین مثلاً خوف حدوث مرض یا شدّت مرض
اور نقصان بدن یعنے کہ مثلاً اندھا ہونا یا بہرا یا لنگڑا یا لولا ہونا
اور سہو وخطا اور نسیان اور فقدان وقت اور فقدان مال
اور افلاس شدید اور خوف دشمن یا رہزن وغیرہ اسباب
تعذر سو ہم یہان دو جواب لکھتے ہین ایک الزامي کہ مشتمل ہے
ایسے احکام پر جنمین اکثر عذرات مزبورہ سے کوئي نکوئي
عذر بحسب طبیعت بشري اور عادت زمانے کے کبھي نہ کبھي
ضرور لاحق ہوتا ہے دوسرا تحقیقي کہ اوسمین صرف حوالي قطب
کے بابت بحث ہے **جواب الزامي** کتاب
خروج نسخہ ۲۵ باب بستم درس ۸ اور سبت کے دنکو
مقدس جانیے یاد رکھیو ۹ تو چھہ دن تک محنت اور اپنے
سب کام کیجیو ۱۰ لیکن ساتوان دن تیرے یہواہ خدا کا ہے
اوسمین کوئي کچھہ کام نکرے **اور** باب سي دپنجم درس ۲
چھہ دن تک کاروبار کیا جاوے اور ساتوان دن تمہارے
لیے روز مقدس یہواہ کي راحت کا سبت ہوگا جو کوئي

اوسمین کام کریگا مارڈالا جایگا ۱۵ تم سبت کے دن اپنے گہر دنمین
آگ مت جلائیو* یعنے کہانا تک نہ پکائیو اور کتاب اخبار
باب شانزدہم درس ۲۳ یہہ تمہارے لیے سبت راحت کا ہوگا
تم اوس دن اپنی جانکو دکہہ دیجیو یہہ تمہارے لیے ہمیشہ کو حکم
ہوگی* یعنے روزہ رکہنا کما ہو عند الیہود اور باب بست
سیوم درس ۳ ساتوان دن مقدس منادی کا ہے
تم اوس روز کوئی دنیوی کام زنہار مت کیجیو* دیکہو تعطیل
یوم سابع کو دنیوی سب کامون کی یہان تک کہ کہانا پکانے
کی بہی فرض عین ہے آور اسکو اہل کتاب منجملہ احکام ابدیہ
جانتے ہین معہذا وہ اعتراض جو پادری صاحب نے بہ نسبت
نماز و روزے کے کیا بعینہ یہان عائد ہوتا ہے آور علاوہ
اسکے یہہ بہی ظاہر ہے کہ مریض سے بعض مرضون مین ایک
دن کا بہی دکہہ نہین اوٹہایا جاتا ہے اور بعضی دفعہ سفر سخت
مین بہی اسکا نباہنا منجملہ محالات عادیہ کے ہوجاتا ہے
اور اور بہی بعضے عذر منجملہ عذرات سابقۃ الذکر کے لاحق
ہوجانیکا احتمال ہے معہذا کوئی سبیل اوسکی درصورت پیش
آنے اون عذرون کے نہین بتاتی نہ کلیۃً نہ جزئیۃً از انجملہ

کتاب معیار نسخہ ششم ۱ باب دوازدہم درس ۲ جو عورت
کہ حاملہ ہو پہر لڑکا جنے تو وہ سات دن جیسے حیض کے دنون
مین رہتی ہے ناپاک ہوگی ۳ اور آٹھوین دن لڑکے کا
ختنہ کیا جاوے ۴ اور وہ نفاس کے لہو کے سبب سے
تینتیس ۳۳ دن ٹہری رہے الی قولہ ۵ اور اگر لڑکی جنے
تو وہ دو ہفتے جیسے اوسکے حیض کا حکم ہے ناپاک رہیگی اور
چہیاسٹہ روز نفاس کے خون کے لیے ٹہری رہیگی * دیکھو
حوالی قطب مین جہان ساری عمر عورت کی صرف ناپاکی مین گذر
جایگی اور وہ کسی کام نہین ہو سکتی اور ختنہ آٹھوین دن کا
اٹہوین برس ہو جایگا اور اگر لڑکا کچہہ ماندہ ہو تو ختنہ کیا جاوے
یا نہ کیا جاوے اور اگر کیا جاوے تو کب کیا جاوے یہہ کچہہ نہین
لکہا اور اگر یہہ کہیے کہ ختنہ اسیواسطے ہمنے موقوف کر دیا سو
یہہ آپکا موقوف کر دینا شریعۃ اسرائیلیہ پر ہے اوس
اعتراض کو نہین مرتفع کرتا اسطرح تو ملاحدہ باطنیہ جو لباس
اہل اسلام مین ہو گئے ہین وہ بہی کہتے ہین کہ ایسی ہی
اعتراضونکے سبب سے ہمنے جانا کہ نماز روزے سے
یہہ نماز روزہ مراد نہین ہے جو اور مسلمان لوگ سمجہتے ہین

ازانجمله اوسی کتاب کے گیارہوین باب مین بہت سے
جانورونکے کہانے بلکہ چہونے کو حرام شدید لکہا ہے
معہذا ظاہر ہے کہ بہت سے مرضون کی بعضے اونہین
جانورونکا استعمال کرنا دوا ہے بلکہ بعض اوقات سیواے
اوسکے اور کوئی دوا مفید ملتی نہین ہے تو اوس صورتمین
کیا کرنا چاہیئے یہہ کچہہ نہین لکہا **ازانجمله** تیرہوین باب
مین مبروص کے نسبت بعضے احکام ایسے ہین کہ اونپر بہی
ویسے ہی اعتراضات عائد ہوتے ہین مثلاً لکہا ہے ورس
۴۵ اور وہ ابرص جسکے بدن مین بلا ہے اوسکے کپڑے پہاڑے
جاوین اور سر ننگا کیا جاوے تو وہ اپنا مونہہ چہپا دے
اور چلا چلا کے کہے ناپاک ناپاک ۴۶ جتنے دنون تک یہہ بیماری
اوسے رہے وہ گندہ رہیگا وہ ناپاک ہے وہ اکیلا رہا
کرے اوسکا مکان خیمہ گاہ سے باہر ہووے * دیکہیے
کہ حوالی قطب مین جہان انکہہ کے سوا کچہہ بدن نہین کہولا
جاسکتا ہے اگر ابرص کے کپڑے پہاڑے جاوین تو
کیونکر وہ جیئے گا اور بعد اون کپڑونکے پہاڑنے کے
پہر وہ کچہہ پہنے یا نہ پہنے کچہہ نہین کہا اور اگر وہ گونگا ہوگا

تو پہلا اگر ناپاک کا لفظ کیونکر کہیگا اور خیمہ گاہ سے باہر اگر چور یا

درندے کا ڈر ہو تو کیا کرے اور اگر محتاج دوسرے

آدمی کا ہو تو اکیلا کیونکر رہ سکیگا اور بعد اسکے لکھا کہ او

کپڑے کے داغ دیکھے جاینگے اور یہہ کیا جایگا درس ۵۰

کاہن اوسے دیکھہ کر سات دن تک رہنے دے

الی قولہ ۵۳ تو وہ حکم کرے اوس چیز کو جو داغی ہے

کہ دہو دین اور پہرا وسے اور سات دن تک رکھہ چھوڑے

* دیکھو سفر مین ہر جگہہ کاہن بعضے اوقات نہین ہوتا ہے

اور حوالی قطب مین برف کے مارے دہو کیونکر سکیگا

اور دو ہفتے کے چودہ برس ہو جاینگے ازانجملہ اوسی کتاب

کے چودہوین باب مین برصون کے نسبت اور احکام بہی

ایسے ہی کچہہ لکہے ہین کہ اونمین بہی ویسے قباحتین سب لازم

آتی ہین مثلاً لکہا ہے درس ۳۸ کاہن گہر سے باہر نکل کر

گہر کے دروازے پر کہڑے ہو کر گہر کو سات دن تک

بند کر رکہے ۳۹ اور ساتوین دن آکے پہر نظر کرے اگر

وہ بلا گہر کے دیواردن پر پہیل گئی ہو الی قولہ ۴۱ پہر اوس

گہر کو اندر سے چارون طرف گہرچوائے الی قولہ ۴۲ اور

ویسے پتہر لیکے اون پتہروں کی جگہہ پیوستہ کرین اور وہ دوسری مٹی لیکر گہر کو لیپے * دیکہیے کہ حوالی قطب مین بچارا مبردم کیا کریگا اور گہر کیونکر لیپے گا اور اگر کہین پتہر نہین تو کیا کیا جاے یہہ کچہہ نہین لکہا اور آگے جلکر اوسی گہر کے نسبت یہہ کہتے هین در بس ۴۹ تب اس گہر کی پاکی کے لیے دو چڑیان اور شمشاد کی لکڑی اور قرمز اور زوفا لیوے * دیکہو جہان شمشاد کی لکڑی یا زوفا وغیرہ نہ ملتا ہو یا کوڑی پیسا پاس نہو تو کیا کرے اسکا حکم کچہہ نہین بتایا ازانجملہ باب پانزدہم درس ۱۳ اور جب وہ جسے جریان کا مرض ہے چنگا ہو جاے تو وہ سات دن اپنے پاک ہونے کے لیے گنے تب وہ اپنے کپڑے دہووے تب وہ پاک ہوگا ۱۴ اور آٹہوین دن دو قمریان یا کبوتر کے دو بچے خداوند کے حضور جماعت کے خیمے کے دروازے پر کاہن کے پاس لاوے * دیکہو حوالی قطب مین چڑیان کہان ملتی ہین اور جہان کہین نہ ملین تو کیا کیا جاوے اور برف کے مارے وہان کپڑے کیونکر دہو ویگا اور اٹہہ دن اٹہہ برس ہو جاینگے ازانجملہ باب مذکور درس ۱۶ اور جب کوئی شخص منزل ہو تو وہ اپنا

سارا بدن پانی سے دہووے اور شام تک ناپاک رہیگا۔ ازانجملہ درس ۱۸ اور جب مرد عورت کے ساتہہ جماع کرے اور منزل ہو تو وے دونون پانی سے غسل کرین اور شام تک ناپاک رہینگے ازانجملہ درس ۱۹ اور جو عورت حائض ہو وہ سات دن جدا کی جاوے جو کوئی اوسے چہوئیگا شام تک ناپاک رہیگا * دیکہو حوالی قطب مین سات دن کے سات برس ہو جاینگے اور شام تک چہہ مہینے ہونگے اور غسل وہان کیونکر ہو سکیگا اور شدت مرض مین یہہ احکام کیونکر بجا لائے جاینگے الغرض بقول پادری صاحب کے بانی توریت لوگون کے سبطرح کے حالات اور حاجات کو نہین جانتا تہا ورنہ ایسے احکام صادر نکرتا ازانجملہ باب بست سیوم درس ۵ پہلے مہینے کی چودہوین تاریخ زوال اور غروب کے درمیان یہواہ کی عید فصیح کا ہے ۶ اور اسی مہینے کی پندرہوین تاریخ یہواہ کی عید فطیر ہے * دیکہو پہلا مہینا عبارت ہے اوس مہینے سے جس مہینے مین حضرت موسے مع بنی اسرائیل قلزم سے پار ہوئے سو پہلا حوالی قطب مین جہان مہینے مہینے اور دو دو مہینے

اور تین تین اور چار چار مہینے کا دن ہوتا ہے وہان وہ
حساب کیونکر ٹہیک ہوسکتا ہے **ازانجملہ** انہین بعضی
عیدونکے نسبت یہہ لکہا ہے ورس ۱۵ اور تم سبت کے
دوسرے دن سے جسدن انٗو مرٗ کی قربانی ہلائی جاے
سات ہفتے کامل گنو ۱۶ ساتوین سبت کے دوسرے
دن تک پچاس دن گن لو تب تم یہواہ کے لیے نئی
نذر کی قربانی گذرانو * دیکہو حوالی قطب مین سات ہفتے
کے سات برس ہوجاینگے اور پچاس دن کے
پچاس برس اور اگر قربانی کا زری بہی مفقود رہو اور
آدمی محض مفلس ہو تو کیا کرے **ازانجملہ** ورس ۲۷
اور ساتوین مہینے کا دسوان روز کفارہ دینے کا دن ہے
تمہارے لیے مقدس منادی ہوگی تم اوسدن آپکو
غمزدہ بنائیو اور یہواہ کے لیے آگ کی قربانی گذرانو
الی ان قال ورس ۳۱ تم کسیطرح کا کام مت کرنا تمہارے
سارے گہرون مین تمہارے قرنون کے لیے رسم
ابدی ہوگی * یہان اول یہہ دیکہیے کہ اس عید کو رسم
ابدی کہا اور حضرت عیسے کے وقت سے وہ موقوف

ہو گئی پس دو حال سے خالی نہین یا ابدي کا مضمون
تحریفی ہے یا مصروف عن الظاہر اور تاویلی ہے
اور بعد اوسکے یہہ دیکھیے کہ حوالی قطب مین کیونکر اوسکی
تعمیل ہوگی **از انجملہ** ورس ۳۴ ساتوین مہینے کی
پندرہوین تاریخ سے لیکے سات دن تک یہواہ کی
عید خیام ہے * دیکھو قلزم کے پار ہونے کی تاریخ
سے حوالی قطب مین وہ حساب کیونکر ٹہیک آویگا دونون
کے برسون ہوجاینگے **از انجملہ** کتاب خروج باب
بست ویکم ورس ۲ اگر تو عبرانی غلام مول لے تو وہ
چھہ برس تیری خدمت کرے اور ساتوین برس مفت
ازاد ہو جایگا * دیکھو قطب کے پاس رہنے کی صورتمین
وہ غلام بچارہ بہت برسون تک ازاد نہوگا **از انجملہ** باب
بست وسیوم ورس ۱۷ سب مرد تین بار ہر سال یہواہ
کے سامنے حاضر ہون * دیکھو حوالی قطب کے لوگ
کیونکر وہانکے حساب سے حاضر ہوسکتے ہین اور بقول
پادری صاحب کے بانی توریت جسطرح امتداد مکانی کے
حالات سے نہین اگاہ تہا اوسیطرح امتداد زمانی کے

حالات سے بہی نہین اگاہ تہا چنانکہ لکہتا ہے * کتاب احبار باب ستائیسوان ورس بستم تو بنی اسرائیل کو حکم کر کہ تیرے پاس کٹے ہوئے زیتون کا خالص تیل لاوین تا کہ چراغ ہمیشہ روشن رہے آہ اور جاسے ہے کہ قدس میں باہر اوس پردے کے جو شہادت کے صندوق پر ہے اوسکو رکہیں یہہ رسم ہمیشہ کے لیے واسطے بنی اسرائیل کے ہے * دیکہیے حضرت عیسے سے بیکڑون برس پہلے سے وہ صندوق جو گم ہوا تو آج تک کچہہ اوسکا پتا نہین ملتا ایسی ناپایدار چیز کے نسبت احکام ابدیہ بجا لانے کا قانون کوئی نہین دیگا مگر وہ کہ جو اوسکی ناپایداری سے آگاہ نہو اور کتاب خروج کے باب بست دیکم مین ہے ورس ۳۲ اگر بیل کسیکے لونڈی یا غلام کو سینگ مار بیٹہے تو وہ اوسکے مالک کو مثقال کے وزن کے تیس روپئے دیوے اور بیل پتہراؤ سے مارا جاوے * اور کتاب استثنا کے بائیسوین باب مین بہ نسبت زنا غیر محصنہ کے یہہ لکہا ہے ورس ۱۹ اور روپے اوس سے سو مثقال روپا تاوان لیوین اور لڑکی کے باپ کو

دین * دیکہو اگر وہ شخص جسپر وے جرمانے مقرر کیے
گئے ہین بے مقدور ہو یا بے مقدوری ظاہر کرے
تو کیا کیا جاے یہہ کچہہ نہین لکہا ادم برا انجیل یوم السبت
کے سب احکام کو اہل کتاب ابدی کہتے ہین اور کچہہ
کچہہ تخصیص بعض عبادات کی یوم سابع سے لیے بیشک
ابدی ہے پس یوم سابع کے نسبت جو اشکال
توریت پر عائد ہوتا تہا بعینہ انجیل پر عائد ہوگا کہ اوسمین بہی
وہ بحال رکہا گیا چنانکہ معمول بہ عیسائیونکا ہے علاوہ
برین پہلی انجیل کے سترہوین اور دوسری انجیل
کے نوین باب مین لکہا ہے کہ ایک شخص اپنے لڑکے
کو کہ وہ آسیب زدہ تہا حضرت عیسے کے پاس جہاڑ
پہونک کے لیے لے آیا اور اوسنے کہا کہ مین اسے
تیرے شاگردون کے پاس لے گیا تہا وہ نہ اچہا
کرسکے حضرت عیسے اپنے شاگردون پر خفہ ہوئے
اور آسیب زدہ کو جہاڑ کر اچہا کیا اوسپر شاگردون
نے جو پوچہا کہ ہم اوسے کیون نہ اچہا کرسکے آپ نے
فرمایا نسخہ ۱۴ ۱۸ ورس ۲۰ عیسے نے انہین کہا کہ اپنی

بے اعتقادي کے سبب سے اسلیے کہ مین تمسے سچ
کہتا ہون کہ اگر تمہین رائي کے دانے کے برابر اعتقاد ہووے
تو اگر تم اس پہاڑ کو کہو کہ اس مکان سے وہان چلا جا تو وہ چلا جاویگا
اور کچہہ تمہارے آگے ناممکن نہوگا آہ لیکن یہہ جنس بے نماز
روزے کے نہین دور ہوتي * دیکہیے پہلے کہا کہ بے
اعتقادي کے سبب سے تم بیمار کو نہ اچہا کر سکے اور بعد
اوسکے فرمایا کہ اگر رائي کے برابر بہي تمہارا اعتقاد درست
ہوتا تو کوئي بات تمہارے نظرون مین غیر ممکن نہوتي اس
سے ثابت ہوا کہ اگر ذري بہي اونکا اعتقاد درست ہوتا تو
اوس آسیب زدہ کو وے مقرر اچہا کر سکتے اور بعد اوسکے
فرمایا کہ ایسا آسیب بے نماز روزے نہین دور ہوتا ہے
اس سے ثابت ہوا کہ بے نماز روزے ذري بہي اعتقاد
درست نہین ہوتا اَب جاننا چاہیے کہ نماز عیسوي کي صفت
تو عیسائیون مین کچہہ باقي ہي نہین رہي بجز اسکے آٹہوین روز
بے طہارت ایکوقت یہہ دعا مانگین کہ اے عیسے ہمارے
خدا تو پہر دنیا مین ظاہر ہو مگر روزہ بالاتفاق اسي کا نام تہا کہ
دن بہر کہانے پینے اور عورت سے صحبت کرنے سے

علیحدہ رہنا اور رہنوا تر ثابت ہے کہ آگے نصاری اسی کو روزہ
کہتے تہے اور انجیلون سے بہی ایسا ہی بوجہا جاتا ہے
چنانکہ پہلی انجیل کے چہٹین باب کے ورس ۱۶ تا ۱۷ آیہ مین
لکہا ہے کہ روزہ دار کو چاہیے کہ تُرش رو نرہے اور اپنا
موہنہ روکہا نہ کہے بلکہ تازہ دُور رہے اور تیل ملے پس اگر کہانے
پینے سے رُکنے کا نام روزہ نہوتا تو بتکلف تازہ روئی
حاصل کرنے کی کیا ضرورت تہی سو دیکہیے کہ حوالی قطب
والے کسطرح عیسائی ہو ہی نہین سکتے ایسے کہ حضرت عیسے
کے نزدیک اونکا ایمان رائی برابر بہی درست ٹہرے اور
اگر آپ لوگ کہین کہ ہمنے اسیواسطے روزے کی فرضیت
کو ساقط کردیا ہے تو ہم کہین گے کہ آپکے ساقط کردینے سے
ہمارا الزام انجیل پر سے نہین اوٹہہ سکتا ورنہ بنظر اصول
فرقہ باطنیہ کے کہ در لباس اہل اسلام بہی ویسے لوگ ہوگئے
ہین یعنی جو کہا کیے ہین کہ روزہ ترک خور و نوش کا نام نہین
بلکہ یہہ سب ہمیشہ جائز ہے روزہ صرف دلسے چاہیے
اسلام پر سے بہی وہ اعتراض اوٹہہ جاویگا **جواب تحقیقی**
ہرچند جو اصل غرض حضرت انبیا علیہم السلام کی ہے اوسکے

سے لیے کوئی عذر کبھی کسیکے واسطے کسیوقت کسی مقام مین نہین
ہوسکتا سواے معارضات نفسانیہ سے کے گو یہ عادت الٰہیہ
اسطرح پر جاری ہے کہ وہ غرض اصلی یعنے وصول الی اللہ
نفوس بشریہ کے لیے نہین حاصل ہوسکتی مگر بواسطہ بعض
اسباب کے کہ انکے انجملہ ذکر اللہ اور مخالفت نفس ہے
ناگذیر حضرات انبیا علیہم السلام درباب ذکر آلٰہی اور مخالفت
نفس کے بعض احکام محض تعبدی صادر فرماتے ہین اور
جو احکام تعبدیہ عام ہوتے ہین اونکا دار و مدار آدمیون کے
خواص نوعی پر ہوتا ہے نہ کہ خواص شخصیہ پر اور علی ہذا القیاس
اونکے عوائق اور موانع کی صورتین وہی بیان کیجاتی ہین جو
خواص نوعی سے متعلق ہین نہ وہ کہ متعلق بخواص شخصی ہون
پس بنا اون حکمون کی امور واقعیہ بلکہ صرف امور کثیرۃ الوقوع
پر ہوتی ہے نہ کہ امور فرضیہ یا قلیلۃ الوقوع پر جب یہہ بات
ٹھہر چکی تو اسبابکو سمجھیے کہ زمین بعضی حیثیت سے باتفاق حکماے
پیشین و پسین منقسم ہے پانچ حصون پر چار خطون سے
کہ اونکے بیچو بیچ مین پانچوان خط استوا واقع ہے اور
اون چار خطون سے بسبب گردش فلکی یا ارضی کے

چار دائرے موہومہ زمین پر مرتسم ہوتے ہین ازانجملہ ایک دائرہ مدار راس سرطان اور ایک دائرہ مدار راس جدی اور ایک دائرہ قطبیہ جنوبیہ اور ایک دائرہ قطبیہ شمالیہ باین شکل اور ان حصون مین ایک کا نام محرقہ ہے
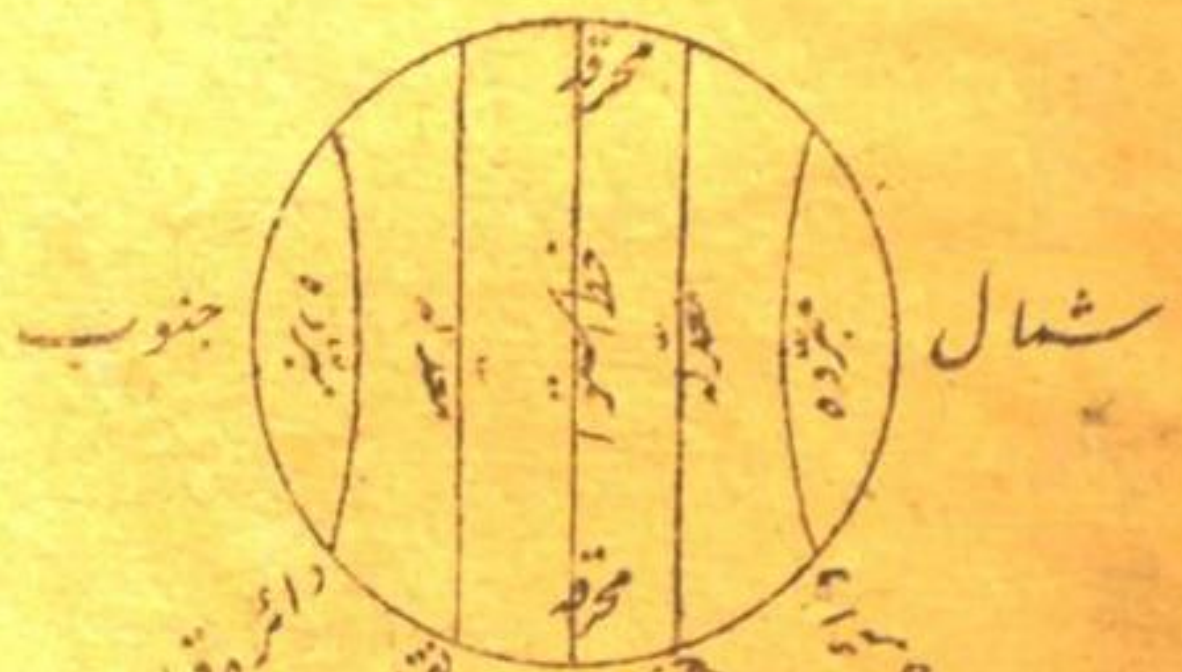
مغرب

شمال

جنوب

محرقہ

مشرق

نقطہ راس جدی

دائرہ قطبیہ جنوبیہ

اور دو حصے معتدلے کہلاتے ہین اور دو منجمدہ ہے محرقہ وہ حصہ ہے جو مدار سرطان اور مدار جدی مین ہے جسکے بیچ مین خط استوا واقع ہے اور سیر آفتاب سالانہ جسکی جہت سے جاڑے گرمی ربیع و خریف کی فصلین بدلا کرتی ہین اوسی نقطہ راس سرطان اور نقطہ راس جدی کے درمیان مین رہتی ہے چھ مہینے ادہر سے اودہر

اور چھ مہینے اودہر سے ادہر اور منطقہ اوس حصے کا نام
ہے جو ہر ایک جانب جنوب و شمال مین منتہاے سیر آفتاب
سے دائرہ قطبیہ تک واقع ہے اور اوسی دائرہ قطبیہ کو
دائرہ تمام میل کلی بہی کہتے ہین اور مبرّدہ اوس حصے کو
کہتے ہین جو ہر ایک جانب جنوب و شمال مین دائرہ قطبیہ کے
اندر ہے اور دائرہ قطبیہ خط استوا سے ساڑہے چہیاسٹہ
درجے یعنے ہمارے کوسون کے حساب سے تخمیناً دہزار
ایکسو اٹہائیس کوس پر ہے اور سب اہل جغرافیہ قدیم
وجدید بالاتفاق لکہتے ہین کہ مبرّد کے حصون پر شعاعین
آفتاب کی جب پڑتی ہین تو ایسی ترچھی پڑتی ہین جیسے ہمارے
ملکون کی جاڑون مین تین چار گہڑی دن چڑہے تک
پڑتی ہین سو اس جہت سے وہان کا برف کبہی پانی نہین
ہونے پاتا ہے اور سب اہل جغرافیہ قدیمہ اور جدیدہ
لکہتے ہین کہ دائرہ قطبیہ تک بڑے سے بڑا ایک
دن چوبیس ساعت نجومی سے زیادہ نہین ہوتا اور اسی چوبیس
ساعتون مین سواے دونون مبرّدون کے اور سب حصون مین
دن و رات ہو جایا کرتا ہے بالجملہ از روی سب جغرافیات کے

یہہ بات ظاہر ہے کہ دائرہ قطبیہ مین کوئی آدمی معتدل الخلقت
بحسب مزاج نوعی اپنے کے بود باش نہین کر سکتا
مگر کہتے ہین کہ اب تہوڑے دنون سے کچہہ کچہہ وحشی لوگ
خال خال ستر اسی درجے تک بہی رہنے کے عادی
ہو گئے ہین سو اس روایت کا سچ جہوٹہہ خوب
تحقیق نہین لیکن اسمین کچہہ شک نہین کہ ساڑہے چہیاسٹہہ
درجے سے پرے بلکہ وہان تک بہی برف باری ایسی
ہمیشہ برابر رہتی ہے کہ آدمی وہان نہین کہر بنا سکتا ہرگاہ
یہہ بات ثابت ہولی تو اب جاننا چاہیے کہ ہمارے پیغمبر خدا
علیہ الصلواۃ والسلام نے جو ایک پیشین گوئی اسطرح پر
کیا ہے زویت لی الارض مشارقہا و مغاربہا و سیبلغ ملک
امتی ما زویت لی الارض جسکا بیان استفسار پانزدہم مین
گذرا اوسکے ضمن مین ایک اور معجزہ بہی مندرج ہے وہ
یہہ کہ مشارق اور مغارب کا تعدد اور تغائر مین جیسے کہتے
ہین تعدد المشرقین وہ نہین ہوتا ہے مگر اوسی دائرہ قطبیہ
تک کہ وہی منتہی ہے عمرانات معتدبہا کا اور آگے اوس سے
بلکہ اچہی طرح وہان تک بہی آبادی بطور شہر اور راور

قریب کے نہین ہے کچھ لوگ بطور کنجر وغیرہ کے کہین کہین رہتے
ہین اور از روی جغرافیہ کے اوپر مذکور ہو چکا کہ دائرہ قطبیہ تک
چوبیس گھنٹون سے زیادہ کوئی بڑا دن نہین ہوتا اور ظاہر ہے
کہ چوبیس گھنٹے ایسے نہین ہین کہ آدمی اوسمین روزہ نہ رکہہ سکے
ہلوگ اکثر اپنے ملکون کے رمضان شریف مین صرف چوبیس
ہی چوبیس گھنٹے پر کہانا کہایا کرتے ہین یعنی صرف ایکہی بار
کے کہانے پر اکتفا کرتے ہین پس مطلب یہہ کہ جسطرح حضرت
سرور کائنات نے یہہ فرمایا تہا کہ مین سارے جہان کے
لوگون کے لیے مبعوث ہوا ہون اور سبہی مسلمانون پر روزہ
رکہنا فرض ہے اوسیطرح پیشین گوئی سابق الوصف کے
ضمن مین گویا یہہ بہی فرمایا کہ دائرہ تمام میل کلی یعنی سارہے
چہاسٹہ درجے سے آگے مسلمان لوگ بطور تمدن اور
توطن کے بود باش نہ کرینگے اور وہانکے رہنے والے مسلمان
نہین ہونگے القصہ جس بقعہ ارض کے نسبت پادری صاحب کو
اعتراض ہے اوسکے نسبت پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ وہان
مسلمان رہین گے نہین اور ظاہر ہے کہ جہان شعائر اسلامیہ
جاری نہو سکین وہان رہنا شرعاً بہی ممنوع ہے اور اگر

کوئی یہہ کہے کہ ہم فرض کرتے ہیں کہ مسلمان وہان جاکر رہے
تو وہ کیا کرے تو ہم پوچھتے ہین کہ کوئی مسلمان کسی جہت سے
سمندر مین شب و روز رہسکینے لگے اور پہر اوسمین جاکر رہے
تو نماز کیون کر کہڑے ہوکر باد اسے ارکان پڑہیگا پس
جو جواب اسکا ہے وہی جواب اوسکا ہے عدو شود
سبب خیر گر خدا خواہد اگر پادری صاحب ایسا اعتراض
نکرتے تو ہمکو اوس پیشین گوئی کا یہہ دوسرا اعجاز کیونکر
کہلتا اور یہہ کیونکر معلوم ہوتا کہ تکوینًا بہی وہان مسلمانو نکا
ہونا ممنوع ہے **اعتراض** صفحہ ۳۵ قران شریف مین ذوالقرنین
کے سفر کے بیان مین وارد ہے حتی اذا بلغ مغرب الشمس
وجدہا تغرب فی عین حمئة الآیہ یعنے مغرب کے جانب
وہان تک پہونچا کہ آفتاب کو اوسنے دلدل مین ڈوبتے پایا
* اسپر پادری صاحب اعتراض کرتے ہین اور اپنی فہم کی
خوبی سب پر ظاہر کرتے ہین **قولہ** سورج چار سو چہتر لاکہہ
کوس زمین سے دور ہے اور دس لاکہہ مرتبے زمین
سے بڑا اور قران کا بانی کہتا ہے کہ دلدل کی ندی مین
ڈوب جاتا ہے کیا تماشے کی بات ہے * اس تقریر

سے میں بہت خوش ہوا کیونکہ اس سے پادری صاحب
کی قابلیت آفتاب کے طرح روشن ہو گئی اور معلوم ہوا کہ
وے نادانی کے دلدل مین سر سے پانون تک ڈوبے
ہین اور نخوت کے سبب سے کوچہ سخن فہمی سے نابلد محض
یہہ نہین سمجھتے ہین کہ تمام جہان کے لوگ انبیا اور حکما اور خواص
و عوام اور توریت و انجیل سب یہہ محاورہ رکہتے ہین کہ آفتاب
غروب ہوا آفتاب طلوع ہوا سو کیا آفتاب کسی چیز مین گہس
جاتا ہے اور اوس سے پہر نکل آتا ہے وہ تو ہمیشہ نکلا ہی
ہوا رہتا ہے کسی چیز مین کبہی نہین ڈوبتا ہے سو شاید پادری صاحب
کے نزدیک جتنے لوگ یہہ محاورہ رکہتے ہین وے جہوٹھے
ہین اصل حقیقت یہہ ہے کہ وے نہین جہوٹھے ہین پادری صاحب
بے وقوف ہین ہمنے اکثر ذی علم ریاضی والون سے جنہون
نے جہاز کا سفر کیا ہے یہہ بولتے سنا ہے کہ سمندر پر
ایک عجب عالم آب ہوتا ہے کہ آفتاب پانی ہی سے طلوع
کرتا ہے اور پانی ہی مین ڈوبتا ہے پس جو معنے یہان
ہین وہی معنے اوس آیت کے ہین یعنے ذو القرنین نے
آفتاب کو دلدل مین ڈوبتے دیکہا نہ یہہ کہ آفتاب آسمان سے

و قصہ دلدل مین گہس گیا اب یہان واسیطے تسکین عوام
کے بیبل سے چند جملے مجہے نقل کرنا ایسے مناسب ہین کہ جو بظاہر
خلاف حکمت طبعی اور ریاضی کے ہین اور بعضے ایسے کہ فی الواقع
خلاف فنون حکمت کے ہین کہ ہمارے یہان قران شریف
مین ویسا کوئی مضمون نہین ہے **ازانجملہ** جابجا توریت
مین چنانکہ کتاب خروج کے تیسرے باب کے ورس ہشتم
مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۵ اُنہین مصریون کے ہاتہہ سے نجات
بخشون اور اوس زمین سے نکال کے اچہی بڑی زمین
مین جہان دودہ اور شہد موج مارتا ہے کنعانیون وغیرہ کی
جگہ مین لاؤن * دیکہو سرزمین کنعان مین کبہی اور کہین دودہ
اور شہد کا حوض بہی نتہا چہ جا کہ ندّی ہو کہ موج مارے
ازانجملہ زبور بستم مین حضرت داؤد کہتے ہین ورس ۱۳
مرا از گور بر خیزانندہ * حالانکہ بیبل سے ظاہر ہے کہ حضرت
داؤد مرکر پہر نہین جیے **ازانجملہ** جو پہلی انجیل کے گیارہوین
باب مین حضرت عیسے کا خطاب کفرناحوم نامے بستی کے
طرف یون نقل کیا نسخہ سنہ ۱۸۳۹ اے کفرناحوم تو آسمان تک
بلند ہوئی ہے * دیکہو اگر کفرناحوم آسمان تک بلند ہوتی

تو ہم یہان بیٹھے اوسکو مقرر دیکھتے یہہ تو ہندؤن کے یہان کا
سمیر پربت ٹھہرا ازانجملہ پہلی انجیل کے بارہوین باب مین
درس ۴۲ مین دکہن کی رانی اقصاے زمین سے سلیمان کی
حکمت سننے آئی * دیکھو جغرافیہ کے رو سے ثابت ہے
کہ زمین گردتی بشکل ہے اور شکل کردی کا کوئی کنارہ نہین
ہوتا بلکہ ہر جگہہ اوسکا کنارہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ دیسا
خدا عیسائیونکا زمین کے شکل سے اگاہ نہین تہا اقصاے
زمین یعنے انتہاے زمین کا لفظ نہ بولتا ازانجملہ اوسی انجیل
کے باب ۲۴ کے درس ۳۱ مین ہے نسخہ ترجمہ ۱۸۱۶ از اطراف
اربعہ از اقصاے فلک با نطرف دیگر جمع خواہند نمود * دیکھو
آسمان کا کوئی کنارہ نہین ہے کیونکہ وہ بہی گول ہے سو یہہ بہی غلط
کہا ازانجملہ پہلی انجیل باب ۲۴ درس ۲۱ نسخہ ترجمہ ۱۸۱۲ اوسوقت
بڑی تنگی ہوگی جو ابتداے عالم سے اب تک کبہی نہین ہوئی
۲۲ اور وے دن کوتاہ نہوتے تو ایک تن بہی نجات نہ پاتا
وے دن برگزیدون کے لیے کوتاہ کیے جاینگے * اگر دن سے
دن و رات ملاکر مراد ہے سو وہ تو چوبیس گہنٹے سے کم
و زیادہ نہین ہوتا اور اگر نہار مراد ہے سو وہ جہان کہین کوتاہ

ہوتا ہے سب کے نسبت برابر کوتاہ ہوتا ہے صرف اچھے لوگون
کی تخصیص نہین ہوتی **ازانجملہ** پہلی انجیل کے دوسرے
باب کے آغاز مین ہے کہ حضرت عیسے کے تولد کے وقت
پورب سے اونکا تارہ دیکھلائی دیا اور وہ تارا دیکھنے
والون کے روش پر اونکے ساتھہ ساتھہ چلا آیا یہان تک کہ
اوس مکان کے مقابلے مین جہان حضرت عیسے پیدا ہوئے
تھے ٹھہر گیا * دیکھو تارے کا آدمی کے روش پر چلنا خلاف
علم طبیعی اور ہیات ہے اور اس سے علم نجوم کی حقیت
ثابت ہوتی ہے حالانکہ توریت علم نجوم کو باطل اور نجومی کی
بات سننے کو حرام کہتی ہے **ازانجملہ** یوحنا حواری اپنے
مشاہدات مین لکھتا ہے باب دوازدہم نسخہ ۱۶ سنہ ۱۸ علامتی
عظیم در آسمان سر زد کہ زنے پوشیدہ بود خورشید را و ماہ
در زیر پایہایے او بود و بر سرش تاجے بود از دوازدہ ستارہ
* یہہ تو بالکل تمام علوم عقلیہ کے خلاف ہے **ازانجملہ** یوشع کی
کتاب مین جہان توقف شمس کا معجزہ لکھا ہے جیسے ہمنے
شق القمر کی بحث مین نقل کیا ہے یہہ بھی لکھا ہے کہ آفتاب کے ساتھہ
چاند کو بھی حضرت یوشع نے کہا تہا کہ تو بھی ٹھہرا رہ حالانکہ جس

وقت آفتاب وسط السما مین ہوگا چاند وہان کہان ہے [illegible]
اور ایسے وقت مین جرم قمر معلوم بہی نہین ہوتا ہے اور
اوسکے ٹہرے رہنے سے مطلب کیا یہہ بالکل خلاف
علم ہیئت سے ہے **ازانجملہ** اشعیا نبی کی کتاب مین ہے
باب ۵۱ درس ۶ نسخہ ۱۸۳۹ آسمان چون دود ناپدید
خواہد شد * دہوان سا آسمان تو اَب دکہائی دیتا ہے
آینده کسطرح ناپدید ہوسکتا ہے اسمین تو تحصیل حاصل
لازم آتی ہے کیونکہ وہ تو اب بہی ناپدید ہے اور باتفاق
کافہ حکما جو دہوان سا نظر آتا ہے وہ آسمان نہین ہے
اور تحصیل حاصل منجملہ ممتنعات عقلیہ بدیہیہ سے ہے
ازانجملہ زبور یکصد وچہارم نسخہ ۱۸۳۹ درس ۳ اوسنے
یعنے خدانے اپنے بالاخانے کی کڑیون کو پانیون مین
قائم کیا ہے اور بدلیون کو اپنا مرکب بنایا ہے اور ہوا
کی بازؤن پر سیر کرتا پہرتا ہے * دیکہو یہہ بالکل خلاف
الہیات اور طبعیات اور ریاضیات کے ہے **ازانجملہ**
زبور پنجم درس ۳ آسمان مصنوع انامل تست * دیکہو یا ہیئت
فیثاغورسی جہوٹہہ ہے یا یہہ یعنے شے معدوم کو مصنوع

صانع کہنا **ازانجملہ** زبور نوزدہم ورس ۲ روز بار وے حرف می زند وشب باشب علم می آموزاند تم لغتے وعبارے نیست کہ قول ایشان دران شنیدہ نہ شود * از روبے علم ہیئت کے ثابت ہے کہ رات یا دن کے کئی حصے نہیں ہین جسپر صادق آوے کہ رات نے رات سے یا دن نے دن سے کہا بلکہ ضوء آفتاب کا نام دن ہے جو برابر نصف کرہ ارض کو روشن کیے ہوے رہتا ہے اور رات زمین کے سایئے کا نام ہے کہ وہ بھی برابر نصف کرے پر پہرا کرتا ہے اور وہ تندار چیز نہین ہے جسمین بات کہنی کی استعداد ہو چہ جا کہ ہر لغت مین باتین کرتی ہو یہہ تو بقول پادریصاحب کے سراپا غلط ہے **ازانجملہ** باب مذکور ورس ۴ و ۵ و ۶ درانہا یعنے درافلاک براے آفتاب خیمہ را قرار دادہ کہ مانند داماد از حجلہ بیرون مے آید وچون پہلوانان در دویدن خوشنود است برآمدن ان از اقصاے آسمان است وبازگشتن آن باقصاے ہمان * دیکھو آفتاب کا آسمان پر خیمہ اور حجلہ کون سا ہے جس سے وہ نکلتا ہے وہ تو آسمان کے

برابر نکلا ہوا رہتا ہے اور افلاک کیا چیز ہین جنمین اوسکا
خیمہ ہے اور آسمان مین کنارہ کہان ہے کہ اوسکے ایک
کنارے سے وہ نکلتا ہے اور دوسرے کنارے کے
طرف پہر جاتا ہے بقول پادری صاحب کے افسوس کہ
بانی زبور ہیئت نہ جانتا تہا **از انجملہ** زبور سیونہم ورس ۵
اینک تو ایّام مرا بقدر یکدست طول دادہ * دیکھو ایّام اون
گنتّیون مین سے نہین ہے جسکی درازی اور کوتہی کا حساب
پیمایش سے ہو زبور والا معاذ اللہ طبیعی ریاضی کچھ نہین جانتا تہا
از انجملہ زبور یکصد و چہارم نسخہ سنہ ۱۸۴۵ ورس ۵ زمین کو
جنبش نہین ہے * زبور یکصد و نوزدہم ورس ۹۰ زمین ٹہہر
رہی ہے * دیکھو نفیاً اور اثباتاً دونون طرح زمین کو ساکن
کہتے ہین بس یا زبور سے انکار کیجیے یا ہیئت فیساغورسی سے
از انجملہ زبور یکصد و سی و ششم نسخہ سنہ ۱۸۷۹ ورس ۶ زمین را
برآبہا گستردہ * زبور بست و چہارم ورس ۲ اوبنیادش را
برآبہا نہادہ و بر انہار قرار دادہ * دیکھو پانی زمین پر ہے
یا زمین پانی پر علم طبیعی اور ریاضی دونون اسکو باطل ٹہراتے
ہین **از انجملہ** زبور بست و نہم ورس ۳ خداوند برآبہا است

خدا ایسے ذوالجلال رعد میکند خدا بر آبہائے فراوان است الی قولہ ۱۰ خدا بر سیلہا جلوس فرمودہ است * دیکھو ایک خدا عیسائیونکا یعنے حضرت عیسے علیہ السلام معاذ اللہ دوسرے خدا کو کہتے ہین کہ آسمان پر ہے اور زبور انہان کہتی ہے کہ پانی پر ہے اور ایک جگہہ کہتی ہے کہ بدلیون اور ہواؤن پر اوڑتا پہرتا ہے اور رعد کی حقیقت تو ہر کوئی جانتا ہے کہ آسمان کے گرجنے کو کہتے ہین سو کیا وہ اللہ گرجتا ہے جسطرح مریم کے پیٹ مین جو تہا اوسے تم اللہ کہتے ہو **ازانجملہ** زبور یکصد و چہل و ہشتم درس ۴ اے سماء السمواۃ او راستایش کنید وا ے آبہا کہ فوق آسمانہا ہستید * پانی تو سب قسم کا آسمان کے نیچے ہے آسمان سے اوپر ہونا از روی طبیعی اور ریاضی کے بالاتفاق باطل ہے **ازانجملہ** کتاب پیدایش باب اول نسخہ ۱۸۴۵ درس ۱ ابتدا مین خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ۲ سو زمین در وبست نامربوط تہی ۳ اور خدا نے کہا اوجالا ہو اوجالا ہو گیا الی قولہ ۵ اور خدا نے اوجالے کو اندہیرے سے جدا کیا اور خدا نے

اوجالے کو دن کہا اور اندھیرے کو رات سو شام و صبح
پہلا دن ہوا ٦ پہر خدا نے کہا کہ ہوا پانیون کے بیچ فاصل
ہو اور پانیون کو پانیون سے جدا کرے ٧ تب خدا نے
ہوا بنائی اور اوس پانی کو جو ہوا کے تلے تہا اس پانی
سے جو ہوا کے اوپر تہا جدا کیا ۸ اور خدا نے اوس ہوا
کو آسمان کہا سو شام و صبح دوسرا دن ہوا الی قوله ١٣ آ تیسرا
دن ہوا الی قوله ١٤ آ اور خدا نے کہا کہ روشنی دینے
والی چیزین آسمان کے تختہ مین ہووین تا کہ دن رات کو
جدا کرین ١٥ آ اور وے آسمان کے تختہ مین ایسے روشنی
دینے والے ہون کہ زمین کو روشن کرین ١٦ آ خدا نے
دو بڑے نیر بنائے ایک تو نیر اعظم جسکا تسلط دن پر
ہووے اور ایک نیر اصغر جسکا تسلط رات پر ہووے
اور اوسنے تارے بنائے ١٧ آ اور خدا نے اونکو آسمان
کے تختہ مین رکہا الی قوله ١٩ آ چوتہا دن ہوا الی قوله ٢٣ آ
پانچوان دن ہوا الی قوله ٢٧ آ تب خدا نے آدمی کو اپنی صورت
بنایا خدا کی صورت پر اوسے پیدا کیا پہر اوسے نر و مادہ
بنایا الی قوله ٣١ آ یہہ چھٹہا دن ہوا * دیکھیے جسطرح پادری لوگ

قرآن شریف اور احادیث مصطفویہ پر اعتراضین کرتے
ہین اگر ہم نسبت بہ احادیث موسویہ اور عیسویہ جو معتبرہ
توریت وانجیل ہین اعتراضین کرین تو شائد کمتر کوئی درس
طولانی ایسی اعتراضونسے بچے گا اور اوسکا نمونہ یہہ ہے
کہ درسہاے مزبورہ پر غور کیجیے کہ از روے فنون
حکمیہ کے کتنی اعتراضونکا ہجوم ہے کہ بعضی مین نقل کرتا ہون
پہلا دوسرے درس مین کہتا ہے کہ زمین نامربوط تہی
تو کیا خدا نے ربط تہا جو اوسنے زمین کو نامربوط بنایا یا نشیب
و فراز تہا سو بہی نہین ہوسکتا دوسرا جب ایکطرف
زمین سے اوجالا ہوگا ضرور ہے کہ دوسری طرف اندہیرا
ہو اسمین جعل وجاعل کو دخل نہین ہے حالانکہ درس
پنجم مین کہتا ہے کہ اوجالے کو اندہیرے سے جدا
کیا اسکو طبیعی ریاضی الہی تینون فن حکمت سے باطل
ٹہراتے ہین تیسرا درس یکم اور پنجم سے ظاہر ہے
کہ آسمان پہلے دن بنا تہا اور درس ہشتم سے ظاہر ہے
کہ آسمان دوسرے دن بنا چوتہا درس ششم و ہفتم
سے ظاہر ہے کہ پانی ہی تہا جو ہوا سے اوپر ہوکے

آسمان بن گیا پس آسمانکا مادہ پانی ٹھہرا حالانکہ جمیع فنون حکمیہ
اسکو باطل ٹھہراتے ہین پانچوان درس سیوم و چہارم و پنجم سے
ظاہر ہے کہ دن رات پہلے دن مقرر کیے گئے تہے اور
درس شانزدہم سے نوزدہم تک جو لکہا ہے اوس سے
ظاہر ہے کہ آفتاب چوتہے دن بنا حالانکہ دن صرف ظہور
آفتاب کا نام ہے چہٹہان ہیئت فیساغورسی مین ثابت
ہوچکا ہے کہ آفتاب کسی تخت مین نہین گڑا ہے اور نہ اور
کوئی تارہ پس یادہ ہیئت جو مذہب مختار حکماے فرنگ
کا ہے جہوٹہی ہے یا توریت ساتوان علم ہیئت فیساغورسی
مین ثابت ہوچکا ہے کہ ہر ایک سیارہ یعنے عطارد اور
زہرا اور مریخ اور مشتری اور زحل وغیرہ مثل ارض کے
ہے کہ خود روشنی نہین رکہتا اور آفتاب کے گرد گہومتا
اور منجملہ معمورات کے ہے پس زمین کو علیحدہ گنا اور
تارون کو علیحدہ اور اس قمر کو نیر اصغر اور رات کا متسلط
کہنا نہ کہ اور تارون کو اور صرف اس آفتاب کو آفتاب
اور نیر اعظم کہنا اور اور ثوابت کہ وہ بہی شموس
ہین اونکو علیحدہ گنا ان باتون سے معلوم ہوتا ہے

که بانی توریت هرگز حکیم نتها بلکه محض عامی سوقی شخص تها اوسکے
دهیان مین بهی یهه سب کچهه ایسا هی تها جیسا عوام سوقیون
کے دهیان مین هے اٹهوان دن رات تو متعدد چیزین
نهین هین انکو چهه دن اور چهه راتین کهنا صریح خلاف واقع هے
اور جب تک آفتاب نهین بنا تها دن رات کا شمار محض
بے معنی معلوم هوتا هے یهه اعتراض مینے اسواسطے لکها
که اگر توریت مین زمین و آسمان کی پیدائش کے زمانے
کو مقدر به شش یوم نه لکها هوتا اور صرف قران هی مین
هوتا تو مقرر پادری لوگ ایسا بے معنی اعتراض کرتے
تو ان ازروی حکمت کے ثابت هے که جب سے آفتاب
اور زمین هے تب هی سے ایسے هی دن رات تمام
عالم مین هوتے هین جیسے اب هوتے هین اور منجمله وسهاے
مزبوره ازروی ورس ۲۷ تا ۳۱ ظاهر هے که آسمان
و زمین اور آدم سب ایکهی هفتے مین بنے پس بموجب
مسئله مقدم الذکر کے وه هفته نهوگا مگر ایسهی هفته جیسا
اب هوتا هے ورنه اوس مدت کو هفته کرکے تعبیر کرنے
سے کچهه فائده نتها اور دوسرے دن اور چهٹهان دن کهنا غلط

ہونا اور از روی بیبل کے تاریخ بندی سے باتفاق اہل کتاب بدو آفرینش آدم سے ابتک چھہ ہزار سال شمسی پورے نہین ہوے حالانکہ تمام جہان کی تاریخین اور پارسیون اور ہندؤن کے یہان کی اسمانی کتابین اوسکے خلاف گواہی دیتی ہین پس اگر بالفرض خلاف تاریخ یہود و نصارے کے کوئی بات قرآن و حدیث مین ہو تو اوسکو دست آویز کرکے قران کی تکذیب کیجیے اور یہہ جو سارے جہان کے اور یہی حکمت الٰہیہ کے خلاف زمین و اسمان کے بننے کے زمانے کو ابتک پانچہ ازکئی سو برس جو بیبل سے ظاہر ہوتا ہے درست اور صحیح کہیے یہہ بھلا کیسی نا انصافی کی بات ہے اسیکو ہٹ دھرمی کہتے ہین اور اسیکو حضرت عیسے نے فرمایا کہ اپنے انکھہ کے شہتیر کو نہ دیکھنا اور بگانی انکھہ کا تنکا دیکھنا پادریون کو ذری بہی شرم نہین آتی اور کہین ذری بہی غیرت اونہین چھو نہین گئی اور ہمارے یہان قران شریف اور احادیث صحیحہ مشہورہ مین کچھہ تعیین مدت اغاز آفرینش زمین و آسمان کی بلکہ آدم کی بہی نہین لکھی تاکہ سارے جہان کے

مورخون کی مخالفت کا اعتراض ہم پر عائد ہو اور بعضی
روایتون مین آغاز آفرینش آدم کا ذکر ہے تو وہ معارض
روایات صحیحہ کے باسناد غیر صحیحہ وارد ہے اور ہمارے
یہان کے علما جو لکہتے ہین سو وہی توریت سے لکہتے
ہین کچہہ قرآن و حدیث صحیح مین نہین وارد ہے اعتراض
صفحہ ۲۳۶ کی نوین سطر سے صفحہ ۲۳۷ کی تیسری سطر تک
تحویل قبلہ اور منسوخیت عدم جہاد کے مضمونکو نقل
کر کے مسئلہ نسخ پر اعتراض کرتے ہین کہ اسمین خدا
کی ناماٰل اندیشی ثابت ہوتی ہے سو اسکا جواب پہلے
رسالے کے جواب مین مفصلاً گذر گیا ناانصافی کی
بات ہے کہ توریت کے احکام ابدیہ حضرت عیسے کے آنے
پر موقوف ہو جائین اور ہم جو احکام غیر ابدیہ کے نسخ کو
جائز سمجہین تو اسمین قباحت لازم آوے نہین معلوم
پادریصاحبونکا فہم و انصاف کہان گم ہو جاتا ہے اور
درضمن تحویل قبلہ ایک تعریض خفی در بارہ تعین قبلہ بہی
انہون نے کی ہے سو اوسکا جواب الزامی یہہ ہے
کہ اگلے اہل کتاب سب بیت المقدس کو اپنا قبلہ کرتے تہے

اور زبور نہم کے ورس یازدہم مین لکہا ہے نسخہ ۳۹
خدا در صیہون ساکن است * زبور نوزدہم ورس نہم خدارا
تمجید کنید وسوی کوہ مقدس او سجدہ نمائید * اگرچہ بعضے
نسخو مین کوہ کا لفظ گرا دیا گیا ہے مگر بعضے نسخو مین ہے
باجملہ عبادت الٰہیہ کے لیے جہت مقرر تہی اور جواب
تحقیقی یہہ ہے کہ جب خدا کا زمین پر کوئی سجدہ کریگا تو
ضرور ہے کہ کسی جہت پر واقع ہو پس خداوند تعالے
نے حضرت ابراہیم کی بنائی ہوئی مسجد کو بنظر اونکے اخلاص
کے ایسا قبول کیا کہ ساری مسجدونکا اوسے قبلہ کر دیا
جسطرح حضرت ابراہیم سب انبیاء مشہورین کے قبلہ
گاہ تہے نہ یہہ کہ خدا مسجد ابراہیمی مین رہتا ہے جیسا
زبور مین بیت المقدس کے نسبت لکہا اور مظنہ
عوام کا اعتبار نہین اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ
حضرت عیسے علیہ السلام نے بارہا فرمایا کہ خدا آسمان
پر ہے کہ از روی ظاہر معنو نکے اسمین بہی خدا کے
لیے جہت ثابت ہوتی ہے آدمی کو مبدء کل کائنات
دہیان کرنا شرک و کفر ہے عقلاً نہ کہ خدا کو سجدہ کرنا مسجد

ابراہیمی ہے کے طرف اوسکے اوس مسجد کا طواف کرنا اور
بوسہ دینا خدا ہی کے لیے کہ اسمین عقلاً کچھہ اعتقاد امر غیر
واقعی کا نہین لازم آتا ہے بخلاف تثلیث اور سگن اوپاسنا
کے جیسا عیسائیون اور ہندوؤن کا اصل دین ایمان
ٹہر رہا ہے اور جو اونمین سے بعضے علی سبیل الشذوذ
تثلیث اور سگن اوپاسنا نہین رکھتے وے اوسکو
باطل نہین سمجھتے ہین بلکہ مثل بدعات کے جانتے ہین
سو وہ بہی اونمین داخل ہین ہان جو کوئی اوسکو قطعاً
باطل سمجھے اور درست سمجھنے والونکو کافر جانے وہ نصرانی
اور ہندو نہین ہے نہ ہمارے نزدیک اور نہ نصاری
اور ہنود کے نزدیک سو ایسا علی العموم کوئی نہین ہوتا
سواے محمدی کے **اعتراض صفحہ ۴۶۳ قولہ** قیامت
کے مقدمے مین قرآن کہتا ہے کہ وہ دن ہزار برس کے
برابر ہوگا الی قولہ پہر دوسری جگہہ لکہا ہے کہ پچاس ہزار
برس کا ہوگا الی قولہ اب دونون باتون مین سے کون
بات سچ ہے الی قولہ یا جیسا تیسری جگہہ لکہا ہے یعنے
نگاہ کی لپک بلکہ اوس سے قریب تر * **جواب**

جہان کہین قران مین لکھا ہے کہ ہزار برس کا دن وہان نبیے
قیامت کا دن سمجھنا پادریصاحب کی غلطی ہی اور جہان پچاس
ہزار برس کا دن لکھا وہان البتہ بعضے مفسرون نے
قیامت کا دن جانا ہے مگر قرآن مین وہان بہی ایسی کچھہ
تصریح نہین ہے جس سے قطعاً قیامت کا دن بوجہا جائے
اور محققین کے نزدیک دونون طرح کے مقامون سے
یہہ مراد ہے کہ خداوند تعالے اپنے بعضے معاملات کی
مدتین بیان کرتا ہے یعنے کسی معاملے کا آغاز و انجام ظرف
زمانی مین ہزار برس کے اندر ہوتا ہے اور کسی معاملے کا
پچاس ہزار برس کے اندر چنانکہ زبور نوّدم مین لکھا ہے در س ۴
نسخہ ششم ۱۸ ایکہزار برس اوسکی نظر مین کل کا دن ہے بلکہ پہر
* رہی وہ تیسری بات یعنے نکاہ کی لیک بہر سو وہ روز قیامت کے
امتداد کی حیثیت کا ذکر نہین ہے بلکہ اوسکے احوال وغیرہ
کے دفعی انتشار کا ذکر ہے یعنے جو حوادث عامہ مثلاً قحط
اور وبا اور تسلط ظالم دنیا مین واقع ہوتے ہین سو اکثر بتدریج
پہیلتے ہین اور قیامت مین جو سوانح عامہ ہونگے سو بہت
جلد گویا دفعۃً سارے عالم کو گہیر لینگے جیسا حضرت عیسے

نے ساعۃ موعودہ کے حق مین فرمایا کہ جسطرح بجلی چمک جاتی ہے اور پچھم تک روشن کرتی ہے * الحاصل کچھہ تناقض نہین ہے ہان میل مین ایسے تناقضات بہت ہین کہ بعضے جو مجھے سردست معلوم ہوئے ہین اُنہین جابجا مینے اس کتاب مین آگے پیچھے لکھے ہین **اعتراض** صفحہ ۳۹ قولہ امتحان سے کے روسے ثابت ہے کہ بادل تین کوس سے اونچا ہرگز نہین ہوسکتا اکثر اس سے نیچے ہے الی قولہ اوسنے کہا ہے کہ بہتر برس کی راہ پر ہے **جواب** یہہ پادریصاحب کا محض افترا ہے کہین کسی روایت مین خصوصاً مشکوۃ کے کتاب چہارم کے باب پنجاہ ویکم کے فصل اول مین جسکا پتا پادریصاحب دیتے ہین ابر کے نسبت ایسا کچھہ مذکور نہین ہے ہان البتہ آسمان کے نسبت وارد ہے سو اوسمین بہی اختلاف روایات ہے اور طبقات ارضیہ کے نسبت بہی جو وارد ہے اوسمین بہی اختلاف روایت ہے سو اسلیے یہ باتین ہمارے اصول قطعیہ مین داخل نہین ہین آدمی نہین شبہہ کرنے والا اسلام سے باہر نہین ہوتا معہذا اون سب

روایتون سے کے مضامین کسی نہ کسی احتمال عقلی کے رو سے
عقلاً جائز اور ممکن بہی سمجہے جا سکتے ہین کوئی بات اونمین
ایسی نہین ہے کہ اونمین کوئی صورت احتمالیہ بہی عقلاً
صحیح ہو سکے اور از روی برہان عقلی کے قطعاً وہ باطل
ٹھہرے جیسا تثلیث کا مسئلہ ہے کہ وہ قطعاً از روی
براہین عقلیہ اور نقلیہ کے باطل ہے اور یہہ جوابر کے
نسبت لکہا کہ تین کوس سے اونچا نہین ہو سکتا سو غلط
لکہا عادۃً محال ہو تو ہو عقلاً محال نہین ہے **اعتراض**
قولہ گہن کے بابت کہا کہ یہہ خدا کے بندون کے
ڈرانے کے واسطے ہے لیکن کون ڈریگا جو پہلے
ہی سے اوسکے آنیکا وقت جانتا ہے* یہہ اعتراض
محض ملحدانہ ہے یعنے حضرت انبیا علیہم السلام کا قاعدہ
ہے کہ حتی الوسع ادراکات مکلفین کو ہر بات مین متوجہ بحضرت
جامع جمیع صفات کمال کیا کرتے ہین اوسیطرح اونکے
دشمن ملحد لوگ اونکی ضد پر جہان تک ہو سکتا ہے
ادراکات بشری کے علاقے کو حضرت موصوف سے
منقطع کرتے ہین اور مادیات مین پہنسا دیتے ہین

اور اکثر پادری لوگ بعداوت حضرت خاتم النبین ملحدون
کی سی بہی باتین کیا کرتے ہین اور یہہ نہین جانتے ہین کہ جو اعتراض
مبنی بر اصول الحادیہ ہے وہ بعینہ حضرت موسے
اور حضرت عیسے پر بہی عائد ہوتا ہے سہ شادم کہ از
رقیبان دامن کشان گذشتی ٭ گو مشت خاک من ہم برباد
رفتہ باشد ٭ سو اوسکا جواب تحقیقی یہہ ہے کہ خداوند تعالے
نے جو گہن لگنے کی ترکیب رکہی ہے اوسمین ایک
بڑا مطلب یہہ ہے کہ بندگان خدا عبرت پذیر ہون کہ وہ
ایسا صانع بالادست ہے کہ ایسے جسم انور کو ایک
اپنی صنعت سے ایسا مظلم کردیتا ہے کہ اوسکی ضروری
تاثیر یعنے روشنی بہی زمین تک نہین پہونچنے پاتی
اور ہر گاہ اوسکی ضروری تاثیر اوس صانع بالادست
کے اختیار مین ہے تو ظنی تاثیر دن کا نہ پہونچنے دینا
بطریق اولی اوسکے اختیار مین ہوگا اور جب سب تاثیرین
اوسکی صانع بالادست کے اختیار مین ہوئین سو وہ
یعنے آفتاب ہرگز اس قابل نہین کہ اوسکو معبود
قرار دیجیے اور اگر پادری لوگ ایسے واقعون سے عبرت پذیر

ہوں تو اسمین اونکی کچھہ بزرگی نہین نکلتی مصر کے لوگ فرعون والے اون بلاؤن اور آفتون سے جو بطریق غیر معہود صرف بدعاے موسوی بطور خرق عادت کے پڑی تہین ہرگز عبرت پذیر نہین ہوے تو کیا اسمین کچھہ اونکی بزرگی ثابت ہوئی حاشا وکلا علاوہ برین کسوف آفتاب منحصر صرف بسبیل معہود پر وجوبا نہین ہے کیونکہ کبہی کبہی اور وقایع ہائلہ سے بہی ہو جایا کیا ہے چنانکہ انجیل مین لکہا ہے کہ بروقت شہادت عیسوی آفتاب تاریک ہو گیا تہا اور سارے جہان مین اندہیرا چہا گیا چنانکہ شق القمر کی بحث مین گذرا سو ظاہر ہے کہ بلاد دور دست والے تشخیص اوس واقعہ کی نکر سکے ہونگے اور یہہ ظاہر ہے کہ وہ ظلمت آفتاب کی نہین ہوئی مگر تخویف اور تہویل کے لیے اسیطرح جائز ہے کہ جو کسوف بطریقہ معہودہ ہوتا ہے وہ بہی صرف تخویف اور تہویل کے لیے ہوتا ہو چنانکہ دنیا کی بہت سی مصیبتین باسباب معہودہ ہوتی ہین اور معہذا انبیا لوگ اون مصیبتون کو بیان کر کے تخویف اور تہویل کیا کرتے ہین جواب الزامی کتاب استثنا کے اٹہائیسوین

کہ باب کا خلاصہ یہہ ہے کہ توریت کے موافق عمل کرنے
والون پر مصیبتین قحط و وبا اور جلا وطن اور تسلط ظلمہ وغیرہ کی
نہ پڑین گی اور جو لوگ توریت کے خلاف پر چلین گے اونپر
ویسے مصیبتین پڑینگی سو جو کوئی تجربہ کار اور مصائب دنیویہ
کے اسباب کو جانتا ہے سو کاہے کو ایسے دھمکیون سے
ڈریگا اور ایسی باتون سے نہ ڈریگا مگر وہ شخص کہ احمق اور مغلوب الوہم
اور بودا نامرد ہوگا کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ حضرت عیسے سے
زیادہ کسی پر منجملہ بنی اسرائیل کے کوئی مصیبت نہین پڑی اور
جو مصیبتین حواریان عیسوی پر پڑین اوسکا عشر عشیر بھی
اب کسی یہودی پر ہم نہین دیکھتے بلکہ ہزارون مخالفین عیسوی
ایسے ناز و نعمت مین ہین کہ حواریون نے کبھی خواب مین بھی
ویسے نعمتین دنیویہ نہ دیکھی ہونگی اس سے معلوم ہوا کہ اوس
باب کا مطلب سب غلط ہے اور ویسی باتون سے وہ کاہکو
ڈریگا جو زمانے کے عادات سے مطلع ہے اور
درضمن احکام عشرہ کہ ابدی الانعقاد ہین لکھا ہے کہ والدین
کی تکریم سے اولاد کی عمر مین برکت ہوتی ہے اور اولاد سعادتمند
کی عمر دراز ہوتی ہے حالانکہ ہم دیکھتے ہین کہ بہوتیرے پدر آزار مادر

بیزار بوڑہے ہوکر مر رہے ہین اور ماں باپ اونکے پہلے مر جاتے
ہین اور بہوتیرے فرزندان سعادتمند دانا حرگ مرتے ہین
اور اپنے جوان مرنے کا داغ والدین کو دیجاتے ہین بس
بقول پادریصاحب کے بانی توریت کچہہ بہی نہین جانتا تہا
اور جتنا ہم لوگ جانتے ہین اتنا بہی وہ نہین جانتا تہا اور
جو انجیل والے نے اوسے مسلّم جانا سو اوسپر بہی وہی
شناعت لاعلمی کی عائد ہوئی **اعتراض** صفحہ ۲۴ قوله
جیسے ستاریکا گرنا کہتے ہین وہ ایک اگ ہے جو بجلی کی طرح
پیدا ہوتی ہے اسکو کہا ہے کہ یہہ پتّہر ہین جو شیطان کے
سر پر پہیکے جاتے ہین * **جواب** یہہ بہی ملحدانہ اعتراض
ہے اور یہہ جملہ کہ یہہ پتہر ہین محض جہوٹہہ ہے کہین یہہ
نہین کہا کہ یہہ پتہر ہین ہان اونکے شیاطین کے طرف
چلنے اور اونکے اوس سے بہاگنے کی تشبیہہ سنگساری
دی ہے نہ یہہ کہ حقیقت مین وے پتہر ہین اور یہہ جو
پادریصاحب نے کہا کہ وہ بجلی کی طرح پیدا ہوتی ہے
سو غیر ثابت ہے اوسپر کوئی دلیل عقلی قائم نہین ہان
اٹکل سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسیطرح پیدا ہوتی ہے

سو وہ اٹکل اگرچہ صحیح بھي ہو تب بھي اوسیطرح کے پیدا
ہونے پر اوسکا حصر عقلاً کسیطرح نہین بن سکتا اور اگر
اوسکے پیدا کرنے مین یہہ بھي فائدہ ہو کہ شیطان اوسسے
متاذي ہو کر بھاگتے ہون سو ہو سکتا ہے کوئي برہان
طبیعي یا ریاضي کي اوسکے امتناع پر نہین قائم ہے جیسي
کہ برہان الہي تثلیث کے امتناع پر قائم ہے اور جبکہ برہان
اوسکے امتناع پر نہ قائم ہوئي اور صاحب معجزات نے
خبر دي تو اوسکي تصدیق عقلاً واجب و لازم ہو گئي اسیطرح
جملہ کائنات الجو کا تکوّن اور اوسکے تکوّن کے منافع منحصر
اونہین اسباب اور باتون مین نہین ہین جو عقلي اٹکل
مین آتي ہین جائز ہے کہ اونکا تکوّن اوسطرح پر بھي ہو جو
عقلي اٹکل مین آتا ہے اور اور طرح پر بھي ہو پس عقلاً جائز
ہے کہ شہاب ثاقب کا تکوّن حرارت کوکبیہ سے بھي
ہوتا ہو اور نجوم سماوي سے اونکا مادّہ حاصل ہوتا ہو
اور ایسے تارون کي حرکتین جو اکثر خط مستقیم پر نہین ہوتي
ہین بلکہ ہواؤن کے خلاف اونکي روش ہوتي ہے
اسطرح پر کہ داہنے طرف سے نکلتے ہین اور بائین طرف

جاکر بجہہ جاتے ہین عقلاً بہی دلیل ہے اسبا بکی کہ اونکی
حرکتین طبیعی نہین ہین بلکہ قسری ہین اور یہہ بہی عقلاً جائز ہے
کہ قبل ظہور حضرت سرور کائنات کے اون تارون سے
یہہ کام نہ لیا جاتا ہو اور انحضرت کے ظہور کے زمانے
سے یہہ کام یعنے رجم شیاطین کا بہی اونسے لیا جاتا ہو
عیسائیون کو تو ممتنعات عقلیہ کے وقوع مین بہی گنجایش
اعتراض کی نہین ہے اگر صاحب معجزات اوسکی خبر دے
کیونکہ آدمی کا خدا ہونا باطل ترین امور باطلہ ممتنعات عقلیہ
قطعیہ سے ہے سو صرف اس گمان سے کہ انجیل سے
ایسا بوجہا جاتا ہے نہ یہہ کہ قطعاً اوس سے ثابت ہے
اوسکو قطعاً ثابت جانتے ہین اور صرف بعض ظنیات
حکما کے خلاف ہونے سے قران وحدیث پر اعتراض
کرتے ہین کیا ناانصافی ہے **اعتراض** قولہ جب
لڑکا پیدا ہوتا ہے تو سردی کے سبب سے کہ یکایک
اوسپر باہر کے سردی غالب ہوتی ہے چلا اوٹہتا ہے
اوسے کہا کہ یہہ چلانا شیطان کی چہیڑ کے سبب سے ہے
* ہرچند یہہ بات منجملہ ہمارے اصول کے نہین ہے مگر چونکہ یہہ بہی

ملحدانه اعتراض هے اسلیئے کہا جاتا هے که اگر تحقیق هر امر کا
منحصر هوا و نهین بـاتون پر جو عقل کي اٹکل مین آتي هین تو حضرت
عیسے کا بن باپ پیدا هونا محض جھوٹهه هو جایگا کیونکه کوئي عورت
بن صحبت مرد کے حامله نهین هوتي هے اور اوس
روایت کا امتحان یون بهي هو سکتا هے که حامله کو حمام
مین جب خوب گرم هو که اوسمین دم خفه هوتا هو جنوایئے
اگر پیغمبر خدا نے مطلقاً وه فرمایا هے جو پادري صاحب نے
لکھا تو بیشک لڑکا وهان بهي ره ویگا حالانکه وهان سرد
هوا نهین هے اور بن باپ پیدا هونا آدمي کا کسیطرح امتحان
مین نهین آسکتا اور زبور یکصد و چهل چهارم مین هے
نسخه ۳۹ اور س ۵ جبال را مس کن تا دود بر آرد
* زبور یکصد و چهارم ور س ۳۲ چون نظر بر زمین مي اندازد
آن مي لرزد و دست بر کوه ها میزند آن دود بر مي آرد *
پہاڑون سے دهوان اور زمین مین زلزله اقتباس بخارات
سے هوتے هے خدا کے چھونے اور دیکھنے کي کیا حاجت
هے اور زبور یکصد و چهل و پنجم مین هے ور س ۱۶
دست خود را میکشائي و هر جاندار را میخوراني * هم تو اپنے ::

ہاتھہ سے کہانا کہاتے ہین اور کوئی ہاتھہ ہمین نہین معلوم ہوتاہے ظاہراً بقول پادریصاحب کے معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ زبور والے کو مالیخولیا تہا کہ زمین کے زلزلے کو جانتا تہا کہ کوئی اور اوسے ہلاتا ہے اور ہر ایک کے کہانے کو جانتا تہا کہ کوئی اور اوسے کہلاتا ہے **اعتراض** صفحہ ۷۳ **قولہ** تواریخ مین لکہا ہے کہ جب بنی اسرائیل مصر کے ملک سے نکلے تو وہان پہر نہین گئے بلکہ کنعان مین داخل ہوئے اور قران مین لکہا ہے کہ پہرے * اس جگہہ پادریصاحب نے قران کی آئتین متضمن برآمد ہونے بنی اسرائیل اور پیچہا کرنے فرعونیون کی لکھہ کر یہہ آیت لائے فاخرجناہم من جنات وعیون وکنوز ومقام کریم کذلک واورثناہا بنی اسرائیل اور بعد اوسکے کہتے ہین کہ یہہ غلط ہے چنانکہ قطع نظر بیان تاریخ سے خود قران کے دوسرے مقام کے رو سے بہی ثابت ہوتا ہے کہ وے پہر مصر کے ملک مین نہین گئے **جواب** یہہ جو پادریصاحب لکہتے ہین کہ قران کے دوسرے مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ وے پہر مصر کے ملک مین نہین گئے محض غلط لکہتے

ہین کہین قران مین اسکی تصریح نہین باقی رہین تاریخین سو
ہرگاہ توریت وانجیل کا بسبب فقدان اسناد اور تخلیط کلام
صاحب کتاب وغیر صاحب کتاب وغیرہ مراتب ثبوت
تحریف سے بمقابلہ قران بلکہ بخاری مسلم وغیرہ کے مقابلہ
مین کچھہ اعتبار نہین تو اور تاریخونکا کیا اعتبار پس قران مین
تناقض نہین اور تاریخون کی ہر بات ثابت وصحیح ہونا ضرور
نہین علاوہ برین آیہ کریمہ موصوفہ مین جو بنی اسرائیل کا لفظ
واقع ہے کچھہ ضرور نہین کہ اوس سے وہی طبقہ بنی اسرائیل
کا مراد ہو جو حضرت موسے کے ساتہہ قلزم سے پار ہوا
تہا بلکہ جائز ہے کہ اور طبقے والے کہ مطلق بنی اسرائیل مین
سے بہی داخل ہین مراد ہون سوا اسصورتمین تواریخ اسرائیلیہ
کے بہی خلاف نہین رہا کیونکہ تمام تواریخ ملک شام اور
بلاد اسرائیلیہ سے ظاہر ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے
اپنی سلطنت ملک مصر تک بڑہائی تہی علاوہ برین یہہ محاورہ
بہی صحیح ہے مثلا جو کہین کہ شاہنشاہی اور سلطنت عظمی
کیانیون بلکہ مطلق پارسیون سے نکل گئی اور اب فرنگیون
کو ملی ہے حالانکہ ہنوز ایران و توران وغیرہ ممالک کسرویہ مین

فرنگیون کي حکومت نہین ہے اسیطرح اوس آیت کا یہی
مطلب ہوسکتا ہے کہ دنیا کي نعمتین فرعونیون سے چہین
لي گئین اور بني اسرائیل کو ملین یعنے کچہہ یہہ ضرور نہین
ہے کہ خاص خاص وہي چیزین دنیا کي جو فرعونیون کے
پاس تہین بني اسرائیل کو ملین اور مطلق نعماے دنیویہ کا
ملنا بني اسرائیل کو بعد غرق فرعونیون کے بالاتفاق مسلم الثبوت
ہے علاوہ برین آیہ مصدّرۃ الذکر مین اورثنٰہا کے جملے
مین جو ضمیر بارز منصوب متصل لگي ہے سو مؤنث کي ہے
اور وہ راجع نہین ہے مگر مجموع اشیاے مذکورہ
کے طرف یا اونمین سے قریب کے طرف جو اوس
ضمیر کے لائق ہو پس جائز ہے کہ قائل کے نزدیک
وہ ضمیر مجموع کے طرف نہ پہرے بلکہ صرف قریب تر
کے طرف پہرے مگر وہ قریب تر جو اوس ضمیر کے
لائق ہو سو مقام کریم کا لفظ ایسا نہین ہے جسکے لیے ضمیر مفرد
مؤنث کي ہو اس صورت مین قریب تر لائق اوسکے پہرنے
کے نہین ہے مگر کنوز کا لفظ کہ جمع کا صیغہ ہے اس صورت مین
مطلب اوس آیت کا یہہ ہوا کہ ہمنے فرعونیون کو باغون

اور بعدان اور نقود و اموال منقولہ اور اپنی جگہ سے نکال کر
باہر کیا اور نقود و اموال منقولہ کو بنی اسرائیل کے قابو مین کر دیا
پس اگر آیۂ موصوفہ مین بنی اسرائیل سے وہی لوگ سے
وہی طبقہ مراد ہو جو حضرت موسے کے ساتھہ اوترا تھا
آمد از روی تواریخ اور بقول پادری صاحب کے قرآن
کے بھی دوسرے مقام سے ثابت ہو کہ اوس طبقے
والے پھر مصر مین نہین گئے بلکہ تو بھی اوس آیت مین
کوئی شبہہ نہین ہو سکتا ہے کیونکہ کتاب خروج کے
باب سیوم مین بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے کے
حالات کے بیان مین یون لکھا ہے نسخہ ۲۵ شعر ۱۲ اور اس
۲۲ ہر ایک عورت اپنی پروسن سے اور اوس سے
جو اوسکے گھر مین رہتی ہے روپے اور سونے
کے برتن اور کپڑے عاریت لیگی اور تم اپنے بیٹون
اور بیٹیون کو پہناؤ گے اور مصریون کو غارت کر دوگے
* دیکھیے غارت کرنا نہین ہو سکتے مگر جبکہ کوئی بالکل
کسیکا مال منقولہ لے لیوے اور باب ۱۱ آیہ دوم مین
ہے درس ۲ ہر ایک مرد اپنے پردوسی اور ہر ایک

عورت اپني پروسن سے روپے کے برتن اور سونے
کے برتن عاريت ليوے اور باب دوازدہم کے
درس سي و ششم مين يون ہے انہون نے مصريون کو
لوٹ ليا اور توريت کے اور مقامون سے ظاہر ہے
کہ بني اسرائيل کے لشکر مين جب قلزم سے اوترے ہين
چھہ لاکھہ صرف جنگي جوانمرد تھے اور اونکي بي بيان
اور بوڑہے اور لڑکے اور اور عورتين اونسے علاوہ
اور ہر ايک مرد و عورت نے چاندي سونے کا اسباب
ہر ايک مرد و عورت مصري سے ليا تو لحاظ کيجيے کہ
کروڑون روپے کي دولت ہوئي چنانکہ زبور يکصد و
پنجم مين ہے درس ٣٧ ايشانرا با سيم و زر بيرون
آورد * يعني خداوند تعالے بني اسرائيل کو چاندي سونے
کے ساتھہ مصر سے نکال لايا اور يہ ظاہر ہے کہ دو ايک
روپيہ في کس کے ليکے چلنے کو نہين بولتے کہ چاندي
سونے کے ساتھہ نکلے بالجملہ ثابت ہوا کہ بہت بہت سا
چاندي سونا ليکے نکلے تھے بلکہ جتنا مصريون سبکے
پاس تھا سب ليے آئے تھے اور اسيکو کنز اور گنجو

کہتے ہین کہ بعد غرق ہونے مصریون کے وہ کروڑون
روپئے کے گنج بنی اسرائیل کے قبضے مین ہو گئے

اعتراض قولہ سب جانتے ہین کہ جب بنی اسرائیل
مصر کے ملک مین تھے تو اونکا بادشاہ نتھا کیونکہ وے تو
غلام تھے اور قرآن مین لکھا ہے واذ قال موسے لقومہ
یا قوم اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا بعد اسکے
کہتے ہین کہ تواریخ اور قرآن کی دوسری آیت سے
معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت بنی اسرائیل کا کوئی بادشاہ
نتھا الی قولہ موسے اور ہارون کے پیچھے ستر مددگار
کے سوا اونکے درمیان کوئی نبی ہی نتھا تو ہی لکھا ہے
وضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباؤ بغضب من اللہ ذلک
بانہم کانوا یکفرون بآیات اللہ ویقتلون النبیین بغیر الحق بعد
اوسکے کہتے ہین کہ موسے کے وقت کن نبیون کو
اونہون نے مار ڈالا **جواب** دوسری آیت سے
جو پادری صاحب یہہ سمجھتے ہین کہ یہہ موسے کے عہد کا ذکر ہے
سو یہہ اونکی غلط فہمی ہے یا مغالطہ دہی یہہ تو اوس
ذلت کا ذکر ہے جو بعد حضرت عیسے کے اونکے

یہہ سبب ٹہرتی ہی اور قتل انبیا کو جو اونسے ہاتہون سے کیا سو
اون سے ہی جو بعد حضرت موسے کے اونکے ہاتہون سے
ہوا کہ ان دونون کی تصدیق جیل سے ظاہر ہے اور
جملہ قیکم انبیا کی تصدیق تو خود پادریصاحب کہتے ہین کہ
موسے اور ہارون اور داود نیکے سترہ دگار بہی تہے
اور حضرت یوسف آگے نبی ہو چکے تہے اور باوجود
اس لکہنے کے پہر جو پادریصاحب اوس جملے کی
صداقت مین شبہہ کرتے ہین اسکو ہم یہان پانچوان لیا
کہتے ہین رہی یہہ بات کہ جملہ ملوکا یہہ البتہ قابل استفسار
کے ہے سو پہلے یہان یہہ دیکہنا چاہیے کہ بادشاہ کیسے
کہتے ہین آیا صرف اوسے کہتے ہین جو سارے کرہ ارض کا
حاکم ہو یا اوس سے کم مرتبے ہی والا بادشاہ کہلا سکتا ہے
اگر بادشاہ صرف پہلے رتبے والے کا نام ہے تو چاہیے
کہ آج تک کسی پر یہہ اطلاق صحیح نہو کیونکہ کوئی ایسا نہین ہوا
حالانکہ بادشاہ کا اطلاق بہت لوگون پر ہوتا رہا ہے اور
اگر اوس سے کم رتبے والا بہی بادشاہ کہا جا سکتا ہے
تو چاہیے کہ ادنی مرتبے کی جو بادشاہت رکہتا ہو وہ بہی بادشاہ

کہا جاوے سو ہم کہتے ہین کہ جو کسی کا باج گذار اور نوکر
اور رعیت نہو اور اوسپر کوئی دنیا کا حاکم نہو اور کچھہ زمین
خراجی اور رعیت رکھتا ہو وہ بہی بادشاہ کہلایا جاسکتا ہے
سو بنی اسرائیل کا حضرت موسے کے آخر زمانے
مین ایسا ہو جانا توریت سے ثابت ہے چنانکہ کتاب
استثناے کے باب اول مین لکھا ہے کہ موسے نے
کئی بادشاہون کو قتل کیا اور اوسی کتاب کے تیسرے
باب مین لکھا ہے کہ اون علاقجات مفتوحہ کو حضرت
موسے نے بنی اسرائیل کی ٹولیان باندہ کر اونپر
تقسیم کر دیا اور بجز توریت کے کوئی حاکم اونپر نتہا پس
جسطرح اون علاقون کے اگلے مالکون کو توریت مین
بادشاہ کہا اوسیطرح اونکے پچہلے قابضون کو قرآن مین
بنقل قول موسوی بادشاہ کہا چنانکہ اسی جہت سے
ڈاکٹر ٹیلر صاحب نے اپنی کتاب لب التواریخ کے
اوائل مین لکھا ہے کہ کتاب مقدس سے معلوم ہوتا ہے
کہ اگلے زمانے مین تہوڑے تہوڑے علاقے کے مالکونکو بہی
بادشاہ کہتے تہے اور اگر بادشاہ کے کچھہ اور معنے

ہین تو اون معنون سے کے قطعاً صحیح اور اوسکے سوا اور معنون
سے کے قطعاً غلط ہونے کی دلیل چاہیے اور دی عرف
و محاورے سے کے مگر یہہ بتاتا ہے جو زبور یکصد و پنجم مین بنی
اسرائیل کا فرعون کے ہاتھون سے رہائی پانے کا ذکر
کرکے اونکے اوسی زمانے کے حال کے نسبت
درس بست و چہارم مین لکھا ہے کہ خدا نے اونکو
اونکے دشمنون سے زیادہ بڑا آدمی کر دیا سو دیکھیے
سارے تاریخ دان جانتے ہین کہ فرعون سے زیادہ
کوئی اسرائیلی اوس زمانے مین بڑا آدمی نہین ہو گیا تھا
اسکا جواب کیا ہے **اعتراض قولہ** صفحہ ۴۴
سورہ توبہ کی تیسوین آیت مین لکھا ہے وقالت الیہود
عزیر ابن اللہ وقالت النصاری المسیح ابن اللہ عیسائی البتہ
کہتے ہین کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے لیکن یہودیون نے کبھی
نہین کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے **جواب** پادری صاحب
کی کچھ عقل ماری گئی ہے یہہ نہین دیکھتے کہ صاحب قرآن
کے ہجرتگاہ مین سیکڑون یہود و نصاری رہتے تھے
کیا اونکے اصول صاحب قرآن کو نہین معلوم تھے جو غلطی

اوپر نہین اونکے نظرون مین بے فائدہ محض غلط گوٹہراتا
اصل حقیقت یہہ ہے کہ توریت وانجیل سے ظاہر ہے
کہ اہل کتاب یہودیر سے نبیون کو ابناء اللہ کہتے تھے چنانچہ
جابجا اسکا ذکر ہوچکا ہے پس ضرور نہین ہے کہ جسطرح
عیسائی لوگ حضرت عیسے کو ابن اللہ کہتے ہین اوسیطرح
یہود حضرت عزیر کو ابن اللہ کہتے ہون اور یہہ بہی ضرور نہین ہے
کہ یہان یہود سے تمام یہود مراد ہون جائز ہے کہ الف لام
عہد ذہنی یا عہد خارجی کا ہو مگر اسطرح کا جو اعتراض انجیل
وغیرہ پر ہوتا ہے اوسکا جواب مین نہین جانتا کہ عیسائیون سے
سر انجام ہو **از انجملہ** پہلی انجیل کے اکیسوین باب کے
ستائیسوین ورس مین ہے نسخہ ۱۶ سنہ ۱۸ تمام خلق
یحیی را پیغمبر میدانستند * دیکہو صریح جہوٹہہ ہے کیونکہ اوسی
انجیل کے گیارہوین باب کے ورس ہیجدہم سے ظاہر ہے
کہ صرف بنی اسرائیل بہی سب اونکو پیغمبر نہین جانتے تہے
چہ جاکہ سارا جہان اور اور ملکون والے تو اونکا نام
تک بہی نہین جانتے تہے **از انجملہ** چوتہی انجیل کے
پانچوین باب کے آخر مین حضرت عیسے کا خطاب یہود کو

نسبت نقل کیا نسخہ ۱۸۳۹ ورس ۴۶ اگر تم موسےٰ پر ایمان
لاتے تو مجھہ پر بہی ایمان لاتے * دیکھو یہہ کیسی جہوٹھہ
بات ہے سارا جہان جانتا ہے کہ یہودی انہین کو کہتے
ہین جو حضرت موسےٰ پر ایمان لائے تھے اور ساری آل
بنی اسرائیل اوس زمانے سے اب تک حضرت موسےٰ
کی پیغمبری کا ایمان رکہتے ہین **ازانجملہ** زبور یکصد و سی
ہشتم مین ہے نسخہ ۱۸۳۴ ورس ۴ اے خداوند تمامی
بادشاہان روی زمین ہرگاہ سخنان ترا بشنوند شکر گذاری
خواہند کرد * دیکھو بقول پادری صاحب کے معاذ اللہ یہہ
محض جہوٹھہ ہے کیونکہ صرف اشیاے روم کے بادشاہ
بہی خدا کی باتین حضرت عیسےٰ سے سنکر ایمان نہین لائے
تہے چہ جاکہ سارے جہان کے بادشاہ **ازانجملہ**
اشعیا کی کتاب کے تیئسوین باب کا سترہوان ورس
یہہ ہے نسخہ ۱۸۲۵ ستر برس کے بعد ایسا ہوگا کہ یہوواہ
صور پر نگاہ کریگا اور وہ پہر خرچی کے لیے جائیگی اور زمین
کے اوپر ساری مملکتون سے زنا کاری کروائیگی *
صور نام ہے ایک شہر کا اوسکے رہنے والون کی نسبت

...رت اشعیا وہ کلام فرماتے ہین سو دیکھیے کہ صوبہ دو نون
...ے اٹک ہندستان مین آکر چھنال نہین کر وایا اور کوئی
...ت اونمین سے یہان خرچی پر نہین ائیی چہ جاکہ عہد
اشعیا نبی سے ستر برس گذر نے پر اور اب تو وے
لوگ مر مٹ گئے اور دیکھیے کہ یہواہ کی نگاہ مین کیا ہی تاثیر
ہے کہ جسپر پڑے وہ چھنال ہو جاے یہواہ کی قدوسیت
اسمین شاید خوب ثابت ہوتی ہے اور تقاضا ہے
روح کو یہی باتین رفع کرتی ہین شاید ایسی باتون سے
بیبل کو قران پر ترجیح حاصل ہے العیاذ باللہ من ذلک

اعتراض صفحہ ۴۳ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم اس آیت سے لکھنے کے بعد کہتے ہین
قولہ تمام عیسائی عیسے کی عبادت کرتے ہین اور قران
مین لکھا ہے کہ مسیح کو خدا آسمان پر لے گیا * یہان ذرا بالقصد
پیدے بمثل مشہور کہ حق بر زبان جاری است قران پر اعتراض
کرنے کے لیے صاف اقرار کیا کہ عیسے کی جو دون اللہ ہے
عیسائی لوگ عبادت کرتے ہین اور جواب اوسکا
یہہ ہے کہ یہہ خطاب مشرکین عرب سے نسبت ہے

نہ کہ تمام منکرین اور مشرکین کے نسبت مگر جو اوسکی رسالت
مین بہی بعضے حمقا کے گمان مین ایساہی اعتراض کہ رہنے
والا تہا اسلیے بعد اوسکے دوسری آیت مین جسکو پادری صاحب
نے چہوڑ دیا کہدیا گیا کہ حضرت عیسے ایسے لوگ ہمی حکم
مستغنی ہین ایسی اعتراضین کہ اگلی پچہلی بات کا دہیان نکرکے
اعتراض کرنا اگر ہم انجیلون کے نسبت کرنے پرآدیں تو شاید
کمتر کوئی ورس باقی رہیگا جسپر اعتراض نہ وارد ہو بلکہ دنیا
مین کسیکا کوئی کلام نہوگا جسپر اسطرح کے سیکڑون اعتراض
نہ وارد ہون **اعتراض** والذین آتیناہم الکتاب یعلمون
انہ منزل من ربک بالحق فلاتکونن من الممترین اور فان کنت
فی شک مما انزلنا الیک فسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلک*
یہان پادریصاحب دو اعتراضین کرتے ہین ایک یہ نسبت
پہلی آیۃ کے بدین تقریر **قولہ** یہودی اور عیسائیون نے
قرآن کی صداقت کا شروع سے انکار کیا اور آج تک
تمام دنیا مین کرتے ہین * سو اسکا جواب یہہ ہے کہ اوس
آیت سے تمام اہل کتاب مراد نہین ہین اور بعضونکا ایمان
لانا قرآن کے دوسرے مقامون اور روایات متواترہ المعنی

ہے ایسا ثابت ہے کہ انجیل کا کوئی واقعہ اوسطرح نہین
ثابت ہے اور دوسری آیت پر جو اعتراض ہے اوسکا
جواب پہلے رسالے کے بحث مین ہو چکا ہے اور
یہہ حال اہل کتاب کا کہ واقع مین پیغمبر خدا کی صداقت اونہین
معلوم ہو مگر حسد کے راہ سے عناداً انکار رکہتے ہون حضرت
عیسے کے وقت مین بہی تہا چنانکہ انجیل سیوم کے گیارہون
باب مین خطاب عیسوئی بنسبت علمای یہود کے یون
منقول ہے نسخہ ۱۸۳۹ درس ۵۲ اسے فقیہو تم پر
افسوس ہے کہ تمنے علم کی کنجی لے لی ہے تم آپ داخل
نہین ہوتے اور اونہین جو داخل ہوا چاہتے ہین باز رکہتے
ہو * **اعتراض** صفحہ ۴۴ **قولہ** بعضے وقت جہوٹہہ بولنا
بہی قران اور حدیث کے موافق روا ہے الی قولہ چنانچہ
لکہا ہے کہ جب تم بیمارون کی ملاقات کو جاتے ہو تو اونکو
تسلی دو اور کہو تم اچہے ہو جاؤ گے * قرآن کے طرف
منسوب کرنا ایسی باتکا محض افترا اور بہتان ہے اور
حدیث کے طرف منسوب کرنا محض تلبیس اور مغالطہ
دہی ہے اسلیے کہ جو کچہہ بعضی روایتون مین جو غیر قطعی الثبوت

ہین دار دیے ہے سو اوسیطرح پر ہے جسطرح حضرت عیسے
نے مری لڑکی کو واسطے تسلی اوسکے اولیا کے کہا کہ مری
نہین سوتی ہے چنانکہ اوپر کئی جگہہ گذرا اور اور کہین جو ایسا
کچہہ ہے جس سے پادریصاحب سمجہتے ہین کہ جہوٹہہ بولنے
کی اجازت ہے سو بعینہ ویسا ہی ہے جیسا پہلی انجیل
نسخے کے سولہوین باب مین ہے کہ جب حضرت عیسے قیصریہ
فلپی کے سرحد مین گئے اپنے شاگردون سے یون
فرمایا نسخہ سنہ ۱۸۳۹ ورس ۲۰ پہر اوسنے اپنے شاگردون
کو فرمایا کہ کسی سے نکہو کہ مین یسوع مسیح ہون * مین سچ
کہتا ہون جیسی یہہ بات ہے ویسہی ہمارے یہان بہی
ہے اور بعضے اہل بدعت جو اون لوگون کے لیے جو بالفرض
من جانب اللہ ماموروا سطے تمیز بین الحق والباطل ہین تلبیس
بین الحق والباطل تجویز کرتے ہین سو اونکے تجویز کرنے
سے قران یا اسلام پر اعتراض نہین ہوسکتا ورنہ پادریون
کی سب برائیان حضرت عیسے کے طرف عائد ہونگی اور
بیمار کی اعادت کے اداب کا مسئلہ جو پادریصاحب نے
نقل کیا اوسمین سے انشاء اللہ تعالے کا لفظ انہون نے

ساقط کر دیا اسیکا نام تحریف ہے اور جبکہ انشاء اللہ کا

لفظ بھی کہا تو جہوٹہہ کا ہیکو ہوا **اعتراض صفحہ ۵ خ**

قولہ جو آپکو صادق کہتا ہے اور پہر اپنے کلام کو رد و منسوخ

کرتا ہے ایسے کو غیر متغیر کون کہے * مسئلہ نسخ کی گفتگو

پہلے رسالے کے بحث مین ہو چکی ہے تو گو خدا کے

لیے انصاف کرو اور بادریون کے ہاتہون سے

ہماری فریاد کو پہونچو اگر خدا ایک وقت کہے کہ یہ افلانا

کام کر اور دوسرے وقت اپنے دوسرے کام کو کہے

اسمین بڑا تغیر اوسکا لازم آوے اور بیمار کو تندرست

اور تندرست کو بیمار اور غنی کو فقیر اور فقیر کو غنی اور موجود

کو معدوم اور معدوم کو موجود کرے اسمین کچہہ تغیر وسکا

نہ بوجہا جاے اور معاذ اللہ اسمیات مین بڑی ہی

اوسکی بزرگی نکلے کہ آدمی کو بنا کر پچہتاوے اور آدمی

بن کر یعقوب سے رات بہر کشتی لڑتا رہے اور لے

دانون کیے اوسے مغلوب نکر سکے اور اسحاق کی

دعا کو جو عیص کے حق مین تہی یعقوب کے حق مین

سمجہے اور گوسالہ پرست کو اپنا نبی اور بت پرست کو

بیوزنا سے ہوا ہوا اوسکو اپنا بیٹا اور رئیس ابدی قوم اسرائیل
کا بنادے اور اوسپر اپنا کلام اوتارے اور جسکے نسب نامہ
مادری میں دو جگہہ نطفہ زنا ہوا اوسکو شفیع مطلق قرار دے بلکہ
وہ خود ہی ہو کہ ایک عورت کے رحم میں جنین بنکر رہا ہو اور
بعد اوسکے بعادت معہودہ پیدا ہو کر آخر کار ملعون ہو کر تین
دن دوزخ میں رہے اور کبھی کہے کہ میں ایک ہی ہون
اور تین بھی اور کبھی کہے کہ آسمان والے خدا نے سب
اختیارات مجہہ دوسرے خدا کو دیے ہین اور وہ آپ
کچھہ نہین کرتا اور پہلے کہا گیا ہو کہ مین صرف بنی اسرائیل کے
لیے آدمی کے لباس مین ظاہر ہوا ہون اور پھر بقول پادریون
کے کہے کہ مین سارے جہان کے لیے آیا ہون اور پہلے
غیر بنی اسرائیل کے طرف متوجہ نہوا اور کہا بیٹون کی روٹی
کتون کو نہ دینا چاہیے اور بعد اوسکے پھر اوسیوقت متوجہ بھی
ہو یہہ سب کچھہ واہیات اور خرافات خدا کی ذات مین ہو اور
کسیطرح پرذری سا بھی تغیر کا شبہہ پہونچا ہے سبحانک ہذا
بہتان عظیم **چوتھا باب** اسکا خلاصہ یہہ ہے کہ
قرآن شریف معجزہ نہین ہو سکتا اور اوسمین کسی

معجزے کا کوئی نہین ہے بلکہ اوس سے یہہ ثابت ہوتا ہے
کہ پیغمبر خدا سے کوئی معجزہ نہین ہوا سو پہلی اور دوسری
بات کا جواب پہلے رسالے کے جواب اور استفسار
پانزدہم مین گذرا رہی تیسری بات اوسکا مینے وعدہ بہی پر
لکہنے کا آگے کیا تہا سو لکہتا ہون مگر تہوڑی سی بات ان
پادری صاحب کے مقابلے مین ہی بہ نسبت پہلی بات کے
میرا لکہنے کا جی چاہتا ہے سو وہ یہہ ہے کہ پادریون کو
معجزے کی حقیقت ہی نہین معلوم ہے اور نہ یہہ معلوم ہے
کہ انبیا علیہم السلام کا اتمام الزام اپنی رسالت کا مکلفین پر
کس جہت سے ہوتا ہے اسصورتمین وے قران کے
اعجاز کو کیا سمجہین گے اونکا اعتراض اوسکے اعجاز پر
ویسا ہی ہے جیسا ناواقف ہندنژاد منشیون سے سنا ہے
کہ ابواب الجنان ملا رفیع واعظ کی شیخ عنایت اللہ کی
بہار دانش سے عبارتمین اچہی نہین ہے بلکہ بہار دانش
کی عبارت زیادہ تر رنگین ہے یا بعضون سے سنا گیا
کہ سہ نثر ظہوری مینا بازار پر عبارۃ کچہہ ذری بہی فوقیت
نہین رکہتی پہلے پادری صاحب یہہ بتا دین کہ ملا رفیع کی کتاب

اور شیخ عنایت اللہ کی کتاب مین باعتبار بلاغت کے کچھ فرق
ہے یا نہین اور اگر فرق ہے تو وجہ اوس فرق کی
بتادین نہ یہہ کہ عنایت اللہ ہندنژاد تہا اور ملا رفیع ایران
نژاد تہا اس جہت سے اونکی کتابون کی بلاغت مین فرق
ہے بلکہ تفصیل وجوہ ممیزہ کی بیان کرین تب ہم جانین
گے کہ پادری صاحب اس قابل ہین کہ اونسے کلام بلیغ
اور ابلغ مین تفرقہ کرنے کی بحث کیجایے اور پادری صاحب
کو شاہنامے کا وہ حال معلوم نہین ہے جو ٹرنر مکان صاحب
نے اوسکے نسخہ مطبوعہ پر جو مقدمہ لکہا ہے اوس سے
ظاہر ہوتا ہے اور التزام اسکا تک کہ سوای الفاظ کثیرة
الاستعمال عربیہ کے اور لفظ عربی نہ آنے پاوے اور
صنعت ہے اور محض بلیغ اور ابلغ ہونا یہہ اور چیز ہے
ہاتفی اور نظامی کی رزمی مثنویان دیکہیے اور بتاییے
کہ کس باتمین از روی بلاغت کے وے شاہنامے
سے کم ہین اور اگر کم ہین تو وجہ اوس کمی کے بتاییے
نہ یہہ کہ شاہنامے مین عربی الفاظ بہت کم ہین جس کتاب
عربی یا فارسی کو پادری صاحب بہت ہی ابلغ جانتے ہون اگر

کہین تو مثل اوسکے بقدر معتد بہ یعنے بقدر ایک حکایت یا ایک فصل کے اب بہی کہ بازار انشا کا بالکل سرد ہے لکہہ جا سکتا ہے اون کتاب والون نے باد عاے نبوت اونکی عبارتونکو پیش کرکے تحدی نہین کی یعنے معجزہ قرار دیکر معارضہ اپنے منکرون سے نہین چاہا ورنہ اونکی دہجیان اڑا دی جاتین میری دیکہی ہوئی یہہ بات ہے کہ ایک صاحب علم کا بات کے سبب سے ایک پادری کے مغالطہ دہی مین اسطرح پر آگئے کہ اونسے فیضی کی بعضی عبارتین عربی غیر منقوطہ سامنے کرکے کہا ہلا دیکہیے کہ اسکا جواب بہی کوئی نہین کہہ سکتا وے بہولے صاحب ایسے اوکہڑ گئے کہ بیان مین نہین آتا ایک صاحب نے جو شعر و شاعری کا ملکہ نہین رکہتے تہے چند ساعت مین بیس پچیس شعر عربی کے اوسی صنعت اہمال مین پر مضمون بڑی آب تاب کے کہہ دیے تب جاکر اون بہولے صاحب کا چہتا ٹہکانے ہوا اور وے پادریصاحب بہت ہی شرمندہ ہوئے اسیطرح ایکبار بعضے نادان امامیہ مذہب کے ایک عبارت عربی جو صاحب دبستان نے بنام دو سورۃ النورین لکہی ہے

بیٹھ کر کہنے لگے کہ اسمین اور قران کی عبارت مین کیا فرق
ہے بندے نے عرض کیا کہ انشا کی بلاغت اور ابلغیت
ایسی چیز نہین ہے کہ ہر کوئی سمجھ لے سوای ا وسکے جو صاحب
زبان اور اوس زبان کا منشی بھی ہو وے سب ملکر
بہت ہنسے اور کہنے لگے کہ یہہ جواب تو ہر کوئی دے
سکتا ہے بندہ خاموش ہو رہا اور علیحدہ ہو کر اوس
عبارت سے زیادہ تر طویل ایک عبارت مین آپ
بنا لایا بنا مرد سورۃ النفاق اور مینے کہا بھلا بتایئے کہ
اسمین اور اوس عبارتمین جو صاحب دبستان نے
نقل کی کیا فرق ہے سب دنگ ہو کر رہ گئے حالانکہ
مجھے احمد عرب شروانی کے ادنی شاگردون کے برابر بھی
سلیقہ عربی انشا لکہنے کا نہین ہے مگر ویسی عبارت
مینے ایک گھنٹے یا چار گھڑی مین لکھی تھی بالجملہ پادریون کو
اتنا ہی سمجھ لینا چاہیے کہ جسطرح اور معجزات فعلیہ او قولیہ
بظاہر ملتبس بہ سحر و تنجیم و رمل ہوتے ہین ویسے ہی بلاغت
قران کی بھی غیر عرب العربا ماہر انشاء عربی کے نظر مین
ملتبس بکلام بشر ہے لیکن جسطرح معجزات ہو سو یہ اور

عیسویہ کا معارضہ نکر سکنا اہل سحر وغیرہ کا ثابت ہے
اوس سے زیادہ اعجاز قرانی کا معارضہ نکر سکنا ہے
ہے طبقے والونکا ثابت ہے پس جیسا اعتراض التباس
سحر ورمل کا معجزات موسویہ اور عیسویہ پر ہوتا ہے
ویساہی اعجاز قران پر التباس کلام بشر بلیغ اللسان
کا اعتراض ہوتا ہے اور جو جواب تحقیقی وہان ہوسکتا ہے
وہی یہان بہی ہے اور ہمین جواب تحقیقی لکہنا مناسب
نہین ہے کیونکہ پادریون کو اپنی دانائی کا بڑا گہمنڈ
ہے دیکہین اونکے پاس جواب تحقیقی اوس التباس کا کیا ہے
اگر ملحد یا دہری کا مقابلہ ہوتا تو ہم ضرور جواب تحقیقی لکہتے
ایسا کہ جب تک وہ سوفسطائی نہ بنتا تب تک اوسکو ہماری
بات سے تسلیم کرنے سے عقلاً چارہ نہوتا گو کہ موہنہ سے
چاہتا انکار کیے جاتا اور وہ جو واقع مین سوفسطائی ہو یعنی
امتیازات اذعانیہ بالکل اوسکے مدرکے سے بالاضطرار
ساقط ہو گئے ہون وہ مکلف اور مخاطب بہ تکلیفات
شرعیہ نہین گو کہ واسطے فائدے عام کے قانون سیاست
کا اوسپر بہی جاری ہوسکتا ہے مگر الزام تشریعی کا

روی سے اوسکے طرف نہین ہے اور در باب افادہ
حسن عقائد اور عبادات اور وصول الی اللہ اور نجات
اخروی کے اگر قران سے نسبت پادریصاحب کو گفتگو
ہے تو اونکے تفصیلی اعتراضونکا تو جواب ہو چکا ہے اور
مجملا اوسکی گفتگو یہہ ہے کہ در باب افادہ معرفت و نجاہ ابدیہ
قران شریف کی مثل بمقابلہ توریت و انجیل وہ ہے جو
مشہور ہے کہ ریت سے بہی چاندی نکلتی ہے مگر روپئے
کے بارہ آنے ہو جاتے ہین سو اس توریت و انجیل کا
اب یہی حال ہے اور ایک اکسیر ہوتی ہے جیسے کہتے
ہین کہ پاو رتی باون تولے سیسے مین پاو رتی سے باون تولے
سونا بنتا ہے سو یہہ حضرت قران شریف کا حال ہے
ع آفتاب آمد دلیل آفتاب ــ گر دلیلے بایدت رو ازو
متاب لہ وان لم تومنوا بہ فتعالوا نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ
علی الکاذبین ع گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب
را چہ گناہ کوئی رکوع بلکہ کوئی پنچ آیت بلکہ کوئی آیت
متوسط خالی نہین ہے جسمین امور مفصلہ ذیل سے کوئی
نکوئی بات نہو آ حضرت معبود جلشانہ کے صفات کاملہ کا

بیان ۲ ترغیب ذکر الہی ۳ نصیحت بتقواے الہی ۴ تاکید است
رجوع الی اللہ در ہر امر ۵ نصیحت بتہذیب اخلاق مجملاً ۶ ستایش
اخلاق حسنہ مثل حلم و تواضع و عفت و کرم و سخاوت و شجاعت
و عفو و سماحت ۷ نکوہش اخلاق رذیلہ مثل تہور و جبن و دنائت
و بخل و کبر و ظلم و اتلاف حق ۸ ترغیب بتوکل و زہد و قناعت
و اخلاص و حریت ۹ تہدید از ریا و سمعہ و عجب و تملق و چاپلوسی
و حرص و حب دنیا ۱۰ ترغیب محبت مع اللہ و اہل اللہ ۱۱
تہدید از صحبت بے ادبان و ارباب جہل مرکب ۱۲ مسائل
تدبیر منزل ۱۳ سیاسات مدنیہ ۱۴ ذکر خیر حضرات انبیا
علیہم السلام ۱۵ نکوہش دشمنان انبیا ۱۶ حکم بایمان آوردن
بموسے و عیسے و غیرہما انبیاے بنی اسرائیل و ابراہیم و نوح
و غیرہما از انبیاے پیشین خصوصاً و عموماً علے نبینا و علیہم
الصلوٰۃ والسلام ۱۷ سخنان معرفت و حقیقت کہ موثر قوی
براے وصول الی اللہ باشد ۱۸ ذکر معاد انسانی و لذت و الم
جاودانی از برزخ تا جنت و نار ۱۹ ذکر بے ثباتی ارکان
عالم ۲۰ دعوت بتوحید الہی * اور یہہ بیسویں بات جو ایسی
تہی کہ سب انبیا اسی کے واسطے مبعوث ہوتے رہے ہیں

اور اونکے ہاتھون کمتر اوسکا اجرا ہوا اور جسقدر رہا بعد
چند روز کے وہ بھی بگڑ گیا اور معاملہ اولٹ گیا یعنے توحید
کی جگہہ ثنویت اور تثلیث اور شگن اوپاشنا پھیل جایا گیا
اسلیے یہی بات گویا موضوع قران ٹھہرا سارا دار و مدار
شریعت محمدیہ کا اسی پر ہے اور ساری جڑ بنیاد اجرا ے
اسلام کی اسی پر قائم کی گئی آور اور باتین تو ایسی نہین کہ
کمتر اونمین اختلاف ہوتا رہا اور سوای امور مذکورہ اور
باتین جو عین غذای روح اور موجب تزکیہ نفس اور مفید
وصول الی اللہ ہین کہ اسوقت میرے ضبط مین نہین
آسکتین قران مین مذکور ہین اور توریت کے رسالے
کے رسالے ان باتون سے خالی ہین اور کتاب
موسوی کی بابین کی بابین ان باتون سے خالی ہین اور
معاد انسانی کا توکہین اوسمین ذکر ہی نہین ہے اور احکام
عبادت مین جو ہین سو اکثر بلدان اور ہوم سے ہین
یا صندوق شہادت جسے ہمارے اکثر علما تابوت سکینہ
کہتے ہین اوسکے بنانے اور اوسکے ٹھاٹ درست
کرنے کے ہین یا حدود و قصاص اور سزاے اعمال

کے جو دنیا مین تشریعگا یا تکوینیا مناسب اور واقع ہونے
والی تہی مذکو ہین اور انجیل مین البتہ چند مسئلے تہذیب
اخلاق اور دو ایک باتین معرفت کی ہین اور باقی سب
ماند و بود حضرت عیسے کی مذکور ہیے اور اگر معاذ اللہ ایمان
بہ تثلیث کا حکم ہونا بیبل مین فرض کیا جاہیے تو قطعًا اور حتمًا
باطل اور واجب الترک ہیے اور اسباب مین تو ہندو دہا
کے یہان کا اوپنکہد اور جوگ بششت اور پارسیون سیے
یہان کی دسا تیر براتب بہتر ہیے **اب** رہی تیسری
بات یعنے کہ پادریصاحب کہتے ہین صفحہ ۲۴ **قولہ**
قران مین لکہا ہیے کہ محمد صلعم نے کبہی کرامتین ظاہر نہین
کین * بعد اوسکے چند آتین اونہون نے اپنے دالنست
مین اپنے اس دعوی دروغ بیفروغ کے اثبات مین
لکہی ہین مگر ادنمین سے صرف پانچ چہہ آتتین مین نقل کرتا
ہون کیونکہ باقی دو آتتیں اون آتیون مین سے باہمدیگر
ساتہہ متحد المضمون ہین یا پادریصاحب کے طور پر ادسکے
مطلب کے افادے مین اودن سے کمتر ہین مگر ادنکی
لکہنے سے پہلے یہہ سمجہہ لینا چاہیے کہ بفرض محال اون

آیتون سے اگر یہہ نکلتا ہے کہ انحضرت سے کوئی معجزہ
نہین ہوا تو بنظر اون آیتون کے جو مشتمل ہین بیان معجزات
مصطفویہ پر اور اونکو ہمنے استفسار پانزدہم مین لکہا ہے
تعارض واقع ہوگا نہ کہ نفی قطعی معجزات کی ثابت ہو پس
غایت الامر پادریصاحب کو اگر اعتراض کرنا پہونچتا تہا
تو یہہ پہونچتا تہا کہ قرآن سے کہین ظاہر ہوتا ہے کہ انحضرت
سے معجزے ہوئے ہین اور کہین سے یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ نہین ہوئے سو انمین سے کون بات سچ ہے
نہ یہہ کہ پادریصاحب یہہ اعتراض کرین کہ قرآن سے
ثابت ہوتا ہے کہ انحضرت سے قطعاً معجزے نہین
ہوئے یہہ طریقہ خلاف قاعدے مناظرۂ عقلیہ کے ہے

اٹہترہوان مطلب سورہ انعام وان کان کبر علیک
اعراضہم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض او سلما
فی السماء فتاتیہم بایۃ ولو شاء اللہ لجمعہم علی الہدی اس آیت
کا اتنا ہی مطلب ہے کہ اگر تجہے اونکی انکار بہت ناگوار
ہے سو اگر تیرے اختیار مین ہو تو زمین مین سرنگ لگا کر
یا آسمان پر سیڑہی اور کوئی آیت اونکے پاس لا اور اگر

اللہ چاہتا تو مقرر سبکو راہ راست پر کردیتا * غور کرو
کہ یہان کسی لفظ سے یہہ مستنبط بہی نہین ہوتا چہ جاکہ
ظاہر ہو کہ پیغمبر خدا سے کبہی کوئی معجزہ نہین صادر ہوا
پس بنظر آیہ کریمہ لما جاءہم بالبینات قالوا ہذا سحر مبین و آیہ
کریمہ شہدوا ان الرسول حق وجاءہم البینات وغیرہما
یہہ معلوم اور ظاہر ہوتا ہے کہ قبل ظہور کسی معجزے
کے اون لوگون کے سامنے جنکے اعراض کا ذکر ہے
بسبب اونکے نہ ماننے کے اورون کے دیکہنے کو
حضرت سرور کائنات علیہ الصلواۃ والسلام کو خاص
واسطے اونکی گرویدگی کے ظہور معجزے کی جلدی ہوگی
اوسپر فرمایا کہ اگر تجہے اونکی انکار گران گذرتی ہے سو اگر
تیرے اختیار مین کوئی معجزہ ہو تو کر دیکہلا یعنے اعراض
معرضین سے گہبرانا نہ چاہیے ؎ در کارخانۂ عشق از کفر
ناگزیر ہست ۔ آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد یا یہہ
کہ جملہ فتاتیہم بآیہ مین جو آیہ کا لفظ نکرہ واقع ہے سو یہہ بہی
احتمال ہے کہ اوس سے مراد کوئی اور معجزہ ہو سوائے
اون معجزات کے جو دے دیکہہ چکے ہین برین تقدیر

مطلب یهه هوا که اگر تجهے اون معجزون پر قناعت نهین هے اور
زیادہ معجزے کے لیے گهبراتا هے تو تیرا اختیار اگر کچهه هو تو کر

دکهلا یا یهه که بقرینه جمله اخیره یعنی لو شاء الله لجمعهم علی الهدی
یهه مطلب اوس آیت کا هوگا که آنحضرت نے جو دیکها که یهه
لوگ سمجهانے بوجهانے اور معجزات کے دیکهنے سے ایمان
نهین لاتے تو شاید آپکے جی مین یهه بات آئی هو که کوئی ایسی
بات هو که یهه سب بالاضطرار ایمان لے آوین جیسے حضرت
یونس کے وقت مین هوئی یا کفریات کی سزا کو پهونچین جیسے
حضرت نوح کے وقت مین هوئی تو اسپر فرمایا که اگر تجهسے ایسی
کوئی بات تمسے زمین مین سرنگ لگا کر یا آسمان پر سیڑهی لگا کے
لائی جاوے تو لے آو اور اگر همین مقصود اون سب کی نجات
هوتی تو یون هی بلا صدور کسی آیت کے هم اونکو راه راست پر

کردیتے **دوسری آیة** سوره موصوفه و اقسموا بالله جهد

ایمانهم لئن جاءتهم آیة لیؤمنن بها قل انما الایات عند الله یعنی
بتاکید تمام الله کی قسم کهاتے هین که اگر اون پاس کوئی
نشانی آوے تو مقرر ایمان لاوین تو کهه که نشانیان الله
کے پاس هین * یعنی میرے اختیار مین نهین هین

هر گاه ایکجگهه قرآن مین فرمایا که لما جاءهم بالبینات قالوا هذا
سحر مبین اور اور رسل اوسکے آوے یهان کافرونکا قول نقل
کیا که لئن جاءتهم اية لیؤمنن بها پس ظاهر هوا که یهان سے
وے کافر مراد هین جنکے سامنے کوئی معجزه نهین هوا تها
اور اورونکے کهنے کو اونهون نے باور نکیا اور کها جو کچهه
کها یا یهه که اون معجزونکے سوا جو هو چکے تهے انهون
نے اور معجزه کوئی اون سب سے زیاده مانگا یعنے
تنوین آیة کی تنوین تفخیم کی هو اوسپر فرمایا که تو کهه که معجزات
میرے اختیار مین نهین هین یا آیة سے وحی الهی مراد
هو که بالخاصه مفید یقین کو هے یعنے کافرون کا مطلب
یهه تها که جسطرح وحی الهی اوسکے پاس بار بار
بهت سی اتی هے اگر همارے پاس ایک بار بهی
آوے تو هم مقر رسالت لیوین اوسپر کهنے کو فرمایا
که یهه خدا کی دین هے جسکو چاهے دے جسکو
چاهے نه دے تیسری اية سوره رعد دیقول
الذین کفروا لولا انزل علیه آية من ربه قل ان الله یضل من یشاء
ویهدی الیه من اناب یعنے کافر لوگ کهتے هین

کہ کیون نہ اوتاری گئی اوسپر کوئی نشانی توکہہ کہ اللہ جسکو
چاہتاہے گمراہ کرتاہے اور جو اوسکی طرف رجوع لاتاہے
اوسے منزل مقصود کو پہونچاتاہے * بنظر اون آیتونکے
جنسے معجزات ہونیکا ثبوت ظاہر ہے معلوم ہوتاہے
کہ یا یہہ سخن اون کافرونکاہے جنکے سامنے کوئی معجزہ
صادر نہین ہوا اور اورونکے دیکھنے کو اوہون نے باور
نکیا یا یہہ کہ کافر لوگ یہہ چاہتے ہونگے کہ ہماری آنکھون
کے سامنے کوئی چیز عجیب وغریب آسمان سے اوسپر
اوترے تاکہ ہمین کچھہ شبہہ باقی نرہے لہٰذا اوسپر فرمایا کہ
ایسا ہونے مین بہی کچھہ ضرور نہین کہ تم راہ راست پر
ہوجاؤ اور منزل مقصود کو پہونچ جاؤ اور جیسا شبہہ سننے
مین ہوتاہے مثل اوسکے بعضے شبہے دیکھنے کی صورت
مین بہی ہوسکتے ہین بالجملہ ایسی آیتون سے یہہ کسی
طرح نہین بوجہا جاتاہے کہ کبہی کوئی معجزہ انحضرت سے
نہین ہواتاکہ اون آیتون سے تعارض ہو جنمین معجزات کے
ظہور کا ذکرہے اور اون روایات متواترۃ المعنے سے
تناقض ہو جنسے بقدر مشترک ظہور معجزات کا ایسا ثابت ہے

جیسا انحضرت کا ہونا اور نفی قطعی معجزات سے کے صادر ہونے
کی قران سے نکالنا ویسیہی بات ہے جیسے کوئی سے کہے کہ
نماز پڑہنا بڑا گناہ ہے کیونکہ قرآن مین لکہا ہے ویل للمصلین
اصل حقیقت یہہ ہے کہ فہمیدہ آدمی سے کے نظر مین اسمقام
مین غایت الامر اتناہی اشکال ہے کہ بموداے آیات
قرانیہ اور روایات متواترہ المعنے کے جو لوگ معجزہ طلب
کرتے تہے اونسے یہہ کیون نہ کہا گیا کہ معجزے ہوے
تو ہین دیکہنے والون سے تحقیق کرلو سو اسکے دو جواب
ہین ایک تحقیقی ایک الزامی جواب تحقیقی یہہ بات
تجربہ ثابت ہے اور جسکا جی چاہے دریافت کرلے
کہ جو لوگ مثلاً بہوت پریت اور جادو کے کارخانے سے
نابلد ہوتے ہین اونمین سے وے لوگ جو اپنے تئین
دانشمند جانتے ہین اور آپ کو منجملہ اتباع حکما گنتے ہین
اونکے سامنے ہزار کوئی سے کہے کہ ہمنے بہوت پریت
کے کرشمے اور جادو کے چہل بل دیکہے ہین ہرگز باور
نہین کرتے اور اکثر کہنے والون کو محض جہوٹہا جانتے
ہین اور جسپر بسبب کثرت معاشرت سے اوسکا

حال وثاقت دریافت کرکے اعتماد صداقت کا ہوتا ہے
اوسکی نسبت کہتے ہین کہ صرف جہل بل ہوگا یعنی
یا کچھہ دست چالاکی اور کرتب ہوگا یا نیرنجات اوہام یا استعمال
مادیات سے ہوگا غیر اسباب مادیہ کا گمان محض حماقت
ہے ہان اگر ہم آپ اسطرح تجربہ کرلین کہ کسیطرح کا شبہہ
لاگ اور ہیت پھیر اور استعمال مادیات کا باقی نرہے
تو البتہ ہم مانین ورنہ ہم کسیطرح زنہار زنہار باور نہین
کرتے پس ہرگاہ ایسے مزخرفات کی نسبت جسکو دین
و ملت سے کچھہ علاقہ نہین اون لوگون کا یہہ حال ہے
تو کرامات اور معجزات جسپر ظاہر امدار دین و ملت کا ہے
اوسے تو کسیطرح واقعی اور نفس الامری جانتے ہی نہین
اور اوس دین اور ملت والون کو کیسے ہی ثقہ ہون
محض دروغگو اور کاذب جانتے ہین آپ بتایئے کہ ایسے
لوگون کے مقابلے مین جسوقت وے طالب کسی
کرامت کے ہون آیا یہہ کہنا موافق مقتضاے حال کے
ہے کہ میرا اوسمین کچھہ اختیار نہین ہے جو اللہ کرے
سو ہوتا یہہ کہنا کہ جن لوگون نے دیکھا ہے اور دیکھہ کر

ایمان لاتے ہین اونسے پوچھو تو حاشا وکلا یہہ دوسرا جواب
بالکل خلاف مقتضاے حال ہے اور موافق مقتضاے
حال وہی پہلا جواب ہے اور اسیکا نام بلاغت ہے
اور جو کوئی اتنی بات بہی نہ سمجہے وہ قابل مناظرے کے
نہین ہے **اور** یہ ظاہر ہے کہ اتصال ظہور معجزات کا
شرط ثبوت نبوة کا نہین ہے اور ظاہر ہونا اونکا بعضے
اوقات اور نہ ظاہر کرسکنا اونکا دوسرے اوقات مین
باوجود تشنیعات وتعریضات مخالفین اور طعن وطنز معاندین
اور شرمندگی اپنے توابع کی اون دشمنونکے سامنے
اور دغدغہ بازگشت بہ نسبت بعض اپنے عوام تابعدارو
نکے اقرب بدفع شبہہ سحر وطلسم ونیرنج ہے کیونکہ
جو لوگ ان کرتبون کے ماہر ہین اونکے اختیار مین اظہار
خوارق عادات ظاہریہ کا ایسا ہوتا ہے جیسے ہمارے
اختیار مین کہانا پینا لکہنا پڑہنا کہ ہر وقت امید حصول جاہ
ومال یا خوف زوال عزت وآبرو سے خوانخواہ ہر گونہ و
یسے کرتبون کو ظاہر کرتے ہین **جواب الزامی**
ہرگاہ وغایت الاشکال استفهام پر یہہ ہے کہ اگر کوئی معجزہ ہوتا تہا

تو اون کافرون سے جنکا قول نقل کیا گیا اور جنکے اعراض کا
حال بیان ہوا ہے کیون نہ کہا گیا کہ اون سے پوچھہ لو کہ انہون
نے ہمارے معجزے دیکہے ہین تو دیکہنا چاہیے کہ حضرت
عیسے علیہ السلام سے بہی کیا ایسا ہوا ہے یا نہین سو انجیلین گواہی
دیتی ہین کہ اونسے بہی ایسا ہوا ہے کہ کافرون نے معجزہ مانگا
اور حضرت عیسے نے نہ کوئی معجزہ دکہلایا اور نہ اپنے معجزات
کے دیکہنے والون سے گواہی دلوائی بلکہ انکار محض کیا یا سکوت
بحت سو ہمارے حضرت سرور کائنات کے اس جگہہ کے
کلام اور حضرت عیسے کے اسمقام کے کلام سے فرق اتناہی
ہے کہ ہمارے حضرت نے اپنی عبودیت اور عاجزی بیان
کی اور حوالہ بخدا کیا اور حضرت عیسے نے اون کافرون کو جہڑک
دیا اور تہدید و وعید اہی کی یا کچہہ نہین بولے چپکے بیٹہے رہے
اور اونکے ہاتہون سے ذلتین اوٹہایا کیے دیکہیے اعتدال
کدہر ہے اور افراط تفریط کدہر چنانکہ پہلی انجیل کا سولہوان
باب نسخہ ۳۹ ۱ ورس آتب فروسی اور صدوقی آئے
اور امتحان کے لیے اوس سے عرض کی کہ ایک آسمانی
معجزہ ہمکو دیکہلا ۲ اوسنے جواب مین اونہین کہا کہ تو لہ

معجزہ طلب کرتے ہین پر کوئی معجزہ سواے یونس نبی کے
معجزے کے اونہین دکھلایا نہ جایگا تب وہ اونسے جدا ہوکر
چلا گیا * دیکھیے اس مضمون سے کہ کوئی معجزہ اونہین دکھلایا
نہ جایگا اور اس مضمون مین کہ انما الایات عند اللہ فرق اتنا ہی ہے
کہ حضرت عیسے انکار محض کرتے ہین اور حضرت سرور کائنات
حوالہ بخدا کرتے ہین اور یہہ جو فرمایا کہ سواے معجزہ یونس
نبی کے سو اوسکا مطلب یہہ ہے کہ تم لوگ اس قابل
ہو کہ تم پر عذاب آسمانی اوترے تب تم مانوگے چنانچہ
حضرت یونس کا وہ معاملہ جسے کافر لوگ دیکھہ کر ایمان لاے
تو بالاتفاق از روی توریت و قرآن کے یہی تہا کہ آسمانی
عذاب نمودار ہوا اور یہہ فرمانا حضرت عیسے کا بطور وعید کے
تہا [illegible]کا واقع ہونا ضرور نہ ہوتا بلکہ صرف بطور تہدید کے
تہا کہ واقع نہوا اور اوسی انجیل کے بارہوین
باب مین یون ہے درس ۳۸ تب بعضے کاتبون
نے اور فروسیون نے پہر کے کہا کہ اے
استاد ہم چاہتے ہین کہ تیرا ایک معجزہ دیکہین
۳۹ پر اوسنے انہون کے جواب مین کہا کہ اس

زمانے کے بدذات اور حرامکار قوم معجزہ ڈھونڈھتی ہے پر انہین
کوئی معجزہ سوا یونس نبی کے نشان کے دکھایا نہ جائیگا * دیکھو
یہان بھی وہی جواب دیا مگر اس جگہہ مولف انجیل یا مترجم یونانی
نے اپنی عقل ناقص مین یہہ ٹھہرایا کہ استثنا نشان یونس نبی کا
جو حضرت عیسی نے کیا تو درحقیقت یہہ وعدہ واثق اور حکم
قطعی اونکے ظہور کا تھا اور بعد اونکے اونہونے دیکھا کہ وہ
نشان یونس نبی کا جسپر معجزے کی اطلاق حقیقتہً صحیح ہوتی
تھی یعنے عذاب آسمانی کا منکرون پر نمودار ہونا ظاہر ہوا ہی
نہین اس سے معلوم ہوا کہ یہان سے وہ نشان یونسی
نہین مراد ہے بلکہ وہ مراد ہے جو حضرت یونس مچھلی کے
پیٹ مین تین دن رات رہے تھے اسواسطے اوس
مولف یا مترجم نے حسب العادت اوس کلام عیسوی کے
ساتھہ بطور ادراج کے درس ۴۰ مین یہہ ملا دیا کہ
کہ جسطرح یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ مین تھا
اوسیطرح ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہیگا
* مگر وہ مولف یا مترجم اتنا نہ سمجھا کہ اس ملا دینے سے
وہ الزام یعنے منکرونکا طلب کرنے پر کوئی معجزہ نہ دکھانا

نہین رفع ہو سکتا کیونکہ حضرت عیسے کو قبر سے زندہ ہو کر
نکلتے کسینے نہین دیکھا تھا کہ اوسی قوم خاص نے انسے
معجزہ مانگا تہا علاوہ اسکے غلط فہمی مترجم کی اور ترجمہ مزبور
کا غلط ہونا کئی وجہوں سے ظاہر ہے اول یہہ کہ حضرت عیسے
فرماتے ہین معجزہ یونس نبی اور یہہ نہین فرماتے کہ مثل
معجزہ یونس نبی پس ہرگاہ کوئی لفظ حضرت کے کلام مین
ایسا نہین ہے جس سے مماثلت کے معنے سمجھے
جائین تو بایستے تہا کہ وہی نشان یونسی جسکو مولف انجیل
نے مصداق سخن عیسوی ٹھہرایا ہے بعینہ حضرت عیسے
کے ہونا یعنے ویسے ہی تین دن رات مچھلی کے
پیٹ مین رہکر نکلتے دوسری یہہ کہ حضرت یونس زندہ
اندر مچھلی کے پیٹ مین گئے اور حضرت عیسے شہید ہو کر
قبر مین گئے تہے تو مماثلت ٹھیک نہین ہوتی تیسری یہہ
کہ یونس کے حال مین مولف توریت لکھتا ہے کہ تین
دن رات برابر مچھلی کے پیٹ مین رہے اور از روے
انجیل کے ظاہر ہے کہ شخص مصلوب جمعہ کی شام کو
دفن ہوا اور اتوار کی صبح سے لاش اوسکی قبر سے غائب

معلوم ہوتی پس صرف دو راتین ایک دن وہ لاش قبر مین
رہی نہ کہ تین دن رات برابر چوتہی یہہ کہ معجزہ عبارت ہے
اوس خرق عادت سے کہ کوئی اور آدمی دیکہے اگر ایسی
خرق عادت کا نام معجزہ نہوتا تو صرف نبوۃ نبی کی بہی معجزہ
کہلاتی اور اوسکے ثبوت کے لیے کوئی خرق عادت
درکار نہوتا پہر گاہ یہہ بات ٹہر چکی تو ہم کہتے ہین کہ از روی
توریت کے ظاہر ہے کہ جن لوگون پر حضرت یونس پیغمبر
خدا مقرر ہو کر گئے تہے انہون نے نہ اونکو مچہلی کے پیٹ
مین جاتے دیکہا اور نہ تین دن رات کے بعد نکلتے دیکہا
سو وہ معجزہ کاہے کو ٹہرا وہ تو حضرت یونس کی خبر ہے
جسطرح کہ اونکی نبوۃ کی خبر تہی اور وہ حرکت اونکی جو کافرون
نے دیکہی سو وہی عذاب آسمانی کا نمودار ہونا تہا پانچوین
یہہ کہ شخص مصلوب کو قبر سے زندہ ہونے کے نکلتے
دیکہا ہی نتہا یہان تک کہ مخصوص حوارئین اور حضرت
مریم وغیرہ سبنے بہی نہین دیکہا چنانکہ انجیل سے ظاہر ہے
سو وہ بات اون کافرون کے نسبت معجزہ نہین
ٹہر سکتی پس وعدہ عیسوی جسکے لیے

مولف انجیل نے اپنی فہم ناقص سے درس ۱۳ کا ادراج
کیا پہر جہوٹے کا جہوٹہا ہی رہا اور سچا نہوا کیونکہ جیسا وہ وعدہ
تہا ویسا اونہین نے دیکہا ہی نہین **بالجملہ** وہ درس ۱۳ و ۱۴
محض غلط ہے اور قطع نظر اوسکے غلط ہونے کے ہمارے
الزام کو رفع نہین کرسکتا ہان اگر کوئی بلکہ وہی فروسی اور
صدوقی حضرت عیسے کو قبر سے زندہ ہوکر نکلتے دیکہتے
تو البتہ فی الجملہ ہمارے الزام مین نقصان عائد ہوتا اور بالکل
وہ جب بہی نہ مرتفع ہوتا کیونکہ اوسوقت تو حضرت عیسے نے
معجزے سے انکار کی اور اپنے معجزات دیکہنے والون سے
گواہی نہ دلوائی پس بعض اوقات اظہار معجزے سے انکار
کرنا اور اگلے معجزات کا ذکر نکرنا بہر صورت ثابت ہوتا ہے
اور تیسرے انجیل باب بست سوم درس ۸ ہیرود
یسوع کے دیکہنے سے بہت خوش ہوا کیونکہ وہ بہت دنون سے
اوسے دیکہنے چاہتا تہا اسلیے کہ اوسنے اوسکی بہت سی
باتین سنی تہین اور اس امید مین تہا کہ اوسکے کسی معجزے
کو دیکہے ۹ اوسنے اوس سے بہت سے سوال کیے
پر یسوع نے اوسے کچہ جواب نہ دیا ۱۰ اور سردار امامون اور کاتبون نے

نے کہڑے ہوکر اوسپر نالشین کین آتب ہیرود اور اسکے
شکرنے اوسے حقیر کرکے ٹہٹھا کیا * دیکہو ہیرود بادشاہ
اولا باخلاص پیش آیا اور نالشیون کے الزام دینے
سے بچا جیسا کہ اور انجیلون سے ظاہر ہوتا ہے
معجزے مانگے جب پر حضرت عیسے نے کچہ جواب
ندیا چوتہی آیۃ سورہ بنی اسرائیل وقالوالن نومن لک
الی قولہ تعالے الا بشرا رسولا اسمقام مین کافرون نے
کئی چیزین بر سبیل ترویدطلب کین ۱ چشمہ زمین سے بہا نکالے
۲ باغ خرمے اور انگور کا تیرے لیے ہو اور اوسمین
نہرین بہا نکالے ۳ آسمان ہمارے اوپر گرادے ٹکڑے
ٹکڑے کرکے ۴ اللہ کو لے آوے ہم سے ساتہہ ۵ تیرے
لیے ایک گہر طلا ئے خالص کا ہو جاوے ۶ یا تو چڑہ
جاوے آسمان پر اور چڑہ جانے پر بہی تیرے ... نہ
لاوینگے جب تک کہ تو ایک کتاب نہ لے آوے
جسے ہم پڑہین * سو اس شبہے کا جواب یہہ ہے کہ معجزات
مطلوبہ کفار کا بر سبیل تخصیص ظاہر نہو نا نبی سے قادح
صحت نبوۃ عقلاً نہین ہو سکتا پانچوین آیۃ سورہ

و ما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بها الاولون
یعنے بظاہر اسباب یہی کہ اگلے کافرون نے نشانیون کو
نہ مانا اسواسطے ہمنے نشانیان نہ بہیجین ٭ اس آیت مین
آیات کا لفظ بصیغہ جمع ساتہہ الف لام تعریف کے
وارد ہے پس وہ یا استغراق کلے ہے یا عہد کا ہے
درصورۃ اول معنے یہہ ٹہرے کہ جتنی نشانیان متصور
ہوسکتی ہین یا جتنی سب اگلے پیغمبرون سے ظاہر ہوچکی
ہین ہمنے نہین بہیجین اور درصورت دوم معنے یہہ ٹہرے
کہ جتنی نشانیان یہہ کافر لوگ مانگتے ہین چنانکہ اوپر اوسکی
تفصیل گذری ہے ہمنے نہین بہیجین پس کسی طور ہمین کوئی قباحت
نہین عائد ہوتی ہے اور یہہ نہین نکلتا ہے کہ پیغمبر خدا سے
معجزے مطلق نہین ہوئے ہان اگر الآیات کے
مقام پر آیۃ لفظ ہوتا تو بسبب وقوع نکرہ کے
تحت نفی فائدہ عموم کا حاصل ہوتا اور یہہ بات ثابت
ہوجاتی کہ کوئی معجزہ انحضرت سے نہین ہوا اوسوقت
البتہ اس آیت کو اون آیتون اور سنن متواترۃ المعنے
سے تعارض ہوتا جنسے معجزات کا ظاہر ہونا انحضرت سے ثابت ہے

اور یہہ بہی اوسوقت لازم آتا جب کہ اوس لفظ کے افراد
اور تنکیر کے ساتہہ یہہ بہی کہین سے ثابت ہوجاتا کہ یہہ آیت
انحضرت کے مرض الموت مین دم احتضار نازل ہوئی اور
اگر اتنا نہ ثابت ہوتا تو درصورت افراد اور تنکیر اوس
لفظ کے بہی کچہہ اون آیتون سے جو مثبت معجزات ہین
تعارض نہوتا اصل حقیقت یہہ ہے کہ عادۃ اللہ جاری تہی
اسطرح پر کہ اگر معجزات مخصوصہ حسب الطلب کافرون کے مکرر
بروقت اونکے طلب اور عہد کرنے کے ظاہر ہوتے تہے
اور اوسپر بہی وے ایمان نہ لاتے تہے تو اونپر دنیا ہی
مین عذاب حاقہ اسمان سے اترتا تہا جیسے قوم لوط اور قوم صالح اور
ہود علیہم السلام کے نسبت ہوا اور اوس عذاب کے
نازل ہونے مین یہہ بہی ضرور تہا کہ نبی اپنی امت دعوت
سے باہر نکل جاوے اور علیحدہ ہو بیٹہے سو ایسی بات
حضرت رحمۃ للعالمین کے وقت مین ہو ہی نہین سکتی
تہی کیونکہ آپ سارے جہان کے لیے نبی تہے تو اگر عذاب
اوترتا تو سب پر اوترتا اور ایسا عذاب عام اوترنا بموجب
اوس وعدے کے جو خداوند تعالے نے حضرت

نوح سے کیا تہا محال تہا اور انحضرت کو اپنی امت دعوت
کہ ساری دنیا اوسمین داخل تہی کسیطرح سرکرنا تہا نہ مخصوص
تہا اس قاعدے کے رو سے آیات مخصوصہ مطلوبہ
کفار بار بار نہین ظاہر ہوے اصل مغلطہ پادریصاحب کو ایات
موصوفہ کے رو سے یہہ واقع ہوا ہے کہ کافرون سے سب
کافر اوس زمانے کے سمجہے ہین سو یہہ بالبداہت غلط ہے
کیونکہ سارے جہان مین اوس زمانے مین انحضرت
کی دعوت کی خبر نہین پہونچی تہی اور نہ عرب کے سارے
کفار مراد ہین اسلیے کہ بہوتیرے سیکڑون ہزارون
اونمین سے ایمان لا چکے تہے اونپر اطلاق کافر کی درست
نہین ہو سکتی اور نہ سب باقیماندہ کافر مراد ہو سکتے ہین
کیونکہ قرآن شریف انحضرت سے یون نہین ظاہر ہوا جسطرح
حضرت موسی سے کتاب استثنا کی یا الواح عطیہ خداوندی
بلکہ متفرق متفرق جسطرح لوگ باتین کرتے تہے ہین انحضرت
آیتین اوسکی بیان کرتے تہے نہ مثل تالیف کتاب کے
پس جسوقت جس گروہ کفار نے ویسا کچہہ کہا اوسکا
انحضرت نے از روی وحی الہی کے جواب دیا پس

ہر جگہہ گروہ خاص کفّار مراد ہے نہ کہ باقیماندہ سب کفّار جیسطرح
اردو مین محاورہ ہے کہ جب کسی شخص کے نسبت کچھہ لوگ
کوئی مدح یا ذم کی بات آپسمین کہنے لگتے ہین تو وہان بولا
جاتا ہے کہ لوگ یہہ کہتے ہین تو اوس سے مراد سارے
شہر کے لوگ اور ہر ہر شخص مقصود نہین ہوتا اور نہ اگلے
پچھلے سب لوگ مراد ہوتے ہین بلکہ خاص وہی چند کہنے
والے مراد ہوتے ہین اور آفتاب نیمروز سے زیادہ
یہہ بات روشن ہے کہ جن چیزون کو سیکڑون برس
لاکھون کرورون آدمی نسلاً بعد نسل اپنا خدا سمجھتے چلے
آئے ہون اونکو وے لوگ چھوڑ دین اور صرف تنزیہہ
مطلق اور واحد حقیقی کو جو ادراک و وہم سے پرے ہے
معبود ماننے لگین اور اپنے طور پر جو مطلق عنان اور
خود محض رہتے تھے اوس حرّیت کو چھوڑ کر قیود کثیرہ جنسے
دنیا کا کچھہ فائدہ بظاہر متصور نہین ہے اختیار کرین اور
اوس اختیار کرنے مین بالکل اونکی خانہ بربادی ہو جاے
اور محض بے خانمان ہو کر بیٹھہ رہین اور اپنی جان و مال
و آبرو اور آرام و چین سب دفعۃً خاک مین ملا دین یہہ بھلا

ہو سکتا ہے بدون اسکے کہ ایسے ہی کچھہ علامات بینہ اور بینات ظاہرہ اور براہین ساطعہ اونپر کھلی ہون یہہ سب باتین اختیار کرلین اور سالہا سے دراز تک سیکڑون مصیبتون کے متحمل ہون اور اپنے قوم مین حقیر اور ذلیل اور متروک اور مبغوض رہین اور گالیان اور مار پیٹ اور خارج البلد ہونا یعنے دیس نکالا قبول کرین اور منہہ دیوے اور اونکے اتباع مصدر اخلاق جلیلہ اور منبع خوارق عادات بینہ اور محو محبت الہیہ اسطرح پر ہوجائین کہ اونکے ایسے حالات کا ثبوت ایسا ہو جیسے حاتم کی سخاوت اور سکندر کی بادشاہت کہ اوسطرح پر کسی حواری عیسوی کی کوئی بات نہین ثابت ہے بلکہ بفضلہ تعالے اب بہی وہ بات موجود ہے کہ جوان آنحضرت کی روش کو ظاہراً اور باطناً اختیار کریے اور جو بات سینہ بسینہ چلی آتی ہے اوسکو حاصل کریے تو دیکہیے وہ بات جیسے حضرت عیسے نے اول احکام شرعیہ اور حیات جاودانی کہا ہے یعنے محویت دل و جان سے خداوند تعالے مین کس کیفیت سے حاصل ہوتی ہے کہ ہزار نہیں ہزار درجہ وہ محویت ہر گز طریقہ عیسائیہ مین اب نہین

ہوسکتی اور وہ بات جو حضرت عیسے نے فرمائی ہے کہ تمھارا
اگر ایمان درست ہو تو پانی پر چلے جاؤ اور پہاڑ کو اپنی جگہہ سے
ٹال دو کسطرح ظہور مین آتی ہے اور مریضون کو اچھا کرنا اور
ظالمون کو پست کر دینا اور محتاجون کو مالدار اور متکبرون کو
بے مایہ کر دینا اور سیکڑون کوس سے لوگون کے
حالات کو دریافت کر لینا اور سیکڑون کوس دم بھر مین
چلا جانا اور دیوبھوت کو صرف ڈانٹ کر نکالدینا ان باتونکو
دیسے لوگ بہت دون مرتبہ دیکھتے ہین اور دل کی بات
کہدینا اور پس دیوار کے حال کو دریافت کر لینا اور آیندہ
کی بات کو جان لینا یہہ تو اونکے گویا عادیات اور طبعیات سے
ہو جاتا ہے جسطرح ہم لوگ انکھون سے دیکھتے ہین اور
کانون سے سنتے ہین مین سچ کہتا ہون کہ ہرگز اسمین ذرا
شبہہ نہین اور اسیر ہی مین مباہلہ کرنے کو موجود ہون
عیسائیون کو صرف چند حواریون کے اعمال پر ناز ہے
اور یہان قرون متوسطہ تک تو سیکڑون اور خالی جال
اینک بھی حواریون سے زیادہ زبردست لوگ
ہوتے رہے ہین اور محبوبیت فی اللہ مین تو کیا اونکی تعریف

کہا ہے اگر حضرت عیسے ہوتے تو اونکی قدر جانتے کہ
جس بات کو وے اپنے اور اپنے حواریون کے
نسبت فرمایا کرتے تہے کہ مین باپ مین اور باپ مجہہ
مین اور مین تم مین اور تم مجہہ مین اور جسطرح مین اور باپ
ایک ہون ہم تم بہی ایک ہین اون حضرات مین کس کیفیت
سے حاصل اور نمایان تہی جسکا بیان نہین ہو سکتا
اندہون کو کیا معلوم ہو فانوس کیسی ہی تہوری ہو اور
اوسمین کیسی ہی کافوری شمع روشن ہوا اندہا سوا اسے
اسکے کہ جسطرح دیوار ایک جسم ہے یہہ بہی ایک جسم ہے
کچہہ اسمین اوسمین فرق نہین ہے اور کیا کہیگا تہوڑی
سی باتین حضرت مولانا ے روم کی مثنوی اور حضرت
فتوح الغیب سے غوث الثقلین کی اور بعض ابواب
فتوحات مکیہ اور عوارف وغیرہ کتابون سے اگلون کی
ظاہر ہین اور پچہلون کی اور کتابون اور حالات سے
اشکارا ہین اور سب سے زیادہ یہہ بات ہے کہ ٹوٹ کر
اونکے زمرے مین داخل ہو جائیے دیکہیے کہ اصل
انجیل کی وے باتین جو حضرت عیسے نے فرمائی ہین

مجدیون مین ہین یا عیسائیون مین وانّي علی بیّنۃ من ربي کے
بعد اسکے جو کچہہ پادریصاحب نے تتمہ اور ملحقات مین
لکہا ہے وہ سب پوچ یاد رہوا ہے ان سبکا جواب تحقیقی ہر حرف
شناس بطور خود اور جواب الزامي اس کتاب سے
نکالکر دے سکتا ہے اور بعضي روایتین انہون نے
ایسي نقل کین کہ محض جہونٹ ہین ازانجملہ صفحہ ۶۹ قرآن
مین لکہا ہے کہ آدم کا قد ساٹہہ گز لنبا اور سات گز چوڑا
تہا * ہان بعضي روایتون مین البتہ آیا ہے سو اوسمین کچہہ
اعتراض نہین ہوسکتا ازانجملہ صفحہ ۷۰ قرآن مین لکہا ہے
کہ موسے اسي برس تک ایک نبي کي تلاش مین دریا کے
کنارے کنارے چلا گیا ازانجملہ قرآن مین لکہا ہے کہ
داؤد اور سلیمان نے شیطان کي مدد سے زرہ طیار
کي ازانجملہ قرآن مین لکہا ہے کہ عیسے نے یہودیون کو
بندر بنایا ازانجملہ قرآن مین لکہا ہے کہ سلیمان نے
ہیکل کي طیاري سے ایکسال بیشتر وفات پائي قرآن سے
صرف اتنا ہي ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان نے اپني
عمارت کے انجام سے پہلے وفات پائي نہ یہہ کہ مسجد کے

انجام ہے پہلے اور یہ ٹکسال کی قید ہے اسیطرح دو تین
روایتین جہوٹ بناکر آگے لکہہ چکے ہین ایک وہ کہ حدیث
مین آیا ہے کہ ابر زمین سے ستر برس کی راہ پر ہے
دوسرے وہ کہ مبحث تقدیر مین نظر بعضی دانایون سے
مطلق لکہدیا کہ تقدیر اشیا کی اونکی ظہور سے چالیس
یا پچاس برس پہلے ہوئی ہے اور جو مشکات
بعضی روایتین بلا تحریف نقل کی ہین اور او سپر اعترا
کرتے ہین سو اونکی بے عقلی ہے اور بے حیائی ہی
بے عقلی اس جہت سے کہ کوئی امر اوسمین منجملہ ممتنعات
عقلیہ نہین ہے اور بے حیائی اس جہت سے کہ
اپنے یہان کی مزخرف باتین جنکا ذکر مکرر ہو چکا نہین دیکھتے
او متشابہات حضرت یوحنا کے ملاحظہ نہین کرتے کہ
ہندؤن کے یہان کی مہابہارت مین بہی ویسی سے
سر و پا باتین نہین لکہی ہین چنانکہ ہشتے نمونہ از خروارے
یہہ ہے نسخہ ۱۸۳۹ باب دوازدہم ورس ۱ ایک بڑا
عجیب نشان آسمان مین نظر آیا ایک عورت آفتاب کو
اوڑہے ہوئے اور مہتاب اوسکے پانون کے

ستے اور اوسکے سر پر بارہ ستاروں کا تاج تہا الی قولہ ایتہ پہر ایک
تماشہ سرخ اژدہا جسکے سات سر اور دس سینگ اور سات
تاج اوسکے سروں پر تہے اور اوسکے دم نے آسمان کے
ستاروں کے تیسرے حصے کو کہینچ کر زمین پر گرایا الی
ان قال ۷ اوسکے بعد آسمان پر لڑائی ہوئی میکائیل اور
اوسکے فرشتے اوس اژدہے سے لڑے اور اژدہا
اور اوسکے فرشتے لڑے * دیکہو کوئی ہرگز کسی مجذوب
کی اس سے بڑہ کر بیہودہ گوئی کبہی نہوگی اور جتنی روایتیں
پادری صاحب نے حیات القلوب اور عین الحیات سے
نقل کی ہین سو اگرچہ وے ہمارے یہان سند آ بمنزلہ
روایات مخلوطہ بیبل کے ہین مگر باعتبار مضمون کے ہر ایک
روایت کا جواب الزامی میری اس کتاب سے نکل
سکتا ہے یعنے کوئی بات اونمین منجملہ ممتنعات عقلیہ
نہین ہے اور ویسہی یا مثل اوسکے بیبل مین بہی ہے
لیس سو ایسے بیہودہ گفتگو کے پادریون کو کچہہ نہیں
آتا اونکے مقابلے کے لیے یہودی اور ملحد لوگ چاہیے
کہ اینٹ کی لینی اور پتہر کی دینی یا پہنگیر خانے کے اوباش

کہ بھگتا اور جگت لڑین اور صفحہ ۶۸ اور ۶۹ مین جو انہون نے
یہہ لکھا ہے کہ فارس اور روم مین جو قرآن پر مباحثہ کرتا ہے
مار ڈالا جاتا ہے سو سواے دین حقیقی کے کوئی دین اجازت
نہ دیگا کہ مباحثہ کرو * اسکا جواب یہہ ہے کہ مباحثے کی کئی
صورتین ہین ازانجملہ ایک یہہ ہے جیسے مثلاً حکام دانشمند
معدلت کیش بوقت فصل خصومات وکلاے متخاصمین یا
متخاصمین سے گفتگو کرتے ہین سو اسطرح کی بحث اور فکر کرنے
کی بہی اور کلام الہی کے نسبت خود قرآن شریف مین اجازت
ہے چنانکہ فرمایا قل انما اعظکم بواحدة ان تقوموا للہ مثنی وفرادی
ثم تتفکروا ما بصاحبکم من جنة اور فرمایا ہے افلا یتدبرون القرآن
اور ایک مباحثہ کی صورت یہہ ہے کہ جیسے مثلاً رعایاے
سرکش بادشاہ عادل سے یا حبشی خدمتگار اپنے آقا سے
یا بد نان ٹکری بندگان حکمنامجات عدالت سے مباحثہ
کرتے ہین پس اگر پہلے صورت کے مباحثہ پر فارس و روم
مار ڈالتے ہین تو ظلم کرتے ہین چنانکہ قسطنطین اول کے
جانشین ششم نے مائة رابعہ عیسویہ مین کیا اور تمام ملوک
فرنگ نے اواخر مائة ثانی عشر سے اوائل مائة رابع عشر تک کیا

اور جسوقت تفرقہ دین کا تہلک اور پروٹسٹنٹ کا انگلستان
مین واقع ہوا ان دونون کے لوگون نے بہت دنون تک آپسمین
کیا اور دوسری صورت کے مباحثہ پر بھی بلا اجتماع شروط
مصرعہ کتب فقہیہ مار ڈالنا درست نہین ہے اور در صورت
اجتماع شروط مذکورہ مار ڈالنے کو اگر پادری صاحب ظلم
جانتے ہین تو موسیٰ اور یوشع اور داؤد بطریق اولی اظلم
الناس ٹھہر جائینگے انکی تفصیل رسالے اول کے جواب
مین گذری ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت کو بھی ظلم
کہنے مین یہ لازم آتا ہے کہ جہان مین کوئی آج تک عادل
نہین ہوا اور عدل کے معنے دنیا مین کسی سے ظہور مین
نہین آئے یہان تک کہ حضرت عیسے سے بھی کیونکہ انہون
نے خود اگرچہ کسیکو قتل نہین کیا مگر قتل کرنے والون کے
فعل کو مستحسن اور خود انکو اچھا سمجھتے آئے ہین یعنے موسیٰ
اور یوشع اور داؤد کو عادل سمجھا کئے اور جو ظالم کو اچھا
سمجھے وہ بھی ظالم ہے فقط اور جو صفحہ مین بعضے معجزات
عیسویہ کو جو قرآن مین مذکور ہین اور انجیلون مین نہین ہین
لکھکر پادری صاحب لکھتے ہین کہ ایسے بعضے قصون کو عیسائیون

کی کتابون کے بعضے قصون سے جو کئی ایک خوش طبعی کے لیے
ظریفون نے جمع کیے ہین لیکر لکہا ہے * اسیکے موافق
میزان الحق والے نے باب اول کے فصل سیوم کے
صفحہ ۱۱ مین لکہا ہے **قوله** در قرآن چنین حکایات رابیان ساختہ
کہ بطریق احادیث جعلی دران ایام درمیان یہودیان و مسیحیان
شہرت داشت * ہم تو آگے ہی سے جانتے تہے
کہ خوش طبعی کے راہ سے یہودیون اور عیسائیون نے
موسے اور عیسے کے کلام نبوت القیام کے ساتہہ آگے
پیچہے بیچ مین ملاکر بہت سی باتین لکہی ہین مگر اب معلوم
ہوا کہ پادریون کو بہی اقرار ہے سو جو باتین اونکے
اندراج سے اوس کلام مین علیحدہ باقی رہی ہین اونکو
ہر غلط جاننے کی کیا وجہ اگر یہہ وجہ ہے کہ اون تالیفون
مین مندرج نہین ہین تو غیر صحیح کیونکہ خود انجیل مین لکہا ہے
کہ عیسے کی سب باتین انجیلون مین نہین لکہی ہین اور
علے ہذا القیاس جیسے کتاب سلاطین اور کتاب القضاۃ ہے
اوسیطرح کی وے کتابین بہی ہین جسکو پادری صاحب
از راہ خوشطبعی جعلی بتاتے ہین گو کہ اس جلد مین ہم تحت

نہین ہوئین اور اگر یہہ وجہہ ہے کہ ہر ایک بات اوسمین سے
منجملہ ممتنعات عقلیہ ہے تو آدمی سے کے دوسرے خدا ہونے سے
زیادہ تر کوئی بات ممتنع نہین ہے اور جو کچھہ یوحنا صاحب
نے مشاہدہ کیا اوس سے بڑھ کر کسی بات کا بے معنی
ہونا معلوم نہیں ہر گاہ یہہ سب باتین سچی ہین تو اونکے سچے
ہونے کی وہ وجہہ صحیح ہو سکتی اور اگر یہہ وجہہ ہے کہ اون
باتونکی سند صحیح متصل نہین پائی جاتی ہے تو چاہیے کہ
ساری بیبل کی روائتین غلط سمجھی جائین اسلیے کہ اوسکے
لیے بہی کوئی سند صحیح مرفوع متصل نہین ہے اور اسمقام
پر جو اون دونون پادریون نے قرآن اور صاحب قرآن کے
نسبت بے ادبی کی ہے اوسکے دو جواب ہین ایک
تحقیقی ایک الزامی تحقیقی یہہ کہ لعنۃ اللہ علے الکاذبین و من اظلم ممن
کذب علے اللہ و کذب بالصدق اذ جاءہ اور جواب الزامی وہ ہے
جو میرے سامنے ایک یہودی بڑا عالم کہنے لگا اور سینے
بمقتضا ہے اپنے ایمان کے اوسے منع کیا وہ یہہ کہ
عیسے بڑہی کا بیٹا تہا اور معاذ اللہ نکاح سے نہین تہا اوسنے
ہملوگون مین نشست برخاست کر کے بعضی باتین سیکہین

اور بعد چند روز کے کہنے لگا کہ مین خدا کا بیٹا ہون بلکہ خدا ہون
بہلا یہہ کیسا خدا تہا کہ تیس برس تک اوسنے نہ جانا کہ مین خدا ہون
اور توریت کی باتین اور مجوسیون اور یونانیون کے یہان کی
بعضی باتین تہذیب اخلاق وغیرہ کی سیکہہ کر کہنے لگا کہ یہہ
کلام الٰہی ہے جو میرے مونہہ سے نکلتا ہے اور کوئی بات
اوسنے اچہی نہین کہی جو اور دین والونکی دین و حکمت کی کتابون
مین اوس سے پہلے نہ مندرج ہو چکی ہو اور یہہ جو اوسنے کہا کہ
مین خدا ہون اس سے وہ بالکل عقلاً اور نقلاً جہوٹہا ٹہیرتا ہے
اور موءلفین اناجیل نے جو عجایب غرایب باتین اوسکی نقل
کی ہین سو وہ بعینہ ویسی ہی ہین جیسے خوش طبعی کے راہ سے
لوگون نے امیر حمزہ اور عمر عیار کے داستان بنائے ہین
اور محض جعلی ہین جیسے حاتم کی ہفت سیر اور بہار دانش مین
جہاندار شاہ کا قصہ الغیاذ باللہ من ذلک الکفریات اللہم اعذنا
من ذالک وارزقنا الولہ والحب بمحمد رسول اللہ و عیسی ابن مریم
صلوات اللہ وسلام علیہما ابدا دائما سرمدا اور صفحہ ۲۲ مین کہتے
قولہ یہودی اور عیسائی ایمان نہ لائے اور مکے کے لوگون
نے خود مقابلہ کیا * ایسی بات بادعای عیسائیت بمقابلہ

اہل اسلام نہ کہیگا مگر وہی شخص جسکو ذری بہی عقل نہوگی پس اگر پادری صاحب کا یہہ مطلب ہے کہ بعضے یہود و نصارے بہی ایمان نہیں لاۓ تو محض غلط ہے کیونکہ خود قرآن مین بعضے یہود و نصاری کی تعریف موجود ہے سو اگر وے ایمان نہ لاۓ ہوتے صاحب قرآن اونکی تعریف کیون کرتا یا آن صرف مچہوے ملاح ایمان نہیں لاۓ بلکہ جہاندہ علماۓ یہود اور امراۓ نصارے قبل از تشریع جہاد اور بعد بہی بلا اکراہ صرف بطیب خاطر ایمان لاۓ اور اونکا ایمان لانا اسطرح باسناد صحیحہ ثابت ہے کہ اوسطرح پر کوئی واقعہ مندرجہ بیبل نہین ثابت ہے اور اگر مطلب یہہ ہے کہ جمہور یہود و نصارے ایمان نہین لاۓ تو سچ ہے اسلیے کہ ایسا ہونا تو ضرور تہا اور اگر ایسا نہوتا تو ایک بڑی پیشین گوئی حضرت عیسے کی (کہ بسبب اوسکے مختلف فیہ ہونے کے مینے اوسکو استفسار سیزدہم اور پانزدہم مین منجملہ انحضرت کے پیشین گوئیون کے نہین شمار کیا مگر بجاے خود اوسکو استفسار شانزدہم مین منجملہ انحضرت کے پیشین گوئیون کے مینے لکہا ہے) غلط ہو جاتی وہ یہہ کہ حضرت عیسے نے خبر دی تہی کہ آسمانی بادشاہت

آنے والی ہے اور از روی بیانات مندرجہ استفسار شانزدہم
کے اوسکا مصداق کوئی نہیں ہو سکتا مگر محمد رسول اللہ
والذین معہ سو ایک جگہہ اور حضرت عیسے اوسی بادشاہت
کا ذکر یون کرتے ہین انجیل اول باب ہشتم نسخہ ۱۱ اوس
آمین تمسے کہتا ہون کہ بہوتیرے پورب پچہم سے آوینگے
اور ابرہیم اور اسحاق اور یعقوب کے ساتہہ آسمانی
بادشاہت مین بیٹھین گے * یعنے جسطرح وے اوس
بادشاہت کے قائل تہے اوسیطرح اور ادہر ادہر کے
لوگ بہی قائل ہونگے جیسا کہ حضرت سرور کائنات نے
فرمایا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور بعد اوسکے
حضرت عیسے فرماتے ہین ۱۲ آپر اس بادشاہت کے
لوگ باہر اندہیرے مین ڈالے جائینگے وہان رونا اور
دانت پیسنا ہے * دیکہو اس بادشاہت کا اشارہ
نہی ہے مگر اپنی اُمت کے طرف سو بموجب اس پیشین
گوئی کے ضرور تہا کہ اکثر لوگ امت عیسویہ کے اوس
بادشاہت مین نہ داخل ہون وللاکثر حکم الکل اشہد ان عیسے
عبد اللہ ورسولہ فانہ صادق لا ریب فیہ اور یہہ

جو کہا پادری صاحب نے کہ مکے والون نے مقابلہ کیا سو
یہہ بہی موافق فرمانے حضرت عیسیے کے ہے کیونکہ پہلی
انجیل کے تیرہوین باب مین ہے ورس ۵۷ یسوع
نے انہین کہا کہ نبی بے عزت نہین ہے مگر اپنے ملک
مین اور اپنے گہر مین * اور حضرت عیسیے نے فرمایا ہے
کہ خدا کی یہی خواہش ہے کہ حکیمون سے حق باتین چہپی
رہین اور لڑکون پر کہلین * چنانکہ اوپر گذرا مطلب یہہ کہ
جن لوگون کو اپنی عقل و دانش کا غرور ہے جیسے روم و شام
کے لوگ تہے اونپر پیغمبر خدا کی حقیت نہ کہلی اور جو مانند
لڑکون کے اُمّی اور نادان کہلاتے ہین جیسے اکثر عرب کے
لوگ تہے اونپر پیغمبر کی حقیت کہلی اور یہہ بہی حضرت
عیسیے نے فرمایا ہے کہ دروازہ نجات کا تنگ ہوتا ہے
اوسمین کم لوگ داخل ہوتے ہین اور دروازہ ہلاکت
کا وسیع ہوتا ہے اوسمین بہت لوگ داخل ہوتے ہین
اور یہہ بہی مکرر فرمایا ہے کہ بلائے گئے بہت ہین
اور برگزیدہ کم ہین * یہان ایک لطف کی بات سمجہنے
کی یہہ ہے کہ اگر اکثر علمائے یہود و نصاریٰ پیغمبر خدا کے

موافق ہو جاتے تو دشمنون کو زیادہ تر گنجایش احتمال شیطانی
اور واہمہ نفسانی کی اسطرح پر ہوتی کہ اونہین کچھہ سیکھا ہے
اور اگر سب سیکھے واسطے موافق ہوتے تو اور کافرون
کو اس کہنے کی گنجایش بہت زیادہ ہو جاتی کہ سب لوگون
نے مشورہ کرکے اسکو کھڑا کیا ہے اور اپنی طرف سے
باتین بنائی ہین اور اگر بعضے علماء یہود و نصاری بہی اور
بعضے قریشی بہی ایمان نہ لاتے تو مخالفون کو اس اعتراض
کی گنجایش ہوتی کہ جب ماہرین کتب سابقین کے اور دانشمند
ولیے جو عمر بہر کے حرکات اور سکنات سے اگاہ تھے
ایمان نہ لائے تو باہر بندہ لوگون کے کہنے کا کیا اعتبار
ہے بالجملہ عجب حکمت الٰہیہ واقع ہوئی نہ وہ ہوا نہ یہہ ہوا اور
باینہمہ جواب کافر لوگ منجملہ اون دونون طرح کے کسیطرح کا
اعتراض کرتے ہین سو اونکی اعتراض محض بیہودہ ہے
اور اصل حقیقت یہہ ہے کہ عدم سے وجود مین سواے
حضرت واجب تقدس و تعالے کے کوئی چیز کسی
چیز کو نہین لاتی ہے اور نہ لاسکتی ہے خواہ منجملہ جواہر ہو
خواہ منجملہ اعتراض سو ایمان لانا یا نہ لانا کسیکا کسی پیغمبر پر

صدور اور عدم صدور معجزات سے نہین ہوتا چنانکہ انجیلین
اسباتکی گواہ ہین از انجملہ پہلی انجیل کے اکیسوین باب سے
ستائیسوین ورس مین ہے کہ تمام خلقت حضرت یحیی
کو پیغمبر جانتی تہی * حالانکہ چوتہی انجیل کے دسوین باب کے
اکتالیسوین ورس مین ہے کہ یحیی نے کوئی معجزہ نہین
دکہایا * اور پہلی انجیل کے گیارہوین باب کے ورس
بستم سے ظاہر ہے کہ جن شہرون مین حضرت عیسے نے
بہت سے معجزے دکہلائے وے ایمان نہین لائے
اور جسنے اناجیل اربعہ دیکہی ہونگی اوسپر یہہ بات خوب
روشن ہوگی کہ منجملہ حواریان مخصوصین کے کسیکے ایمان
لانے کے ذکر مین یہہ نہین لکہا ہے کہ فلانا معجزہ دیکہہ کر
وہ ایمان لایا بلکہ اونمین سے جہان جسکا حال لکہا ہے سو
اکثر یہی لکہا ہے کہ حضرت عیسے نے فرمایا کہ میرے ساتہہ
ہو لے وہ ہو لیا یا یہہ کہ صرف نصیحت اور صحبت سے ایمان
لایا اسی جگہہ سے وہ بات ہے جو مولوی روم فرماتے ہین
ع معجزہ از بہر قہر دشمن است ٭ بوی جنسیت پے دل
بردن است ٭ اور ذری غور کیجئے اور انصاف فرمائیے

کہ حضرت عیسے نے بقول عیسائیون کے کوئی حکم توریت
کا منسوخ نہین کیا چہ جا کہ اوسکے احکام ابدیہ اور نہ توریت
کو ویسے محرف اور ساقط عن الاعتبار کہتے تہے اور
نہ انہون نے بنی اسرائیل مین کوئی نیا دین نکالا تہا اور
نہ بنی اسرائیل بت پرست تہے کہ اونکے معبودونکو حضرت
عیسے غیر جائز العبادۃ فرماتے اور نہ بنی اسرائیل منکر معاد
اور منکر بعث ونشر کے تہے تا کہ اوسکی متعلق باتین جو حضرت
عیسے فرماتے اس جہت سے لوگ وہانکے اونسے
منحرف ہوتے غرضکہ اصول ملت مین کچہ بہی فرق اور
اختلاف درمیان بنی اسرائیل اور حضرت عیسے کے تہا
اور بقول پادریون کے فروع مین ہی تہا بجز اسکہ حضرت
عیسے بطور امر بالمعروف اور نہی منکر کے اونکو اعمال قبیحہ
اور اخلاق رذیلہ سے جنکی قباحت اور رذالت مسلم الثبوت
بالاتفاق تہی منع کرتے تہے او اعمال حسنہ اور اخلاق
حمیدہ کی جنکی محمدت اون سبکے نزدیک مسلم تہی تاکید
فرماتے تہے معہذا منجملہ لاکہون بنی اسرائیل کے
حضرت عیسے کے حیات تک صرف سو یا سوا سو آدمی مسلمان

ہوا ہے یہی اکثر ہوتے ہیں علاج حالانکہ سیکے سب وہاں کے
لوگ ذی علم و دانش تھے اور لوازم نبوۃ اور پیغمبری
کے اثار خوب پہچانتے تھے عموما اور خصوصا مسیح موعود
کے بخلاف حضرت خاتم النبیین روحی فداہ کے کہ نسبت
سارے جہان کے ایک نیا دین انہوں نے نکالا کہ اوسکے
اصول و فروع اوس زمانے کے بالکل سب تحت و الوان کے
خلاف تھے اور سارے عربستان کے معبودونکو علانیہ
ہیچ و پوچ بتاتے تھے اور اونکے طریقہ ابائی کو قاطبۃً
ضلالت اور موجب ابدیت فی النار فرماتے تھے اور
عرب والے بلکہ اکثر اور لوگ بھی وقایع بعث و نشر اور
لوازم قیامت کو منجملہ ممتنعات عقلیہ جانتے تھے معہذا
اونکو اونکے خلاف معتقدات مزمنہ دیرینہ کے اکثر
بات میں بھی تکلیف دی اور سیکڑوں قیدیں نماز روزے
اور زکاۃ اور وضو اور غسل اور محرمات نکاح کی اونپر لگائیں
اور عرب والے قطعاً نہیں جانتے تھے کہ نبی کیا چیز ہوتا ہے
حضرت ابراہیم کا نام سنتے تھے اور جانتے تھے کہ اگر
دے نبی ہو نگے تو اسطرح پر جیسے اور آدمی شفقت بر جانت

اور حرکات و سکنات اور لوازم و آثار بشری رکھتے اور
کھانے کو وے رہتے کہتے ہوئے اور اونکے پاس کوئی
کتاب کسی نبی معتقد علیہ کی تھی جسمین نبی آیندہ کی کچھ
کسی طرح کی خبر لکھی ہوئی ہوتی اور مقابلہ اہل انجیل
انحضرت تثلیث کو قطعاً باطل اور قتل عیسوی کو خلاف
واقع اور انکار کو نبوت عیسوی سے بمقابلہ یہود کے
موجب خلود فی النار اور مقابلہ اون سبکے انجیل کو بالکل
محرف اور بے اعتبار محض اور احکام مختصہ ملت انجیلیہ
کو بالکل منسوخ فرماتے تھے معہذا قبل از اشاعت
جہاد اور پیش از ظہور غلبہ ملوکانہ اسلامیہ کے ہزار دن
قریشی اور حبیون اہل علم اور اہل دولت منجملہ نصاریٰ
اور بعضے اونکے ملوک اور علی ہذا القیاس منجملہ یہود بعض
جہابذہ علما اونکے اور کتنے لوگ یہودی اور بھی اپنی دنیا
کی وجاہت اور اعتبار اور اکرام و چین اور عزت اور آبرو
خاک مین ملاکر اور گھربار اور خویش و اقارب کو چھوڑ کر محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل و جان سے گرویدہ
ہو گئے اور جان و مال اور ننگ و ناموس کو نہوں اپنا

انحضرت پر نثار کرنے سے لگے اور یکتا پرست اور کریم النفس
اور تارک الدنیا اور محو محبت الٰہیہ ہو گئے کیا یہہ سب کچہہ
یوہین ہو گیا اور کچہہ اثار وعلامات بینہ منجملہ شواہد نبوت سے کچے
انہون سے نہین پائیے تہے خوشا بحال شمان اون لوگون
کی قدر حضرت موسے اور حضرت عیسے اگر ہوتے تو جانتے
اور قیامت کو اونکی قدر دے کرینگے ہم لوگ کیا جانین
ہان البتہ اونکے نام لیوا ہم ہین اونکے نام کی برکت سے
خدا ہمین بہی بخشدے اور جو ثمرات از قبیل پیشین گوئی
اور کشف مغیبات اور شفاے مرضی اور محبت الٰہیہ اور
خشیت خدا وغیرہ خوارق عادات اور علو مقامات عموماً
صرف انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرط محبت کی
جہت سے حاصل ہوتے ہین اور اونکا حاصل ہونا ایسا
ظاہر ہے جیسا کہتے ہین کہ المکا فر بار ڈ والمستک جار یہہ
علاوہ ہین اون باتون سے جو اوپر لکہی گئین اور یہہ وہی باتین
ہین جنہین حضرت عیسے نے بارہا در باب معرفت نبی
اور متنبی اجمالاً فرمایا ہے کہ ثمر تو ہم ثمراتہم ہلا بتایے کہ
نوح سے عیسے علیہم السلام تک کوئی نبی بہی ایسا ہوا ہے

جس سے خیر محض باین کمیت وکیفیت جاری ہو کر سیکڑون
برس تک مثل دریا کے اُس سرے سے اوس سرے
تک پہنچی ہو حاشا وکلا کوئی ایسا نہین گذرا کما یشہد به تواریخ
العالم سے گرچہ شیرین دہنان بادشاہانند و لے ہا او سلیمان
زمان است که خاتم با او است ہا روی خوب است وکمال
ہنر و دامن پاک ہا لاجرم ہمت پاکان دو عالم با او است
اور لطف یہہ ہے کہ اکثر اگلے انبیا مشہورین سب پڑہے
لکہے تہے اور ایسے ملکون مین وے رہتے تہے جہان
سیکڑون حکیم اور دانا لوگ بود باش رکہتے تہے بخلاف
حضرت خاتم النبیین کے کہ اُمّی محض تہے اور اوس
سرزمین مین رہتے تہے جہان کے لوگون کو روم و فارس
والے منجملہ حیوانات وحشیہ جانتے تہے معہذا ایک
سمندر حکمت الٰہیہ اور علمیہ کا اونسے پہوٹ نکلا اور سارے
اکناف عالم کو اوسنے گہیر لیا اور معارف وحقایق الٰہیہ جو
امم سابقہ مین سوائے حکماے مخصوصین سو وہ بہی کم کم
اور کوئی جانتا ہی نتہا اور فارس اور ہند مین جسقدر تہے
وہ بطور کنوز مخفیہ کے علما اور سلاطین کے صندوقون اور

ڈنکے نقارخانون مین بند رہتے تہے سارے عالم مین اسطرح
پہیل گئے کہ ہر کوچہ و بازار مین ہر کس و ناکس کے زبان پر
جاری ہو گئے دلنغمہ ما قبل سے نگار ما کہ بمکتب نرفت و خط
ننوشت بہ غمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد ہے ہر گاہ وے
لوگ جنکی منقبت و انعیہ یہہ ہے سے بود میکدہ رندان
قلندر باشند کہ بستانند و بدہند افسر شاہنشاہی و خشت
زیر سر و بر تارک ہفت اختر پاے بدست قدرت نگرند منصب
دلالہ جاری ہے جنکے سر حلقہ مرشدین اسد اللہ الغالب حضرت
علی مرتضی اور بعد اونکے غوث الثقلین حضرت
عبد القادر جیلانی بہی ہیں انحضرت کی غلامی کو اپنا فخر
جانتے ہین اور اس مناقب سبکے حاصل ہونے کو
منحصر اوسی غلامی مین دیکہتے ہین سو مجہہ سگ دنیا ناپاک
کی کیا حقیقت ہے جو اس ناپاک موہنہ سے بہلا کچہہ
تعریف کر سکے یا اتنا بتا سکتا ہون سے دامن جہٹکنے
جس جا وہ نازنین چلے ہے اوس جا پہ سجدہ کرنے کو روح الامین
چلے ہے لاریب فیہ اللہم احیینی علی ذلک و امتنی علیہ و
ارزقنی الایمان و العافیہ بحرمتہ صلی اللہ علیہ وسلم

اٹھارہوان استفسار

چند خوبیان ایسی که ازروی برہان عقلی اور اقتضاے عقل سلیم
سے اونکی خوبی اور اونکے خلاف کی ناخوبی گویا منجمله
بدیہیات اوّلیه ہے اور عقلا اور نقلا دین وملت مین اون
خوبیون کے سوا کوئی خوبی ایسی نہین متصور ہو سکتی که اونکی
برابری کرے اور اون خوبیونکا ہونا ملت محمدیه مین اور
نہونا دوسری مشہور ملتون مین ایسا آشکارا ہے که کوئی ذی علم
اس سے انکار نہین کر سکتا اور وے خوبیان یہه ہین

پہلی خوبی

توحید جسکا ادنی مرتبه یہه ہے که کوئی چیز کسی بڑائی کی بات
مین ماسوا اسکے بے نیاز نه سمجھی جاے سواے واحد حقیقی
واجب بالذات حضرت مبدء کل کائنات تبارک و تعالی
کے اور کوئی چیز منجمله موجودات کے کسی آن فی الجمله بہی
اون سے بے نیاز نہین ہو سکتی اور اس اعتقاد سے کوئی
حرکت کسی کے لیے تعظیما کرنا اکبر کبائر معاصی اور اضل ضلالات
بعیده تصور کیا جاے چه جا که منجمله اون شخصونکے جسکا طور اوس
سے مسئله الوہیت ہو لیا ہے کوئی شخص اوسکے ہمرتبه سمجھا جاے

اور منجملہ اوسکے موجودات سے کوئی چیز مبدء کل کائنات اور
ظاہری کل موجودات دہیان کی جاسے اور کوئی چیز منجملہ
ممکنات سے بالکل عالم مین تاثیر و تصرف کرنیکے لیے
مفوض الاستقلال اعتقاد کی جاسے کہ یہہ تو بطریق اولے
باطل ترین امور باطلہ اور سخت ترین جرایم خبیثہ اور بدترین
معاصی کبیرہ سے ہے اور یہی توحید تفسیر ہے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ
کی اور متفق علیہ اساطین سبعہ یونان اور اونکے تابعین باحسان
کی ہے اور کوئی مسئلہ منجملہ مسائل حکمیہ کے برہانی الثبوت
نہ خلاف اوسکا برہانی البطلان ہو اس مسئلہ سے بڑھکر
نہین ہے یہانتک کہ الزام سوفسطائیہ کا بہی اوسپر متطرق
نہین ہوسکتا چہ جا کہ دہریہ کا کہ اونکے شبہے بعض طرق
پر جو واسطے اثبات توحید کے مقرر ہین عائد ہوسکتے ہین نہ کہ
سب طریقون پر کہ از انجملہ طریقہ فلاسفہ حقہ ہے جسکا اشعار
استفسار نخستین مین کیا گیا اور یہی توحید اول احکام عشرہ
منصوصہ توریت اور انجیل ہے اور اسکی تصریح جابجا
ان رسالون مین ہے جنہین پارسی لوگ صحایف آسمانی
اور کلام ربانی جانتے ہین اور اسیکا بیان ہے ہندؤن کے

یہان کی کتاب مین جو حال صریح ہے سیتھی اور سکھہ مین اور
اونکے بڑے بزرگ اوتارون کے کلام مین یہی جوگ
بشمت مین مسودہ توحید جس کمیت اور کیفیت سے
منجملہ شعائر ضروریہ اور اصول التزامیہ کے قرار پاکر عموماً
ملت محمدیہ مین رایج ہوئی اور مشارق و مغارب تک یعنی
اقصای اندلس اور فاس و بربر وغیرہ بلکہ جزائر خالدات
تک کہ حد غربی ربع مسکون کی ہے اور اقصای چین
بلکہ جزائر شرقیہ چین تک کہ حد شرقی ربع مسکون کی ہے
اور سواحل جنوبیہ افریقیہ مثل کیپ وغیرہ اور زنگبار اور
جزائر جنوبیہ ہند مثل لنکا وغیرہ کہ حد جنوبی ربع مسکون
کی ہے اور پچاس پچپن بلکہ ساٹھہ باسٹھہ درجے یعنی
اقصای شمالی اشیای روس تک کہ منتہی عمرانات
معتدبہا جانب شمال ربع مسکون کا ہے بطفیل محمد رسول
اللہ والذین معہ کے ایسی پہیلی کہ جیسے آدمی دنیا مین پہیل
جاتے ہیں کبہی نہ پہیلی تہی اور باقی تمام اور ملت والے
جیسے کہ انمین سیکڑون سلاطین گیتی ستان شمشیرزن
اور ہزارون علما اور حکما ذوی المحن صاحب فن گذرے

اور سیکڑون ہزارون برس تک ویسے پایہ حکومت اور حکمت پر
رہے ہیں اوسکے خلاف ہوتے رہے ہیں اور ابتک ہین چنانچہ
بڑی عظیم الشان ملّت قدیمہ مجوس کی ہے کہ اونمین ہزارون
برس سے منجملہ شعائر ضروریہ اور اصول التزامیہ دین کے
یہہ بات ٹھہر رہی ہے کہ بعضی چیزین موجود کی ہوئی واجب الوجود
کی حضرت وجود واجب سے بے نیاز ہوگئی ہین اور ارباب
تصرف ایجاد اور افنا سے اجزاء عالم کے مفوض الاستقلال
ہین اور بعد پرستش ایزد کے اونکی پرستش منجملہ ضروریات
دینیّہ کے ہے اور منجملہ مصدورات واجب کے بعض شخص
ضد غالب اوسکا ہے کما یشہد بہ کتبہم اور دوسری ملت قدیمہ
براہمہ ہند کی ہے سو ہزارون برس سے اوسکے اصول التزامیہ
اور شعائر ضروریہ دین مین سے کہ سگن اوپاشنا یعنی کیسی
مظہر کو منجملہ مظاہر الٓہیہ جو مثلاً سرچشمہ فیضان کثیر ہو مثل اجرام
علویہ اور بسائط سفلیہ اور نفوس ملکیہ اور بعض افراد کاملہ
جنیہ اور انسیہ کو برہم یعنے مبدء کل کائنات اور ظاہر
فی کل موجودات دہیان کرنا جائز بلکہ واجب ہے اور
قدر مشترک متواترہ ملّت قدیمہ اہل چین سے بھی یہی بات

معلوم ہوتی ہے اور ملت موسویہ کہ اگرچہ ظاہرا یہہ سنا جاتا ہے
کہ دو ہزار برس سے غیر خدا پرستی کا رواج انمین نہین
ہے مگر بعد حضرت موسے سے کئی بار سبکے سب بت پرست
ہو ہو جایا کیے اور سیکڑون برس بت پرست رہے
کما یشہد بہ التورات معہذا وے بمقابلہ اہل اسلام اقل
قلیل بلکہ کالعدم متصور ہین اور منجملہ ملت جدیدہ بڑی
عظیم الشان ملت نصرانیہ ہے جس سے گویا سارا یورپ
بہرا ہوا ہے اور اکثر ربع مسکون مین اب اونہین کی
حکومتین ہین سوا وسمین اواخر مائۃ اولی یا اوائل مائۃ ثانیہ
عیسویہ سے منجملہ شعائر ضروریہ اور اصول التزامیہ دین
کے یہہ بات ٹہر رہی ہے کہ واجب تعالی شانہ ایک
شخص بہی ہے اور تین شخص بہی ہین آدم عیسے مسیح اور
روح القدس اگرچہ واجب سے صادر ہوئے ہیں مگر
بجمیع الوجوہ اسی مرتبہ تعدد شخصیہ مین اوسکے برابر اور
قدیم بالذات اور خدا ہین کہ ویسا اور کوئی منجملہ موجودات
کے نہین ہو سکتا اور ملل مذکورہ مین سے جو کوئی
خال خال یکتا پرست ہوتا ہے سو وہ بہی اپنے لوگون کی

غیر خدا پرستی کو منجملہ ضلالات بعیدہ اور اباطیل قطعیہ کے
نہین جانتا ہے بلکہ غایت الامر منجملہ بدعات مخترعہ سمجہتا ہے
سو درحقیقت وہ بہی گویا انہین مین سے ہے اور علی ہذالقیاس
منجملہ ملل قدیمہ جداگانہ ہند ملت بودہ اور جین دہرم کی تہی
کہ اوسکا ایک شعبہ ہے جسے سراوگی کہتے ہین وہ بہی تو
واجب تقدس و تعالے کو کچہہ جانتے ہی نہین بلکہ او
بدہریہ ہین اور جو جانتے ہین سو معطل محض جانتے ہین
اور چینیون مین اب اکثر یہی مذہب رائج ہے اور سوا
ملل مذکورہ کے اور کوئی بڑی عظیم الشان ملت جسمین
سیکڑون اہل سلطنت اور اہل حکمت گذرے ہون اور
سیکڑون برس تک اوسکا قیام ہوا ہو اور کروڑون
آدمی اوس دین مین ہوے ہون کوئی نہین ہے اور
نہ کبہی تہی اور اونکے سوا جو ہے سو محض وحشی جانور یا
محض بت پرست بلا ادعاے دین آسمانی ہے خواہ اب بہی
ہون

دوسری خوبی

ملت والونکا اوپر ذکر ہو چکا کہ سواے اہل اسلام کے ربع
مسکون مین کوئی ملت صاحب منعہ اونکے سوا نہین ہے

اونکے اصل شارعین کا جنہین وسیے ہی شریعت جاکم بہ
ہین وہ حال وقال جو عقلاً منجملہ لوازم نبوت اور بعیات
رسالت ہوسکتا ہے اور اون ہی کون سیے الزام وجوب
اونکی تصدیق اور اونکی شریعت کی تسلیم کا مکلفین پر عقلاً
تمام سمجھا جاسکے منجملہ سمعیات ہو گیا ہے اور اسیطرح
اہل اسلام مین بہی ہرین تقدیر اوسی ضابطہ عقلیہ سیے
رو سیے جو واسیطے ثبوت سمعیات کے عقلاً درکار ہے کہ
استفسارہ دوازدہم اور اوائل استفسار پانزدہم مین او
بیان گذرا اوسقدر حال وقال معتد بہ جسکے ذریعہ سیے
تت والے اپنے شارع کی تصدیق اور اوسکی شریعت
کی تسلیم کا الزام مکلفین پر عائد کرسکین کسی ملت سیے
شارع کا نہین ثابت ہوسکتا ہے سوا سیے حالات
حضرت شارع ملت اسلامیہ سیکے یعنے جسطرح اندرو
اسانید متصلہ صحیحہ غیر محصورہ سیے قدر مشترک
معتد بہ بتفاصیل جزیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا
حال وقال ثابت ہوتا ہے اوسطرح پر اور کسی صاحب
شریعت کا حال وقال بسبب انعدام فن اسناد اور فقدان

اسناد صحیحہ متصلہ متعددہ اور وقوع اختلالات کثیرہ بسبب
امتداد مدت اور تحریف اہل خیانت اور عدم سابقہ رواج
نقل و اشاعت تالیف کتب دینیہ اور عدم ترویج کثرۂ درس
وتدریس اور ترقیم و تحریر دینیات وغیرہ سے کہ ہین ثابت
ہو سکتا ہے نہ حضرت عیسے اور نہ حضرت موسے کا چہ جائکہ
مہ اباد اور زرتشت اور برہما اور بیاس کا اور اگر صرف
لکہا ہونا سفید کاغذ پر سیاہ روشنائی سے کسی بات کا
اوس بات کے ثبوت واقعی کے لیے کفایت
کرے تو چاہیے کہ داستان امیر حمزہ اور عمر عیار اور
کہانیا الف لیلہ اور بہار دانش اور قصہ الہ آہا او دہن
اور ہفت سیر حاتم کی اور ویسے کتابین عیسائیون کی جنہین
صاحب میزان الحق احادیث جعلی اونکی اور صاحب
تحقیق دین حق خوشطبعی اور ظرافت اونکی بتاتا ہے
سب درست اور واقعی الثبوت سمجہی جائین اور جو نوشتہ
عدالت مین احد المتخاصمین گذرانین علے الاطلاق بلا شہود
بینہ واجب التمسک ہو جاوے اور اگرچہ بسبب امتداد
مدت چند صد سالہ اور مخفی ور آمیزی دشمنان اسلام کے

اسلام مین خصوصا بعض ہنود اور اکثر مجوس سے ملت
اسلامیہ کی بہی بہت سی باتون مین اختلال اور اختلاف
ہو گیا مگر درصورتیکہ الف و عادت اور تعصب و حمیت بیجا
اور بلادت اور جبر بیجا سے علیحدہ ہو کر اوروں کے
یہان کا قدر مشترک اختلال کا میزان انصاف مین رکھ کے
تو ہر شخص تولنے والے پر مانند اوسکے اپنی ہستی کے
یہہ بات کہلجاتی ہے کہ اگر ملت اسلامیہ کی مثلاً کسی بات
کی آنکہہ مین ذری سی پہلی ہے تو اور ملتون کی ویسی بات
کی آنکہہ مین ٹینٹر ہے اور اگر یہان کسی بات کے چہرہ پہ
چھائین ہے تو وہان جذام ہے اور یہان اگر مسکنی
سی جان باقی ہے تو وہان بالکل مر کر سڑ گل گئی ہے بالجملہ
حضرت خاتم النبیین علیہ الصلواۃ والسلام کا حال و قال
جسقدر کہ عقلاً واسطے الزام دینے مکلفین کے کفایت
کرے سمعیات سے ثبوت عقلی کے ضابطے کے موافق
جیسا ثابت ہے ویسا اور اوتنا کسیکا نہیں ثابت ہے
یعنے مثلاً جتنے معجزات تفصیلی اور مستحسنات عقلیہ عقائد
اور اعمال کے مفصلاً حضرت سرور کائنات کے اوس

ضابطے کے موافق ثابت ہین اوسطرح پر اور اُس ضابطے
سے حضرت موسیٰ کا نہ کوئی معجزہ ثابت اور نہ کوئی بات
عقائد اور اعمال کی اور نہ حضرت عیسیٰ کا کوئی معجزہ اور نہ کوئی
عقیدہ اور عمل تعبدی چہ جا کہ مہ آباد اور زردشت اور برہما
اور بیاس کا اور نہ اونکی کسی کی کتاب کی کوئی سند صحیح
متصل دستیاب ہو سکتی ہے خصوصاً قرون اولے
کی اور نہ وہ علے صرافتہ بلا دخل کلام غیر کے اور بلا اختلاف
صحت اور غلطی الفاظ اور تراکیب کے باقی ہے غایت الامر
صرف اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ وے لوگ بہی بزرگ
اور واجب التعظیم ہین اور اور کوئی امر جزی بطور قدر
مشترک جس سے کہ وے اہل اسلام کو الزام دین اور
امہات اصول متنازعہ فیہا مین نقلاً وے اپنی حجت تمام کرین
نہین ثابت ہو سکتا ہے اور جو اصل غرض بعثت انبیا
علیہم السلام کی صرف اتنی ہی تہی کہ صفات اور افعال حضرت
مبدء جلشانہ اور معاد انسانی کے حالات جسقدر کہ واسطے
وصول الی اللہ کے جاننا اور دریافت کرنا اونکا مناسبت
بلکہ ضرور ہے اور باتین خصوصیت فنا فی المحبت

مخصص اقدس نبوی کی کہ رکن اعظم وصول الی اللہ کا ہے
دنیا میں پھیل جائیں اور تقریباً اتمام اون باتونکی تسلیم کا
عقلاً تمام ہو جاسے اور یہہ امر بتصدق شرف نبوۃ محمد رسول اللہ
صلی اللہ و آلہ وسلم سے کے عالم میں پھیل پڑا آنحضرت پر نبوت
ختم کی گئی اور جسطرح ختم نبوۃ کا اظہار اپنی ذات کے نسبت
آنحضرت سے ثابت ہے کسی نبی سے نہیں ثابت ہے
بلکہ مروی بہی نہیں اسیواسطے فرمایا قد تبین الرشد من الغی
یعنے خوب واشکاف اور بہت اشکارا ہوکر ممتاز ہوگیا
امر نیک امر بد سے اور فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت
علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً

تیسری خوبی

متعبدین ہر ملت کے جانتے ہین اور بالاتفاق از روی عقل
ونقل ثابت ہے کہ تزکیہ نفس کا اور تکمیل اوسکی موقوف ہے
اعتقادات صادقہ اور اخلاق حمیدہ اور ریاضات لائقہ پر جو
بذکر الہی اور مخالفت نفس کے ہو یعنے مرتبہ کمال محبت الہیہ کا
کہ اصل مقصود ہے بدون امور ثلثہ مذکورہ کے نہیں
حاصل ہوتا اور یہہ جو بعضے سمجہے ہین کہ صرف تحقق امور ثلثہ
کا کمال نفس انسانی کا ہے اور آگے کوئی حالت منتظرہ

حصول کمال کے لیے باقی نہیں ہے سو محض غلط ہے ہاں
دوزخ سے نجات کے لیے البتہ تحقق امور سہ گانہ مذکورہ
کا درصورت معاف ہونے اپنے معاصی کے کفایت کرتا ہے
اور علی ہذا القیاس یہہ بہی بالاتفاق مسلم الثبوت ہے کہ درباب
حصول اصل مقصود کے بذریعہ امور سہ گانہ مزبورہ کے
خصوصیت ارشاد مرشد کامل کو بہت بڑا دخل ہے بلکہ وہ بہی
گویا موقوف علیہ اوسکا ہے یہانتک کہ وہی باتین بالفرض
اگر کوئی اپنے ذہن سے نکال کر مقرر کرے تاہم ثمرہ مذکورہ
اون باتون پر اوس کمیت اور کیفیت کے ساتھہ نہین
مرتب ہوگا ہرگاہ یہہ بات ٹہر چکی تو دیکہیے کہ جتنے امور اقسام
ثلثہ مذکورہ کے ملت اسلامیہ مین ہین سو اگرچہ ویسیہی باتین
اور ملتون مین ہون سو قطع نظر اسبات سے کہ جس
لطافت اور خوبی سے اسلام مین ہین اور نہین
نہین ہین اور بہی قطع نظر اسبات سے کہ بسبب فقد اون
توحید خالص کے ملل مذکورہ سے سب امور تعبدی اون
ملتون کے منجملہ لغویات محضہ مین درصورت بجا اوری ان
امور سہ گانہ مذکورہ کے ثمرہ سابقۃ الذکر ملت اسلامیہ مین

ثابت ہو سکتا ہے اور اور کسی ملت مین نہین ہو سکتا
کیونکہ اور ملتون مین فن سند مفقود ہے اور بسبب امتداد
زمان اور عدم ترویج اونکے کتب مذہبیہ کی اونکے قرون اولی
مین اور وقوع تحریف کے وے سب باتین اون ملتون
کی مختل ہوگئی ہین اور اب یہہ نہین ثابت ہو سکتا ہے کہ
اونکے صاحب شریعت نے اسبات مین کیا لفظین
فرمائی ہین بخلاف ملت اسلامیہ کے کہ بسبب موجود ہونے
اسناد متواترہ کے اول سے آخر تک صاحب شریعت
کا حال و قال بہ نسبت امور سہ گانہ مذکورہ کے بجنسہ اور
بالفاظہ ثابت اور موجود ہے پس عقلاً انتساب اون باتونکا
اور ملتون مین صاحب شریعت کے طرف صحیح نہین متصور
ہو سکتا ہے اس بحث کی مثال یہہ ہے کہ مثلاً ہم لوگ
ہر روز بہ ہدایت مذہبی پانچ وقت خدا کی تکبیر اور تہلیل کرتے
ہوے اوسکا سجدہ کرتے ہین اور سب مراتب تعظیم کے
بجالاتے ہین اور ہر وقت مکرر یہہ کام کرتے ہین سو اگرچہ
اور ملتون مین ذکر الہی مشروع و مروج ہے سو قطع نظر
اس سے کہ وہ اوس جامعیت اور خوبی کے ساتھہ نہین ہے

جیسے ہمارے یہان کی نماز ہے اور بسبب اوسکے ہوئیکے
سے یکے در غمس ثنویت اور تثلیت اور سگن اوپاشنا کے سر آسر
باطل اور موجب وبال ہے یہہ دہیان کہ اسطرح سے ذکر
الہی مین خدا کے پیغمبر سے تشبّہ حاصل ہوتا ہے اور
اسطرح کی عبادت مین حضرت مہبط وحی الہی کے ساتھہ
تشبّہ کا فائدہ ہے سواے اہل اسلام کے اور کسی ملت
والے کو عقلاً نہین حاصل ہو سکتا ہے یعنے مثلاً ملت اسرائیلیہ
مین یہہ نہین معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت موسے اور
حضرت ہارون یا حضرت داؤد اور حضرت سلیمان اور
از راہ جسمیت حضرت عیسے کس حرکات وسکنات سے
خدا کی عبادت اور اپنے حق عبودیت کو ادا کرتے تہے
کیونکہ ایک بات بہی اونسے بسند متصل صحیح ثابت نہین ہے
چہ جاکہ بحد تواتر پہونچی ہو بخلاف حضرت خاتم النبیین کے
کہ جسطرح انحضرت کا ہونا اور دنیا میں ظہور کرنا ثابت ہے
اوسیطرح یہہ بہی ثابت ہے کہ انحضرت پانچبار بایوجوب
اسطور پر ذکر الہی کرتے تہے سو صرف بہ نیت تشبّہ حضرت
مہبط وحی الہی کے خدا کی عبادت ایک طرز خاص پر

ادا کرنا اور بلا نیت اوس تشبیہ ہے اور کرنے مین ارباب
حصول نورانیت اور شرف و منزلت کے زمین و آسمان کا
فرق ہے اگرچہ ہم عوام لوگون کو بسبب انہماک کے معاصی
شدیدہ مین ثمرہ مذکورہ نمایان نہو مگر از روی اوس مقدمہ
متفق علیہا کے جو آغاز تمہید مین لکہا گیا اور بہی از روی
اقتضاے عقل سلیم کے ممکن الحصول ہونا اوس ثمرے کا
بنسبت اور ملت کے اسلام مین زیادہ تر ثابت ہے
یا مثلاً روزہ رکہنا سو اگرچہ اور ملتون مین بہی ہے اور کوئی
علاوہ اوسکے بالعد اکثر لوگون مین اوسکی صورت بہی
خراب ہو گئی ہے یعنے ہندؤن کے یہان اکثر صرف
حبوب اور غلات سے دن بہر پرہیز کرنے کو اور اکثر
نصاریٰ کے یہان صرف لحوم سے دن بہر پرہیز کر رہنے
کو روزہ کہتے ہین مگر اس نیت سے کہ کسی نبی کا فعل ہے
اور ہین اوسکا تشبہ چاہیے عقلاً کسیکو نصیب نہین ہو سکتا
اسیطرح اکثر احکام عملیہ اور اخلاق اور جملہ عقاید ضروریہ
مین شرف مذکور بسبب بقاے حضرت قران شریعت کے
جو اہل اسلام کو حاصل ہو سکتا ہے اور ملتون مین غیر ممکن

پہنچوہی خوبی

حضرت قرآن شریف جن صفتون سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ماخوذ اور موجود ہے اون صفتون کے ساتھہ کوئی کلام مبسوط بلکہ غیر مبسوط بہی منجملہ تبلیغات نبوۃ الہیہ کے کسی ملّت کے صاحب تشریع سے منجملہ ملل سابقۃ الذکر کے ماخوذ اور موجود نہین ہے کہ ہر صفت اون صفتون سے ایسی ہے کہ درصورت اوسکے نہونے کے اوس کلام مین وہ کلام بمقابلہ اوس کلام کے جو جامع اون صفتونکا ہو لیاقت احتجاج اور استدلال سے ساقط ہے خصوصاً جبکہ سب منجملہ سمعیات اور منقولات ہو اور وے صفتین یہہ ہین

پہلی صفت

وہ کلام اوس زبان مین ہو جو زبان مکلّفین کی ہے اور اوسکے لیے ایسے قواعد ہون کہ اگر ارباب السنہ مختلفہ اوسکے مکلّف ہون تو وے بہی بدولات ضروریہ اوس کلام کے بذریعہ اون قاعدونکے دریافت کر سکین نہ یہہ کہ ایسی زبان مین ہو کہ اب عالم مین کسیکی زبان نہین اور نہ اوسکی لغت اور صرف نحو کسیکو معلوم ہوسکے اور اوس کلام کے

ناقلین اولین اور ماننے والے اوسکے کہتے ہون کہ
یہہ کبھی کسیکی زبان دنیامین تھی ہی نہین اور اب بھی نہین ہے
اور جو اوسکے ناقلین اولین کی زبان کے قاعدے ہین
وے خود ہی سے گھڑتے ہون کہ اون قاعدونسے اوس کلام کا
مطلب نہین دریافت ہوسکتا چہ جاکہ اور کسی زبان کے
قاعدونسے **دوسری صفت** حضرت سید
حقیقی سے جس صاحب تشریع کو وہ کلام واسطے تلقین مکلفین کے
بطور القا کے حاصل ہوا ہو لا اقل وہ صاحب تشریع
ایسا تو ہو کہ اوسکے ماننے والے اور اوسکے حال کے پہلے
بیان کرنے والے اوسکی رسم و تعریف مین ایسے مضطرب
البیان تو نہون جس اضطراب کی جہت سے یہہ کچھہ نہ معلوم
ہوسکے کہ وہ شخص ملک تہا یا بشر یا جن یا اور کسی نوع کا فرد
کیونکہ ظاہر ہے کہ درصورت بشر نہونے کے سائر
مکلفین بنی آدم اوسکے اوسطرح کے حالات کو جس سے
الزام اوسکی تصدیق اور تسلیم کا عقلاً تمام ہوتا ہے کیونکر
دریافت کر سکین گے اور ضرور ہے کہ ایسا ہو کہ ماننے
والے اوسکے اوسکے سخن کو مسائل دینیہ مین ایسا جانتے ہون

جیسا پارسی اور یہود اور نصاری اور مسلمان اپنے اپنے صاحب
شریعت کے سخن کو جانتے ہین یعنے اوسکی مخالفت کو مسلما
دینے مین ضلالت جانتے ہون نہ یہہ کہ از قبیل اجتہادیات
اور اوس سے اختلاف کرنے کو بطور اختلاف
مجتہدون کے از قبیل جائزات سمجھتے ہون کہ اس منصب مین
سبھی مکلفین شریک ہو سکتے ہین

تیسری صفت

کلام جس مہبط وحی الہی سے ظاہر ہوا ہو وہ اوس کلام کو
بالفاظہ کلام الہی کہتا ہو نہ یہہ کہ اوسکے ماننے والے بہ نسبت
اوس کلام کے مہبط وحی الہی سے یہہ نقل کرتے ہون
کہ وہ سے اوس تبلیغات الٰہیہ کو بطور روایت بالمعنے کے
بیان کرتے ہین کہ اوسمین سے وہ فائدہ جو بالفاظ کلام
الہی مین حاصل ہے خواہ مخواہ جاتا ہی رہتا ہے چنانکہ اہل کتاب
اوس کلام الہی کو جو توریت مین مخلوط ہے اور انبیاے
بنی اسرائیل تبلیغا من اللہ بیان کرتے تہے کہتے ہین
کہ وہ اوسیطرح پر ہوتا تہا جسطرح ہمارے پیغمبر خدا حدیث
اور اولیا اونکی امت کے مطالب الہامیہ بیان کرتے
ہین اور لا اقل اتنا تو ہو کہ جو اوس مہبط وحی الہی سے

بقرار واد تبلیغ رسالت ظاہر ہولے ہے نہ تو بحفاظت ہونہ کہ وہ
ہی بالفاظہ ہو بلکہ اوسکا ترجمہ دوسری زبان مین ہو چنانکہ انجیل کا
حال ظاہر ہے اور سب رومن کاتہلک کہ دوسو تین سو برس سے
پہلے کافہ نصرانی اوسی طریقہ پر تہے کہتے ہین کہ انجیل عبری
زبان مین تہی نہ کہ یونانی زبان مین کہ وہی اب بجاے اصل
کے قرار دیجاتی ہے اور اب بہی سولے انگلسیون کے
جمہور عیسائی اوسی مذہب پر ہین مگر فرقہ جدید پروٹسٹنٹ کا
کہ عموما انگلسیونکا مذہب ہے کہتا ہے کہ اصل انجیل اسی
یونانی زبان مین تہی حالانکہ یہہ بات روایت اور درایت
دونونکے خلاف ہے کیونکہ متقدمین یعنے رومن کاتہلک
اوسکے خلاف اپنے اسلاف سے نقل کرتے ہین اور درایت
بہی منتفی ہے کہ وے سچ کہتے ہین اسلیے کہ حضرت عیسے
عبری تہے اور جن لوگون پر پہلی بار وے مبعوث ہوئے
تہے بنی اسرائیل وے بہی عبری نژاد تہے اور تا عدم
وقوع واقعہ طیطوس رومی اکناف عالم مین وے منتشر
نہین ہوئے تہے بلکہ اپنی ولایت خاص مین تہے
چوتہی صفت صاحب تبلیغ رسالت اوس کلام کا

امور باطلہ قطعیہ کی تعلیم اور ترویج سے معصوم ہونا یہہ کہ اپنی
ساری امت موجودہ کے لیے بعد نبی ہو چکنے کے گوسالہ
سونے کا ڈہالکر بنادے اور اون سب پر منادی کردے
کہ یہی تمہارا معبود ہے اسکے حضور مین نذرین چڑہاؤ جیسا
کہ معاذ اللہ انجیل مین حضرت ہارون کے نسبت مفتریٰ لکہا ہے
یا یہہ کہ سبکو سکہلا دے کہ آسمان والے خدا سے دو خدا
اور نکلے ہین اور وے تین شخص بہی ہین اور وے تینون
ایک شخص بہی ہین کہ یہہ منجملہ ممتنعات بدیہیہ اور مہملات جلیہ
کے ہے اور کہے کہ ایک خدا اون مین سے عورت کے
پیٹ مین جنین بن کر اوترا اور بعادۃ معلومہ نکل کر بتدریج
جوان ہوا بعد اوسکے آسمان پر والے خدا کے پاس سے
وہ تیسرا خدا کبوتر کی صورت بنکر اوس پر اوترا بعد اوسکے
وہی دوسرا جو جنین بنا تہا اخر کار ملعون ہوا اور تین دن
دوزخ مین رہکر پہر اوٹہہ کر آسمان والے پاس جا بیٹہا اور
اوس تیسرے کو پہر شعلون کی صورت پر متفرق الاجزا
کرکے ایک آندہی کے ساتہہ اپنے خاص بندون پر
اوتار دیا چنانکہ اہل کتاب بالاتفاق حضرت عیسے کے نسبت

اس تعلیم کا جز یا اعتقاد رکہتے ہین مگر عیسائی لوگ بطور

مدح کے اور یہودی لوگ بطور مذمت سے گئے یا بہ تحریف خوف

آبرو دنیوی بلکہ خوف جان سے بلکہ صرف بخوف مال کے

اپنے بعض پیشواؤن کے نسبب تمیز بین الحق والباطل فی الدین

کی فرضیت عینیہ کی جگہہ جمہور مکلّفین کے نظر مین تلبیس بین الحق

والباطل فی الدین قولًا اور فعلًا اور تقریرًا تینون طرح سے

جائز بلکہ واجب بلکہ واقع کہین جیساکہ مقلدین مجوسیون کی

کتابون مین لکہا ہے اور مجوسیونکے ایک پیغمبر کے پیشین

گوئی کے مصداق داناون مین طشت از بام ہے

پانچوین صفت

وہ کلام رسالت آلہیہ کا اسطرح

جمع کیا گیا ہو کہ اوسمین مثل صاحب الرسالت کے بشری

کلام کا نہ پہونچا کہ اوسکے سوا محض غیر نبی کا کلام بہی اوسمین

اسطرح ممزوج اور مخلوط ہو کہ ازروی استطاعت بشریہ

تمیز محال ہو جاوے جیسا بیل کا حال آفتاب نیمروز سے زیادہ

روشن ہے

چہٹہین صفت

وہ کلام مجموع

بین الدفتین شرق سے غرب تک جہان تک اوسکے ماننے

والے پہیلتے جائین قرن اول سے تا بقاے اوس شریعت کے

پہیلتا جاے اور پہیلا ہوا ہو نہ یہہ کہ اب وہ بر سبیل شذوذ
وندرت پایا جاتا ہو سو یہی ناقص و ناتمام کیونکہ ظاہر ہے
کہ تواتر قرون اولی کا لحوق غرابت کے نقصان کو جو قرون
اخیرہ مین ہوا ہے تلافی نہین کر سکتا اور بقاعدہ ثبوت
سمعیات مفید الزام مکلفین عقلاً نہین ہو سکتا اور علی ہذا القیاس
کثرت شہرت قرون اخیرہ کی سابقہ غرابت کے نقصان کا
جو قرون اولی مین ہوا ہو جبر نہین کر سکتی اور بقاعدہ ثبوت
سمعیات وہ بہی مفید اتمام الزام مزبور عقلاً نہین ہو سکتی

ساتوین صفت

جس صاحب رسالت نے اوس کلام کو ظاہر کیا ہو اوسیکے
قرن مین اوسکا پہیل جانا اور تقسیم اوسکی بلا تشبیہ بطور
باب و فصل یا قصیدے اور غزل اور رباعی کے اوسی
صاحب رسالت سے مشہور ہو جانا اس حد کو پہونچا ہو
کہ جب پہر وہ صاحب الرسالت اپنے قرن کے لوگون سے
عموماً یا اوس قرن کے خواص لوگ اور عوام لوگون سے
اوس کلام کی کسی بات یا اوسکے متعلق کسی بات کا ذکر کرتے
ہون تو صرف پتا دینے پر اوسکے اجزا کے جو بلا تشبیہ

بطور باب یا فصل یا قصاید یا غزلیات اور رباعیات سے کے
تالیف کے طرح پر سے ہی اکتفا کرتے ہون اور بعینہا اوسمقام
کی عبارت سب پڑھنا ضرور نہ جانتے ہون کہ یہہ معاملہ بالبداہۃ
گواہی دیتا ہے کہ ساری قلمرو مین وہ کلام پھیل گیا تہا جیسے
بلا تشبیہ حکام محکمجات فوقانیہ دولت انگلسیہ کے اپنے
ماتحت کے لوگون کو جب قانون وغیرہ کی کوئی بات
بتاتے ہین تو صرف اسی پر اکتفا کرتے ہین کہ فلانے
قانون کی فلانی دفعہ دیکھو نہ یہہ کہ اوس دفعہ کی بجنسہ
عبارت حکمنامجات مین لکہتے یا زبانی پڑھ دیتے ہون
سو یہ ظاہر ہے کہ یہہ معاملہ نہین ہوتا ہے مگر اس جہت سے ہے
کہ قانون وغیرہ ساری قلمرو مین پھیل رہا ہے نہ یہہ کہ صرف
حکام کے صندوقون مین بند ہے کہ اسصورت مین ضرور
ہوتا اوسمقام کی عبارت کا بعینہا لکھدینا یا پڑھ سُنانا اور
یہہ بات سے یعنے صاحب الرسالت اور اوسکے قرن کے
خواص لوگون کا اوس کلام سے کسی سخن کے بتانے کا
وہ طریقہ تہا جو لکھا گیا باسناد متصلہ متکاثرہ غیر محصورہ
بقدر مشترک ایسا ثابت ہو جیسا اون سبکا اوس زمانے

مین ہونا نہ یہہ کہ ایک روایت بہی بسند صحیح متصل مرفوع
ایسی نہ پای جاتی ہو جس سے اوسطرح کا حال بقدر مشترک
مظنون بہی ہو چہ جاکہ ثابت چنانکہ توریت وانجیل کا حال
ہے

اٹہوین صفت

اوس
کلام کو اوّلاً اونہین نے لکہا ہو جنہون نے اوسے خود صاحب
الرسالت سے سنا اور یہہ لکہنا اونکا اوسطرح باسناد
متصلہ متکاثرہ ثابت ہو جسطرح اونکا اوس زمانے مین
ہونا نہ یہہ کہ صرف اسباتکا دعوا ہی دعوا ہو اور سند صحیح
متصل ایک بہی نہو جیسا کہ اسرائیلی ملت والونکا اپنی اپنی
آسمانی کتاب کے نسبت دعولے ہے

نوین صفت

وے لکہنے والے صرف دو ہی تین آدمی نہین بلکہ بہت
زیادہ ہون اور سبنے ملکر بہیات اجتماعی لکہا ہو اور اوس
جماعت والے وے لوگ ہون کہ اکثر امضاے کار وباے
شرعیہ صاحب الرسالت کا اونہین کے ہاتہہ سے ہوتا ہو
اور لکہنے والونکا متعدد ہونا اور اون سبکا ملکر لکہنا اور
اونکا صاحب امضاے امور شرعیہ صاحب الرسالت
کا ہونا باسناد متصلہ غیر محصورہ ایسی ہی ثابت ہو جیسا اونکا

اوس زمانے مین ہونا

دسوین صفت

صاحب الرسالت کے جن ملازمین خدمت نے اوس
کلام کو لکہا ہوا ونہین اوسیکا درس وتدریس بترتیب
تفصیلی انہین اوصال اور فواصل او تعیین انہین الفاظ او
تراکیب سے جس ہیأت تفصیلیہ سے وہ کلام اب تک سارے
عالم مین پہیلا ہوا ہے باسناد صحیحہ متصلہ مشہورہ اسطرح
پر ثابت ہو کہ اونہی سندون اور اون سندون کی ویسی
وثاقت ہے اوسکے اوصال اور فواصل موجودہ کے منافی
کوئی بات مروی بہی نہو چہ جا کہ لکہی ہوئی یا نقل چلی آتی ہو کہ اسطرح پر
لکہی ہوئی تو ایک سند ضعیف بہی نہین موجود ہے

گیارہوین صفت

سواے اون جامعین
کے باقی اجلہ ملازمین خدمت صاحب الرسالت سے کہ بہی
جنہین اون جامعین کے دشمن لوگ دشمن اون جامعین کا
بتاتے ہین اوسی نسخے کو منظور اور مقبول رکہتے رہے اور
اوسیکی درس وتدریس اور ترویج اور تصحیح کرتے رہتے
ہون اور اونکا اوسی نسخے کا درس دینا باسناد متصلہ صحیحہ
متعددہ مشہورہ ایسا ثابت ہو کہ کوئی قول اونکا منافی اوسکے

اوتنی اور ویسی سندون سے نہ ثابت ہوسکے

بارہوین صفت

بقیہ اجلہ طارمین

خدمت صاحب الرسالت سے یعنے سوا اسکے جامعین
اوس نسخہ خاص کے جو متداول ہے کسی سے کوئی
نسخہ اوس کلام کا خلاف وصل و فصل وغیرہ اس نسخے کے
برروی کار نہوا ہو بلکہ ہیک سند صحیح متصل بتفاصیلہ
مروی ہی نہو چہ جاکہ ثابت ہو اور برروی کار نہونا دوسرے
نسخے کا اونسے اسطرح پر ظاہر ہو جسطرح اونکا خارج از اسلام
ہونا ظاہر ہے

تیرہوین صفت

جسطرح
قلمبند ہونا اوس کلام کا حسب بیانات سابقہ ثابت ہو اوسیطرح
اوسکا محفوظ سینۂ حفاظ ہونا بہی موافق اونہیں مراتب
سابقۃ الذکر کے ثابت ہونا یہہ کہ ایک کا بہی کہیں سارا
یاد ہونا ثابت نہو جیسے توریت و انجیل کا حال ہے کہ کروڑون
یہودیون اور عیسائیون مین ایک بہی اوسکا حافظ من اولہ
الی آخرہ نہین ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ نوشتجات
کی تصدیق اور ماجراہاے محسوسہ کا ثبوت گواہون سے
اون گواہون کے بجنسہ اوس نوشتہ اور ماجرے کے

سرتاسر یاد رہے کہنے مین جسطرح قطعی اور واجب الاذعان ہوتا ہے
ویسا درصورت بھول اور یاد آوری سے اوسکے صرف
دوسرے سے کے یاد دلانے یا نوشتے کے دیکھنے سے
نہین ہوتا **چودہوین صفت** اوس کلام
کا بالفاظہ اور بجمیع اوصالہ ماخوذ ہونا صاحب الرسالت سے
ایسا ثابت ہو کہ اوسکے جامعین نے دشمنون کے زمرے
سے محققین گواہی دین کہ یہہ جو موجود ہے بجمیع الفاظہا اور
اوصالہا اور بجمیع حرکات و سکنات بعینہ صاحب الرسالت
سے ماخوذ ہے اور کوئی بھی اوسکے دشمنون سے منجملہ
تسلیم کرنے والون اوس صاحب الرسالت کے کسی کلام
نوع الکلام کو جو کسی معصوم سے وہی نقل کرتا ہے درصورتیکہ
اوسکے خلاف اور منافی ہو ہمرتبہ اور معارض مساوی نہ قرار
دیتا ہو کہ اسمین کمال ثبوت اوسکا از حد زیادہ ظاہر ہوتا ہے
اور ماورا اسکے اور جو کوئی بات منافی اوسکے
حال سے نقل لکھتا ہو تو اوسکے ثبوت کے مقابلے مین اوسکی
روایت کو کالمعدوم یا ماوّل جانتا ہو **پندرہوین
صفت** وہ کلام ایسا ہو کہ صاحب الرسالت سے

اوسیکے ضمن مین اوسکے نسبت یہہ بہی اونہین صفات مذکورہ
سے ثابت ہو اور کوئی دشمن اوسکے جامعین کا اس خاص
بات کے ثبوت مین کچہہ گفتگو نکر سکتا ہو کہ فاتو بسورۃ من مثلہ
الی قولہ ولن تفعلوا یعنے صاحب الرسالت نے اوسکی
بلاغت سے تحدی کی اور یہہ بہی فرمایا کہ نحن نزلنا الذکر وانا لہ
لحافظون یعنے جیسا اوسکا ظہور بلا دخل خلق ہے اوسیطرح
اوسمین کچہہ کمی بیشی دخل و تصرف خلق سے نہوسکے گی
اور یہہ بہی فرمایا کہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ
یعنے کمی بیشی اوسمین ایسی کہ اوسکے اوصاف مذکورہ و فواصل
کو مرتبہ حجیت سے ساقط کر دے نہونے پاویگی کیونکہ
اسطرح کا دخل و تصرف بدترین امور باطلہ کا ہے بلکہ قدیم سے
دشمن اوسکے جامعین کے بہی اجلہ علماء مین حضرت رسالت
سے اوس کتاب کے حق مین بطور اپنے تواتر کے
نقل کرتے ہون کہ لا یہدم ارکانہ یعنے قرآن کا کوئی جز
نہین گرایا جائیگا اور اوسیطرح یہہ بہی نقل کرتے ہون
کہ لیس علی احد بعد القرآن من فاقہ یعنے کوئی چیز
محتاج الیہ حصول نجات کی نہین ہے بعد قرآن موجود کے

نہ یہہ کہ خود نبی متاخر نبی متقدم سے کے تبلیغات الٰہیہ کے نسبت
گواہی دیے کہ ظالمون نے اس امت سے اوس کلام کو متغیر
کر ڈالا ہے اور اوسکی باتون کو بدل ڈالا ہے اور اپنی
بدعتون کی رونق کیلیے اوسے ناکارہ کر دیا ہے
اور اوسکی تحریف کرنے والے ہین اور آیندہ اوسمین
دروغ ملانے والے پیدا ہونگے چنانکہ توریت و انجیل
کے نسبت ارمیا اور اشعیا اور عیسے علیہم السلام اور
پولوس حواری اور پطرس حواری نے کہا ہے

سولہوین صفت ہے

جس زبان مین وہ کلام
اوس زبان کے اصل زبان والے اوسکے معارضے
سے عاجز آئے ہون اور اونکا عاجز آنا ایسی ظاہر ہو جیسا کے
اونکا اوس زمانے مین ہونا اور تمام ماہرین اوس زبان کے
اوسکو ابلغ الکلام کہتے ہون اور برابر سیکڑون گواہیان
اوسپر گذرتی چلی آتی ہون

سترہوین صفت

اوس کلام مین اون عقائد اور اخلاق اور اعمال حسنہ کے
ساتھہ جو علی الاطلاق سبکے نزدیک عقلاً مستحسن ہین اور
باتین بین منجملہ مستحسنات عقلیہ اور مطبوعات روحانیہ ایسی

ہون کہ کبھی کسیطرح بیان کہین نہین گو کہ بعضی ایسی ہون کہ
بادی النظر مین نہ معلوم ہون اور باوجود ذکر پند و نصیحت
معاملات دنیویہ کے کہین ذکر الہی سے غفلت نہو اور
کوئی آیت طولانی بلکہ متوسط خالی اس سے نہو جسمین خدا کا
ذکر کسی نہ کسی طرح پر نہو اور دیکھا جاتا ہے کہ کوئی نکوئی بات
منجملہ اون بیس باتون کے جو استفسار ہفتدہم مین بجواب
رسالہ تحقیق دین حق لکھی گئین نہو نہ کہ جیسے بیبل کہ رسالے
کے رسالے اوسمین محض داستان سرائی ہے اسطرح
کہ اوسمین اون باتون مین سے کوئی بات کہین مذکور
نہین الا ماشاء الله کوئی کوئی بات شاید کہین کہین ہے
فقط بہلا بتلا ہے کسی ملت مین کوئی کتاب دین کی اسطرح
کی ہے جسمین وے سب صفات ہفدہ گانہ مجتمع ہون
حاشا و کلا کوئی کتاب کسی صاحب تشریع کی کسی شریعت
مین نہین ہے اور ملل مذکورۃ السابق مین جو کتابین ہین
سو منجملہ اون صفات ہفدہ گانہ کے بہت سی صفتون سے
بے بہرہ ہیں۔

پانچوین خوبی

یہہ صرف
بمقابلہ عیسائیون کے کہی جاتی ہے اور یہ وجہ سب کے

مقام ہے مین ہے کہ وہ نفس قدسی جسکی خوبی کی صاحب معجزات
نے گواہی دی اوسکو سچا جاننا اور دل و جان سے اوسکی
محبت کے خریدار ہونا اور اوسکی بات سے اعتراض و تمرد
کرنے کو موجب ہلاکت ابدی سمجھنا اور اوسکی نافرمان برداری
اور بے حرمتی کو تمام انبیا کی نافرمان برداری اور بے حرمتی
جاننا اور اوسکو صرف کلمہ اللہ سے موجود ہونے والا سمجھنا اور
جس بات کو وہ حیات ابدی کہتا تھا یعنی خدائی کے رہتے
مین سواے واحد حقیقی مبدء کل کائنات کے دوئی کی گنجایش
نہین اوسکے خلاف کو باطل قطعی جاننا اور اوسکو مرشد عالم
سمجھنا اور اوسکے حرکات غریبہ کو صرف افعال الٰہیہ اعتقاد
کرنا اور اول بار کے اوسکے ظہور کو صرف بنی اسرائیل کے
لیے جاننا گو کہ اور گمراہون کی گمراہی اوسکی پیروی سے
دور ہوتی ہو اور دوسری بار کے اوسکے ظہور کو کہ آیندہ
ہونے والا ہے سارے عالم کے لیے واسطے تشیید مبانی
بادشاہت آسمانی کے اعتقاد کرنا سواے محمدیون کے
اور کسی ملت مین نہین ہے یعنی حضرت عیسے کو خدا کا رسول
برحق اور نبی صاحب العزم اور مروج توحید اور اوسکے

کلام کو بلا تعارض کوئی نہین سمجھتا سواے اہل اسلام کے
پس یہ جو بعض متعصبین دولت انگلشیہ کے بمقابلہ اہل اسلام
کے مقدمات دینیہ مین غیر معتقدین حضرت عیسے اور انبیاے بنی اسرائیل نبوت
کی پچ کرتے ہین اور اون منکرون کے مقابلے مین اہل اسلام
کو زیادہ تر اپنے مذہب کا دشمن جانتے ہین صریح ناانصافی ہے

چوتھی خوبی

وہ وہ خوبی ہے کہ پایہ تقریر مین مناظرہ بطور امور مذکورہ
کے ہم نہین لاسکتے گو کہ عند التحقیق وہ سب خوبیون سے
بڑہ کر خوبی ہے کہ جسکے سبب متحقق ہو اوسکو امور محسوسہ
سے زیادہ تر اوسکا حق الیقین ہوتا ہے یعنے حصول محبت
الہیہ بے احتراز سے تکذیب سے حضرت خاتم النبیین صلوٰۃ
اللہ علیہ و علی سائر المرسلین کے اور کمال فنا فی حب اللہ
بدون فرط محبت کے انحضرت کی خدمت مین اور بدون
تسلیم اونکے احکام کے اس حیثیت سے کہ انہون نے
صادر کیے ہین اور اونسے اونکا صدور ایسا ثابت ہے
جیسے اونکا ہونا بحس ظاہر ممکن اور بحس متیقن ہے
آفتاب آمد دلیل آفتاب گر دلیلے بایدت رو ازو متاب

الحمد للہ کتاب استفسار ۱۲۸۱ ہجری مین تمام ہوئی اللہ تعالے
اسے قبول کرے اور دنیا مین اپنے فضل وکرم سے
پہیلاوے اور حضرت سرور کائنات علیہ الصلواۃ والسلام
کی مرضی کے موافق اسکا فائدہ ہر ایک آدمی کو مرحمت کرے
اور اس عاصی بے نماز ناشستہ رو کو انحضرت کے
جوتیون کے تصدق سے بخش دے اس کتاب کا تمام
مطلب یہ ہے کہ تثلیث قطعاً باطل ہے عقلاً اور نقلاً دونو
طرح سے اور تحریف اور اختلال توریت وانجیل حسب ادلہ
کا قطعی ثابت ہے عقلاً اور نقلاً دونون طرح سے اور معجزات
حضرت خاتم النبیین کے عقلاً ایسے ثابت ہین کہ کسی نبی کے
نہین ثابت ہین اسطرح پر کہ بدون تصدیق بندگان مصطفوی
کے کوئی سبیل عقلی اونکے تسلیم کی ہو اور بشارات انبیاے
پیشین کی انحضرت کے حق مین اس کیفیت سے ثابت
ہین کہ حضرت عیسے کے لیے نہین ہین اور کوئی اعتراض
اور شناعت عقلیہ حضرت خاتم النبیین کے حال وقال پر نہین
عائد ہوتی ہے مگر ویسی ہی جیسی کہ حضرت موسے اور حضرت
عیسے وغیرہ انبیاے بنی اسرائیل پر عائد ہوتی ہے

کو درحقیقت شناعت نہیں ہے اور جو شرف ملت اسلامیہ
ہے یہ عقلاً ثابت ہے وہ شرف ملکہ مثل اوسکے بھی کوئی
شرف کسی ملت کے لیے نہیں ہے اشہد ان لا الہ الا اللہ
وحدہ وان محمداً عبدہ ورسولہ وان عیسیٰ عبد اللہ
وابن امتہ وکلمتہ القیہا الی مریم وروح منہ یا مقلب القلوب
ثبت قلبی علی دینک وثبتنی علی الاسلام حتی القاک
اللہم ارزقنی حبک وحب من یحبک
والعمل الذی یقربنی الی حبک اللہم
اجعل حبک احب الی من
نفسی واہلی ومن الماء
البارد

تمت بالخیر